قال الله تعالیٰ إن علینا جمعه وقرآنه ۚ

فإذا قرأناه فاتبع قرآنه ۚ ثم إن علینا بیانه ۚ

چوں راس و اساس علوم حکمیہ علوم قرآن ست، و ازیں محرم توجہ علماء امت مبذول
بخدمتش از قدیم زمان ست، و از جملہ علوم خادمہ قرآن حسب آیت مزبورہ علم تفسیر و بیان ست باوجود
وفور و تکثر کتب ایں فن تجدد ضرورت، و مذاق اہل عصر مقتضی تالیفے جدید در تبیان فرقان ست، و کتاب ہذا کہ مسمّیٰ بہ

مکمل بیان القرآن

سنہ ١٣٤٣ھ

مع

مسائل السلوک	رفع الشکوک	وجوہ المثانی
کلام ملک الملوک	ترجمہ مسائل السلوک	مع توجیہ الکلمات والمعانی
(فی العربیۃ)	(فی الہندیۃ)	(فی العربیۃ)

بعبیان و برہان کامل و حاوی آں طرز و عنوان ست و ایں طبع نقل آں نسخہ شریفہ است کہ برآں حضرت مؤلف علام قدس سرہ نظر اصلاحی
باہتمام خاص نمودند کہ موجب مزید تبیان ست و ایں کامل تفسیر بیان القرآن ست، بنا علیہ کتاب مذکور باحسن عنایات و مکمل التزامات مثل
وضع متن قرآنی مع ترجمہ بین السطور در اول حصہ صفحہ و توالی متن مع تکریر ترجمہ و تفسیر بقید امتیاز مابین ترجمہ و تفسیر بخطوط بالایہ در دوئم
حصہ و حواشی عربیہ در سوئم حصہ و در پہلوئے صفحہ کتاب مسائل السلوک و در ختم ہر جلد مضمون وجوہ المثانی
متعلقہ بآں جلد کہ ہمہ اش مفید تمامیان قاریان و شایقان درک معانی اجمالاً یا تفصیلاً و طالبان
تحقیق مزید از عامیان و خاصان ست

احقر محمد اشرف کہ محتاج مغفرت و رضوان ست

در اشرف پریس، ۷ ایبک روڈ (انارکلی) لاہور

اہتمام طبعش نمود

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان

دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل

حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان

درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین

ٹیلیگرام چینل

سُوْرَةُ الْاَعْرَافِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَتَانِ وَسِتُّ اٰيَاتٍ وَّاَرْبَعٌ وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

الٓمّٓصٓ ۚ كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ○

یہ ایک کتاب ہے جو آپ کے پاس اس لئے بھیجی گئی ہے کہ آپ اس کے ذریعہ سے ڈرائیں سو آپ کے دل میں اس سے بالکل تنگی نہ ہونا چاہیئے اور یہ نصیحت ہے ایمان والوں کے لئے

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۗ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ○

تم لوگ اس کا اتباع کرو جو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے آئی ہے اور خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے رفیقوں کا اتباع مت کرو تم لوگ بہت ہی کم نصیحت مانتے ہو

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ سورۃ الاعراف مکیّۃ الا ثمانی ایات من قولہ واسألھم الی قولہ واذ نتقنا کذا فی البیضاوی اس سورت کے متعلق تین مناسبتیں لکھی جاتی ہیں ایک مناسبت اس کے اول کو سورت گذشتہ کے اخیر سے جس کی تقریر یہ ہے کہ اس کے اخیر میں قل اننی ھدانی الخ میں دین حق کی تعیین فرمائی تھی اور اس کے بعد ھو الذی جعلکم الخ میں ترغیب و ترہیب باعتبار ثواب و عذاب آخرت کے مذکور تھی اس کے اول میں کتاب انزل الیک الخ میں اس دین حق کی تبلیغ کا حکم ہے اور فلنسئلن الذین الخ میں آخرت کے معاملات سوال و وزن اعمال و جزا و سزا کا بیان ہے پس وہ دونوں مضمون ان دونوں مضمون سے متحد ہوگئے۔ دوسری مناسبت باہم اس سورت کے مجموعہ اجزا میں اس کی تقریر یہ ہے کہ تمام سورت پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ مضامین اس میں معاد اور نبوت کے متعلق ہیں چنانچہ شروع ہی کتاب انزل الخ میں نبوۃ اور فلنسئلن الخ میں معاد کی تحقیق ہے اور رکوع چہارم کے نصف کے بعد سے رکوع ششم کے ختم تک بالکل معاد کی بحث ہے پھر رکوع ہشتم سے رکوع بست و یکم کے ختم تک انبیاء علیہم السلام کے اور ان کے امم کے ساتھ جو معاملات ہوئے مذکور ہیں یہ سب مثبتے رسالت کے مثبت ہیں کہ رسالت کوئی امر مستغرب قابل انکار نہیں پہلے سے بھی رسول ہوتے آئے ہیں اور ان قصص میں ساتھ ساتھ منکریں رسالت کی سزاؤں کا بھی ذکر چلا آیا ہے تاکہ منکرین موجودین کو عبرت ہو اور رکوع بست و دوم کے نصف سے رکوع بست و سوم کے ختم تک پھر معاد کی بحث ہے صرف رکوع ہفتم و بست و دوم کے شروع میں اور کوئی رکوع بست و چہارم جو کہ آخری رکوع ہے اس کے اکثر حصہ میں توحید پر خاص بحث ہے اور رکوع دوم و سوم میں امور حقہ مثل رسالت و معاد کی تکذیب و انکار کی وجہ کی طرف کہ اغوا ہے اشارہ کرنے کے لئے قصہ عداوت شیطان کا بیان فرما کر اس سے احتیاط اور حذر کی تاکید فرمائی ہے اور بقیہ حصہ اقل قلیل سورت کا جو رہ گیا اس میں بعض امور جزئی بوجہ کسی مناسب مقام مذکور ہیں غرض زیادہ کلام معاد اور نبوت میں ہے اور ان دونوں کا مع اپنے متعلقات کے مناسب ہونا معلوم ہے پس اس سے باہم اجزاء سورت میں وجہ ارتباط ظاہر ہوگئی تیسری مناسبت اس سورت کے مجموعہ کو پہلی سورت کے مجموعہ سے سو پہلی سورت کے شروع تمہید میں جو اس کے مباحث کا خلاصہ لکھا گیا ہے اس کو سورت ہذا کے خلاصہ کے ساتھ ملانے سے وہ بھی ظاہر ہو جاتی ہے کہ اس میں یہ دونوں بحثیں بھی مع بحث توحید اور ان کے منکرین کے ساتھ مکالمہ و محاجہ تھا اور ان سب کا باہم تعلق ظاہر ہے سو سب سے اول تذکرون تک قرآن کا حق اور واجب الاتباع ہونا بیان فرماتے ہیں پھر وکم من قریۃ سے اس کے انکار و مخالفت پر دنیوی اور اخروی سزا سے ڈراتے ہیں اور شاید منشا رسالت کی تقدیم مسئلہ بعث پر یہاں اس لئے ہو کہ علم بعث علم رسالت پر موقوف ہے واللہ اعلم باسرار کلامہ

حقیقت و وجوب اتباع قرآن مجید الٓمّٓصٓ ○ (الی قولہ تعالیٰ) قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ○ الٓمّٓصٓ (اس کے معنی کی تو اللہ ہی کو خبر ہے آگے سے لکھا جاتا ہے) یہ (قرآن) ایک کتاب ہے جو (اللہ کی جانب سے) آپ کے پاس اس لئے بھیجی گئی ہے کہ آپ اس کے ذریعہ سے (لوگوں کو سزائے نافرمانی سے) ڈرائیں سو آپ کے دل میں (اگر کوئی ان کو نہ ملنے تو اس) سے بالکل تنگی نہ ہونا چاہیئے۔ (کیونکہ کسی کے نہ ماننے سے

البلاغۃ قولہ۔ ما انزل الیکم فی الروح جعل منزلا الیھم تاکید وجوب الاتباع ۱۲

الملحقات الترجمۃ قولہ فی حرج منہ اگر کوئی اشارۃ الی التقدیر مضاف ای من خوف تکذیبہ

وتشبیہ لقولہ تعالیٰ فلعلک تارک بعض ما یوحی الیک الخ ۱۲ قولہ بعد کیونکر

اشارۃ الی ترتیب التفاعل الانذار فالانذار مقدم فی الاعتبار فافہم ۱۲

مسائل السلوک

کتاب انزل الیک (الی قولہ) وذکری للمومنین قولہ لتنذر متعلق بقولہ انزل فیہ الامر للمرشد بالارشاد ونھی لہ عن الغم بغوایۃ من یرید ارشادہ فلا یستغنی عنہ کل الاستغناء ولا یقاسی لہ کل عناء ویکون الامر بین الشفقۃ والاستغناء

ترجمہ قولہ تعالیٰ

کتاب انزل الیک فلا یکن فی صدرک حرج منہ لتنذر بہ الخ لتنذر متعلق ہے انزل کے پس اس میں مرشد کو ارشاد کا امر ہے اور اگر مخاطب اس ارشاد کو قبول نہ کرے تو مرشد کو غم کرنے سے نہی ہے پس مرشد نہ بالکلیہ مستغنی ہو اور نہ رنج و فکر میں پڑے

وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ○ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ

اور کتنی ہی بستیاں ہیں کہ ان کو ہم نے تباہ کر دیا اور ان پر ہمارا عذاب رات کے وقت پہنچا یا ایسی حالت میں کہ وہ دوپہر کے وقت آرام میں تھے سو جس وقت ان پر ہمارا عذاب آیا اس وقت ان کے منہ سے

اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ○ فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ○ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ

بجز اس کے اور کوئی بات نہ نکلتی تھی کہ واقعی ہم ظالم تھے پھر ہم ان لوگوں سے ضرور پوچھیں گے جن کے پاس پیغمبر بھیجے گئے تھے اور ہم پیغمبروں سے ضرور پوچھیں گے پھر ہم چونکہ پوری خبر رکھتے ہیں ان کے روبرو

بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ ○ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ‍ۨالْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○

بیان کر دیں گے اور ہم کچھ بے خبر نہ تھے — اور اس روز وزن واقع ہونے والا ہے — پھر جس شخص کا پلہ بھاری ہوگا — سو ایسے لوگ کامیاب ہوں گے

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ○

اور جس شخص کا پلہ ہلکا ہوگا — سو وہ یہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کر لیا بسبب اس کے کہ ہماری آیتوں کی حق تلفی کرتے تھے۔

آپ کے انذار میں تو جو کہ اصل غرض ہے خلل نہیں پڑتا پھر آپ کیوں تنگ ہوں) اور یہ (قرآن خصوصیت کے ساتھ) نصیحت ہے ایمان والوں کے لئے (آگے عام امت کو خطاب ہے کہ جب قرآن کا منزل من اللہ ہونا معلوم ہو گیا تو) تم لوگ اس (کتاب) کا اتباع کرو جو (بواسطہ رسول کے) تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے آئی (اتباع یہ کہ تصدیق بھی کرو عمل بھی کرو) اور خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر (جس نے تمہاری ہدایت کو قرآن نازل کیا) دوسرے رفیقوں کا (جو تم کو گمراہ کرتے ہیں جیسے شیاطین الانس والجن) اتباع مت کرو (مگر باوجود اس شفیقانہ فہمائش کے) تم لوگ بہت ہی کم نصیحت مانتے ہو (چنانچہ ظاہر ہے کہ گمراہ اور گمراہی زیادہ ہے) **ربط** اوپر قرآن کا حق و واجب الاتباع ہونا مذکور تھا آگے اس کے انکار و مخالفت پر عذاب دنیوی و اخروی سے ڈراتے ہیں جیسا تمہید سورت کے اخیر میں بھی بیان ہو چکا

ترہیب بر انکار حق وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا (الیٰ قولہ تعالیٰ) بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ○ اور کتنی ہی بستیاں ہیں کہ ان کو یعنی ان کے رہنے والوں کو ان کی کفر و تکذیب پر) ہم نے تباہ کر دیا اور ان پر ہمارا عذاب (یا تو) رات کے وقت پہنچا (جو کہ آرام کا وقت ہوتا ہے) یا ایسی حالت میں (پہنچا) کہ وہ دوپہر کے وقت آرام میں تھے (یعنی کسی کو کسی وقت کسی کو کسی وقت) سو جس وقت ان پر ہمارا عذاب آیا اس وقت ان کے منہ سے بجز اس کے اور کوئی بات نہ نکلتی تھی کہ واقعی ہم ظالم (اور خطاوار) تھے (یعنی اس وقت اپنے جرم کا اقرار کیا جبکہ اقرار کا وقت گذر گیا یہ تو دنیوی عذاب ہوا) پھر (اس کے بعد عذاب اخروی کا سامان ہوگا کہ قیامت میں) ہم ان لوگوں سے (بھی) ضرور پوچھیں گے جن کے پاس پیغمبر بھیجے گئے تھے (کہ تم نے پیغمبروں کا کہنا مانا یا نہیں کقولہ تعالیٰ مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ) اور ہم پیغمبروں سے (بھی) ضرور پوچھیں گے (کہ تمہاری امتوں نے کہنا مانا یا نہیں کقولہ تعالیٰ یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم اور دونوں سوالوں سے مقصود توبیخ ہوگی کفار کو) پھر ہم چونکہ پوری خبر رکھتے ہیں (خود ہی) ان کے روبرو (ان سب کے اعمال کو) بیان کر دیں گے اور ہم (ان کے اعمال سے) کچھ بے خبر نہ تھے اور اس روز (یعنی قیامت کے روز اعمال و عقائد کا) وزن واقع ہونے والا ہے (تاکہ عام طور پر ہر ایک کی حالت ظاہر ہو جاوے) پھر (وزن

اللغات

قولہ البیات مصدر بمعنی بائتین الا علی ہٰسدہ بمعنی دعاؤ قیل بمعنی لوعار **البلاغۃ** فی الروح وانما خص انزال العذاب الیہم فی ہذین الوقتین لما ان نزول المکروہ عند الغفلۃ والدعۃ اقطع وحکایتہ للسامعین ازجر وادرع عن الاغترار باسباب الامن والراحۃ **قولہ** بآیاتنا عدی الظلم بالباء لتضمنہ معنی التکذیب والجحود کذا فی الروح

ملحقات الترجمہ [۱] **قولہ** فی ذکری اور یہ اشارۃ الی التقدیر المبتدء ہو ثم عطف الجملۃ علی ہذا الکتاب ۱۲ [۲] **قولہ** فی للمؤمنین خصوصیت اشار الی ان وجہ التخصیص بالمؤمنین لانتفاعہم بہ ۱۲ [۳] **قولہ** فی الیکم بواسطہ فلاینافی قولہ الیک فیما قبل ۱۲

[۴] **قولہ** فی فجاءہا وراشارۃ الی ان الفاء لمطلق العطف بمعنی الواو فانہ اسہل من قول بعضہم فی اہلکنا اردنا اہلاکہا ۱۲

[۵] **قولہ** فی قائلون آرام کما فی القاموس القائلۃ نصف النہار او ہی الراحۃ والدعۃ نصف النہار وان لم یکن معہا نوم ۱۲

[۶] **قولہ** فی الحق واقع ہونیوالا ہے اشار الی کونہ خبر الفصل ویومئذ ظرف للوزن ولا یضر اعمال المصدر المعرف لان الظرف لاینافی الصحۃ والفصاحۃ ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ فمن ثقلت موازینہ الخ قیل ثقلت ای غلبت مبنیا للفاعل موازینہ ای موازین حسناتہ ومن خفت ای غلبت مبنیا للمفعول ویوخذ منہ حکم من تساوت حسناتہ وسیئاتہ یعنی ہم بین ہولاء وہولاء وہم اہل الاعراف علیٰ قول وکذالک ینبغی ان یعامل بالناس فی الدنیا بان من کان غالب حالہ الصلاح یعد صالحا وان کان فیہ شئ من اللمم نعم یجب علیہ ان یصلح نفسہ

ترجمہ

قولہ تعالیٰ فمن ثقلت موازینہ الخ ثقلت کی تفسیر یہ کی گئی ہے کہ غالب ہوں اور خفت کی تفسیر یہ کی گئی ہے کہ مغلوب ہوں یعنی اول آیت میں حسنات کے غالب ہونیکا حکم ہے اور دوسری آیت میں ان کے مغلوب ہونے کا ذکر ہے اور اسی سے دونوں کی تساوی کا حکم معلوم ہو جاویگا یعنی وہ دونوں حالتوں کے درمیان میں ہوں گے اور یہ لوگ ایک قول پر اہل اعراف ہیں اور لوگوں کیساتھ دنیا میں اسی کے موافق معاملہ کرنا چاہئے کہ جس کی غالب حالت اصلاح ہو اس کو صالح سمجھا جاوے اگرچہ اس میں کچھ خفیف سی برائی بھی پائی جاوے۔ ہاں خود اس شخص پر یہ ضرور واجب ہے کہ اپنے نفس کی اصلاح کرے۔

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِی الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِیْهَا مَعَایِشَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۠ ع وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ

اور بیشک ہم نے تم کو زمین پر رہنے کی جگہ دی　اور ہم نے تمہارے لئے اس میں سامان زندگی پیدا کیا تم لوگ بہت ہی کم شکر کرتے ہو　اور ہم نے تم کو پیدا کیا　پھر

صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ ؕ لَمْ یَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ ○

ہم نے تمہاری صورت بنائی پھر ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو　سو سب نے سجدہ کیا　بجز ابلیس کے　وہ سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا

کے بعد جس شخص کا پلہ (ایمان کا) بھاری ہوگا (یعنی وہ مومن ہوگا) سو ایسے لوگ (تو) کامیاب ہوں گے (یعنی ناجی ہونگے) اور جس شخص کا پلہ (ایمان کا) ہلکا ہوگا (یعنی وہ کافر ہوگا) سو یہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کر لیا بسبب اس کے کہ ہماری آیتوں کی حق تلفی کرتے تھے (یعنی ان پر ایمان نہ رکھتے تھے) **ف** چونکہ اکثر ظلم کا اطلاق کفر پر آیا ہے اس لئے اس اخیر آیت کو کفار کے باب میں سمجھا گیا اور تقابل کی وجہ سے فمن ثقلت الخ کی تفسیر مطلق مومن کے ساتھ کی گئی نیز سورۂ مومنون میں خفت کے بعد فی جہنم خالدون آیا ہے یہ بھی قرینہ تفسیر مذکور کا ہے اور پلہ کا ہلکا ہونا بوجہ قلت ایمان کے نہ ہوگا بلکہ بوجہ عدم ایمان کے ہوگا یعنی جو پلہ ایمان کے رکھنے کے لئے مخصوص ہے وہ خالی ہوگا اور دوسرے پلہ میں کفر ہوگا لامحالہ خالی پلہ بھرے پلہ کے مقابلہ میں ہلکا ہوگا لیکن اس تفسیر سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ بجز ایمان و کفر کے اور اعمال حسنہ یا سیئہ کا وزن نہ ہوگا کیوں کہ قرآن مجید کی بعض آیات میں جیسے وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْئًا وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَیْنَا بِهَا اور احادیث کثیرہ میں عنوان کلی سے یا تصریح سے تمام اعمال کا موزون ہونا مذکور ہے غایت مافی الباب یہ کہ بعض آیات تعمیم حکم سے ساکت ہیں لیکن نافی نہیں پس اس قسم کی آیات میں فلاح سے مراد مطلق نجات ہوگی گو بعد سزائے اعمال ہی سہی پس اس میزان میں ایمان و کفر کا بھی وزن کیا جاوے گا اور اس وزن میں ایک پلہ خالی رہے گا اور ایک پلہ میں اگر وہ مومن ہے تو ایمان اور اگر وہ کافر ہے تو کفر رکھا جاویگا جب اس تول سے مومن و کافر متمیز ہو جاویں گے پھر خاص مومنین کے لئے ایک پلہ میں ان کے حسنات اور دوسرے پلہ میں ان کے سیئات رکھ کر ان اعمال کا وزن ہوگا اور جیسا کہ در منثور میں ابن عباسؓ سے مروی ہے اگر حسنات غالب ہوئے تو جنت اور اگر سیئات غالب ہوئے تو دوزخ اور اگر دونوں برابر ہوئے تو اعراف اس کے لئے تجویز ہوگی پھر خواہ سزا کے بعد خواہ شفاعت سے قبل سزا مغفرت ہو جاوےگی اب بحمد اللہ کسی آیت اور حدیث میں کوئی اشکال نہ رہا اور اس کی تحقیق کہ اعمال جب اجسام نہیں تو ان میں وزن کیسے ہوگا سو اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ نامہ اعمال وزن کئے جاویں گے جیسا کہ بعض روایات میں وارد ہے اور دوسری صورت یہ کہ وزن کے لئے جسمیت کا شرط ہونا شرائط عادیہ سے ہو جو اس عالم کے ساتھ مختص ہو اور اس عالم میں غیر اجسام میں بھی وزن ہو اور بعض نے جو تیسری صورت جواب کی اختیار کی ہے کہ میزان میں تاویل کر دی یہ ظاہر نصوص کے خلاف ہے چنانچہ احادیث مرفوعہ میں اس کے لئے کفہ کا ثبوت مصرح ہے رواہ الترمذی و ابن ماجہ وغیرہما اور ابن عباس سے بیہقی نے اس کے لئے لسان اور کفتین کا ہونا روایت کیا ہے اور وہ فی الدر المنثور پس ایسی تاویل جو بلا ضرورت ہو اور روایات کے مصادم ہو مقبول نہیں گو کیسا ہی بڑا شخص کہے رہا یہ کہ اس میں حکمت کیا ہے سو ممکن ہے کہ عام خلائق کے روبرو اظہار معدلت اور قطع معذرت اس کی حکمت ہو اور ہم نے قائلون کی تفسیر مذکور باعتبار اکثر کے فرما دیا کیونکہ بعض تو اس وقت بھی کاروبار میں ہوتے ہیں اور اگر مطلق داخلون فی نصف النہار سے تفسیر کیجاوے تو حکم عام ہے گا **ربط** اوپر تذکیر نعم سے انکار حق پر ترہیب تھی آگے تذکیر نعم سے قبول حق پر ترغیب ہے اول مکنکم میں نعمت تربیت مذکور ہے پھر خلقناکم الخ میں نعمت ایجاد پھر قلنا للملٰئکة میں نعمت اکرام تاکہ اطاعت کی کامل رغبت ہو اور نعمت سوم کے تتمہ میں بضمن قصہ ابلیس انکار حق و نافرمانی اور مخالفت کا جس پر اوپر بھی ترہیب تھی بدنتیجہ کہ حرمان اور خسران ہے ذکر فرما دیا جس میں ضمناً اس طرف بھی اشارہ ہو گیا کہ ابلیس ضال اور منکرین کا مضل ہے

ترغیب بر اطاعت بذکر بعض نعم مع دلالت بقصہ ابلیس بر شناعت معصیت وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِی الْاَرْضِ (الی قولہ تعالیٰ) لَمْ یَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ ○

اللغات جَعَلْنَا اتنا دابدعنا ۱۲ **البلاغة** لم یکن الخ ہم کیف بالاستثناء لان المقام کان ضیقا بالتصریح بہ لکونہ مقام التنبیہ بسلک القبیحة ۱۲ **الملحقات الترجمة** قولہ فی موازین پلہ اشارہ الی ان الموازین جمع میزان و ہو الظاہر الموافق لقولہ تعالیٰ ونضع الموازین وکیعہ کما فی الخازن لان العرب قد توقع لفظ الجمع علی الواحد وقیل انہ منصب لکل عبد میزان وقیل لانہ یشتمل علی کفتین ولسان والسان لا یتم الوزن الا باجتماع ذلک کلہ ۱۲ سے یعنی دیگر آیات اور احادیث میں جو تمام اعمال کا موزون ہونا آیا ہے ان بعض آیات کو تفسیر مذکور کی بنا پر ان کا معارض نہ سمجھا جاوے کیونکہ یہ آیات نافی نہیں بلکہ ساکت ہیں اور ساکت معارض نہیں ہوتا ناطق کے ساتھ ۱۲

مسائل السلوک قولہ تعالیٰ ولقد مکناکم فی الارض وجعلنا لکم فیہا معایش حاصل الاول الجاہ والثانی المال وذکرہما فی موقع المنة دلیل علی کونہما نعمة یجب الشکر علیہما فلاینافیہ مان بل یذم الانہماک فی تحصیلہما ؛

ترجمہ

قولہ تعالیٰ ولقد مکناکم فی الارض وجعلنا لکم فیہا معایش اول کا حاصل جاہ ہے اور ثانی کا مال اور ان دونوں کا موقع منت میں ذکر کرنا دلیل ہے ان کے نعمت قابل شکر ہونے کی سو یہ دونوں چیزیں مذموم نہیں رہا ان کی تحصیل میں انہماک یہ بیشک مذموم ہے۔

قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ۗ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝ قَالَ

حق تعالیٰ نے فرمایا تو جو سجدہ نہیں کرتا تجھ کو اس سے کون امر مانع ہے جبکہ میں تجھ کو حکم دے چکا کہنے لگا میں اس سے بہتر ہوں آپ نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو آپ نے خاک سے پیدا کیا ہے حق تعالیٰ نے فرمایا

فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ۝

تو آسمان سے اتر تجھ کو کوئی حق حاصل نہیں کہ تو تکبر کرے آسمان میں رہ کر سو نکل بے شک تو ذلیلوں میں شمار ہونے لگا۔

اور بیشک ہم نے تم کو زمین پر رہنے کی جگہ دی اور ہم نے تمہارے لیے اس (زمین) میں سامانِ زندگی پیدا کیا (اور اس کا مقتضا یہ تھا کہ تم اس کے شکریہ میں اطاعت کرتے لیکن) تم لوگ بہت ہی کم شکر کرتے ہو (مراد اس سے اطاعت ہے اور کم اس لیے فرمایا کہ تھوڑا بہت نیک کام تو اکثر لوگ کر ہی لیتے ہیں لیکن بوجہ ایمان نہ ہونے کے وہ معتد بہ نہیں یہ تو نعمت از بیت ہوئی) اور ہم نے تم کو پیدا کرنے کا سامان شروع کیا (یعنی آدم علیہ السلام کا مادہ بنایا کہ اسی مادہ سے تم لوگ ہوا) پھر (مادہ بنا کر) ہم نے تمہاری صورت بنائی (یعنی اس مادہ میں آدم علیہ السلام کی صورت بنائی کہ وہی صورت ان کی اولاد میں چلی آ رہی ہے یہ نعمت ایجاد ہوئی) پھر (جب آدم علیہ السلام بن بنا گئے اور علوم اسماء سے مشرف ہو چکے تو) ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ آدم (علیہ السلام) کو (اب) سجدہ کرو (اور یہ نعمت اکرام ہوئی) سو سب (فرشتوں) نے سجدہ کیا بجز ابلیس کے (کہ) وہ سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا (اور سجدہ نہ کیا) **ف** سورہ بقرہ کے چوتھے رکوع میں اس کے متعلق کچھ لکھا گیا ہے ملاحظہ کر لیا جاوے **تتمہ قصہ** قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ الی قولہ تعالیٰ وَ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ حق تعالیٰ نے فرمایا تو جو سجدہ نہیں کرتا تجھ کو اس (سجدہ) سے کون امر مانع ہے جب کہ میں (خود) تجھ کو (سجدہ کا) حکم دے چکا کہنے لگا (وہ مانع یہ ہے کہ) میں اس (آدم) سے بہتر ہوں (کیونکہ) آپ نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا ہے اور اس (آدم) کو آپ نے خاک سے پیدا کیا ہے (یہ ایک مقدمہ ہوا اور آگ بوجہ نورانی ہونے کے افضل ہے خاک تیرہ سے یہ دوسرا مقدمہ ہوا اور افضل کی فرع بھی غیر افضل کی فرع سے افضل ہے یہ تیسرا مقدمہ ہوا اور افضل کا سجدہ کرنا غیر افضل کو نامناسب ہے یہ چوتھا مقدمہ ہے اس لیے میں نے سجدہ نہیں کیا **ف** پہلا مقدمہ تو بایں معنی کہ انسان میں جزو غالب خاک ہے صحیح ہے اور باقی مقدمے باطل ہیں لہٰذا نتیجہ بھی غلط ہے چنانچہ دوسرے مقدمہ میں یہ غلطی ہے کہ عناصر میں کسی کو کسی پر فضل کلی نہیں اور فضل جزئی مفید نہیں اور تیسرے مقدمہ میں یہ غلطی ہے کہ بعض اوقات مومن کی فرع کافر اور کافر کی فرع مومن ہوتا ہے اور چوتھا مقدمہ اس لیے غلط ہے کہ ممکن ہے کہ فاضل کو مفضول کے اکرام کا کسی حکمت کی وجہ سے حکم ہو جیسے تحصیل تواضع و تہذیب نفس وغیرہ اور جن لوگوں نے اس قصہ سے قیاس فقہی کو باطل کیا ہے سخت غلطی ہے کیونکہ ابلیس کا قیاس مصادم نص کے ہے اور قیاس فقہی مستند نص سے ہے اور ابلیس جو کافر ہوا اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے حق تعالیٰ کے حکم پر اعتراض کیا جس کا منشا تکبر تھا اور یہ کفر ہے ورنہ اگر براہ تحقیق کسی حکم کی حکمت کا سوال کرے تو کفر نہیں **تتمہ قصہ** قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ۝ حق تعالیٰ نے فرمایا (جب ایسا نافرمان ہے) تو (اچھا پھر) آسمان سے اتر تجھ کو کوئی حق حاصل نہیں کہ تو تکبر کرے (کیوں کہ بندہ کو سر افگندہ ہونا لازم ہے اور

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ قال انا خیر منہ خلقتنی من نار الخ وروثہ من یوجدانیہ او دویتہ من الکشف او الوجدان علی الشرع

قولہ تعالیٰ قال فاھبط منھا ای من تلک الحضرۃ فما یکون لک ان تتکبر فیھا لان الکبھنا فیھا کذا فی الروح ففیہ دلالۃ علی کون الکبر مانعا عن الوصول بالقبول فی الحضرۃ الالھیۃ

ترجمہ

قولہ تعالیٰ قال انا خیر منہ خلقتنی من النار الخ اور اس تقدیم رائے علی النص میں ایسا شخص ابلیس کا وارث ہے جو اپنی رائے کو یا روایت کو خواہ کشف سے ہو یا وجدان و ذوق سے ہو شرع پر ترجیح دیتا ہے۔

قولہ تعالیٰ قال فاھبط منھا یعنی درگاہ الٰہی سے دور ہو کیونکہ تکبر اس درگاہ کے منافی ہے کذا فی الروح پس اس میں دلالت ہے اس پر کہ تکبر درگاہ الٰہی میں وصول مقبولیت سے مانع ہے۔

البلاغۃ قولہ قال لم یقل فقال التفات وفیہ کما فی الروح اشعار بعدم تعلق المحکی بالمخاطبین کما فی حکایۃ الخلق والتصویر قولہ ما منعک الخ وفی حکایۃ التوبیخ ہہنا بہذہ العبارۃ وفی مواضع اخر بعبارات اخری دلالۃ علی ان کلہا قد وقعت لکن اقتصر عند الحکایۃ فی کل موطن علی ما ذکر فیہ اکتفاء بما ذکر فی موطن آخر من الروح قولہ فی ت عشا تکبر یدل علیہ ما سیلیہ فما یکون لک ان تتکبر الخ وہو الاوضح والاقرب قولہ فما لک ان تتکبر فیہا انکار راجع الی المقید والقید جمیعا قولہ فاخرج تاکید لقولہ اہبط

ملحقات الترجمۃ [1] قولہ فی مکنا جگہ ای جعلناکم فی الارض مکانا وقرارا وہو المعنی الحقیقی لہ وہو المناسب ہہنا واخترت فی اول اللفظ المعنی المجازی ای اقدرنا کم علی التصرف لمناسبۃ ذالک المقام ۱۲

[2] قولہ فی معایش سامان جمع معیشۃ مصدر من العیش بمعنی تعیشون بہ ۱۲

[3] قولہ فی خلقنا شروع کیا ای ابتدئ دفع توہم کون التجوز فی الفعل والمراد ابتداء ذالک خلقکم ثم صورکم بل خلقنا آدم ثم صورناہ ولیعود ہذا الی ابتداء خلق الجنس وابتداء خلق کل جنس بایجاد اول افرادہ فہو نظیر قولہ تعالیٰ خلق الانسان من طین اھ فیظہر وجہ العطف فی قولہ تعالیٰ ثم قلنا الخ [4] قولہ فی اسجدوا اب اشارۃ الی کون الامر للتنجیز فلا ینافی الامر بالسجود قبل خلقہ کما فی قولہ تعالیٰ فاذا سویتہ الخ فانہ کان معلقا [5] قولہ فی الا تسجد تو جو الی قولہ سجدہ سے اشارۃ الی توجیہین الاول کون لا زائدۃ کما یدل علیہ قولہ تعالیٰ ما منعک ان تسجد والثانی کونہا غیر زائدۃ وکون المصدر ای ان لا تسجد ظرفا وکون مفعول ما منعک مقدرا ای ما منعک السجود وقت عدم سجودک کما فی قولہم آتیک خفوق النجم ۱۲ [6] قولہ فی منہا آسمان المدلول علیہا بذکر الملائکۃ لکونہم فی السماء ۱۲

قَالَ أَنظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ○ قَالَ إِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ ○

وہ کہنے لگا کہ مجھ کو مہلت دیجئے قیامت کے دن تک اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تجھ کو مہلت دی گئی

خاص کر آسمان میں رہ کر (جہاں سب فرمانبردار ہی فرمانبردار جمع ہیں) سو (یہاں سے) نکل (دور ہو) بے شک تو (اس تکبر کی وجہ سے) ذلیلوں میں شمار ہونے لگا (اور آسمان جگہ ہے عزت والوں کے رہنے کی اس لئے یہاں سے نکلنا ہے) **ف** درمنثور میں ابن جریر سے سعید بن منصور کا قول سورۂ کہف میں نقل کیا ہے ایک بار ملائکہ سے جنات کو ان کی نافرمانی کی سزا دلائی گئی چنانچہ بہت سے جنات قتل ہوئے یہ ابلیس بچہ سا تھا اس کو آسمان پر لاکر رکھا گیا اور فرشتوں کے ساتھ عبادت میں مشغول تھا آہ اب آسمان سے نکلنے کا حکم ہوا **تتمہ** قَالَ أَنظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ○ قَالَ إِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ ○ وہ ابلیس کہنے لگا کہ مجھ کو (مرنے سے) مہلت دیجئے قیامت کے دن تک اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تجھ کو مہلت دی گئی **ف** یہاں چند تحقیق ہیں اول اس جواب میں ظاہراً مہلت کا وہی وقت منظور کیا گیا جو اس نے درخواست میں عرض کیا تھا اور دوسری آیت میں الی یوم الوقت المعلوم آیا ہے پس دونوں سے مراد ایک ہی ہوگا پھر اس کے مرنے کے وقت میں کلام ہوا ہے عرائس میں کعب احبار سے خاص یوم حشر میں اس کا مرنا منقول ہے اور اس اشکال کا کہ وہ تو زندہ ہونے کا دن ہے نہ کہ مرنے کا بعض نے یہ جواب دیا ہے کہ ممکن ہے اس کے اول جزو میں مر جاوے اور اس کے بعد زندہ کیا جاوے اور مستدرک حاکم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے قیامت کے قریب دابۃ الارض کا اس کو ہلاک کرنا منقول ہے اور وقت معلوم کی یہ تفسیر کی ہے یہ دونوں روائتیں روح المعانی میں مذکور ہیں اس قول پر یوم بعثت میں مجاز ہوگا یعنی قرب قیامت کو یوم قیامت کہہ دیا چنانچہ محاورات میں مستعمل ہے اور مجھ کو یہ قول بعید معلوم ہوتا ہے کہ یوم بعث اور یوم الوقت المعلوم کو متغائر کیا جاوے اور اِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ ○ میں یوم البعث کو معتبر نہ مانا جاوے بلکہ یوم الوقت المعلوم مقدر کیا جاوے اور یہ کہا جاوے کہ اس کی درخواست ناتمام منظور ہوئی وجہ بُعد یہ ہے کہ ایسی ضروری قید کا مقدر کرنا خصوصاً جبکہ اس کے خلاف کا ایہام ہو جیسا یہاں وقوع فی الجواب موہم تقدیر الی یوم یبعثون کا ہے خلاف مقتضائے حال ہے اس کے بعد نظر ثانی کے وقت تفسیر ابن جریر میں ایک روایت نظر سے گذری جس میں سدیؒ سے منقول ہے فلم ینظرہ الی یوم البعث ولکن انظرہ الی یوم الوقت المعلوم وھو یوم ینفخ فی الصور النفخۃ الاولیٰ فصعق من فی السموات ومن فی الارض فمات الخ اس روائت پر اس کی موت کا وقت وہی ہے جو سب خلائق کی فنا کا وقت ہے اور یہی اقرب معلوم ہوتا ہے اب صرف یہ بات رہ گئی کہ آیا یہ وقت یوم بعثت کا مغایر ہے یا اس کے ساتھ متحد سو سدیؒ تو متغایر مانتے ہیں لیکن احقر کو اقرب اتحاد معلوم ہوتا ہے اس طرح سے کہ نفخۂ اولیٰ کے وقت سے دخول جنت و نار تک ایک یوم طویل ہوگا اس کے مختلف حصوں میں مختلف واقعات ہوں گے ان ہی واقعات کی بنا پر اس یوم کو ہر واقعہ کیطرف اضافت کر سکتے ہیں مثلاً اس کو یوم نفخ بھی کہہ سکتے ہیں یوم بعث بھی کہہ سکتے ہیں اس سے سب اشکالات رفع ہوگئے والحمد للہ علی ذلک دوم اس سے معلوم ہوا کہ کافر کی دعا بھی گاہے قبول ہو جاتی ہے اور یہ مستلزم اکرام و محبت نہیں اور وما دعاء الکفرین الا فی ضلل سے جو اس کے خلاف کا شبہ ہوتا ہے سو اس کا مطلب یہ ہے کہ آخرت میں قبول نہ ہوگی اور یہ قول بعید معلوم ہوتا ہے کہ یہ جواب درخواست کی منظوری نہیں ہے بلکہ اخبار ہے کہ تو کیا درخواست کرتا ہے تو تو پہلے ہی سے ہمارے مقتضائے حکمت سے ہمارے علم میں مہلت دیا گیا ہے وجہ بعد یہ کہ دوسری آیت میں فانک آیا ہے جس سے ظاہراً انظار کا ترتب اس کے سوال ہی پر معلوم ہوتا ہے سوم یہ قصہ کئی جگہ آیا ہے اور ہر جگہ اس سوال و جواب کی عبارت مختلف ہے اور ظاہر ہے کہ واقع کسی خاص طور پر ہوا تھا پھر سب کی صحت کی کیا صورت ہے اصل یہ ہے کہ حکی عنہ گو خاص طور پر واقع ہوا ہو لیکن حکایت باللفظ ضروری نہیں بلکہ نفس مدلول محفوظ رہتا ہے اور طرق دلالت و تعبیر ہر مقام کے مناسب مختلف ہو سکتے ہیں کذا فی الروح المعانی چہارم یہ مہلت کیوں دی گئی جواب حقیقی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حکمتوں کا احاطہ نہیں ہو سکتا اور ظاہری حکمتیں ظاہر ہیں پنجم ظاہر یہ ہے کہ یہ سب مکالمات بلا واسطہ ہوئے تھے رہا یہ کہ یہ جرأت کیسے ہوئی وجہ یہ کہ ادھر سے تجلیٔ عظمت کا استتار اور ادھر سے بیحیائی اس جرأت کا سبب ہوئی تتمہ

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ۔ انک من المنظرین دل علی ان کون الدعوۃ مستجابۃ لیس دلیلا علی القبول کما اغتر بہ بعض الجھلۃ

ترجمہ

قولہ تعالیٰ انک من المنظرین۔ اس میں دلالت ہے کہ دعا کا قبول ہو جانا یہ قبولیت کی دلیل نہیں جیسے بعض جہلا سمجھتے ہیں ۱۲

ملحقات الترجمہ ۱؎ قولہ فی اخر الترجمہ اس لئے اشارۃ الی ان جملۃ انک الخ للتعلیل ۱۲

۲؎ قولہ فی انظرنی مرنے سے ای لامن العذاب لانہ معلوم الانتفاء ۱۲

قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِىْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ

وہ کہنے لگا کہ بسبب اس کے کہ آپ نے مجھ کو گمراہ کیا ہے میں قسم کھاتا ہوں کہ میں ان کے لئے آپ کی سیدھی راہ پر بیٹھوں گا پھر ان پر حملہ کروں گا ان کے آگے سے بھی

وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ۝ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا

اور ان کے پیچھے سے بھی اور ان کے داہنے جانب سے بھی اور ان کے بائیں جانب سے بھی اور آپ ان میں اکثروں کو احسان ماننے والا نہ پائیے گا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہاں سے

مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ

ذلیل و خوار ہو کر نکل جو شخص ان میں سے تیرا کہنا مانے گا میں ضرور تم سب سے جہنم کو بھر دوں گا اور ہم نے حکم دیا کہ اے آدم تم اور تمہاری بی بی

الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

جنت میں رہو پھر جس جگہ سے چاہو دونوں آدمی کھاؤ اور اس درخت کے پاس مت جاؤ کبھی ان لوگوں کے شمار میں آجاؤ جن سے نامناسب کام ہو جایا کرتے ہیں

قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِىْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ (الی قولہ تعالیٰ) لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ وہ (ابلیس) کہنے لگا کہ بسبب اس کے کہ آپ نے مجھ کو (بحکم تکوینی) گمراہ کیا ہے میں قسم کھاتا ہوں کہ میں ان (کے یعنی آدم اور اولاد آدم کی رہزنی کرنے) کے لئے آپ کی سیدھی راہ پر (کہ دین حق ہے جا کر) بیٹھوں گا پھر ان پر (ہر چہار طرف سے حملہ کروں گا ان کے آگے سے بھی اور ان کے پیچھے سے بھی اور ان کی داہنی جانب سے بھی اور ان کے بائیں جانب سے بھی (یعنی ان کے بہکانے میں خوب کوشش کروں گا جس سے آپ کی عبادت نہ کرنے پاویں) اور (میں کامیاب بھی ہوں گا چنانچہ) آپ ان میں اکثروں کو آپ کی نعمتوں کا) احسان ماننے والا (کہ احسان مان کر اطاعت کریں) نہ پائیے گا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہاں (آسمان) سے ذلیل و خوار ہو کر نکل (اور تو جو بہکانے کو کہتا ہے تو جا بہکا ہم کسی کی عبادت کی پروا نہیں رکھتے بلکہ جو ایسا کریگا اسی کو ضرر ہے چنانچہ) جو شخص ان میں سے تیرا کہنا مانے گا میں (بھی) ضرور تم سے یعنی تجھ سے اور ان سے جہنم کو بھر دوں گا (اور جہنم میں جانے کو کون کامیابی کہہ دیگا) **ف** چند فائدے سمجھنا چاہیئے اول دشمن کا قاعدہ ہے کہ انہی چہار طرف سے حملہ کرتا ہے پس یہاں کلام میں استعارہ تمثیلیہ ہے مراد یہ ہے کہ جس طرح بن پڑیگا خوب کوشش کروں گا اور کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھوں گا چنانچہ ابن آدم کے بدن کے اندر داخل ہو کر خون کی طرح چلنا پھرنا جیسا احادیث میں ہے نیز اس میں داخل ہو گیا پس چار طرف کی تخصیص سے یہ شبہ کرنا کہ بدن کے اندر نہیں جا سکتا محض باطل ہے اور اسی طرح اس تفسیر سے اوپر اور نیچے آنے کی نفی بھی نہیں ہوئی جیسا کہ اثبات بھی نہیں ہے دوم یہ امر ابلیس کو کیسے معلوم ہو گیا کہ میں اکثر کو بہکا سکونگا یہ قرائن سے معلوم ہوا جیسا دوسری آیت میں اس کو ظن سے تعبیر فرمایا ہے ولقد صدق علیہم ابلیس ظنہ سوم پہلے جو اخراج کا حکم ہوا ہے وہ تجویز تھی اور یہاں جو حکم ہوا وہ اس کا انفاذ ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ پہلے اخراج کی تاکید ہو چہارم یہ جو اس نے اغوا کی نسبت حق تعالیٰ کی طرف کی کلمۃ حق ارید بہا الباطل کا مصداق ہے یعنی اغوا بمعنی خلق غوایت وضلال نہ کہ بمعنی ترغیب بالغوایت کی نسبت تو جو اس کے کہ وہ خالق کل شئی ہے فی نفسہ صحیح ہے لیکن اس کا قصد اعتراض ہے اور یہ باطل اور ضلال محض ہے تتمہ یہاں یہ قسم مجملاً نقل فرمائی دوسری آیت میں اس کا بیان ہے فبعزتک لاغوینہم واللہ اعلم تتمہ وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ اور ہم نے (آدم علیہ السلام کو) حکم دیا کہ اے آدم تم اور تمہاری بی بی (حوا) جنت میں رہو پھر (وہاں) جس جگہ سے چاہو (اور جس چیز کو چاہو) دونوں آدمی کھاؤ اور (اتنا خیال رہے کہ اس (خاص) درخت

مسائل السلوک
قولہ تعالیٰ
قال اخرج منہا مذؤمًا الآیۃ الظاہر ان الکلام کان بلا واسطۃ فدل علی ان المکالمۃ لیست من علامات القبول
ترجمہ
قولہ تعالیٰ قال اخرج منہا مذؤمًا الخ ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلام بلا واسطہ ہوا ہے سو اس سے معلوم ہوا کہ ہمکلام ہونا بھی علامات قبول سے نہیں ۔

اللغات قولہ الذأم الذم کذا فی القاموس
البلاغۃ قولہ لاقعدن تشبیہ لقعود القطاع للسابلۃ وکذا فی قولہ لآتینہم کما فی المتن
نفی الروح وانما عدی الفعل الی الاولین بحرف الابتداء لانہ منہما متوجہ الیہم والی الآخرین بحرف المجاوزۃ
فان الآتی منہما کالمنحرف عنہم المار علی عرضہم ونظیرہ قولہم جلست عن یمینہ احد الاقرب من ثقال
ان الصلات سماعیۃ ۱۲ قولہ یادم اسکن تخصیص الخطاب یادم علیہ السلام للاذن باصالۃ الزوج فی السکنی

وکون المرأۃ تابعۃ وتعمیم الخطاب فی کلا کونہما اسوۃ فی الاکل ۱۲ الملحقات الترجمہ ۱ فی فیما
قسمت اشارۃ الی تقدیر القسم وتعلق باء السببیۃ بہ ۱۲ ۲ قولہ فی توضیح لآتینہم عبادت نہ کرنے
پاویں اشارۃ الی المقصود کلامہ وکذا اشارۃ فی جوابہ الی الجواب عن مقصودہ فانظر واشکر فانہ من المطالب ۱۲
۳ قولہ فی شاکرین احسان کما فی الروح مطیعین ۱۲ ۴ قولہ فی یادم حکم دیا
اشارۃ الی تقدیر قلنا کما صرح بہ فی البقرۃ ۱۲

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا

پھر شیطان نے اُن دونوں کے دل میں وسوسہ ڈالا تاکہ اُن کا پردہ کا بدن جو ایک دوسرے سے پوشیدہ تھا دونوں کے روبرو بے پردہ کردے اور کہنے لگا کہ تمہارے رب نے تم دونوں کو

عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ۝ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝

اس درخت سے اور کسی سبب سے منع نہیں فرمایا مگر محض اس وجہ سے کہ تم دونوں کہیں فرشتے ہو جاؤ یا کہیں ہمیشہ زندہ رہنے والوں میں سے ہو جاؤ اور اُن دونوں کے روبرو قسم کھالی کہ یقین جانیے میں آپ دونوں کا خیر خواہ ہوں

فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ؕ

سو اُن دونوں کو فریب سے نیچے لے آیا پس ان دونوں نے جو درخت کو چکھا دونوں کا پردہ کا بدن ایک دوسرے کے روبرو بے پردہ ہوگیا اور دونوں اپنے اوپر جنت کے پتے جوڑ جوڑ کر رکھنے لگے

وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝

اور اُن کے رب نے اُن کو پکارا کیا میں تم دونوں کو اس درخت سے ممانعت نہ کر چکا تھا اور یہ نہ کہہ چکا تھا کہ شیطان تمہارا صریح دشمن ہے ۔

کے پاس بھی) مت جاؤ (یعنی اُس کا پھل مت کھاؤ) کبھی اُن لوگوں کے شمار میں آجاؤ جن سے نامناسب کام ہو جایا کرتا ہے **ف** ایسی ہی آیت سورۂ بقرہ کے رکوع چہارم میں آچکی ہے وہاں اس کے **متعلقات ضروریہ** ملاحظہ کر لیے جاویں۔

تتمہ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ (الیٰ قولہ تعالیٰ) فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ۔ پھر شیطان نے ان دونوں کے دل میں وسوسہ ڈالا تاکہ (ان کو وہ درخت کھلا کر) ان کا پردہ کا بدن جو ایک دوسرے سے (اور خود اپنے سے بھی) پوشیدہ تھا دونوں کے روبرو بے پردہ کر دے (جیسا کہ اس درخت کے کھانے کی تاثیر تھی بالذات یا بوجہ ممانعت کے) اور (وہ وسوسہ یہ تھا کہ دونوں سے) کہنے لگا کہ تمہارے رب نے تم دونوں کو اس درخت (کے کھانے) سے اور کسی سبب سے منع نہیں فرمایا مگر محض اس وجہ سے کہ تم دونوں (اس کو کھا کر) کہیں فرشتے (نہ) ہو جاؤ یا کہیں ہمیشہ زندہ رہنے والوں میں سے (نہ) ہو جاؤ (جو کہ واقعی ممانعت کے وقت آپ کیلئے یہ ملکیت وحیوۃ ابدیہ مناسب حال نہ تھی اور اب حالت میں ترقی ہو کر مناسب بن گئی وہ ممانعت اس وقت کے ساتھ متعلق ہی نہیں) اور ان دونوں کے روبرو (اس بات پر) قسم (بھی) کھالی کہ یقین جانیے میں آپ دونوں (صاحبوں) کا دل سے خیر خواہ ہوں سو (ایسی باتیں بنا بنا کر) اُن دونوں کو فریب سے نیچے لے آیا (باعتبار حالت اور رائے کے بھی اور باعتبار مکان کے بھی حتیٰ کہ اپنی رائے عالی سے اس کی رائے سافل کی طرف مائل ہو گئے جس سے جنت سے اسفل کی طرف اتارے گئے **ف** توجیہ اس دھوکے میں آجانے کی سورہ بقرہ کے رکوع چہارم میں بہت بسط کے ساتھ مذکور ہوئی ہے اور یہ وسوسہ چونکہ ایک نفسانی تصرف ہے اور نفسانی تصرف میں بُعدِ مکانی حائل نہیں ہوتا اس لئے اس کے اثبات کی حاجت نہیں کہ شیطان مشافہۃً ان صاحبوں سے ملا ہو اور بات کی ہو بلکہ زمین ہی پر رہ کر وسوسہ ڈالا ہو اور آدم علیہ السلام کو اس کا وسوسہ ہونا نہ معلوم ہوا ہو واللہ اعلم **ف** نظر ثانی کے وقت اخرج منہا کے مرجع میں اور وسوسہ کے ترجمہ میں کچھ خدشہ ہو گیا اس کی تحقیق بھی سورہ بقرہ میں اضافہ کر دی گئی اس کو بھی وہاں دیکھ لیا جاوے **تتمہ** فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا (الیٰ قولہ تعالیٰ) لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝

پس ان دونوں نے جو درخت کو چکھا (فوراً) دونوں کا پردہ کا بدن ایک دوسرے کے روبرو بے پردہ ہوگیا (اور جنت کا لباس اتر پڑا اور شرما گئے) اور (بدن چھپانے کیلئے) دونوں اپنے (بدن کے) اوپر جنت کے (درختوں کے) پتے جوڑ جوڑ کر رکھنے لگے اور (اس وقت) ان کے رب نے ان کو پکارا کیا

اللغات فی البیضاوی التدلیۃ والادلاء ارسال الشئ من اعلیٰ الی اسفل اھ مختصر بذالمعنی فی الترجمۃ وتوضیحہا قولہ یخصفان یلصقان واصل معناہ الخرز فی طاقات النعل ونحوہا **الغرور** بغرور ای بما غرہما بہ من القسم وتلبیسہ بہ خالب الصحابۃ او الملائکۃ قولہ علیہما راجع الی آدم وحوا اوالی سوآتہما قولہ اقل معطوف علی انہکما ای الم اقل ۔

البلاغۃ سوآتہما جمع السوآت لاستثقال الجمع بین التثنیتین قولہ لیبدی اللام للعاقبۃ او للتعلیل وتخصیص الابداء مع انہ اضفی المضار سعۃ للایذان بکمال عداوتہ لہما حیث لم یلتفت من نظرہ اولی المضار نکیف باعلاہا فدل علی سائر المضار بالاولیٰ ادلمانی العری وکشف العورۃ من الفتنۃ

ملحقات الترجمۃ [1] قولہ فی لاتقربا یعنی اشارۃ الی المقصود والبلاغۃ ۱۲

[2] قولہ فی ماوری عنہما الخ ایک دوسرے سے فی الروح کا نالا یرید بہا من انفسہا و احدہما من الآخر ۱۲

[3] قولہ فی قال ماکھکما وہ وسوسہ اشارۃ الی ان قال بیان لوسوس ۱۲

[4] قولہ فی تکونا نہ ہو جاؤ اشارۃ الی تقدیر لا لیصح کونہ مفعولاً لہ ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ فوسوس لہما الشیطان الیٰ قولہ تعالیٰ فلما ذاقا الشجرۃ بدت لہما سوآتہما دل علیٰ اجتماع العصمۃ والتصرف الشیطان الذی لا یصل الی معصیۃ فان فعل آدم علیہ السلام لم یثبت کونہ معصیۃ اصطلاحیۃ وانما سماہ اللہ تعالیٰ معصیۃ لغۃ وانما کان اجتہادیاً ثاب علی الخطا منہ وان ماجری علیہ بعد الخطا لم یزد علی کشف عوراتہما فیما بینہما واظاہر انہما کانا فیما بین الزوجین ولما ثبت کون ہذا التناول خطاء اجتہادیاً ثبت کون النہی ظنی الدلالۃ مع کونہ قطعی الثبوت فدل علیٰ ان تناول مثل ہذا الظنی الذی فیہ مساغ للاجتہاد لا یوجب الطرد والعقاب نعم یوجب الضرر الدنیوی وہذا ہو الامر فی مخالفۃ الالہام والکشف الذی یحتمل الخطاء فلیحق لمخالفتہ ضرر دنیوی لاعقاب اخروی فافہم واحذ تکم من علماء ومشایخ غلطوا فی المسئلۃ فاعلم جوزوا مخالفۃ الالہام کابونر

والمشایخ حرموہا کلی تحریم والامر بینہما کما بینت واللہ اعلم ۔ (آئندہ صفحہ پر)

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○ قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ

دونوں کہنے لگے کہ اے ہمارے رب ہم نے اپنا بڑا نقصان کیا اور اگر آپ ہماری مغفرت نہ کریں گے اور ہم پر رحم نہ کریں گے تو واقعی ہمارا بڑا نقصان ہو جاویگا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ نیچے ایسی حالت میں جاؤ کہ تم باہم بعضے

لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ○ قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا

دوسرے بعضوں کے دشمن رہوگے اور تمہارے واسطے زمین میں رہنے کی جگہ ہے اور نفع حاصل کرنا ایک وقت تک   فرمایا کہ تم کو وہاں ہی زندگی بسر کرنا ہے   اور وہاں ہی

تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ○ ع

مرنا ہے ۔ اور اسی میں سے پھر پیدا ہونا ہے ۔

پس تم دونوں کو اس درخت (کے کھانے) سے ممانعت نہ کر چکا تھا اور یہ نہ کہہ چکا تھا کہ شیطان تمہارا صریح دشمن ہے (اس کے اغواء سے بچیو) کما فی قولہ ان هذا عدو لك الخ دونوں کہنے لگے کہ اے ہمارے رب ہم نے اپنا بڑا نقصان کیا (کہ پوری احتیاط اور تامل سے کام نہ لیا) اور اگر آپ ہماری مغفرت نہ کریں گے اور ہم پر رحم نہ کریں گے تو واقعی ہمارا بڑا نقصان ہو جاویگا ف اس کی تحقیق کہ آدم علیہ السلام کا یہ فعل گناہ نہ تھا۔ اور باوجود گناہ نہ ہونے کے یہ عتاب ہونا اور ان کا توبہ کرنا یہ سب سورۂ بقر میں گذر چکا ہے اور یہاں بھی ترجمہ میں غور کرنے سے بالخصوص ظلمنا کے ترجمہ کی توضیح سے گناہ نہ ہونا ظاہر ہو سکتا ہے اور یہ جو کہا کہ ہمارا نقصان ہو جاویگا ترقی نہ ہونا یہ بھی نقصان ہے یا تواضعاً ایسے لفظ کہے ہوں۔ تتمہ قَالَ اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ الی قولہ تعالیٰ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ○ حق تعالیٰ نے (آدم و حوا علیہما السلام سے) فرمایا کہ (جنت سے) نیچے (زمین پر) ایسی حالت میں جاؤ کہ تم (یعنی تمہاری اولاد) باہم بعضے دوسرے بعضوں کے دشمن رہوگے اور تمہارے واسطے زمین میں رہنے کی جگہ (تجویز کی گئی) ہے اور (اسباب معیشت سے) نفع حاصل کرنا (تجویز ہوا ہے) ایک وقت (خاص) تک (کہ وہ موت کا وقت ہے اور یہ بھی) فرمایا کہ تم کو وہاں ہی زندگی بسر کرنا ہے اور وہاں ہی مرنا ہے اور اسی میں سے (قیامت کے روز) پھر پیدا ہونا ہے (آگے پھر جیسا عمل ہوگا ویسے ٹھکانے پر جانا ہوگا جیسا سورۂ بقر میں ہے فمن تبع هدای الخ ف مطلب فیها تحیون کا یہ ہے کہ مسکن اصلی اور معتاد تمہارا یہ ہوگا اور اگر کسی عارض کی وجہ سے خرق عادت ہو جاوے تو اس کی نفی نہیں ہے پس اس سے عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ جانے اور رہنے کی نفی پر استدلال کرنا محض باطل ہے ف۲ سورۂ بقر میں ایسی آیت آ چکی ہے ۔

ملاحظہ کر لیا جاوے ربط اوپر کے قصہ میں ابلیس کی ضلالت اور بنی آدم سے اس کی عداوت مذکور تھی آگے اس کے اضلال اور اس سے حذر اور احتیاط کی تاکید کا بیان ہے مطلقاً بھی جیسا لا یفتننکم الشیطان وغیرہ اور بعض خاص امور علمیہ و عملیہ میں بھی جیسا ان آیات کے اسباب نزول سے معلوم ہوتا ہے چنانچہ ابن المنذر نے عکرمہ سے قد انزلنا علیکم لباسا الخ میں نقل کیا ہے کہ یہ آیت قریش اور دیگر قبائل عرب کے بارے میں نازل ہوئی کہ وہ گوشت نہ کھاتے تھے اور بجز قریش کے دوسرے قبائل برہنہ طواف کرتے تھے اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے سدی سے واذا فعلوا فاحشة الخ میں نقل کیا ہے کہ بعض عرب برہنہ طواف کرتے تھے اور جب اس کی وجہ پوچھی جاتی تو کہتے وجدنا علیها اباءنا والله امرنا بها اور مسلم نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ عورتیں برہنہ طواف کرتیں اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں خذوا زینتکم اور قل من حرم زینة الله الخ اور کلبی نے نقل کیا ہے کہ اہل جاہلیت ایام حج میں کھانا سد رمق سے زیادہ نہ کھاتے اور چکنائی چھوڑ دیتے بعض مسلمانوں کو ایسا خیال ہوا تو کلوا واشربوا الخ نازل ہوا اور ابو الشیخ نے ابن زید سے نقل کیا ہے کہ بعض لوگ بکری کے دودھ اور گوشت اور گھی کو حرام کر لیتے تھے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی قل من حرم زینة الله الخ اور ابن جریر وغیرہ نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ اہل جاہلیت بہت سی حلال چیزوں کو جیسا کپڑا وغیرہ حرام سمجھتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی قل من حرم الخ اور ابو الشیخ نے ابن عباسؓ سے انما حرم ربی الخ میں نقل کیا ہے ۔

ملحقات الترجمة ۱۵ قولہ فی اهبطوا آدم و حوا لقولہ تعالیٰ فی طٰہٰ قال اهبطا والجمع وشمتا لهما علی ذریتهما ۱۲

بقیہ حاشیہ صفحہ
ترجمہ
قولہ تعالیٰ فوسوس لهما الشیطان الی قولہ تعالیٰ فلما ذاقا الشجرة بدت لهما سواٰتهما اس میں دلالت ہے کہ عصمت کے ساتھ ایسا تصرف شیطان کا صحیح ہو سکتا ہے جو حد معصیت تک نہ پہونچا ہو۔ کیونکہ آدم علیہ السلام کے فعل کا معصیت شرعیہ ہونا ثابت نہیں ہوا اگرچہ لغۃً حق تعالیٰ نے اس کو معصیت فرمایا ہے وہ صرف ایک اجتہادی غلطی تھی جس پر ثواب ہی ملتا ہے اور اس خطا پر جو سزا جاری کی گئی ہے وہ صرف دونوں کے بدن کا ایک دوسرے کے سامنے کھل جانا ہے جو زوجین میں مباح ہے اور جب ان کا خطا اجتہادی ہونا معلوم ہو گیا تو اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ بھی باوجود قطعی الثبوت ہونے کے ظنی الدلالۃ تھی جس میں اجتہاد کی گنجائش تھی تو اس کا ترک کرنا طرود عقاب کا موجب نہیں البتہ اس سے دنیوی ضرر ہو جاتا ہے اور ان اشتراک علت سے ایسی حکم ہے کشف والہام کی جو کہ متحمل خطا ہیں مخالفت کا کہ ان کے خلاف کرنے سے عذاب اخروی تو نہیں ہوتا لیکن کچھ دنیوی ضرر لاحق ہو جاتا ہے اس کو یاد رکھو کیونکہ علما تو اس کی بالکل مخالفت کو بھی جائز کہتے ہیں اور مشائخ اس کو بالکل حرام سمجھتے ہیں

ع ۱۵ / ۹

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْكُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِیْشًا ؕ وَلِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِكَ خَیْرٌ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ

اے اولادِ آدم کی ہم نے تمہارے لئے لباس پیدا کیا جو کہ تمہارے پردہ دار بدن کو بھی چھپاتا ہے اور موجبِ زینت بھی ہے اور تقویٰ کا لباس یہ اس سے بڑھ کر ہے یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے

لَعَلَّهُمْ یَذَّكَّرُوْنَ ۝ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ لَا یَفْتِنَنَّكُمُ الشَّیْطٰنُ كَمَاۤ اَخْرَجَ اَبَوَیْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ یَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِیُرِیَهُمَا

تاکہ یہ لوگ یاد رکھیں اے اولادِ آدم کی شیطان تم کو کسی خرابی میں نہ ڈال دے جیسا اس نے تمہارے دادا دادی کو جنت سے باہر کرا دیا ایسی حالت سے کہ ان کا لباس بھی ان سے اتروا دیا تاکہ ان کو ان کا

سَوْاٰتِهِمَا ؕ اِنَّهٗ یَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِیْلُهٗ مِنْ حَیْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَآءَ لِلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ وَاِذَا

پردہ کا بدن دکھلائی دینے لگے وہ اور اس کا لشکر تم کو ایسے طور پر دیکھتا ہے کہ تم ان کو نہیں دیکھتے ہو ہم شیطانوں کو انہیں لوگوں کا رفیق ہونے دیتے ہیں جو ایمان نہیں لاتے　اور وہ لوگ جب

فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَیْهَاۤ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰهِ

کوئی فحش کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی طریق پر پایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھی ہم کو یہی بتلایا ہے آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ فحش بات کی تعلیم نہیں دیتا کیا خدا کے ذمہ ایسی بات لگاتے ہو

مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ قُلْ اَمَرَ رَبِّیْ بِالْقِسْطِ وَاَقِیْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ؕ كَمَا بَدَاَكُمْ

جس کی تم سند نہیں رکھتے　آپ کہہ دیجئے کہ میرے رب نے حکم دیا ہے انصاف کرنے کا اور یہ کہ تم ہر سجدہ کے وقت اپنا رخ سیدھا رکھا کرو اور اللہ کی عبادت اس طور پر کرو کہ اس عبادت کو خالص اللہ ہی کے واسطے رکھا کرو تم کو اللہ تعالیٰ نے

تَعُوْدُوْنَ ؕ فَرِیْقًا هَدٰی وَفَرِیْقًا حَقَّ عَلَیْهِمُ الضَّلٰلَةُ ؕ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَیَحْسَبُوْنَ

اس طرح تم دوبارہ پیدا ہو گے بعض لوگوں کو تو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی ہے اور بعض پر گمراہی کا ثبوت ہو چکا ہے ان لوگوں نے شیطانوں کو رفیق بنا لیا ہے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اور خیال رکھتے ہیں

اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ۝

کہ وہ راہ پر ہیں اے اولادِ آدم کی تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو اور خوب کھاؤ اور پیو اور حد سے مت نکلو بیشک اللہ تعالیٰ نہیں پسند کرتے حد سے نکل جانے والوں کو

کہ ما ظلمتم سے برہنگی مراد ہے کہ برہنہ طواف کرتے تھے اور ما بطن سے زنا یہ روایات در منثور اور لباب اور روح المعانی سے نقل کی ہیں اور ان امور کی تخصیص کو اس مقام سے خاص مناسبت بھی ہے کیونکہ اوپر قصہ میں شیطان کی عداوت کا اثر آدم علیہ السلام کے ساتھ طعام و لباس میں معلوم ہو چکا کہ شجرۂ نہی عنہ کھلا کر بقیہ اطعمہ سے محروم کر دیا اور لباس بھی اتروا دیا اور یہی اثر ان کی اولاد کے ساتھ ظاہر ہوا کہ عقائد فاسدہ میں مبتلا کر کے اطعمہ و البسہ سے محروم کر رکھا ہے و نیز اوپر اپنے انعامات کا ذکر فرمایا تھا جیسا تمہید آیت ولقد مکنٰکم میں گذر چکا آگے اطعمہ و البسہ کے عطا فرمانے کا بیان ہے کہ یہ بھی نعمت ہے غرض کئی وجہ سے باہم تناسب ہے تحذیر از اضلال ابلیس عموماً و خصوصاً یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْكُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِیْشًا الٰی قولہ تعالٰے فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ ۝ اے اولادِ آدم کی (ایک ہمارا انعام یہ ہے کہ) ہم نے تمہارے لئے لباس پیدا کیا جو کہ تمہارے پردہ دار بدن کو بھی چھپاتا ہے اور (تمہارے بدن کیلئے) موجبِ زینت بھی (ہوتا) ہے اور (اس ظاہری لباس کے علاوہ ایک معنوی لباس بھی تمہارے لئے تجویز کیا ہے کہ وہ) تقویٰ (یعنی دینداری) کا لباس (ہے کہ) یہ اس (لباس ظاہری) سے بڑھ کر (ضروری) ہے (کیونکہ اس ظاہری لباس کا مطلوب شرعی ہونا اسی تقویٰ کے وجوب کی فرع ہے پس اصل مقصود جو ہر حالت میں ہے وہ یہ لباس ہے اور لباس کا پیدا کرنا جس سے تستر اور تزئین دونوں نفع ہیں) اللہ تعالیٰ (کے فضل و کرم) کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ یہ لوگ (جنکو یہ بات بتلائی گئی ہے اس نعمت کو) یاد رکھیں (اور یاد رکھ کر منعم کا حق ادا کریں اور وہ حق وہی ہے جس کو لباس تقویٰ فرمایا ہے) اے اولادِ آدم

اللغات الریش الزینة اخذا من ریش الطیر الذی ہو زینة لہ و منہ من عطف الصفة علی الصفة القبیل الجماعة النحو قولہ فریقا حق ای اضل فریقا دل علیہ قولہ حق الخ البلاغة لباس التقوی کلجین الماء الکلام قولہ بالفحشاء فی الروح والمراد بالقبح العقلی ما ینافر الطبع السلیم و یستنقصہ العقل المستقیم لکون الشیء متعلق الذم قبل ورود النہی عنہ خلافا للاشعریة اه قلت ثم ہو نفی للعادة لا للامکان لثبت بہ کون العقل حاکما انتہی قولہ انا جعلنا الشیٰطین وقولہ انہم اتخذوا فی المجموع دلیل لاہل الحق فی کون الحق خالقا والخلق کاسبا انتہی ۱۲ ملحقات الترجمة ۱ قولہ فی انزلنا پیدا اما فی الروح منزلا کم وذلک بسبب نازلة من السماء کالمطر الذی ینبت بہ القطن ۱۲

مسائل السلوک
قولہ تعالیٰ انہ یراکم ہو وقبیلہ من حیث لا ترونہم فی الروح والقضیة مطلقة لا دائمة و نبہ علی ہذا لا یفسق مدعی رؤیتہم فی صورہم الاصلیة اذا کان مظنة للکرامة ولیس فی الایة اکثر من نفی رؤیتہم کذلک بحسب العادة الی قولہ ومن ہنا یعلم ان القول بکفر مدعی تلک الرؤیة خارج عن الانصاف فتدبر اه قولہ تعالیٰ واقیموا وجوہکم عند کل مسجد وادعوہ مخلصین لہ الدین فی الایة امر بالجمع باصلاح الظاہر والباطن فان اقامة الوجہ طاعة ظاہرة والاخلاص طاعة باطنة۔

ترجمہ
قولہ تعالیٰ انہ یراکم ہو وقبیلہ من حیث لا ترونہم روح میں ہے کہ یہ قضیہ مطلقہ ہے دائمہ نہیں پس اگر کوئی شخص جنات کو ان کی اصلی صورت میں دیکھنے کا دعویٰ کرے خاص کر جبکہ مظنہ کرامت کا بھی ہو اس کو فاسق اور جھوٹا نہ کہا جاوے گا اور آیت کا حاصل صرف اتنا ہے کہ عادۃً اس طرح نہیں دکھائی دیتے۔
قولہ تعالیٰ واقیموا وجوہکم ۲

۲ عند کل مسجد وادعوہ مخلصین لہ الدین اس آیت میں حکم ہے اصلاح ظاہر و باطن کو جمع کرنے کا اقیموا میں اول اور مخلصین میں ثانی کی طرف اشارہ ہے۔

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ قُلْ هِىَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

آپ فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے کپڑوں کو جنکو اس نے اپنے بندوں کے واسطے بنایا ہے اور کھانے پینے کی حلال چیزوں کو کس شخص نے حرام کیا ہے آپ یہ کہدیجئے کہ یہ اشیا اس طور پر کہ قیامت کے

خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا

روز بھی خالص رہیں دنیوی زندگی میں خاص اہل ایمان ہی کے لئے ہیں ہم اسی طرح تمام آیات کو سمجھداروں کیواسطے صاف صاف بیان کیا کرتے ہیں آپ فرمائیے کہ البتہ میرے رب نے صرف حرام کیا ہے تمام فحش باتوں کو انمیں

بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَي اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

اور ہر گناہ کی بات کو اور ناحق کسی پر ظلم کرنیکو اور اس بات کو کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک ٹھہراؤ جس کی اللہ نے کوئی سند نازل نہیں فرمائی اور اس بات کو کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کے ذمے ایسی بات لگا دو جسکی تم سند نہ رکھو

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَاۗءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝

اور ہر گروہ کے لئے ایک میعاد معین ہے سو جس وقت ان کی میعاد معین آجاویگی اس وقت ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے ۔

کی (جب تم کو اوپر تقوی کا وجوب اور اس سے اوپر شیطان کی عداوت کا حال معلوم ہوچکا تو اس بات کا قوی احتمال رکھنا کہ) شیطان تم کو کسی خرابی میں نہ ڈالدے (کہ خلاف تقوی سے اور دین کے قصے کوئی کام کرادے) جیسا اس (کمبخت) نے تمہارے دادا دادی (یعنی حضرت آدم وحوا علیہما السلام) کو خرابی میں ڈالدیا تھا کہ انکو جنت سے باہر کرادیا (یعنی ان سے ایسا عمل کرادیا کہ وہ جنت سے باہر ہوگئے اور باہر بھی) ایسی حالت سے (کرایا) کہ ان کا لباس بھی ان (کے بدن) سے اتروادیا تاکہ ان (دونوں) کو ان کے پردہ کا بدن دکھلائی دینے لگے (جب اوپر آپکا غرض وہ تمہارا دشمن قدیم ہے اس سے بہت ہوشیار رہو اور زیادہ احتیاط اس لئے اور بھی ضروری ہے کہ) وہ اور اسکا لشکر تم کو ایسے طور پر دیکھتا ہے کہ تم ان کو (عادةً) نہیں دیکھتے ہو اور ظاہر ہے کہ ایسے دشمن سے بہت ہی حذر چاہئے۔ اور اس سے حذر کا طریقہ یہی ہے کہ تقوی اور ایمان کامل اختیار کرو کیونکہ ہم شیطانوں کو انہیں لوگوں کا رفیق ہونے دیتے ہیں جو ایمان نہیں لاتے (اگر بالکل ایمان منتفی ہے تو کامل رفاقت اور قدرت ہوتی ہے اور اگر کمال ایمان منتفی ہے تو ناتمام رفاقت اور قدرت ہوتی ہے بخلاف مومن کامل کے اس پر اصلاً قابو نہیں چلتا کقولہ تعالیٰ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ وقولہ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ) اور (جو لوگ ایمان نہیں لائے ان پر اس کے قابو چلنے کی یہ حالت ہے کہ) وہ لوگ جب کوئی فحش کام کرتے ہیں (خواہ عقائد میں سے جیسے شرک کہ اعلی درجہ کی بےحیائی ہے خواہ اعمال میں سے جیسے طواف کے وقت برہنہ ہوجانا اور اس سے کوئی منع کرتا ہے) تو (جواب میں) کہتے ہیں کہ ہم نے (تو) اپنے باپ دادا کو اسی طریق پر پایا ہے اور (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ نے بھی ہم کو یہی بتلایا ہے (اور ظاہر ہے کہ اس سے بڑھکر اور کیا قابو چلے گا کہ کفر و شرک میں مبتلا کر رکھا ہے آگے جواب کی تعلیم ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کہدیجئے کہ اللہ تعالیٰ فحش بات کی (کبھی) تعلیم نہیں دیتا (ہرگز خدا تعالیٰ نے ایسی باتوں کی اجازت نہیں دی) کیا (ایسا دعویٰ کرکے) خدا کے ذمہ ایسی بات لگاتے ہو جس کی تم سند نہیں رکھتے (اور اسی سے وجدنا علیہا کا جواب نکل آیا کیونکہ تقلید ان مسئلہ میں جائز ہے جس میں تقلید کرنے کے لئے اذن و سند شرعی موجود ہو موقوف ہے اس کے شرائط کے اجتماع پر اور یہاں خود نص قطعی کی مخالفت سے شرائط مفقود ہیں پس ایسی تقلید سے احتجاج خود باطل ہوگیا) آپ (یہ بھی) کہدیجئے کہ (جن باتوں کا تم کرنا تم خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہو وہ تو غلط ٹھہریں اب وہ بات سنو جس کا حکم کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف واقعی منسوب ہے وہ یہ کہ) میرے رب نے (تو ایسی اچھی اچھی باتوں کا حکم دیا ہے (مثلاً) انصاف کرنیکا حکم دیا ہے اور (مثلاً) یہ حکم دیا ہے کہ تم ہر سجدہ (یعنی عبادت) کے وقت اپنا رخ (یعنی قلب) سیدھا اللہ کیطرف رکھا کرو (یعنی بت وغیرہ کو سجدہ اور کوئی عبادت مت کیا کرو) اور اللہ کی عبادت اس طور پر کرو کہ اس عبادت کو (باعتبار عقیدہ کے) خالص اللہ ہی کیواسطے رکھا کرو (یعنی شرک کا عقیدہ مت رکھا کرو) ان امورات میں سب اصول شریعت

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ۔ قل انما حرم ربی الفواحش ما ظهر منها وما بطن والاثم والبغی بغیر الحق وان تشرکوا بالله ما لم ینزل به سلطانا وان تقولوا علی الله ما لا تعلمون فی الروح الفواحش رذائل القوة البهیمیة والبغی رذائل القوة السبعیة وان تقولوا رذائل القوة النطقیة اھ

ترجمہ

قولہ تعالیٰ قل انما حرم ربی الفواحش الخ فواحش میں اشارہ ہے رذائل قوۃ بہیمیہ کیطرف اور بغی میں رذائل القوۃ سبعیہ کیطرف اور ان تقولوا میں رذائل قوۃ نطقیہ کیطرف

ملحقات الترجمہ ۱ قولہ ذلکما اخرج ہو خرابی میں اشارہ الی تقدیر الکلام بھذا کما اخرج ابویکم یان اخرج الخ لیصح التشبیہ ۲ قولہ فی التوجہ کرا دیا اشارۃ ان الاسناد الی السبب ۳ قولہ ۔ فی من حیث ایسے طور پر فہو مجاز لان حقیقتہ المکان او الزمان ۱۲

۴ قولہ فی واقیموا اور یہ کہ اشارۃ الی انہ معطوف علی القسط بتقدیر ان ۱۲ ۵ قولہ فی عند کل مسجد الاول سجدہ یعنی الخ اشارۃ الی ان المصدر بمعنی والی ان مجازا بطریق اطلاق المقید علی المطلق ۱۲

لگ گئے قسط میں حقوق العباد اقیموا میں اعمال و طاعت مخلصین میں عقاید مطلب یہ کہ اللہ کے تو یہ احکام ہیں انکو مانو کیونکہ صرف تمکو حکم دیکر یونہی چھوڑ دیا
جاویگا بلکہ ایک وقت حساب و کتاب کے بیٹے بھی آنیوالا ہے یعنی قیامت چنانچہ تم کو اللہ تعالیٰ نے جس طرح (اپنی قدرت سے) شروع میں پیدا کیا تھا
اسیطرح تم (ایک وقت پر) پھر دوبارہ پیدا ہوگے (قدرت الٰہیہ پر نظر کرتے ہوئے استبعاد لغو ہے غرض جب دوبارہ پیدا ہوگے اسوقت جزا و سزا واقع ہوگی
آگے جزا و سزا کا محل بتلاتے ہیں کہ بعض لوگوں کو تو اللہ تعالیٰ نے (دنیا میں) ہدایت کی ہے (انکو اسوقت جزا ملیگی) اور بعض پر گمراہی کا ثبوت ہو چکا
ہے (ان کو اس وقت سزا ملیگی اور وجہ ان لوگوں کے گمراہ ہونے کی یہ ہوئی کہ) ان لوگوں نے شیطانوں کو (اپنا) رفیق بنالیا اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر (یعنی
اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہ کی اور شیاطین کی اطاعت کی) اور (باوجود اس کے پھر اپنی نسبت) خیال رکھتے ہیں کہ وہ راہ راست پر ہیں (یہ خیال راستی کا
خواہ بزعم خود باعتبار دین حق ہونے کے ہو خواہ باعتبار قرین مصلحت ہونے کے ہو) اے اولاد آدم کی (جب برہنہ طواف کا فحش اور مذموم عند اللہ ہونا معلوم
ہو گیا تو) تم مسجد کی ہر حاضری (یعنی عبادت) کے وقت (کہ اس میں نماز و طواف سب آگیا) اپنا لباس پہن لیا کرو اور (جسطرح لباس کا ترک کرنا ضلالت
شیطانیہ ہے اسیطرح حلال ماکولات و مشروبات کا حرام سمجھ کر چھوڑ دینا جیسا کہ اہل جاہلیت اسمیں بھی مبتلا تھے نیز ضلالت شیطانیہ ہے اس بھی باز آؤ اور
حلال چیزوں کو خوب کھاؤ اور پیو اور (خواہ مخواہ ان کو حرام اعتقاد کر کے) حد (شرعی) سے مت نکلو بے شک اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے حد سے نکل جانے والوں کو
آپ (ان لوگوں سے جو کہ ملبوسات و مطعومات و مشروبات کو بلا دلیل بلکہ خلاف دلیل حرام سمجھ رہے ہیں یوں) فرمایئے کہ (یہ بتلاؤ) اللہ تعالیٰ کے پیدا کئے
ہوئے کپڑوں کو جنکو اس نے اپنے بندوں کے (استعمال کے) واسطے بنایا ہے اور کھانے پینے کی حلال چیزوں کو (جنکو خدا نے حلال بنایا ہے) کس شخص نے
حرام کیا ہے (یعنی تحریم کیلئے تو محرم کی ضرورت ہے، وہ محرم خدا کے سوا کون ہے اب اس مقام پر احتمال تھا کہ کفار کو وہم ہو سکتا تھا کہ ہم بھی اللہ کے
بڑے محبوب و مقبول ہیں کہ ہمارے لئے کیسے کیسے ملبوسات و مطعومات پیدا کئے اس لئے بطور دفع دخل کے ارشاد فرماتے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
آپ یہ کہہ دیجئے کہ (مطلق استعمال کی اجازت دلیل مقبولیت کی نہیں ہاں جس استعمال کے بعد بھی کوئی وبال نہ ہو وہ البتہ دلیل مقبولیت کی ہے سو ایسا
استعمال خالص اہل ایمان کا حصہ ہے چنانچہ) یہ اشیاء (یعنی زینت و طیبات مذکورہ) اسطور پر کہ قیامت کے روز بھی کدورات سے خالص رہیں دنیوی
زندگی میں خالص اہل ایمان ہی کیلئے ہیں (بخلاف کفار کے کہ یہاں گو متنعم ہے مگر چونکہ اس تنعم کا حق ادا نہیں کیا بلکہ کفر و شرک میں مبتلا رہے اس لئے
وہاں یہ نعمتیں وبال بن جاویں گی جیسے حاکم عدالت اپنے دو اہلکاروں کو کچھ کام تجویز کرے اور کام کی میعاد ختم ہونے تک اپنے گھر سے انکو کھانا بھی منگا کر کھانے کی
اجازت دے صرف یہ اجازت دلیل خوشنودی کی نہیں یہ تو اعانت ہے جسنے وہ کام کر لیا اس کو کھایا پیا سب جان کو لگا جسنے کام نہ کیا سب کھایا پیا ناک کی راہ
کو نکلا) ہم اسی طرح (یعنی جیسا یہ مضمون بیان کیا) تمام آیات کو سمجھداروں کیواسطے صاف صاف بیان کرتے ہیں آپ (ان سے یہ بھی) فرمایئے کہ (تمنے جن اشیاء
کو بلا دلیل حرام اعتقاد کر کے چھوڑ رکھا ہے اور بعض اوقات ان کی تحریم کو حق تعالیٰ کیطرف منسوب کر دیتے ہو ان کو تو اللہ تعالیٰ نے حرام نہیں کیا) البتہ
میرے رب نے صرف (ان چیزوں کو جن میں سے اکثر میں تم مبتلا ہو) حرام کیا ہے (مثلاً) تمام فحش باتوں کو ان میں جو علانیہ ہیں وہ بھی (جیسے برہنہ طواف کرنا
اور ان میں جو پوشیدہ ہیں وہ بھی (جیسے بدکاری) اور (مثلاً) ہر گناہ کی بات کو (حرام کیا ہے) اور (مثلاً) ناحق کسی پر ظلم (دنیا وی) کرنیکو (حرام کیا ہے
اور (مثلاً) اس بات کو (حرام کیا ہے) کہ تم اللہ تعالیٰ کیساتھ کسی ایسی چیز کو شریک (عبادت) ٹھیراؤ جس (کے شریک ہونے) کی اللہ نے کوئی سند (اور
دلیل) نازل نہیں فرمائی (نہ کلیاً نہ جزئیاً) اور (مثلاً) اس بات کو (حرام کیا ہے) کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کے ذمہ ایسی بات لگادو جس (کے منسوب الی
اللہ ہونے) کی تم سند نہ رکھو (یعنی جو واقع میں حلال ہیں ان کو تو تم نے حرام سمجھا اور جو واقع میں حرام ہیں ان کو حلال سمجھا عجب جہل میں گرفتار ہو جس
طرح قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ الخ میں تمام مامورات داخل ہو گئے تھے اسیطرح یہاں انما حرم الخ میں تمام منہیات داخل ہیں بغی میں تو سب
معاملات آگئے اور اَنْ تُشْرِكُوْا و اَنْ تَقُوْلُوْا میں تمام عقائد فاسدہ آگئے اور اثم میں تمام اعمال و معاصی آگئے جن میں سے فحش معاصی کی تخصیص ذکر کے
ساتھ اہتمام کیلئے کی گئی) اور (اگر ان محرمات کے ارتکاب کرنیوالوں کو فوراً سزا نہ ہونے سے ان کی تحریم میں کسی کو شبہ ہو جاوے تو اس کا جواب

ملحقات الترجمہ ۱ے قولہ فی کما بدأکم قدرت اشارۃ الی فائدۃ التشبیہ ۱۲
۲ے قولہ فی عند کل مسجد اتی مسجد کی ہر حاضری اشارۃ الی کون المراد بہ المعنی المتعارف کان نزولہا فی الطواف الذی یکون فی المسجد ۱۲
۳ے قولہ فی لا تسرفوا احرام اعتقاد کذا فی الروح المعانی وھو الانسب بالمقام ۱۲

یہ ہے کہ علم الٰہی میں) ہر گروہ (کے ہر فرد) کی سزا کے لئے (مقتضائے حکمت) ایک میعاد معین ہے سو جس وقت ان کی (وہ) میعاد معین (نزدیک ۲
آجاوے گی اس وقت ایک ساعت نہ (اس سے) پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے (بلکہ فوراً ہی سزا جاری ہو جاوے گی اس
میعاد کے قبل سزا نہ ہونا اس کی دلیل نہیں کہ ان محرمات پر سزا نہ ہوگی)۔ ف چند فوائد ضروری سمجھنا چاہئے اول یہ جو ارشاد فرمایا لا ترونہم الخ
مطلب اس کا یہ ہے کہ انسان کا جنات کو دیکھنا عادت فاشیہ و شائعہ کے خلاف ہے اور دیکھنے کی قطعاً نفی نہیں ہے پس بعض اوقات
انبیاء علیہم السلام کا یا غیر انبیا کا خواص یا عوام سے جنات کو دیکھنا اس آیت کے خلاف نہیں ہے دوم خذوا زینتکم الخ میں جو
تخصیص وقت کی گئی حالاں کہ ستر عورت دوسرے اوقات میں بھی واجب ہے وجہ اس کی یہ ہے وہ لوگ وقت مذکور میں برہنہ ہو
جایا کرتے و نیز اس وقت وجوب زیادہ موکد ہوتا ہے سوم قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا الخ کی جو تفسیر احقر نے اختیار کی ہے
در منثور میں بروایت طبرانی وغیرہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے الفاظ اس کے یہ ہیں قَالَ يَنْتَفِعُونَ بِهَا فِي الدُّنْيَا لَا
يَتْبَعُهُمْ فِيهَا مَأْثَمٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ چہارم مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا کی قید واقعی ہے اور اس میں کلیۃً و جزئیاً سے تعمیم کر دی گئی وجہ اس
کی یہ ہے کہ تمام حجج شرعیہ کو شامل ہو جاوے کیونکہ نصوص منزل کلیۃً ان کے معتبر ہونے پر دال ہیں پنجم يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُهْتَدُونَ میں جو
تعمیم کی گئی کہ خواہ دین حق ہونے کی ہو الخ اس کی توضیح یہ ہے کہ بعض کفار تو اپنے مذہب کو واقع میں حق سمجھتے ہیں ان پر تو یحسبون
کا صادق آنا ظاہر ہے اور بعض باوجود باطل سمجھنے کے اس پر جمے رہتے ہیں ان پر اس کا صدق اس اعتبار سے ہے کہ اس صورت میں لابد یہ
اصرار کسی مصلحت مزعومہ موہومہ کی وجہ سے ہوگا اور اس مصلحت کی تحصیل و رعایت کو وہ کسی وجہ سے ضروری و مناسب سمجھتے
ہیں اور ضروری کی رعایت کرنا عقلی اہتدا ہے اور اگر کسی کو صورت اول میں شبہ ہو کہ ایک شخص واقعہ میں اپنے کو حق پر سمجھتا ہے
گو غلطی پر ہو پھر اس پر کیا الزام وہ معذور ہونا چاہئے کیونکہ اس کو اپنی غلطی کی اطلاع ہی نہیں جواب یہ ہے کہ معذور اس لئے نہیں کہ
اس نے باوجود دلائل قویہ و صحیحہ کے قائم ہونے کے جن سے بالاضطرار بالطبع تردد و احتمال جانب مخالف کا قلب میں پیدا ہو جاتا
ہے۔ تامل کیوں نہیں کیا اور آیت میں جن کی مذمت ہے وہ ایسے ہی تھے بلکہ اکثر تو اپنے طریق کے باطل سمجھنے والے تھے البتہ جو شخص طلب
حق میں اپنی کوشش ختم کر چکے اور پھر بھی اس کی نظر مطلوب صحیح تک نہ پہونچے اس کی نسبت روح المعانی میں ہے ومذہب
البعض انہ معذور ولم یقر بوابین من لا عقل لہ اصلا ومن لہ عقل لم یبد لہ الحق بعد ان لم یدع فی
الغوص منہ عانی طلبہ الخ قلت ولکن امن لم یخطر فی بالہ تردد واحتمال النقیض قلت ولبسط القول فی المسئلۃ
الغزالی فی التفرقۃ بین الاسلام والزندقۃ وقلت والسلامۃ فی امثال ذلک التفویض الی اللہ تعالیٰ وہو اعلم العالمین
واحکم الحاکمین اور اگر کسی کو صورت ثانی میں شبہ ہو کہ جب یہ شخص حق کو حق اور باطل کو باطل سمجھتا ہے تو مومن ہونا چاہئے پھر اس کو کفار
میں کیوں شمار کیا گیا جواب اس کا یہ ہے کہ جیسے قلب سے تکذیب کرنا کفر ہے اسیطرح زبان سے تکذیب کرنا اور برتاؤ میں مخالفت و
عداوت انبیاء سے کرنا بھی کفر ہے خوب سمجھ لو ربط اوپر عقائد و اعمال میں ابلیس کے اتباع و موافقت اور احکام الٰہیہ کی مخالفت سے
ممانعت فرمائی گئی ہے آگے یہ بتلاتے ہیں کہ اس مضمون کا خطاب تم کو کچھ جدید نہیں بلکہ عالم ارواح ہی میں یہ عہد لے لیا گیا تھا اور وعدہ وعید
سنا دیا گیا تھا اب آسی کا اعادہ ہے اور اس میں مسئلہ رسالت و معاد کا اثبات بھی ہو گیا جو کہ اعظم مقاصد سورت ہذا سے ہے۔

ملحقات الترجمۃ: ۱ قولہ فی کل امۃ ہر فرد لما فی الروح المعانی قالوا التقدیر
ولکل احد من امۃ ۱۲

۲ قولہ۔ فی فاذا جاء اجلہم نزدیک کما فی قولہ اذا بلغن الی قولہ فامسکوہن ای قاربن
فاندفع بہ الاعتراض المشہور بانہ لا یتصور الاستقدام عند مجیئہ فلا فائدۃ فی نفیہ وہذا مما
القی فی روعی فقد یاتم رایتہ فی الروح منقولا عن البعض وان لم یرض بہ صاحب الروح د
للناس فیما یعتقدون مذاہب اما الفائدۃ فی نفی الاستقدام بعد تصور صحتہ فبیان
سرعتہ غیر بلا کہم مع استحقاقہم لکمان فائدۃ نفی الاستئخار بیان عدم خلاصہم
من العذاب ۱۲

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

اے اولاد آدم کی اگر تمہارے پاس پیغمبر آویں جو تم ہی میں سے ہوں گے جو میرے احکام تم سے بیان کرینگے سو جو شخص پرہیز رکھے اور درستی کرے سو ان لوگوں پر نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى

اور جو لوگ ہمارے ان احکام کو جھوٹا بتاویں گے اور ان سے تکبر کریں گے وہ لوگ دوزخ والے ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے سو اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا۔

عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا

جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیتوں کو جھوٹا بتلاوے ان لوگوں کے نصیب کا جو کچھ ہے وہ ان کو مل جاویگا یہاں تک کہ جب ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ان کی جان قبض کرنے آویں گے

اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝ قَالَ ادْخُلُوْا

تو کہیں گے کہ وہ کہاں گئے جن کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کیا کرتے تھے وہ کہیں گے کہ ہم سے سب غائب ہو گئے اور اپنے کافر ہونے کا اقرار کرنے لگیں گے اللہ تعالیٰ فرماوے گا

فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ۭ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ۭ حَتّٰٓي اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا

کہ جو فرقے تم سے پہلے گزر چکے ہیں جنات میں سے بھی اور آدمیوں میں سے بھی ان کے ساتھ تم بھی دوزخ میں جاؤ جس وقت بھی کوئی جماعت داخل ہوگی اپنی جیسی دوسری جماعت کو لعنت کرے گی یہاں تک کہ جب اس میں سب جمع ہو جاویں گے

قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَاۗءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ڛ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ

تو پچھلے لوگ پہلے لوگوں کی نسبت کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو ان لوگوں نے گمراہ کیا تھا سو ان کو دوزخ کا عذاب دوگنا دیجیے اللہ تعالیٰ فرماویں گے کہ سب ہی کا دوگنا ہے لیکن تم کو خبر نہیں اور پہلے لوگ پچھلے لوگوں سے

لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَاۗءِ

کہیں گے کہ پھر تم کو ہم پر کوئی فوقیت نہیں سو تم بھی اپنے کردار کے مقابلہ میں عذاب کا مزہ چکھتے رہو جو لوگ ہماری آیتوں کو جھوٹا بتلاتے ہیں اور ان سے تکبر کرتے ہیں ان کے لئے آسمان کے دروازے نہ کھولے جاویں گے

وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰي يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ۝ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ

اور وہ لوگ کبھی جنت میں نہ جاویں گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکہ کے اندر سے نہ چلا جاوے اور ہم مجرم لوگوں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں ان کے لئے آتش دوزخ کا بچھونا ہوگا اور ان کے اوپر اسی کا اوڑھنا ہوگا اور ہم ایسے ظالموں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں

حکایت عہد قدیم باطاعت رب کریم و بیان نعیم و جحیم یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ (الی قولہ تعالیٰ) هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

(ہم نے عالم ارواح ہی میں کہدیا تھا) اے اولاد آدم کی اگر تمہارے پاس پیغمبر آویں جو تم ہی میں سے ہوں گے جو میرے احکام تم سے بیان کریں گے سو (ان کے آنے پر) جو شخص (ان میں سے ان آیات کی تکذیب سے) پرہیز رکھے اور (اعمال کی) درستی کرے (مراد یہ کہ کامل اتباع کرے) سو ان لوگوں پر (آخرت میں) نہ کچھ اندیشہ (کسی بات واقع ہونے والی) ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے اور جو لوگ (تم میں سے) ہمارے ان احکام کو جھوٹا بتاویں گے اور (ان کے قبول کرنے) سے تکبر کریں گے وہ لوگ دوزخ (میں رہنے) والے ہوں گے (اور) وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (ربط اوپر عہد مذکور میں نعیم و جحیم کا اجمالاً بیان تھا آگے بطور تفریع کے اس کا کسی قدر مفصل ذکر ہے اول اہل جحیم کا پھر اہل نعیم کا تفصیل سزائے مکذبین) فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ کَذِبًا (الی قولہ تعالیٰ) وَکَذٰلِکَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ ۝ (جب تکذیب کرنیوالوں کا مستحق وعید شدید ہونا اجمالاً معلوم ہو گیا سو اب تفصیل سنو کہ) اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے (یعنی جو بات خدا کی کہی ہوئی نہ ہو اس کو خدا کی کہی ہوئی کہے) یا اس کی آیتوں کو جھوٹا بتلاوے (یعنی جو بات خدا کی کہی ہوئی ہو اس کو بے کہی ہوئی بتلادے) ان لوگوں کے

ملحقات اللغات قولہ اداركوا اصلہ تداركوا لحق آخرهم اولهم كذا في القاموس قلت حاصل معناه اجتمعوا وفيه ايضا ادرك الشيء بلغ وقته وانتهى وفني (دو منہ) ادارك علمهم في الآخرة جهلوا علمها ولا علم عندهم من امرها اه

النحو قولہ في الدر المنثور اخرج ابن جرير عن ابي سيار السلمي قال ان الله تبارك وتعالى جعل آدم و ذريته في كفه فقال يا بني آدم الآية ثم بسطهم اقلت وعليه فسرت الآية ويؤيده قوله تعالى في البقرة قلنا اهبطوا منها جميعا فاما ياتينكم مني هدى الآية فان الظاهر منه ان هذا الخطاب كان قبل ارسال الرسل في عالم الارواح وهذا كان مع اخذ الميثاق على الربوبية والاصل في الآيتين التوافق خصوصا مع تقارب اللفظ والله اعلم ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ان الذین کذبوا بآیاتنا واستکبروا عنها لا تفتح لهم ابواب السماء كذلك في النشأة الدنيوية لا تفتح لهم ابواب الملكوت كما قال في الروح باب الاشارة فلا تعرج ارواحهم الى الملكوت ولا يدخلون الجنة اي جنة المعرفة والمشاهدة والقرب حتى يلج الجمل اي جمل انفسهم المتكبرة في سم الخياط اي خياط احكام الشريعة الذي يخاط به ما شق قميص الشقاق وسم ابواب الطريقة لانها دقيقة جدا او ولوج ذلك الجمل لا يمكن مع الاستكبار بل لا بد من الخضوع والانقياد وترك الحظوظ النفسانية وحينئذ يكون الجمل اقل من البعوضة بل ادق من الشعرة فحينئذ يلج في ذلك السم اه

ع ۸

ترجمہ

قولہ تعالیٰ ان الذین کذبوا بآیاتنا واستکبروا عنها لا تفتح لهم ابواب السماء روح میں ہے کہ اسی طرح ایسے لوگوں کے لئے دنیا میں ابواب ملکوت کشادہ نہیں ہوتے ۔

نصیب کا جو کچھ (رزق[1] اور عمر) ہے وہ (تو) ان کو (دنیا میں) مل جاوے گا لیکن آخرت میں مصیبت[2] ہی مصیبت ہے، یہاں تک کہ (برزخ میں مرنے کے وقت تو ان کی یہ حالت ہوگی کہ) جب اُن کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ان کی جان قبض کرنے آدیں گے تو (ان سے) کہیں گے کہ (کہو) وہ کہاں گئے جن کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کیا کرتے تھے (اب اس مصیبت میں کیوں نہیں کام آتے) وہ (کفار) کہیں گے کہ ہم سے سب غائب ہوگئے (یعنی واقعی کوئی کام نہ آیا) اور (افسوس) اپنے کافر ہونے کا اقرار کرنے لگیں گے (لیکن اس وقت کا اقرار محض بیکار اور بعض آیات میں ایسے ہی سوال وجواب کا وقوع قیامت میں بھی مذکور ہے سو دونوں موقعوں پر ہونا ممکن[3] ہے اور قیامت میں ان کا یہ حال ہوگا کہ اللہ تعالیٰ فرماوے گا کہ جو فرقے (کفار کے) تم سے پہلے گذر چکے ہیں جنات میں سے بھی اور آدمیوں میں سے بھی ان کے ساتھ[4] تم بھی دوزخ[5] میں جاؤ چنانچہ آگے پیچھے سب کفار اس میں داخل ہوں گے اور یہ کیفیت واقع ہوگی کہ جس وقت بھی کوئی جماعت (کفار کی) داخل (دوزخ) ہوگی اور اپنی جیسی دوسری جماعت کو (جو انہی جیسے کافر ہوں گے اور ان سے پہلے دوزخ میں جا چکے ہوں گے) لعنت کریگی (یعنی باہم ہمدردی نہ ہوگی بلکہ بوجہ انکشاف حقائق کے ہر شخص دوسرے کو بُری نظر سے دیکھے گا اور برا کہے گا) یہاں تک کہ جب اس (دوزخ) میں سب جمع ہوجاویں گے تو (اس وقت) پچھلے لوگ (جو بعد[6] میں داخل ہوئے ہونگے اور وہ یہ لوگ ہونگے جو کفر میں دوسروں کے تابع تھے) پہلے (داخل ہونیوالے) لوگوں کی نسبت[7] (یعنی ان لوگوں کی نسبت جو بوجہ رئیس و پیشوائے کفر ہونے کے دوزخ میں پہلے داخل ہوں گے) کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو ان لوگوں نے گمراہ کیا تھا سو ان کو دوزخ کا عذاب (ہم سے) دوگنا دیجئے اللہ تعالیٰ (ارشاد) فرماویں گے کہ (انکو دوگنا ہونے سے تم کو کیا تسلی وراحت ہو جاوے گی بلکہ چونکہ تمہارا عذاب بھی ہمیشہ آنًا فانًا بڑھتا[8] جاویگا اس لئے تمہارا عذاب بھی انکے دوگنے عذاب ہی جیسا ہوگیا پس اس حساب سے) سب ہی کا (عذاب) دوگنا ہے لیکن (ابھی) تم کو (پوری) خبر نہیں (کیونکہ ابھی تو عذاب کی ابتدا ہی ہے اس تزائد کو دیکھا نہیں اس لئے ایسی باتیں بنا رہے ہو جن سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے کے تضاعف عذاب کو اپنے لئے موجب شفائے غیظ وتسلی سمجھ رہے ہو) اور پہلے (داخل ہونیوالے) لوگ پچھلے (داخل ہونیوالے) لوگوں سے (خدا تعالیٰ کے اس جواب سے مطلع ہوکر) کہیں گے کہ (جب سب کی سزا کی یہ حالت ہے تو) پھر تم کو ہم پر تخفیف عذاب کے بارہ میں کوئی فوقیت نہیں (کیونکہ تخفیف نہ ہم کو نہ تم کو) سو تم بھی اپنے کردار (بد) کے مقابلہ میں عذاب (متزائد[9]) کا مزہ چکھتے رہو (یہ حالت تو کفار کی دخول نار کی ہوئی اب حرمان جنت کی کیفیت سنو کہ) جو لوگ ہماری آیتوں کو جھوٹا بتلاتے ہیں اور ان (کے ماننے) سے تکبر کرتے ہیں ان کی (روح صعود[10] کے) لئے (مرنے کے بعد) آسمان کے دروازے نہ کھولے جاویں گے (یہ تو حالت مرنے کے بعد برزخ میں ہوگی) اور (قیامت کے روز) وہ لوگ کبھی جنت میں نہ جاویں گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکہ کے اندر سے نہ چلا جاوے (اور یہ محال ہے پس معلق بالمحال بھی ہمیشہ کے لئے منفی ہوگا) اور ہم ایسے[11] مجرم لوگوں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں (یعنی ہم کو کوئی عداوت نہ تھی جیسا کیا ویسا بھگتا اور اوپر جو دوزخ میں جانا مذکور ہوا ہے وہ آگ ان کو ہر چہار طرف سے محیط ہوگی کہ کسی طرف سے کچھ راحت نہ ملے چنانچہ یہ حال ہوگا کہ) ان کے لئے آتش دوزخ کا بچھونا ہوگا اور ان کے اوپر اسی کا اوڑھنا ہوگا اور ہم ایسے ظالموں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں (جن کا ذکر فمن اظلم میں اوپر آیا ہے) **ربط** اوپر سزائے مکذبین کی تفصیل تھی آگے جزائے مومنین کی تفصیل ہے :

ملحقات ترجمہ [1] **قولہ** فی نصیبہم من رزق اور عمر کذا فی التفاسیر ۱۲ [2] **قولہ** قبل حتے مصیبت ہی مصیبت کرر الذکر باقی البرزخ والآخرۃ بعدہ ۱۲ [3] **قولہ** نحے ضنوا عنا الخ لیس فیہ من فسر الآیۃ بحملہا علی الآخرۃ وتاویل یتوفون بیستوفون فی الحشر ۱۲ [4] **قولہ** فی امم ساقط خفی بمعنی مع ۱۲ [5] **قولہ** فی النار دوزخ میں جاؤ اشارۃ الی ان فی النار متعلق بقولہ ادخلوا ۱۲ [6] **قولہ** فی اخراہم بعد میں اشارۃ ان الترتیب فی دخول النار باعتبار تفاوت فی الکفر ۱۲ [7] **قولہ** فی اولٰہم نسبت وفی اخراہم سے اشارہ الی ان اللام فی الاولیٰ للتعلیل وفی الاخری للتبلیغ کذا فی الروح ۱۲

[8] **قولہ** فی لکل ضعف بڑھتا جاویگا کما یدل علیہ قولہ تعالیٰ فی النحل زدناہم عذابا فوق العذاب وقولہ کلما نضجت الخ وقولہ لا یخفف عنہم الآیۃ ۱۲ [9] **قولہ** فی فذوقوا العذاب متزائد فان اللام للعہد ۱۲ [10] **قولہ** فی لا تفتح روح کے صعود کما فی حدیث طویل رواہ احمد وفیہ فیستفتح فلا یفتح ثم قرأ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تفتح لہم ابواب السماء ولا یدخلون الجنۃ حتی یلج الجمل فی سم الخیاط وفیہ فیطرح روحہ طرحا ثم قرأ ومن یشرک باللہ فکانما خر من السماء فتخطفہ الطیر او تہوی بہ الریح فی مکان سحیق ۱۲ [11] **قولہ** فی المجرمین والظالمین المراد بالقید الکفار لان ہذا الغضب الشدید مخصوص بہ ۱۲

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ وَنَزَعْنَا

اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے ہم کسی شخص کو اس کی قدرت سے زیادہ کوئی کام نہیں بتلاتے ایسے لوگ جنت والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور جو کچھ ان کے

مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ

دلوں میں غبار تھا ہم اس کو دور کر دیں گے ان کے نیچے نہریں جاری ہونگی اور وہ لوگ کہیں گے اللہ کا لاکھ لاکھ احسان ہے جس نے ہم کو اس مقام تک پہنچایا اور ہماری کبھی رسائی نہ ہوتی

لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ

اگر اللہ تعالیٰ ہم کو نہ پہنچاتے واقعی ہمارے رب کے پیغمبر سچی باتیں لے کر آئے تھے اور ان سے پکار کر کہا جاوے گا کہ یہ جنت تم کو دی گئی ہے تمہارے اعمال کے بدلے

وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا

اور اہل جنت اہل دوزخ کو پکاریں گے کہ ہم سے جو ہمارے رب نے وعدہ فرمایا تھا ہم نے تو اس کو واقع کے مطابق پایا سو تم سے جو تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا تم نے بھی اس کو مطابق واقع کے پایا

قَالُوْا نَعَمْ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا

وہ کہیں گے ہاں پھر ایک پکارنے والا دونوں کے درمیان میں پکاریگا کہ اللہ کی مار ہو ان ظالموں پر جو اللہ کی راہ سے اعراض کیا کرتے تھے اور اس میں کجی تلاش کرتے رہتے تھے۔

تفصیل جزائے مومنین وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (الی قولہ تعالیٰ) بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ اور جو لوگ (آیاتِ الٰہیہ پر) ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے (اور یہ نیک کام چنداں مشکل بھی نہیں کیونکہ ہماری عادت ہے کہ) ہم کسی شخص کو اس کی قدرت سے زیادہ کوئی کام نہیں بتلاتے (یہ جملہ معترضہ تھا غرض) ایسے لوگ جنت (میں جانے) والے ہیں (اور) وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور (ان کی حالت اہل دوزخ کی سی نہ ہوگی جن میں وہاں بھی تلاعن و تباغض رہے گا بلکہ ان کی یہ کیفیت ہوگی کہ) جو کچھ ان کے دلوں میں (کسی معاملہ کی وجہ سے دنیا میں باقتضائے طبعی) غبار (اور رنج) تھا ہم اس کو (بھی) دور کر دیں گے (کہ باہم خوب الفت سے رہیں گے اور) ان کے (مکانات کے) نیچے نہریں جاری ہوں گی اور وہ لوگ (غایت فرح و سرور سے) کہیں گے اللہ کا لاکھ لاکھ احسان ہے جس نے ہم کو اس مقام تک پہنچایا اور ہماری کبھی (یہاں تک) رسائی نہ ہوتی اگر اللہ تعالیٰ ہم کو نہ پہنچاتے (اس میں یہ بھی آگیا کہ یہاں تک پہنچنے کا طریقہ تھا ایمان اور اعمال وہ ہم کو بتلایا اور اس پر چلنے کی توفیق دی) واقعی ہمارے رب کے پیغمبر سچی باتیں لے کر آئے تھے (چنانچہ انہوں نے جن اعمال پر جنت کا وعدہ کیا تھا وہ سچا ثابت ہوا) اور ان سے پکار کر کہا جاوے گا کہ یہ جنت تم کو دی گئی ہے تمہارے اعمال (حسنہ) کے بدلے **ف** یہ ندا کرنیوالا ایک فرشتہ ہوگا جیسا دُرِّ منثور میں بروایت ابن ابی حاتم کے حسن بصری سے مرفوعاً منقول ہے اُس کے الفاظ یہ ہیں فیذھب الملک فیقول سلام علیکم تلکم الجنۃ اور تمتموھا بما کنتم تعملون اور بما کنتم تعملون سے ظاہراً اعمال کا سبب دخول جنت ہونا معلوم ہوتا ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ اعمال کے سبب کوئی جنت میں نہ جاویگا بلکہ رحمت الٰہی کے سبب جاویں گے اصل یہ ہے کہ آیت میں سبب ظاہری مراد ہے اور حدیث میں سبب حقیقی پس ظاہری کے اثبات اور حقیقی کی نفی میں کوئی تعارض نہیں ربط اوپر اہل جنت و اہل نار کی جزا و سزا کی تفصیل تھی آگے بطور تتمہ کے ان میں جو باہم مکالمات و مخاطبات ہوں گے ان کا بیان ہے اور ان کے ساتھ اہل اعراف کا بھی جن کی حالت ابتداء میں بین بین ہوگی کچھ حال اور مقال مذکور ہے **مکالمات اہل جنت و اہل اعراف و اہل نار** وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ الی قولہ تعالیٰ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ○ اور (جب اہل جنت جنت میں جا پہنچیں گے اس وقت وہ) اہل جنت اہل دوزخ کو (اپنی حالت پر خوشی ظاہر کرنے کو

النحو لولا ان ھدانا اللہ جوابہ محذوف لدلالۃ ما قبلہ علیہ ولیس ایاہ لا تمتناع تقدم الجواب علی الشرط کذا فی الروح ۱۲ **البلاغۃ قولہ** لا نکلف معترضۃ للترغیب فی اکتساب ما یؤدی الی النعیم المقیم ببیان سہولۃ منالہ **قولہ** الحمد للہ قصدھم التلذذ لا التعبد فان امتثال الامر الکلام فی التکلیف لا ما لا یتیانہ لک ان لا یقولہ ۲ **قولہ** اورثتموھا فیہ مجاز الی ای اعطیتموھا والنکتۃ فی ہذا التعبیر الاشارۃ الی ان المیراث

کما یحصل بلا اکتساب کذلک الجنۃ لیس فی نیلھا کبیر دخل للاکتساب بل مدارھا فضل الفضل ۲ **لحقات الترجمۃ ۱ قولہ** فی المحل لاکھ لاکھ احسان افادہ کون اللام للاستغراق وکون الحمد اعم من الشکر **۲ قولہ** فی نادی اپنی حالت الخ اشارالی ان الکلام لیس للاخبار و لا للاستخبار ۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ والذین اٰمنوا وعملوا الصلحت لا نکلف نفسا الا وسعھا کذلک الشیخ لا یکلف المرید فوق وسعہ فی باب اصلاحہ۔ قولہ تعالیٰ ونزعنا ما فی صدورھم من غل فی الروح ای تلعنا ما فی قلوبھم من حقد مخفی فیھا وعداوۃ کانت بمقتضی الطبیعۃ لامور جرت بینھم فی الدنیا اھ **الثالثۃ** ففیہ دلیل علی ان الغل الطبعی الغیر الاختیاری غیر مانع من دخول الجنۃ قولہ تعالیٰ وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ صریح فی ان الوصول الی المقصود وھبی لا کسبی والکسب الذی لہ دخل ما فیہ مجاز انما ذلک الکسب ایضاً وھبی

ترجمہ

قولہ تعالیٰ والذین اٰمنوا وعملوا الصلحت لا نکلف نفسا الا وسعھا اسی طرح شیخ بھی مرید کو باب اصلاح میں اس کے تحمل سے زیادہ اس کو تکلیف نہیں دیتا **قولہ تعالیٰ** ونزعنا ما فی صدورھم من غل روح میں ہے کہ ان کے قلوب میں جو بمقتضائے طبیعت بعض معاملات دنیویہ کے سبب کچھ مخفی عداوت و کینہ تھا وہ نکالدیں گے اور اس سے ثابت ہوا کہ جو کینہ طبعی غیر اختیاری ہو وہ دخول جنت سے مانع نہیں **قولہ تعالیٰ** وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ اس سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ وصول الی المقصود وہبی ہے کسبی نہیں اور جس کسب کا ظاہراً کچھ دخل بھی ہے وہ کسب خود وہبی ہے ؏

وَهُمْ بِالْآخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ۝ وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا ۢ بِسِيْمٰىهُمْ ۚ وَنَادَوْا أَصْحٰبَ الْجَنَّةِ

اور وہ لوگ آخرت کے بھی منکر تھے ۔ اور ان دونوں کے درمیان ایک آڑ ہوگی اور اعراف کے اوپر بہت سے آدمی ہونگے وہ لوگ ہر ایک کو انکے قیافہ سے پہچانیں گے اور اہل جنت کو پکار کر کہیں گے

أَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۟ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ۝ وَإِذَا صُرِفَتْ أَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ أَصْحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا

السلام علیکم ابھی یہ اہل اعراف جنت میں داخل نہیں ہوئے ہوں گے اور اسکے امیدوار ہوں گے اور جب ان کی نگاہیں اہل دوزخ کی طرف جا پڑیں گی تو کہیں گے اے ہمارے رب ہم کو ان ظالم لوگوں کے ساتھ

مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَنَادٰٓى أَصْحٰبُ الْأَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰىهُمْ قَالُوْا مَآ أَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ

شامل نہ کیجئے ۔ اور اہل اعراف بہت سے آدمیوں کو جنکو کہ ان کے قیافہ سے پہچانیں گے پکاریں گے کہیں گے کہ تمہاری جماعت اور تمہارا اپنے کو بڑا سمجھنا تمہارے

تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ أَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ أَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ۭ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَآ أَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۝

کچھ کام نہ آیا ۔ کیا یہ وہی ہیں جن کی نسبت تم قسمیں کھا کھا کر کہا کرتے تھے کہ ان پر اللہ تعالیٰ رحمت نہ کریگا ۔ ان کو یوں حکم ہوگیا کہ جاؤ جنت میں تم پر نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ تم مغموم ہوگے

وَنَادٰٓى أَصْحٰبُ النَّارِ أَصْحٰبَ الْجَنَّةِ أَنْ أَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ أَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۭ قَالُوْٓا إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا

اور دوزخ والے جنت والوں کو پکاریں گے کہ ہمارے اوپر تھوڑا پانی ہی ڈال دو یا اور ہی کچھ دیدو جو اللہ تعالیٰ نے تم کو دے رکھا ہے جنت والے کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے دونوں چیزوں کی

عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ

کافروں کے لئے بندش کر رکھی ہے جنھوں نے دنیا میں اپنے دین کو لہو و لعب بنا رکھا تھا اور جنکو دنیوی زندگانی نے دھوکہ میں ڈال رکھا تھا سو ہم بھی آج کے روز ان کا نام نہ لیں گے جیسا انہوں نے

يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝

اس دن کا نام تک نہ لیا ۔ اور جیسا یہ ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے ۔

اور ان کی حسرت بڑھانیکو) پکاریں گے کہ ہم سے جو ہمارے رب نے وعدہ فرمایا تھا کہ ایمان اور اعمال صالحہ اختیار کرنے سے جنت دیں گے ہم نے تو اس کو واقع کے مطابق پایا سو تم بتلاؤ کہ) تم سے جو تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا (کہ کفر کے سبب دوزخ میں پڑو گے) تم نے بھی اس کو مطابق واقع کے پایا (یعنی اب تو حقیقت اللہ و رسول کے صدق اور اپنی گمراہی کی معلوم ہوئی) وہ (اہل دوزخ جواب میں) کہیں گے ہاں (واقعی سب باتیں اللہ و رسول کی ٹھیک نکلیں) پھر (ان دوزخیوں کی حسرت اور جنتیوں کی مسرت بڑھانیکو) ایک پکارنے والا (یعنی کوئی فرشتہ) دونوں (فریق) کے درمیان میں (کھڑا ہو کر) پکارے گا کہ اللہ کی مار ہو ان ظالموں پر جو اللہ کی راہ (یعنی دین حق) سے اعراض کیا کرتے تھے اور اس (دین حق) میں (ہمیشہ بزعم خود) کجی (کی باتیں) تلاش کرتے رہتے تھے (کہ اس میں عیب اور اعتراض پیدا کریں) اور وہ لوگ (اس کے ساتھ آخرت کے بھی منکر تھے (جس کا نتیجہ آج بھگت رہے ہیں یہ کلام تو اہل جنت کا اور ان کی تائید میں اس سرکاری منادی کا مذکور ہوا آگے اعراف والوں کا ذکر ہے) اور ان دونوں (فریق یعنی اہل جنت و اہل دوزخ) کے درمیان ایک آڑ (یعنی دیوار) ہوگی (جس کا ذکر سورۂ حدید میں ہے فضرب بینھم بسور الخ اس کا خاصہ یہ ہوگا کہ جنت کا اثر دوزخ تک اور دوزخ کا اثر جنت تک نہ جانے دے گی رہا یہ کہ پھر گفتگو کیونکر ہوگی سو ممکن ہے کہ اس دیوار میں جو دروازہ ہوگا جیسا سورہ حدید میں ہے لسور له باب اس باب میں سے یہ گفتگو ہو جاوے یا ویسے ہی آواز پہنچ جاوے) اور (اس دیوار کا یا اسکے بالائی حصہ کا نام اعراف ہے اور اس پر سے جنتی اور دوزخی سب نظر آویں گے سو) اعراف کے اوپر بہت سے آدمی ہوں گے (جن کی حسنات اور سیئات میزان میں برابر وزن کی ہوئیں) وہ لوگ (اہل جنت اور اہل دوزخ میں سے) ہر ایک کو (علاوہ جنت اور دوزخ کے اندر ہونے کی علامت کے) انکے قیافہ سے (بھی) پہچانیں گے (قیافہ یہ کہ اہل جنت کے چہروں پہ نورانیت اور

وقف لازم

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ونادی اصحب النار اصحب الجنۃ ان افیضوا علینا من الماء او مما رزقکم اللہ فی الروح ع ٨ ١٢ قیل ان الکفار لما کانوا عبید البطون حراصا علی الطعام والشراب فماتوا علی ما عاشوا وحشروا وادخلوا النار علی ما ماتوا طلبوا الماء والطعام اھ ودل علی بقاء الذ مائم بعد الموت

ترجمہ

قولہ تعالیٰ ونادی اصحب النار اصحب الجنۃ ان افیضوا علینا من الماء او مما رزقکم اللہ بعض نے کہا ہے کہ چونکہ یہ کفار شکم کے بندے اور کھانے پینے کے حریص تھے تو اسی حالت میں مرے اور اسی حالت پر ان کا حشر ہوا کہ کھانا اور پانی ہی مانگتے رہے اھ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ذمائم بعد مرگ بھی باقی رہتے ہیں۔

ملحقات الترجمۃ ١ قولہ فی بعض دون اعراض فھو لازم کما فی قولہ منھم من آمن بہ ومنھم من صد عنہ ١٢ ٢ قولہ فی الاعراف بالائی لما فی الدر ای اعراف الحجاب ای اعلاہ

وھو السور المضروب بینھما جمع عرف مستعار من عرف الدیک ١٢ الارتفاع علی ما سواہ من جسدہ فی المعالم عن السدی انما سمی السور اعراف لان اصحابہ یعرفون الناس ١٢ فصل ان الاعراف ای السور وما اعلاہ

اہل دوزخ کے چہروں پر ظلمت اور کدورت ہوگی جیسا دوسری آیت میں ہے وجوہ یومئذ مسفرۃ ضاحکۃ) اور یہ (اہل اعراف) اہل جنت کو پکار کر کہیں گے السلام علیکم ابھی یہ اہل اعراف جنت میں داخل نہیں ہوئے ہوں گے اور اس کے امیدوار ہوں گے (چنانچہ حدیثوں میں آیا ہے کہ ان کی امید پوری کردی جاوے گی اور جنت میں جانے کا حکم ہو جاوے گا) اور جب ان کی نگاہیں اہل دوزخ کی طرف جا پڑیں گی تو (اس وقت ہول کھا کر) کہیں گے اے ہمارے رب ہم کو ان ظالم لوگوں کے ساتھ (عذاب میں) شامل نہ کیجئے اور (جیسے ان اہل اعراف نے اوپر اہل جنت سے سلام و کلام کیا اسی طرح یہ) اہل اعراف (دوزخیوں میں سے) بہت سے آدمیوں کو (جو کہ کافر ہوں گے اور) جن کو کہ ان کے قیافہ (ظلمت و کدورت چہرہ) سے پہچانیں گے (کہ یہ کافر ہیں) پکاریں گے اور کہیں گے کہ تمہاری جماعت اور تمہارا اپنے کو بڑا سمجھنا (اور انبیاء کا اتباع نہ کرنا) تمہارے کچھ کام نہ آیا (اور تم اسی تکبر کی وجہ سے مسلمانوں کو حقیر سمجھ کر یہ بھی کہا کرتے تھے کہ یہ بیچارے کیا مستحق فضل و کرم ہوتے اھؤلاء من اللہ علیہم من بیننا سے بھی یہ مضمون مفہوم ہوتا ہے تو ان مسلمانوں کو اب تو دیکھو) کیا یہ (جو جنت میں عیش کر رہے ہیں) وہی (مسلمان) ہیں جن کی نسبت تم قسمیں کھا کھا کر کہا کرتے تھے کہ ان پر اللہ تعالیٰ (اپنی) رحمت نہ کرے گا (ان پر تو اتنی بڑی رحمت ہوئی کہ) ان کو یہ حکم ہو گیا کہ جاؤ جنت میں (جہاں) تم پر نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ تم مغموم ہو گے (اور اس کلام میں جو رجالا کی تخصیص کی غالبا وجہ اس کی یہ معلوم ہوتی ہے کہ ہنوز عصاۃ مومنین بھی دوزخ میں پڑے ہوں گے قرینہ اس کا یہ ہے کہ جب اہل اعراف ہنوز امید جنت ہی میں ہیں اور داخل جنت نہیں ہوئے تو عصاۃ جن کے سیئات اہل اعراف کے سیئات سے زیادہ ہیں ظاہرا بدرجہ اولی دوزخ سے ابھی نہ نکلے ہوں گے مگر ایسے لوگ اس کلام کے مخاطب نہ ہوں گے واللہ اعلم) اور جس طرح اوپر جنت والوں نے دوزخ والوں سے گفتگو کی اسی طرح) دوزخ والے جنت والوں کو پکاریں گے کہ ہم (مارے بھوک و پیاس اور گرمی کے بیدم ہوئے جاتے ہیں خدا کے واسطے) ہمارے اوپر تھوڑا پانی ہی ڈال دو (شاید کچھ تسکین ہو جاوے) یا اور ہی کچھ دیدو جو اللہ تعالیٰ نے تم کو دے رکھا ہے (اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ امید کر کے مانگیں گے کیونکہ غایت اضطراب میں بعید از توقع باتیں بھی منہ سے نکلا کرتی ہیں) جنت والے (جواب میں) کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے دونوں چیزوں کی (یعنی جنت کے کھانے اور پانی کی) کافروں کے لئے بندش کر رکھی ہے جنہوں نے دنیا میں اپنے دین کو (جس کا قبول کرنا ان کے ذمہ واجب تھا) لہو و لعب بنا رکھا تھا اور جن کو دنیوی زندگانی نے دھوکہ (اور غفلت) میں ڈال رکھا تھا (اس لئے دین کی کچھ پروا ہی نہ کی اور یہ دار الجزا ہے جب دین نہیں اس کا ثمرہ کہاں۔ آگے حق تعالیٰ اہل جنت کے اس جواب کی تصدیق و تائید میں فرماتے ہیں) سو (جب ان کی دنیا میں یہ حالت تھی تو) ہم بھی آج (قیامت) کے روز ان کا نام نہ لیں گے (اور کھانا پینا خاک نہ دیں گے) جیسا انہوں نے اس (عظیم الشان) دن کا نام تک نہ لیا اور جیسا یہ ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے **ف** در منثور میں مرفوع و موقوف روایات اس مقام میں اور سورۂ حدید کی آیت فضرب بینہم بسور الخ میں بہت سی مذکور ہیں جن سے یہ امور مستفاد ہوتے ہیں اعراف اور سور ایک چیز ہے اہل اعراف وہ ہیں جن کے حسنات اور سیئات مساوی ہیں اہل اعراف آخر میں جنت میں داخل کر دیئے جاویں گے و نیز دلالۃ النص سے ان کا ناجی ثابت ہونا معلوم ہوتا ہے کیونکہ عصاۃ اہل نار باوجود غلبہ سیئات کے جب دوزخ سے نکل آویں گے تو اہل اعراف بدرجہ اولی نکلیں گے جیسا کہ اثنا تقریر ترجمہ من رجالا کی تخصیص کے فائدہ میں عصاۃ کا اس وقت تک دوزخ میں رہنا نیز دلالۃ النص سے ثابت کیا گیا ہے اور یہ جو گفتگو باہمی ہوگی اس میں دو احتمال ہیں یا تو کیف ما اتفق بعض کی بعض سے ہو یا خاص جان پہچان والوں سے ہو واللہ اعلم

ربط اوپر تفصیل جزا و سزا کی بیان کی گئی ہے آگے یہ فرماتے ہیں کہ اس دانشگاف بیان کا اور نیز دیگر مضامین قرآنیہ کا تو مقتضا یہ ہے کہ کفر و مخالفت سے باز آجاویں چنانچہ اہل ایمان اس سعادت سے مشرف ہوتے بھی ہیں لیکن کفار و معاندین کی اس درجہ قساوت بڑھی ہے کہ یہ قبل وقوع سزا کے نہ مانیں گے لیکن اس وقت ماننا کام نہ آوے گا۔

ملحقات الترجمہ ۱؎ **قولہ** فی ادخلوا الجنۃ اشارۃ الی انہ من قول اہل الاعراف بتقدیر قیل ولم ارہ لغیری وھو عندی خال عن التکلف ۱۲

۲؎ **قولہ** فی رزقکم دیدو اشارۃ الی ان الکلام من قبیل علفتہا تبنا وماء باردا ای وسقیتہا ۱۲

۳؎ **قولہ** فی ننساھم نام نہ لیں گے اشارۃ الی کونہ مجازا عن الترک ۱۲

۴؎ **قولہ** فی وما کانوا اور جیسا اشارۃ الی کونہ معطوفا علی کما نسوا داخلا فی حیز الکاف وھی للتعلیل یصح فی الفعلین لا للتشبیہ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ

اور ہم نے ان لوگوں کے پاس ایک ایسی کتاب پہنچا دی ہے جس کو ہم نے اپنے علم سے بہت ہی واضح کر کے بیان کر دیا ہے ذریعہ ہدایت اور رحمت ان لوگوں کے لئے جو ایمان لے آتے ہیں ان لوگوں کو اور کسی بات کا انتظار نہیں صرف اس کے

يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ

اس روز جو لوگ اس کو پہلے سے بھولے ہوئے تھے یوں کہیں گے کہ واقعی ہمارے رب کے پیغمبر سچی سچی باتیں لائے تھے سو اب کیا کوئی ہمارا سفارشی ہے کہ وہ ہماری سفارش کر دے یا کیا ہم پھر واپس بھیجے جا سکتے ہیں

الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

تاکہ ہم لوگ ان اعمال کے جنکو ہم کیا کرتے تھے برخلاف دوسرے اعمال کریں بیشک ان لوگوں نے اپنے کو خسارہ میں ڈال دیا اور یہ جو جو باتیں تراشتے تھے سب گم ہو گئیں بیشک تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے سب

فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ

آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا پھر عرش پر قائم ہوا چھپا دیتا ہے شب سے دن کو ایسے طور پر کہ وہ شب اس دن کو جلدی سے آ لیتی ہے اور سورج اور چاند اور دوسرے ستاروں کو

اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ؕ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

پیدا کیا ایسے طور پر کہ سب اس کے حکم کے تابع ہیں یاد رکھو اللہ ہی کے لئے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا بڑی خوبیوں سے بھرے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ جو تمام عالم کے پروردگار ہیں

ہدایت بودن قرآن باز بد و منتفع نبودن اہل طغیان وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ (الیٰ قولہ تعالیٰ) وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝

اور ہم نے ان لوگوں کے پاس ایک ایسی کتاب پہنچا دی ہے (یعنی قرآن) جس کو ہم نے اپنے علم کامل سے بہت ہی واضح واضح کر کے بیان کر دیا ہے (اور یہ بیان سب کے سنانے کو کیا ہے لیکن) ذریعہ ہدایت اور رحمت ان (ہی) لوگوں کیلئے (ہوا) ہے جو (اس کو سن کر) ایمان لے آتے ہیں (اور جو باوجود اتمام حجت ایمان نہیں لاتے ان کی حالت سے ایسا مترشح ہوتا ہے کہ) ان لوگوں کو اور کسی بات کا انتظار نہیں صرف اس (قرآن) کے (بتلائے ہوئے) اخیر نتیجہ (یعنی وعدہ سزا) کا انتظار ہے (یعنی وعید ثابت بالدلیل سے نہیں ڈرتے تو گویا خود اس بات وعید کا وقوع چاہتے ہوں گے سو) جس روز اس کا (بتلایا ہوا) اخیر نتیجہ پیش آوے گا (جس کی تفصیل دوزخ وغیرہ اوپر مذکور ہوئی) اس روز جو لوگ اس کو پہلے سے بھولے ہوئے تھے (مضطر ہو کر) یوں کہنے لگیں گے کہ واقعی ہمارے رب کے پیغمبر (دنیا میں) سچی سچی باتیں لائے تھے (مگر ہم سے حماقت ہوئی) سو اب کیا کوئی ہمارا سفارشی ہے کہ وہ ہماری سفارش کر دے یا کیا ہم پھر (دنیا میں) واپس بھیجے جا سکتے ہیں تاکہ ہم لوگ (پھر دنیا میں جا کر) ان اعمال (بد) کے جنکو ہم کیا کرتے تھے برخلاف دوسرے اعمال (نیک) کریں (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اب کوئی صورت نجات کی نہیں) بیشک ان لوگوں نے اپنے کو (کفر کے) خسارہ میں ڈال دیا اور یہ جو جو باتیں تراشتے تھے (اس وقت) سب گم ہو گیا (اب بجز سزا کے اور کچھ نہ ہوگا۔ ربط اوپر معاد کی تفصیل تھی چونکہ مشرکین دوبارہ زندہ ہونے کو مستبعد سمجھتے تھے اس لئے آگے اپنی قدرت اور تصرف کامل کا بیان فرماتے ہیں جس کو سموات و ارض کی تخلیق کے ذکر سے شروع فرمایا اور بارش کے ذکر پر جس کا اثر حیات ارض میتہ ہے ختم کیا چنانچہ کذٰلک نخرج الموتٰی کی تصریح سے اس کی مقصودیت کی تائید ہوتی ہے و نیز ضل عنہم میں شرکا کا کام نہ آنا مذکور تھا اور اس سے شرک کا ابطال ہوتا تھا اس مناسبت سے آگے توحید کا بیان فرمایا و نیز اوپر قرآن سے باوجود اس کے خطاب عام ہونے کے صرف مومنین کا منتفع ہونا مذکور تھا آیۃ والبلد الطیب میں اس کی مثال ہے جس کا حاصل یہ ہے ؎ باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست ؛ در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس ؛ چنانچہ در منثور میں اس تمثیل سے اس کی تفسیر کرنا بہت سے سلف سے نقل کیا ہے **اثبات توحید و قدرت و مثال بعث و مثال منتفع بقرآن** اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ (الیٰ قولہ تعالیٰ) كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ۝ بیشک تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے سب

اللغات التاویل ای عاقبتہ وما یؤول الیہ امرہ من تبیین صدقہ بظہور ما اخبر بہ من الوعد والوعید کذا فی الروح **ملحقات الترجمۃ** ۱ قولہ فی علی علم اپنے علم اشارۃ الی انہ حال من فاعل فصلنٰہ ومعناہ عالمین علی اکمل وجہ حتی جاء حکیما متقنا ۱۲

۲ قولہ فی ینظرون گویا اشارۃ الی ان المراد انہم بمنزلۃ المنتظرین فلا یقال کیف ینتظرونہ وہم جاحدون کذا فی الروح ۳ قولہ فی نرد کیا اشارۃ الی عطفہ علی الجملۃ قبلہ داخل معہ فی حکم الاستفہام ای ہل لنا من شفعاء او ہل نرد الخ ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ثم استوٰی علی العرش فی الروح وحقت اعلم ان المشہور من مذہب السلف فی مثل ذلک التفویض الی اللہ تعالیٰ فہم یقولون استوٰی علی العرش علی الوجہ الذی عناہ سبحانہ منزہا عن الاستقرار والتمکن ومن تفسیر الاستواء بالاستیلاء من تفسیر مرذول اذ القائل بہ لا یسعہ ان یقول کاستیلائنا بل لا بد ان یقول ہو استیلاء لائق بہ عز وجل فلیقل من اول الامر ہو استواء لائق بہ جل وعلا وقد اختار ذلک السادۃ الصوفیۃ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم وہو اعلم واسلم واحکم خلافا لبعضہم اہ قولہ تعالیٰ الا لہ الخلق والامر فی الدر و استخرج سفیان بن عیینۃ من ہذا ان کلام اللہ تعالیٰ شانہ لیس بمخلوق فقال ان اللہ تعالیٰ فرق بین الخلق والامر فمن جمع بینہما فقد کفر یعنی من جعل الامر الذی ہو کلامہ سبحانہ من جملۃ ما خلقہ فقد کفر لان المخلوق لا یقوم الا بمخلوق مثلہ کذا فی تفسیر الخازن ۔ ولیس بشیء کما لا یخفی واخرج ابن ابی حاتم ما الخلق ما دون العرش والامر ما فوق ذلک و شاع عند بعضہم الخلق عالم الامر عالم المجردات احتمل قولہ ولیس بشیء احتمال التفسیر الثانی الذی حاصلہ ان الخلق ما ہو من المادۃ نعقبہ کالقضیۃ کون الامر ہو قبلا لا یستلزم القدم وانما یستلزم نفی المادۃ ما ہو من الامر قلت وعلی ہذا یحتمل الصحۃ اطلاق الامر علی المجردات فالتفسیر من ہذا المعنی قول الصوفیۃ ان اللطائف من عالم الامر انہا من المجردات ومعنی کونہا فوق العرش کما فی تفسیر الثانی لیس معناہ ان مکانہا فوق العرش لان التمکن من خواص الماديات بل المراد انہا لیست بمکانیۃ فعبر عن کونہا غیر متمکنۃ بکونہا فوق العرش لان العرش اقصی الامکنۃ فافہم واللہ اعلم الصوفیۃ ان ہذہ اللطائف فوق العرش فکلام الصوفیۃ ہذہ لیست بمحض اصطلاحاتہم بل انہا اصل عن السلف ویحتمل ان یکون قولہ کما لا یخفی اشارۃ الی احتمال التخصیص بعد التعمیم وعلیہ لا یبقیہ شیء جمیع ما مر من تائید الصوفیۃ بقول السلف ویبقی انہ نوع اکتشاف عن انفا اصطلاحیۃ

ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ

تم لوگ اپنے پروردگار سے دعا کیا کرو تذلل ظاہر کرکے بھی اور چپکے چپکے بھی واقعی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ناپسند کرتے ہیں جو حد سے نکل جاویں اور دنیا میں بعد اسکے کہ اسکی درستی کر دی گئی ہے فساد مت پھیلاؤ اور تم اللہ کی عبادت

خَوْفًا وَّطَمَعًا ۭ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۭ حَتّٰٓي

کیا کرو خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اور امیدوار رہتے ہوئے بیشک اللہ تعالیٰ کی رحمت نزدیک ہے نیک کام کرنیوالوں سے اور وہ ایسا ہے کہ اپنے باران رحمت سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ وہ خوش کر دیتی ہیں یہاں تک

اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَاۗءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ

کہ جب وہ ہوائیں بھاری بادلوں کو اٹھا لیتی ہیں تو ہم اس بادل کو کسی خشک سرزمین کی طرف ہانک لیجاتے ہیں پھر اس بادل سے پانی برساتے ہیں پھر اس پانی سے ہر قسم کے پھل نکالتے ہیں یوں ہی ہم مردوں کو نکال کھڑا کرینگے تاکہ تم

تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِيْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ۭ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ۝ ع ۱۴

سمجھو اور جو سرزمین ستھری ہوتی ہے اس کی پیداوار تو خدا کے حکم سے خوب نکلتی ہے اور جو خراب ہے اس کی پیداوار بہت کم نکلتی ہے اسی طرح ہم دلائل کو طرح طرح سے بیان کرتے رہتے ہیں ان لوگوں کے لئے جو قدر کرتے ہیں

آسمانوں اور زمین کو چھ روز (کے برابر وقت) میں پیدا کیا پھر عرش پر (جو مشابہ ہے تخت سلطنت کے اس طرح) قائم (اور جلوہ فرما) ہوا (جو کہ اس کی شان کے لائق ہے جس سے سننے والے کے قلب میں بلزوم عرفی دو شانیں مستحضر ہو جاتی ہیں ایک رفعت دوسرے دوسری احکام شاہی کا صدور کیونکہ عادۃً تخت شاہی پر جلوہ افروز ہونے کے لئے یہ دو امر لازم ہیں چنانچہ دوسری شان کا آگے بھی ذکر ہے کہ) چھپا دیتا ہے شب (کی تاریکی) سے دن (کی روشنی) کو (یعنی شب کی تاریکی سے دن کی روشنی پوشیدہ اور زائل ہو جاتی ہے) ایسے طور پر کہ وہ شب اس دن کو جلدی سے آلیتی ہے (یعنی دن آنا فانا گذرتا معلوم ہوتا ہے حتی کہ دفعۃً رات آجاتی ہے) اور سورج اور چاند اور دوسرے ستاروں کو پیدا کیا ایسے طور پر کہ سب اپنی رفتار و انوار و آثار میں) اسکے حکم (تکوینی) کے تابع ہیں (کہ جس طرح اللہ تعالیٰ ان میں تصرف کرنا چاہیں کرتے ہیں) یاد رکھو اللہ ہی کے لئے خاص ہے خالق ہونا (جیسے خلق سے معلوم ہوا) اور حاکم ہونا (جیسا بامرہ سے معلوم ہوا) بڑی خوبیوں کے بھرے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ جو تمام عالم کے پروردگار ہیں (انہی خوبیوں میں سے خالق ہونا اور حاکم ہونا ہے اور جب پروردگار میں ایسی خوبیاں ہیں تو) تم لوگ (ہر حالت اور ہر حاجت میں) اپنے پروردگار سے دعا کیا کرو تذلل ظاہر کرکے بھی اور چپکے چپکے بھی (البتہ یہ بات) واقعی (ہے) کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ناپسند کرتے ہیں جو (دعا میں) حد (ادب) سے نکل جاویں (مثلاً محالات عقلیہ یا محالات شرعیہ یا مستبعدات عادیہ یا معاصی یا بیکار چیزیں مانگنے لگیں مثلاً خدائی یا نبوت یا فرشتوں پر حکومت یا غیر منکوحہ عورت سے تمتع یا فردوس کے داہنی طرف کا سفید محل اور امثال اسکے مانگنے لگے یہ سب ادب کے خلاف ہے ہاں جنت یا فردوس کی دعا مطلوب ہے اس میں یہ فضول قیدیں ممنوع ہیں) اور دنیا میں بعد اس کے کہ (تعلیم توحید و بعثت انبیاء

اللغات بشرا بتخفیف بشر الضمتین جمع بشیر ثقالا بالماء جمع لان السحاب بمعنی السحائب وافراد الضمیر فی سقناہ باعتبار اللفظ ۱۲ **الکلام** استدل بقوله ان رحمۃ اللہ علی بعدہ غیر المحسنین عنہا والجواب انہ لا دلالۃ علی الحصر ۱۲ **اختلاف القراءۃ** فی قراءۃ نشرا بضم النون جمع نشور بمعنی ناشر وفی قراءۃ نشرا بالتخفیف وفی قراءۃ نشرا بالفتح النون علی انہ مصدر فی موقع الحال بمعنی ناشرات ۱۲ **ملحقات الترجمۃ** ۱؎ **قولہ** فی ستۃ ایام برابر کما فی الروح ای فی مقدار ستۃ ایام کقولہ تعالیٰ ولہم رزقہم فیہا بکرۃ وعشیا فان المتعارف ان الیوم من طلوع الشمس الی غروبہا ولم تکن ہی حینئذ ۱۲ ۲؎ **قولہ** جو اس کی شان نحو ہذا ہو الذی علیہ جمہور السلف من حمل الاستواء علی الحقیقۃ البتۃ لکن نفی ہذہ الحقیقۃ صادقۃ محققۃ۔ اللغویۃ والمجاز اللغوی ثم تفویضہا الی اللہ تعالیٰ والمنع عن التشبہ واحکامہ مفصلا فی رسالۃ التواحید المذکورۃ فی حاشیۃ آیۃ المتشابہات من آل عمران مع ضمیمۃ الروح وہذا المنع المعقول لان ادراکنا قاصر عنکما یمنع الاکمہ عن الخوض کنہ اللون بعین ہذا معتقدا ویاک ان تقیس استواءہ تعالیٰ علی بعض التفاسیر علی استوائک لان الصفۃ تختلف حقیقتہا باختلاف الموصوف کما ان استقرار زید علی غیرہ یغایر بکنہہ استقرار الارض علی امر کما ان ظل الخشب یغایر بکنہہ ظل الجبل مع کون کل من الاستواء والظل حقیقۃ وانما کان المستوی غیر معلوم الکنہ کان الاستواء ایضا غیر معلوم الکنہ وہی وجہ القیاس مجمل الکنہ علی معلوم الکنہ کیف وشمل استوائک التحیل علیہ تعالیٰ للدلائل الحقیقۃ عند الخواص وہی مذکورۃ فی الکتب الکلامیۃ وعند العوام للان استواء اعظم الجبال من ہمسر علی الحجر الذی یتمیز ہی لیس باستواء فی انہ تمثل بہا الفوق مع کونہما متماثلین فکیف اذا کان احد الشیئین متشابہا والآخر غیر متناہ بذلکہ کان علی مذہب السلف ومن اختار مسلک التاویل المسمی لسہولتہ فہم العوام

ونہایتنا دین وجوہ قریب الی العربیۃ وذہب البعض الی تعالیٰ یدبر الامر ونحوہ حملا علی التدبیر فقولہ تعالیٰ یدبر الامر تفسیر للاستواء عند الخلف وبیان لحکمتہ کما سیاتی عند السلف ولا یرد علی الخلف ان اللہ کم یزل اللہ تعالیٰ مدبرا فما معنی تاخیرہ من خلق العالم لانی اقول ان المراد التدبیر الخاص فی السموات والارض وظہر انہ یتاخر عن خلقہما ولا یلزم منہ حدوث الصفۃ بل حدوث التعلق ولا محذور فیہ فافہم ۱۲ ۳؎ **قولہ** جس سے سننے والے کے الخ اشارۃ الی حکمۃ بیان الاستواء وتفصیل الحکمۃ فی رسالۃ المسماۃ بتمہید الفرش فی تحدید العرش ۱۲ ۴؎ **قولہ** فی یغشی چھپا دیتا ہے مع فرض العکس مع احتمالات بآخرتیتہا یہ بقولہ تعالیٰ والیل اذا یغشی فانہ نص فی کون اللیل غاشیا ومحتمل یرجع الی النص ثم تخصیص کون اللیل غاشیا بالذکر دون عکسہ ان الواقع کلاہما فعلہ لکونہ ادل علی القدرۃ لان سلب النور عن النہار ادہش للعقول من عکسہ ولعدہ ہو المبنی حکم بکون طلبہ حثیثا لان اللیل تشابہ اجزاءہ لا یدرک انقضاءہ فی بادی النظر بخلاف النہار فانہ لعدم تشابہ اجزاءہ ودلالۃ الظل والشمس باوقات مرور الاجزاء یادنی تأمل یدرک انقضاءہ وذہابہ بسرعۃ ۱۲ ۵؎ **قولہ** فی یغشی ومسخرات ایسے طور پر اشارۃ الی کونہا حالین ۱۲ ۶؎ **قولہ** فی بامرہ تکوینی لانہ اظہر واسلم وان مع حملہ علی ما یقتضیہ کون المامور ذا شعور ۷؎ **قولہ** فی تبارک خوبیوں اشارۃ الی ان من البرکۃ بمعنے الکثرۃ ولو باعتبار الصفات فالذات موحدتہا ۱۲ ۸؎ **قولہ** فی ادعوا دعائی الثانی عبادت بقرینۃ ذکر تضرع والحقیقۃ فی الاول دعا بقرینۃ ذکرہ خوفا وطمعا فی الثانی کما فی المسیرۃ بدعون ربہم خوفا وطمعا وکون تفسیر متبعا للصلوۃ اللیل والمنظر الیہ تضرعا حیفۃ فی حواشی قولہ تعالیٰ الانعام قل من ینجیکم والنکتۃ فی تقدیم الامر بالدعا علی الامر بالعبادۃ علی ہذا التقریر مع کون العبادۃ مقصودۃ للایذان بان ما شرع لکم تمام

و ۔ وعی فیہ مستلزم حقیقۃ ۔ متے اتاکم ما اتاکم فی الطلب حاجاتکم تبل سائر مطالبکم ۱۲

بقیہ مسائل السلوک صفحہ ۱۸

ترجمہ قولہ تعالیٰ ثم استوی علی العرش۔ سلف کا مذہب ایسے نصوص میں تفویض مراد کی حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف ہے یعنی جو استوا حق تعالیٰ نے مراد لیا ہے اور وہ حق تعالیٰ کی شان کے موافق ہے اور اکثر حضرات صوفیہ کا یہی مذہب ہے۔

قولہ تعالیٰ

الا لہ الخلق والامر وصح یہ ہے کہ سفیان بن عیینہ نے اس سے کلام الٰہی کا غیر مخلوق ہونا مستنبط کیا ہے یعنی کلام حق اس کا امر تو یقیناً ہے اور امر کو مقابل فرمایا ہے خلق کا تو معلوم ہوا کہ وہ خلق سے منزہ ہے اور یہ استدلال کچھ نہیں اس لئے کہ یہاں دوسری تفسیر بھی محتمل ہے جیسا کہ ابن ابی حاتم نے روایت کی ہے کہ خلق کو ما تحت عرش کہتے ہیں اور امر ما فوق عرش کے ہے تو حاصل اس تفسیر ثانی کا یہ ہو سکتا ہے کہ خلق ماویات کے ساتھ خاص ہے تو کلام اللہ وامر کی ماویت کی نفی سے غیر مخلوق ہونا لازم نہیں آتا اور اس پر مجردات پر عالم امر کے اطلاق کی صحت معلوم ہوتی ہے اور صوفیہ نے جو لطائف کو عالم امرت کہا ہے اور اس کو فوق العرش بھی کہا ہے اس سے اس کی اصل نکل آئی یعنی فوق العرش کی تفسیر بھی ہے کہ وہ ماویات میں سے نہیں تو اس بنا پر صوفیہ کے ان احکام کی اصل سلف سے بھی معلوم ہوتی ہے اور ممکن ہے کہ وہ دوسری تفسیر منقول یہ ہو کہ الامر تخصیص بعد التعمیم ہو یعنی پیدا کرنا بھی اس کا کام ہے اور حکم کرنا بھی تو ایک خود ہے پیدا کرنے کی یعنی خطاب کو پیدا کرنا تو اس بنا پر اس میں صوفیہ کی یہ تائید نہ ہوگی

مسائل السلوک متعلقہ صفحہ ہذا

قولہ تعالیٰ ادعوا ربکم تضرعا و خفیۃ فی الروح ای اعبدوا او تضرعا وخفیۃ اشارۃ الی الطریق الجلوۃ والخلوۃ وادعوہ بالجوارح والقلب انہ لا یحب المعتدین المتجاوزین عما امروا بہ بترک الامتثال او الذین یطلبون منہ سواہ اھ

قولہ تعالیٰ والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہ والذی خبث لا یخرج الا نکدا فی الروح بعض اکا تل غیر واحد مثل لمن ینجع فیہ الوعظ والتنبیہ من المکلفین و لمن لا یوثر فیہ شیئ من ذالک اھ وایدہ بآثار موقوفۃ وروایات مرفوعۃ ثم قال فی باب الاشارۃ نقلت الحرمق فیہ لبعد لبعض ھذہ

بقیہ بر صفحہ ۲۰

والیجاب احکام شرعیہ سے اس کی درستی کردی گئی ہے فساد مت پھیلاؤ (یعنی امور حقہ توحید وغیرہ کے ملنے اور ان پر چلنے سے جن کی اوپر تعلیم ہے عالم میں امن قائم ہوتا ہے تم تعلیم مذکور کو چھوڑ کر نقض امن مت کرو) اور جیسا تم کو اوپر خاص دعا کرنے کا حکم ہوا ہے اسی طرح بقیہ عبادات کا حکم کیا جاتا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت (جس طریق سے تم کو بتلا دیا گیا ہے) کیا کرو خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اور امیدوار رہتے ہوئے (یعنی عبادت کرکے نہ تو ناز ہو اور نہ مایوسی ہو آگے عبادت کی ترغیب ہے کہ) بیشک اللہ تعالیٰ کی رحمت نزدیک ہے نیک کام کرنے والوں سے اور وہ (اللہ) ایسا ہے کہ اپنے باران رحمت سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ وہ (بارش کی امید دلاکر دل کو) خوش کردیتی ہیں یہاں تک کہ جب وہ ہوائیں بھاری بادلوں کو اٹھا لیتی ہیں تو ہم اس بادل کو کسی خشک سرزمین کی طرف ہانک لے جاتے ہیں پھر اس بادل سے پانی برساتے ہیں پھر اس پانی سے ہر قسم کے پھل نکالتے ہیں (جس سے مثل تصرفات بالا توحید ہماری بھی ثابت ہوتی ہے اور قدرت علی البعث بھی ثابت ہوتی ہے چنانچہ) یوں ہی (قیامت کے روز) ہم مردوں کو زمین سے نکال کھڑا کریں گے (یہ سب اس لئے سنایا) تاکہ تم سمجھو (کہ جو اس مذکور پر قادر ہے وہ بعث پر بھی قادر ہے) اور (گو ہمارا کلام ہدایت کے لئے فی نفسہ کافی ہے جس کا مقتضا یہ تھا کہ سب کو سمجھ کر سب توحید و رسالت و بعث وغیرہ امور حقہ کے قائل ہو جاتے لیکن قابل و ناقابل کے تفاوت سے کوئی منتفع ہوتا ہے کوئی نہیں اس کی مثال ایسی بارش مذکور ہی کے آثار میں غور کرکے سمجھ لو کہ) جو سرزمین ستھری ہوتی ہے اس کی پیداوار تو خدا کے حکم سے خوب نکلتی ہے اور جو خراب ہے اس کی پیداوار (اگر نکلی بھی تو) بہت کم نکلتی ہے اور جس طرح ہم نے یہاں دلائل قاطعہ بیان کئے ہیں اسی طرح ہم ہمیشہ دلائل کو طرح طرح سے بیان کرتے رہتے ہیں (مگر وہ سب) ان (ہی) لوگوں کے لئے (نافع ہوتے ہیں) جو (ان کی) قدر کرتے ہیں (اور ان کو اپنی فلاح کی چیز سمجھ کر ان میں غور کرتے رہتے ہیں اور ان پر عمل کرتے ہیں) ف۔ خلاصہ ان آیات کا جیسا کہ تمہید میں بھی اشارہ کیا گیا یہ ہے کہ جب حق تعالیٰ کے یہ کمالات ذاتی و صفاتی ثابت ہوئے تو عبادت اور طلب حاجت میں ان کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو اور ان کی قدرت کو اور نمونہ کو پیش نظر رکھ کر بعث کا انکار مت کرو اور ہم نے بیان کافی کردیا اگر کوئی نہ مانے تو مثل زمین شورہ کے اس کی ناقابلیت ہے اور یہ جو فرمایا کہ ہوا بادل کو اٹھا لیتی ہے اٹھانے کا مطلب یہ ہے کہ بادل کے اجزا کو ہوا باہم ملا دیتی ہے دوسرے یہ کہ ہوا کی وجہ سے وہ اجزا معلق رہتے ہیں ورنہ مرکز کی طرف مائل ہو جاتے تیسرے یہ کہ ہوا کے سبب ایک جگہ سے دوسری جگہ بادل پہنچتا ہے کذا فی الکبیر اور یہ جو فرمایا کہ بارش سے پہلے ہوا آتی ہے مراد باعتبار غالب کے ہے پس ایک کا بدون دوسرے کے ہونا محل اشکال نہیں کذا فی الکبیر۔ ربط شروع سورت سے یہاں تک نبوت اور معاد اور توحید کا اثبات اور اتباع کی ترغیب اور مخالفت پر ترہیب اور اضلال ابلیس کا بیان تھا جیسا سرخیوں سے ظاہر ہے آگے ان ہی مضامین کے مناسب چند قصص انبیاء علیہم السلام اور ان کی امم کے مذکور ہوتے ہیں نبوت سے تو مناسبت ظاہر ہے اور جب اور انبیاء بھی ہو چکے ہیں پھر آپ کی نبوت پر کیا استعجاب ہوتا ہے اور توحید سے مناسبت اس طرح ہے کہ یہ سب حضرات انبیاء توحید کی تعلیم فرماتے رہے اور ترہیب سے یہ مناسبت کہ ان قصص میں مختلف عذابوں کے نزول کا ذکر ہے ان کو سن کر مخاطبین کو بھی خوف پیدا ہو اور اسی سے ترغیب کا فائدہ بھی حاصل ہوتا ہے کہ اگر وہ مخالفت نہ کرتے تو ان مصائب سے محفوظ رہتے اور اسی سے معاد کا تحقق بھی حاصل ہوگیا کہ جب پہلے امم کو چند روز مہلت ہونا دلیل نہ تھی معذب نہ ہونے کی تم کو اگر زیادہ مہلت بھی ملے تب بھی اس سے عذاب آخرت سے تم کو مامون نہ ہونا چاہیئے۔ و نیز قصص کے بعض الفاظ سے ان حضرات کا اپنی امم کو عذاب آخرت و معاد سے ڈرانا معلوم ہوتا ہے اور اضلال ابلیس کا اشتراک سب کفار سابقین و لاحقین میں ظاہر ہے اور ان سب فوائد کے ساتھ ان قصص میں آپ کی تسلی بھی ہے کہ پہلے سے بھی تکذیب ہوتی چلی آئی ہے سو شروع سورت میں جو فلا یکن فی صدرک حرج آیا ہے اس کی تقویت بھی ہوگئی و نیز صحیح طور پر مدعی رسالت کے لئے خود قصص غائبہ کا اخبار بلا نقل مستقل معجزہ دلیل نبوۃ ہے پس مسئلہ نبوۃ کے مضمون سے ارتباط اس وجہ سے اور زائد ہوگیا۔

قصہ اول حضرت نوح علیہ السلام با قوم او

ملحقات الترجمہ ۱ قولہ فی البلد سرزمین بمانی الروح ای للارض و استعمال البلد بمعنی القریۃ عرف طارئ فتعیین ذلک اطلاقہ علی مکۃ المکرمۃ ۱۲ ۲ قولہ فی یخرج نباتہ خوب بقرینۃ مقابلۃ بنکدا والیہا بقرینۃ قولہ باذن ربہ وانہ کثیرا ما یستعمل فی باب رغب و یتمنی ۳ قولہ نبات اس کا پیداوار اشارۃ الی تقدیرہ بکذا الا یخرج نباتہ الا نکدا فحذف المضاف اقیم المضاف الیہ مقامہ فصار مرفوعا مستترا کذا فی البیضاوی ۱۲

۴ قولہ فی نکدا اگر نکلا بھی زدتہ لئلا یرد ان بعض السباخ لا یخرج شیئا ۱۲

بقیہ مسائل السلوک صفحہ ۱۹

الادلۃ بما قصد والبلد الطیب وھو ما طاب استعدادہ یخرج نباتہ باذن ربہ حسنا غزیرا والذی خبث وھو ما صار استعدادہ لا یخرج الا نکدا لا خیر فیہ اھ تفید دلیل علی مسئلۃ الاستعداد

ترجمہ

قولہ تعالیٰ ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ اس میں اشارہ ہے طریق جلوت و خلوت کی طرف یا عبادت جوارح و قلب کی طرف

قولہ تعالیٰ والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہ والذی خبث لا یخرج الا نکدا یہ اس سلوک کی مثال ہے جس میں وعظ موثر ہوتا ہے اور جس میں موثر نہیں ہوتا یعنی طالب مستعد و ناقص الاستعداد کی پس اس میں مسئلہ استعداد کی دلیل ہے

لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝

ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا سوانہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں مجھکو تمہارے لئے ایک بڑے دن کا اندیشہ ہے۔

قَالَ الْمَلَأُ مِن قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ قَالَ يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي ضَلَالَةٌ وَلَٰكِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ۝

اُن کی قوم کے آبرودار لوگوں نے کہا کہ ہم تم کو صریح غلطی میں دیکھتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم مجھ میں تو ذرا بھی غلطی نہیں لیکن میں پروردگار عالم کا رسول ہوں

أُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَأَنصَحُ لَكُمْ وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ أَوَعَجِبْتُمْ أَن جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنكُمْ لِيُنذِرَكُمْ

تم کو اپنے پروردگار کے پیغام پہنچاتا ہوں اور تمہاری خیرخواہی کرتا ہوں اور میں خدا کی طرف سے ان امور کی خبر رکھتا ہوں جن کی تم کو خبر نہیں اور کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس ایک ایسے شخص کی معرفت جو تمہاری ہی جنس کا ہے کوئی نصیحت کی بات آگئی

وَلِتَتَّقُوا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ فَكَذَّبُوهُ فَأَنجَيْنَاهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ وَأَغْرَقْنَا الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا عَمِينَ ۝

رکوع ۸ — ۱۵

تاکہ وہ شخص تم کو ڈراوے اور تاکہ تم ڈر جاؤ اور تاکہ تم پر رحم کیا جاوے سو وہ لوگ ان کی تکذیب ہی کرتے رہے تو ہم نے نوح کو اور جو لوگ ان کے ساتھ کشتی میں تھے بچالیا اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا ان کو ہم نے غرق کردیا بیشک وہ لوگ اندھے ہو رہے تھے

لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ (الیٰ قولہ تعالیٰ) إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا عَمِينَ ہم نے نوح (علیہ السلام) کو (پیغمبر بنا کر) ان کی قوم کیطرف بھیجا سو انہوں نے (اس قوم سے) فرمایا کہ اے میری قوم تم (صرف) اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود (ہونیکے قابل) نہیں (اور بت پرستی چھوڑ دو جن کا نام سورۂ نوح میں ہے ود اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر) مجھ کو تمہارے لئے (درصورت میرا کہنا نہ ماننے کے) ایک بڑے سخت (دن کے عذاب کا اندیشہ ہے (کہ وہ یوم قیامت ہے یا یوم طوفان ہے) ان کی قوم کے آبرودار لوگوں نے کہا کہ ہم تم کو صریح غلطی میں (مبتلا) دیکھتے ہیں (کہ توحید کی تعلیم کر رہے ہو اور عذاب کا ڈراوا دکھلا رہے ہو) انہوں نے (جواب میں) فرمایا کہ اے میری قوم مجھ میں تو ذرا بھی غلطی نہیں لیکن (چونکہ) میں پروردگار عالم کا (بھیجا ہوا) رسول ہوں (انہوں نے مجھ کو توحید پہنچانے کا حکم کیا ہے اس لئے اپنا منصبی کام کرتا ہوں کہ) تم کو اپنے پروردگار کے پیغام اور (احکام) پہنچاتا ہوں اور (اس پہنچانے میں میری کوئی دنیوی غرض نہیں بلکہ محض) تمہاری خیرخواہی کرتا ہوں (کیونکہ توحید میں تمہارا ہی نفع ہے) اور (عذاب یوم عظیم سے جو تم کو تعجب ہوتا ہے تو تمہاری غلطی ہے کیونکہ) میں خدا کیطرف سے ان امور کی خبر رکھتا ہوں جن کی تم کو خبر نہیں (تو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بتلا دیا ہے کہ ایمان نہ لانے سے عذاب یوم عظیم واقع ہوگا) اور (تم کو میرے رسول ہونے پر جو بوجہ میرے بشر ہونیکے انکار ہے جیسا سورۂ مومنون میں تصریح ہے مَا هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُرِيدُ أَن يَتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَنزَلَ مَلَائِكَةً الخ تو) کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو کہ تمہارے پروردگار کیطرف سے تمہارے پاس ایک ایسے شخص کی معرفت جو تمہاری ہی جنس کا (بشر) ہے کوئی نصیحت کی بات آگئی (وہ نصیحت کی بات یہی ہے جو مذکور ہوئی اعبدوا الله الی قولہ انی اخاف) تاکہ وہ شخص تم کو (بحکم خداوندی عذاب سے) ڈراوے اور تاکہ تم (اس کے ڈرانے سے) ڈر جاؤ اور تاکہ تم (ڈرنے کی وجہ سے مخالفت چھوڑ دو جس سے) تم پر رحم کیا جاوے سو (باوجود اس تمام تر فہمائش کے) وہ لوگ ان کی تکذیب ہی کرتے رہے تو ہم نے نوح (علیہ السلام) کو اور جو لوگ ان کے ساتھ کشتی میں تھے (طوفان کے عذاب سے) بچالیا اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا ان کو ہم نے (طوفان میں) غرق کر دیا بے شک وہ لوگ اندھے ہو رہے تھے (حق و باطل نفع نقصان کچھ نہ سوجھتا تھا) ف کشتی کا قصہ سورۂ ہود میں آویگا اور طوفان میں بجز اہل کشتی کے سب کا غرق ہو جانا سورۂ نوح میں آویگا اور اس پر ظاہرا جو عموم بعثت کا اشکال لازم آتا ہے اس کا جواب سورۂ آل عمران آیت فلما احس عیسیٰ منہم الکفر الخ کے تحت میں گذر چکا ہے اور ایک قصہ کا مختلف الفاظ سے قرآن میں مذکور ہونیکی تحقیق و توجیہ اسی سورت کے رکوع دوم آیت قال انظرنی الخ کے تحت میں

اللغات الملاء الاشراف لانہم ملیئون القلوب بجلالہم والعیون بجمالہم ۱۲ عمین اصلہ عمیین خفف ۱۲ البلاغۃ قولہ ولکنی رسول معنی الاستدراک ہہنا انہ لما قال لیس بی ضلالۃ اورث شائبۃ مسبۃ ان الضلالۃ کما کانت منفیۃ علم بقول ہذہ الاقوال لانہم زعموا سبب ہذہ الاقوال فی الضلالۃ فدفعہا ببیان سبب ہذہ الاقوال وہذا من المواہب ولا یشکل علیک ان الامر بالتوحید لا یتوقف علی کون الرجل رسولا کما یوہمہ الاستدراک المذکور لانی اقول ان الامر بہ بہذا النہج الخاص من اقترانہ بدعوی الرسالۃ وتخویف العذاب الخاص یتوقف لا محالۃ علی الرسالۃ ویحتمل کون لکن للتاکید کما نقل البعض عن المختار بن بونۃ فی حواشی المغنی بن مالک ذاتی للتاکید ۱۲ ملحقات الترجمۃ ۱ قولہ فی اعبدوا وصرف یدل علیہ ما لکم الخ ۲ قولہ فی ضلالۃ نزادل علیہ تا سالمرۃ زیدت للمبالغۃ لیکون ابلغ رد لقولہم البالغ فی الاثبات ۳ قولہ فی اوعجبتم اوکیا اشارۃ الی ما اختارہ سیبویہ من ان الہمزۃ من اجزاء المعطوف قدم علی الواو تنبیہا علی اصالتہا فی التقدیر کما فی الروح وعلی ہذا لا حاجۃ الی تقدیر المعطوف علیہ ۱۲ ۴ قولہ علی رجل معرفت اشارۃ الی تقدیر مضاف ای علی ید ولسان رجل ای بواسطتہ ۱۲ ۵ قولہ فی کذبوہ کرتے رہے اشارۃ الی ان المعنی فاستمروا علی تکذیبہ ۱۲ ۶ قولہ فی الفلک ان کے ساتھ کشتی میں تھے اشارۃ الی ان الجار والمجرور متعلق بما تعلق بہ الظرف الواقع صلۃ ای استقروا معہ فی الفلک کذا فی الروح ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ اوعجبتم ان جاءکم ذکر من ربکم علیٰ رجل منکم وھذا ھو دأب الجاھلین باولیاء عصرھم یحقرونھم بمحض المعاصرۃ قولہ تعالیٰ اوعجبتم ان جاءکم ذکر من ربکم علیٰ رجل منکم اور یہی طریقہ ہے جاہلوں کا اپنے ہمعصر اولیاء کے ساتھ کہ محض معاصرت کے سبب ان سے منافرت کرتے ہیں۔

وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا ۗ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۚ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۝ قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا

اور ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا انہوں نے فرمایا اے میری قوم تم اللہ کی عبادت کرو اسکے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں سو کیا تم نہیں ڈرتے ان کی قوم میں جو سردار لوگ کافر تھے

مِن قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي سَفَاهَةٍ وَإِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۝ قَالَ يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ وَلَٰكِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ

انہوں نے کہا کہ ہم تم کو کم عقلی میں دیکھتے ہیں اور ہم بیشک تم کو جھوٹے لوگوں میں سمجھتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم مجھ میں ذرا کم عقلی نہیں لیکن میں پروردگار عالم کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں

أُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَأَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ أَمِينٌ ۝ أَوَعَجِبْتُمْ أَن جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنكُمْ لِيُنذِرَكُمْ ۚ وَاذْكُرُوا

تم کو اپنے پروردگار کے پیغام پہنچاتا ہوں اور میں تمہارا سچا خیرخواہ ہوں اور کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس ایک ایسے شخص کی معرفت جو تمہاری ہی جنس کا ہے کوئی نصیحت کی بات آ

إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِن بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ وَزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْطَةً ۖ فَاذْكُرُوا آلَاءَ اللَّهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ قَالُوا أَجِئْتَنَا

بیشک اللہ تعالیٰ نے تم کو قوم نوح کے بعد آباد کیا اور ڈیل ڈول میں تم کو پھیلاؤ زیادہ دیا سو خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو تاکہ تم کو فلاح ہو وہ لوگ کہنے لگے کہ کیا آپ ہمارے پاس اس واسطے آئے ہو

لِنَعْبُدَ اللَّهَ وَحْدَهُ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا ۖ فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُم مِّن

کہ ہم صرف اللہ ہی کی عبادت کریں اور جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے ہم ان کو چھوڑ دیں پس ہم کو جس عذاب کی دھمکی دیتے ہو اس کو ہمارے پاس منگوا دو اگر تم سچے ہو انہوں نے فرمایا کہ بس اب تم پر خدا کی طرف سے

رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَغَضَبٌ ۖ أَتُجَادِلُونَنِي فِي أَسْمَاءٍ سَمَّيْتُمُوهَا أَنتُمْ وَآبَاؤُكُم مَّا نَزَّلَ اللَّهُ بِهَا مِن سُلْطَانٍ ۚ فَانتَظِرُوا

عذاب اور غضب آیا ہی چاہتا ہے کیا تم مجھ سے ایسے ناموں کے باب میں جھگڑتے ہو جن کو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے ٹھہرا لیا ہے ان کے معبود ہونے کی خدا تعالیٰ نے کوئی دلیل نہیں بھیجی سو تم منتظر رہو

إِنِّي مَعَكُم مِّنَ الْمُنتَظِرِينَ ۝ فَأَنجَيْنَاهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۖ وَمَا كَانُوا مُؤْمِنِينَ ۝

میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں غرض ہم نے ان کو اور ان کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا اور ان لوگوں کی جڑ کاٹ دی جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا اور وہ ایمان لانے والے نہ

گذر چکی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ انبیاء سے سب اقوال صادر ہوئے ہوں اور قوم میں سے کسی نے کچھ کہا ہو کسی نے کچھ کہا ہو یا مختلف مجالس میں مختلف گفتگو ہوئی ہو

قصہ دوم حضرت ہود علیہ السلام با قوم او (والیٰ عاد اخاھم ھودا الیٰ قولہ تعالیٰ وما کانوا مؤمنین) اور ہم نے قوم عاد کی طرف انکے (برادری یا وطن کے) بھائی (حضرت) ہود (علیہ السلام) کو (پیغمبر بنا کر) بھیجا انہوں نے (اپنی قوم سے) فرمایا اے میری قوم تم (صرف) اللہ کی عبادت کرو اسکے سوا کوئی تمہارا معبود (ہونے کے قابل) نہیں (اور بت پرستی چھوڑ دو جیسا آگے ونذر ما کان یعبد اباؤنا سے معلوم ہوتا ہے) سو کیا تم (ایسے بڑے جرم عظیم یعنی شرک کے مرتکب ہو کر عذاب الٰہی سے) نہیں ڈرتے ان کی قوم میں جو بڑے سردار لوگ کافر تھے انہوں نے (جواب میں) کہا کہ ہم تم کو کم عقلی میں (مبتلا) دیکھتے ہیں (کہ توحید کی تعلیم کر رہے ہو اور عذاب سے ڈرا رہے ہو) اور ہم بیشک تم کو جھوٹے لوگوں میں سے سمجھتے ہیں (یعنے نعوذ باللہ نہ توحید صحیح مسئلہ ہے اور نہ عذاب کا آنا صحیح ہے) انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم مجھ میں ذرا بھی کم عقلی نہیں لیکن (چونکہ) میں پروردگار عالم کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں (انہوں نے مجھ کو تعلیم توحید اور انذار عذاب کا حکم کیا ہے اس لئے اپنا منصبی کام کرتا ہوں کہ) تم کو اپنے پروردگار کے پیغام (اور احکام) پہنچاتا ہوں اور میں (اس بارہ میں) تمہارا سچا خیرخواہ ہوں (کیونکہ توحید و ایمان میں تمہارا ہی نفع ہے) اور (تم جو میرے بشر ہونے سے میری نبوت کا انکار کرتے ہو جیسا سورہ ابراہیم میں بعد ذکر قوم نوح و عاد و ثمود کے ہے قالوا ان انتم الا بشر مثلنا اور سورہ فصلت میں بعد ذکر عاد و ثمود کے ہے قالوا لو شاء ربنا لانزل ملائکۃ الخ تو) کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس ایک ایسے شخص کی معرفت جو تمہاری ہی جنس کا (بشر) ہے کوئی نصیحت کی بات آگئی (وہ نصیحت کی بات وہی ہے جو مذکور ہوئی اعبدوا اللہ الیٰ قولہ افلا تتقون) تاکہ وہ شخص تم کو (عذاب

النحو اخاھم مفعول بارسلنا المقدر **قولہ** اذ جعلکم مفعول باذکروا کما اختارہ الزمخشری کذا فی الروح	بالصاد کما فی قراءۃ ونقراحفص بالسین ولذا یکتب السین علی الصاد **قولہ** اجئتنا معرض القصد
وجملۃ عند جمہور النحویین اسم موضوع المصدر اعنی ایجاد او موضوع موضع الحال اعنی موحدا کذا فی الروح	الی الشی والشروع فیہ فان جاء وقعد وقام ونحوہا یستعمل العرب لذلک تصویر اللحال کذا فی الروح ۱۲
اللغات الآلاء جمع الی بکسر فسکون کحل واحال وقیل غیرہ کذا فی الروح **البسطۃ** مشہور وقد رسم کتابۃ	**ملحقات الترجمۃ** سے **قولہ** نظنک سمجھتے ہیں اشارۃ الی کون الظن بمعنی العلم ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالے۔ قال الملأ الذین کفروا من قومہ انا لنراک فی سفاھۃ قد خلت من قبل سنۃ السفھاء من تسفیہ عقلاء الدین ویشاھد الیوم فی زماننا فینبغی لھم ان یصبروا علی اذاھم قولہ تعالے۔ وزادکم فی الخلق بسطۃ فاذکروا الاء اللہ دل علی کون القوۃ والزیادۃ فی الجسم من نعم اللہ تعالیٰ فلیس من الزھد تحقیرا النعم الدنیویۃ کما علیہ المتقشفون

ع ۱۶

ترجمہ

قولہ تعالیٰ قال الملأ الذین کفروا من قومہ انا لنراک فی سفاھۃ یہی طریقہ سفہاء کا پہلے سے چلا آیا ہے کہ عقلاء دین کو سفیہ کہا کرتے ہیں اس زمانہ میں بھی اس کا مشاہدہ ہو رہا ہے تو ان حضرات کو صبر کرنا چاہیئے۔

قولہ تعالیٰ۔ وزادکم فی الخلق بسطۃ فاذکروا آلاء اللہ اس سے معلوم ہوا کہ قوت اور جسامت کی زیادتی بھی حق تعالیٰ کی نعمت ہے تو دنیوی نعمتوں کی تحقیر زہد میں داخل نہیں جیسا بعض تشدد ین کا مذاق ہے۔

وقف لازم

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ

اور ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا انہوں نے فرمایا اے میری قوم تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کیطرف سے ایک واضح دلیل آچکی ہے یہ

الٰہی سے ڈرادے (یعنی یہ تو کوئی تعجب کی بات نہیں کیا بشریت و نبوت میں منافات ہے اور افلا تتقون میں ترہیب تھی آگے ترغیب ہے) اور (اے قوم تم یہ حالت یاد کرو (اور یاد کر کے احسان مانو اور اطاعت کرو) کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو قوم نوح کے بعد اور وئے زمین پر آباد کیا اور ڈیل ڈول میں تم کو پھیلاؤ (بھی) زیادہ دیا سو خدا تعالیٰ کی (ان) نعمتوں کو یاد کرو (اور یاد کر کے احسان مانو اور اطاعت کرو) تا کہ تم کو (ہر طرح کی) فلاح ہو وہ لوگ کہنے لگے کہ کیا (خوب) آپ ہمارے پاس اسواسطے آئے ہونگے کہ ہم صرف اللہ ہی کی عبادت کیا کریں اور جن (بتوں) کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے ہم ان (کی عبادت) کو چھوڑ دیں (یعنی ہم ایسا نہ کریں گے) اور ہم کو (نہ ماننے پر) جس عذاب کی دھمکی دیتے ہو (جیسا افلا تتقون سے بھی معلوم ہوتا ہے) اس (عذاب) کو ہمارے پاس منگوا دو اگر تم سچے ہو انہوں نے فرمایا کہ (تمہاری سرکشی کی جب یہ حالت ہے تو) بس اب تم پر خدا کیطرف سے عذاب اور غضب آیا ہی چاہتا ہے (پس عذاب کے شبہ کا جواب تو اس وقت معلوم ہو جاویگا اور باقی توحید پر جو شبہ ہے کہ ان بتوں کو معبود کہتے ہو جنکا نام تو تم نے معبود رکھ لیا ہے لیکن واقع میں ان کے معبود ہونے کی کوئی دلیل ہی نہیں تو) کیا تم مجھ سے ایسے (بے حقیقت) ناموں کے باب میں جھگڑتے ہو (یعنی وہ مسمیات بمنزلہ محض اسماء کے ہیں) جنکو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے (آپ ہی) ٹھہرالیا ہے (لیکن) ان کے معبود ہونے کی خدا تعالیٰ نے کوئی دلیل (نقلی یا عقلی) نہیں بھیجی (یعنی جدال میں مدعی کے ذمہ دلیل ہے اور خصم کی دلیل کا جواب بھی سو تم نہ دلیل قائم کر سکتے ہو نہ میری دلیل کا جواب دے سکتے ہو پھر جدال کیا معنی) سو تم (اب جدال ختم کرو اور عذاب الٰہی کے) منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں غرض (عذاب آیا اور) ہم نے ان کو اور ان کے ساتھیوں کو (یعنی مومنین کو) اپنی رحمت (و کرم) سے (اس عذاب سے) بچالیا اور ان لوگوں کی جڑ تک کاٹ دی (یعنی بالکل ہلاک کر دیا) جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا اور وہ (بوجہ غایت قساوت کے) ایمان لانیوالے نہ تھے (یعنی اگر ہلاک بھی نہ ہوتے تب بھی ایمان نہ لاتے اسلئے ہم نے بمقتضائے اسوقت کی حکمت کے خاتمہ ہی کر دیا) ف مشہور اہل نسب کے نزدیک یہی ہے کہ ہود علیہ السلام قوم عاد کے نسبی بھائی اور خود قوم عاد سے ہیں اور بعض قلیل دوسری قوم کا بتلاتے ہیں اور اخاھم کے معنی صاحبھم لیتے ہیں واللہ اعلم اور عاد اصل میں ایک خاص شخص کا نام ہے پھر اس کی اولاد کو بھی عاد کہنے لگے اور یہ لوگ بڑے قد آور قوی الجثہ ہوتے تھے زادکم فی الخلق بسطۃ کے یہی معنی ہیں اور قطعنا دابر الخ سے بعض نے کہا ہے کہ ان کی نسل بالکل منقطع ہوگئی اور بعض نے کہا ہے کہ کفار بالکل ہلاک ہوگئے اور مومنین باقی رہے اور ممکن ہے کہ کفار کی صغار اولاد بھی رہ گئی ہو انکی نسل آگے بڑھی انکو عاد آخری کہتے ہیں اور سابقین کو عاد اولیٰ اور بعض مفسرین نے عرائس ثعلبی سے نقل کیا ہے کہ ان عادیوں سے بعضے لوگ جو اس وقت اطراف مکہ میں گئے ہوئے تھے بچ رہے تھے انکو عاد آخری کہتے ہیں اور اول قول والوں نے کہا ہے کہ اولیٰ ان کو اس لئے کہتے ہیں کہ بعد قوم نوح کے جتنی قومیں ہلاک ہوئیں ان میں یہ اوّل تھے اور ارم جو لفظ عاد کے ساتھ سورۂ فجر میں بطور بدل آیا ہے بعض نے کہا ہے کہ ارم اجداد عاد سے ہے اس قبیلہ کے دونوں لقب ہیں بعض نے کہا ہے کہ ارم ایک شعبہ ہے عاد کا پس یہ بدل البعض ہو جاویگا درِّ منثور تفسیر سورۂ نجم میں یہ قول نقل کیا ہے اور مشہور تر یہ ہے کہ ارم کے ایک بیٹے عوص کا بیٹا عاد اولیٰ ہے اور ارم کے دوسرے بیٹے جثو کا بیٹا ثمود عاد ثانی ہے ایک کی اولاد عاد اولیٰ کہلاتی ہے دوسرے کی اولاد عاد اُخریٰ اور کچھ تحقیق اس کی سورۂ نجم اور سورۂ فجر میں آویگی اور عذاب اس قوم عاد کا ریح صرصر تھی جیسا کئی جگہ قرآن میں منصوص ہے اور سورۂ فصلت میں جو صاعقہ آیا ہے اس سے مراد مطلق عذاب ہے اور سورۂ مومنون میں بعد قصہ نوح علیہ السلام کے جو ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِیْنَ آیا ہے جنہوں نے اسکی تفسیر قوم عاد سے کی ہے وہ قائل ہوئے ہیں کہ ان پر صیحہ بھی آیا اور ریح بھی واللہ اعلم اور اسکا مسکن دوسری آیت میں احقاف آیا ہے جو بقول محمد بن اسحٰق ایک ریگستان ہے عمان اور حضرموت کے درمیان

قصہ سوم حضرت صالح علیہ السلام با قوم

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا الٰی آیۃ

ملحقات الترجمۃ ۔ ۱؎ قولہ فی خلفاء ای بادفا لخلافۃ فی الارض لا فی الملک ۱۲

۲؎ قولہ فی الخلق ڈیل ڈول مشارہ الی کونہ بمعنی الابداع والتصویر وقیل فی المخلوقین ۱۲

۳؎ قولہ قد وقع علیکم آیا ہی چاہتا ہے ماخوذ من الکشاف قد وقع علیکم ای حق علیکم و وجب او قد نزل علیکم جعل المتوقع الذی لابد من نزولہ بمنزلۃ الواقع ونحوہ قولک لمن طلب الیک بعض المطالب قد کان ذالک الخ ۱۲

۴؎ قولہ فی توضیح اسماء بمنزلۃ اسماء اشارۃ الی ان المراد بالاسماء اصنام سمیت باسماء مبالغۃ فی بطلانہا وہذا کما یقال لما لا یلیق ما ہو الا مجرد الاسم ۱۲

۵؎ قولہ فی ما کانوا مومنین یعنی اگر الخ کذا فی الروح کما قال جل شانہ فی آیۃ اخری ولو ردوا لعادوا لما نہوا عنہ ۱۲

نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

اونٹنی ہے اللہ کی جو تمہارے لئے دلیل ہے سو اس کو چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھاتی پھرا کرے اور اس کو برائی کے ساتھ ہاتھ بھی مت لگانا کبھی تم کو دردناک عذاب آ پکڑے

وَاذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ

اور تم یہ حالت یاد کرو کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو عاد کے بعد آباد کیا اور تم کو زمین پر رہنے کو ٹھکانا دیا کہ نرم زمین پر محل بناتے ہو اور پہاڑوں کو تراش تراش کر

بُيُوْتًا فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا

گھر بناتے ہو سو خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو اور زمین میں فساد مت پھیلاؤ ان کی قوم میں جو متکبر سردار تھے انہوں نے غریب لوگوں سے

لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا اِنَّا بِالَّذِيْۤ

جو کہ ان میں سے ایمان لے آئے تھے پوچھا کیا تم کو اس بات کا یقین ہے کہ صالح اپنے رب کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں انہوں نے کہا کہ بیشک ہم تو اس پر پورا یقین رکھتے ہیں جو ان کو دیکر بھیجا گیا ہے وہ متکبر لوگ کہنے لگے کہ تم جس چیز پر

اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ

یقین لائے ہوئے ہو ہم تو اس کے منکر ہیں غرض اس اونٹنی کو مار ڈالا اور اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی کی اور کہنے لگے کہ اے صالح جس کی آپ ہم کو دھمکی دیتے تھے اس کو منگوائیے اگر آپ پیغمبر ہیں پس آ پکڑا ان کو

الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ۝

زلزلے نے سو اپنے گھر میں اوندھے کے اوندھے پڑے رہ گئے اس وقت صالح ان سے منہ موڑ کر چلے اور فرمانے لگے کہ اے میری قوم میں نے تو تم کو اپنے پروردگار کا حکم پہنچا دیا تھا اور میں نے تمہاری خیر خواہی کی لیکن تم لوگ خیر خواہوں کو پسند ہی نہیں کرتے

وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ۝ اور ہم نے قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح (علیہ السلام) کو (پیغمبر بنا کر) بھیجا انہوں نے (اپنی قوم سے) فرمایا اے میری قوم تم صرف اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود (ہونے کے قابل) نہیں (انہوں نے ایک خاص معجزہ کی درخواست کی کہ اس پتھر میں سے ایک اونٹنی پیدا ہو تو ہم ایمان لاویں چنانچہ آپ کی دعا سے ایسا ہی ہوا کہ وہ پتھر پھٹا اور اس کے اندر سے ایک بڑی اونٹنی نکلی رواہ محمد بن اسحٰق آپ نے فرمایا کہ) تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک واضح دلیل (میرے رسول ہونے کی) آچکی ہے (آگے اس کا بیان ہے) یہ اونٹنی ہے اللہ کی جو تمہارے لئے دلیل (بنا کر ظاہر کی گئی) ہے (اور اسی لئے اللہ کی اونٹنی کہلائی کہ اللہ کی دلیل ہے) سو (علاوہ اس کے کہ میری رسالت پر یہ دلیل ہے خود اس کے بھی کچھ حقوق ہیں منجملہ ان کے یہ ہے کہ) اس کو چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں (گھاس چارہ) کھاتی پھرا کرے (اسی طرح اپنی باری کے دن پانی پیتی ہے جیسا دوسری آیت میں ہے) اور اس کو برائی (اور تکلیف دہی) کے ساتھ ہاتھ بھی مت لگانا کبھی تم کو دردناک عذاب آ پکڑے اور (اے قوم تم یہ حالت یاد کرو اور یاد کر کے احسان مانو اور اطاعت کرو) کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو (قوم) عاد کے بعد (روئے زمین پر) آباد کیا اور تم کو زمین پر رہنے کو (دلخواہ) ٹھکانا دیا کہ نرم زمین پر (بھی) بڑے بڑے محل بناتے ہو اور پہاڑوں کو تراش تراش کر ان میں (بھی) گھر بناتے ہو سو خدا تعالیٰ کی (ان) نعمتوں کو (اور دوسری نعمتوں کو بھی) یاد کرو (اور کفر و شرک کر کے) زمین میں فساد مت پھیلاؤ (یعنی ایمان لے آؤ مگر باوجود اس قدر فہمائش کے کچھ غربا ایمان لائے اور ان میں اور رئیسوں میں یہ گفتگو ہوئی یعنی) ان کی قوم میں جو متکبر سردار تھے انہوں نے غریب لوگوں سے جو کہ ان میں سے ایمان لے آئے تھے پوچھا کہ کیا تم کو اس بات کا یقین ہے کہ صالح (علیہ السلام) اپنے رب کی طرف سے (پیغمبر بنا کر) بھیجے ہوئے (آئے) ہیں انہوں نے (جواب میں) کہا کہ بے شک ہم

اللغات قوله تواكم في الروح انزلكم وجعل لكم مباءة فالمعقر وافي الروح عن الازهري اصل العقر عند العرب قطع عرقوب البعير ثم استعمل في النحر لان ناحر البعير يعقره ثم ينحره قوله جاثمين في القاموس جثم وتلبد حتى صدره البلاغة تتخذون استيناف مبين لكيفية التبوية فلا بدا التخاذ باقداره سبحانه وتعالى قوله في داره قيل في الروح المراد من الدار البلد كما في قولك دار الحرب ودار الاسلام وقد جمع في آية اخرى بدارة منزل كل واحد اختصاص به وذكر القيلبوري انه حيث ذكر الرجفة وحدت الدار وحيث ذكرت الصيحة جمعت

لان الصيحة كانت من السماء كما في غالب الروايات لا من الارض كما قيل سقوطها اكثر وابلغ من الزلزلة فذكر كل منها بما يليق به فتدبر آه الملحقات الترجمة ١ قوله في من سهولها ذين بيان اشارة الى ان من في كما في من يوم الجمعة ٢ قوله في الجبال ان مين اشارة الى ان نصبه بنزع الخافض كما في آية اخرى وتنحتون من الجبال ١٢ ٣ قوله في لمن امن منهم من بين سے اشارة الى ان الضمير المجرور عائد الى القوم لا الذين استضعفوا

مسائل السلوك

قوله تعالى هذه ناقة الله في الروح اضافة الناقة الى الاسم الجليل لتعظيمها كما يقال بيت الله للمسجد اه قلت وهو اسهل التوجيهات لاضافة الصورة الى الله تعالى في قوله عليه السلام ان الله خلق آدم على صورته الحديث - قوله تعالى وتنحتون الجبال بيوتا فاذكروا الاء الله دل على كون المهارة في الصناعة من نعم الله تعالى واذكروا امر في قوله تعالى وزادكم في الخلق بسطة قوله تعالى فتولى عنهم وقال يقوم لقد ابلغتكم الخ في الروح تولى عنهم بعد ان جرى عليهم ما جرى على ما هو الظاهر وفيه وخطابه عليه السلام لهم كخطاب رسول الله صلعم قتلى المشركين حين القوا في قليب بدر واه قلت ما هو سماع الموتى ما لم يثبت دليل قوي وليس

ترجمہ

قولہ تعالیٰ ہذہ ناقۃ اللہ یہ اضافت تشریف کیلئے ہے جیسے مسجد کو بیت اللہ کہتے ہیں میں کہتا ہوں کہ حدیث میں جو آیا ہے ان اللہ خلق آدم علی صورتہ اس اضافت کی اسہل توجیہات یہ ہو سکتی ہے

قولہ تعالیٰ وتنحتون الجبال بیوتا فاذکروا الاء اللہ اس سے معلوم ہوا کہ کسی صنعت میں مہارت پیدا ہونا بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اسی وزادکم فی الخلق بسطۃ میں بھی ایسا ہی مضمون گذرا ہے قولہ تعالیٰ فتولی عنہم وقال یقوم لقد ابلغتکم ظاہر

وَلُوطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ۝ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ

اور ہم نے لوطؑ کو بھیجا جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم ایسا فحش کام کرتے ہو جس کو تم سے پہلے کسی دنیا جہاں والوں میں سے نہیں کیا تم مردوں کیساتھ شہوت رانی کرتے

دُوْنِ النِّسَآءِ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ۝ وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ۝

عورتوں کو چھوڑ کر بلکہ تم حد ہی سے گذر گئے ہو اور ان کی قوم سے کوئی جواب نہ بن پڑا بجز اس کے کہ آپس میں کہنے لگے کہ ان لوگوں کو تم اپنی بستی سے نکال دو یہ لوگ بڑے پاک صاف بنتے ہیں

فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ڮ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ۝ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۭ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ۝ ع

سو ہم نے لوطؑ کو اور ان کے متعلقین کو بچا لیا بجز ان کی بیوی کے کہ وہ ان ہی لوگوں میں رہی جو عذاب میں رہ گئے تھے اور ہم نے ان پر ایک نئی طرح کا مینہ برسایا سو دیکھ تو سہی ان مجرموں کا انجام کیسا ہوا

تو اُس (حکم) پر پورا یقین رکھتے ہیں جو انکو دیکر بھیجا گیا ہے وہ متکبر لوگ کہنے لگے کہ تم جس چیز پر یقین لائے ہو ہم تو اسکے منکر ہیں غرض (نہ صالح علیہ السلام پر ایمان لائے اور نہ اونٹنی کے حقوق ادا کئے بلکہ) اس اونٹنی کو (بھی) مار ڈالا اور اپنے پروردگار کے حکم (ماننے) سے (بھی) سرکشی کی (وہ حکم اعتقاد توحید و رسالت تھا اور دستبرداری تعرض ناقہ اور کفر پر موعود ہے) اسکو منگوائیے اگر آپ پیغمبر ہیں (کیونکہ پیغمبر کا صادق ہونا لازم ہے) پس آ پکڑا انکو زلزلہ نے سو اپنے گھر میں اوندھے کے اوندھے پڑے رہ گئے اسوقت صالح (علیہ السلام) ان سے منہ موڑ کر چلے اور (بطور حسرت کے فرضی خطاب کرکے) فرمانے لگے کہ اے میری قوم میں نے تو تمکو اپنے پروردگار کا حکم پہنچا دیا تھا (جس پر عمل کرنا موجب فلاح تھا) اور میں نے تمہاری (بہت خیر خواہی کی (کہ کس کس طرح شفقت سے سمجھایا) لیکن (افسوس تو یہ ہے کہ) تم لوگ (اپنے) خیر خواہوں کو پسند ہی نہیں کرتے تھے (اسلئے ایک نہ سنی اور آخر روز بد دیکھا) **ف** دوسری آیت میں صیحہ یعنے فرشتہ کے نعرہ سے ہلاک ہونا آیا ہے بعض نے کہا ہے کہ اوپر سے صیحہ نیچے سے زلزلہ آیا تھا اور بعض نے کہا کہ رجفہ سے مراد قلب کی حرکت ہے جو صیحہ کے خوف سے پیدا ہوئی تھی اور جس نے اونٹنی کو قتل کیا تھا اسکا نام قدار آیا ہے اور آیت میں سب کی طرف اسلئے نسبت کی کہ راضی سب تھے اور وجہ اسکی اہل سیر نے یہ لکھی ہے کہ چونکہ بہت بڑی اونٹنی تھی اسلئے جس جنگل میں وہ چرتی تھی اور مواشی اس سے ڈر کر بھاگ جاتے اور جس کنوئیں میں پانی کی باری مقرر ہوئی تھی وہ اپنی باری میں گردن کنوئیں میں ڈالکر تمام پانی پی جاتی اس روز مواشی کو وہاں پانی نہ ملتا اس سے وہ لوگ تنگدل ہوئے اور اسکو قتل کر ڈالا اور تاکل فی ارض اللہ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جا بجا وہ کسی کا کھیت چرتی پھرے بلکہ مطلب یہ ہے کہ مباح گھاس چرنے میں اس سے تعرض نہ کیا جاوے اور دوسری آیت میں ان کے رہنے کا مقام حجر آیا ہے جو کہ حجاز اور شام کے درمیان ایک مقام تھا اور ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ صالح علیہ السلام یہاں سے بعد ہلاک قوم کے تشریف لیگئے اور یہ خطاب فرضی اظہار تحسر کیلئے تھا اور بعض نے کہا کہ آثار ہلاک دیکھکر نزول سے یہ خطاب کرکے چلے گئے تو آیت میں تقدیم و تاخیر ہوگی پھر بعض نے شام کو جانا اور بعض نے مکہ کو جانا نقل کیا ہے واللہ اعلم

قصہ چہارم حضرت لوط علیہ السلام با قوم او وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ الی قولہ تعالیٰ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ۝

اور ہم نے لوط علیہ السلام کو (چند بستیوں کیطرف پیغمبر بنا کر) بھیجا جبکہ انہوں نے اپنی قوم (یعنے اپنی امت) سے فرمایا کیا تم ایسا فحش کام کرتے ہو جسکو تم سے پہلے کسی نے دنیا جہان والوں میں سے نہیں کیا (یعنی) تم مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو عورتوں کو چھوڑ کر (اور اس کام کے ارتکاب میں یہ نہیں کہ تمکو کوئی دھوکہ ہو گیا ہو) بلکہ (اس باب میں) تم حد (انسانیت) ہی سے گذر گئے ہو اور (ان مضامین کا) ان کی قوم سے کوئی (معقول) جواب نہ بن پڑا بجز اسکے کہ (آخر میں

اللغات قولہ ماکان ای ماصح وہو عام لنفی اللیاقۃ او الامکان فیحمل حسب بالعقیقیۃ المقام ۱۲ -
النحو لوطا عاملہ مقدر ولم یذکر المرسل الیہم لانہم غیر معروفین باسم قولہ الکم لتخفی الروح یحتمل الاستینات البیانی والنحوی وہو مبین لتلک الفاحشۃ اہ قولہ شہوۃ فی الروح جوز ان یکون منصوبا علی المصدریۃ ناصبہ تاتون لانہ بمعنی تشتہون جوز ان یکون المراد بہ التقیید الانکار علیہم وتقریعہم علی اشتہائہم تلک الفعلۃ القذرۃ الخبیثۃ التی من شانہا ان تستبعی متجاوزین النساء التی ہن محل الاشتہاء عند ذوی الطباع السلیمۃ اہ
البلاغۃ قولہ ماسبقکم فی الروح الایتوہم ان سبب انکار الی حیثیۃ کونہا مخترعۃ بل الجملۃ موکدۃ للنکیر لانہا مبدوعۃ باختراع السوء ولا شک ان اختراعہا اسوء قولہ الرجال فی الروح ایراد لفظ الرجال دون الغلمان والمردان ونحوہما مبالغۃ فی التقبیح کانہ قال لتاتون امثالکم قولہ بل انتم اقرنت بہ الاضراب ہو من الموجب قولہ فماکان جواب فی الروح والنظم الکریم من قبیل تحیۃ بینہم ضرب وجیع والقصد منہ نفی الجواب علی ابلغ وجہ اہ ای ماذکر لایصلح جوابا ۔ **ملحقات الترجمۃ** ۱۔ قولہ فی لقوم امت لانہ لم یکن من نسبہم ۲۔ قولہ فی الاٰخر قالوا آخر میں اشارۃ الی جواب آل لقربۃ ان الآیات الاخر نا طقۃ بما جری بینہ وبین قومہ من المحاورات غیر ذلک لقولہم لئن لم تنتہ یا لوط لتکونن من المخرجین فما معنی الحصر لتقریر الجواب ظاہر ان ہذا کان آخر المحاورۃ ام

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ اتاتون الفاحشۃ ما سبقکم بہا من احد فی تقیید الفاحشۃ بعدم السبق بہا دلالۃ علی ان تاسیس المنکر اشد من الاقتداء فیہ ویعلم من ذلک قبح البدعات

ترجمہ

قولہ تعالیٰ اتاتون الفاحشۃ ما سبقکم بہا من احد فاحشہ کا عدم سبق کے ساتھ مقید کرنا اس پر دال ہے کہ منکر کی ایجاد اس کی تقلید سے اشد ہے۔ اور اسی سے بدعت کا درجہ سمجھ لو۔

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۗ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ قَدْ جَاءَتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ ۖ فَأَوْفُوا الْكَيْلَ

اور ہم نے مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے واضح دلیل آچکی ہے تو تم ناپ اور تول

وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ

پوری پوری کیا کرو اور لوگوں کا ان کی چیزوں میں نقصان مت کیا کرو اور روئے زمین میں بعد اس کے کہ اس کی درستی کر دی گئی فساد مت پھیلاؤ یہ تمہارے لئے نافع ہے اگر تم تصدیق کرو

وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ وَتَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِهِ وَتَبْغُونَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوا إِذْ كُنتُمْ قَلِيلًا فَكَثَّرَكُمْ ۖ وَانظُرُوا

اور تم سڑکوں پر اس غرض سے مت بیٹھا کرو کہ اللہ پر ایمان لانے والوں کو دھمکیاں دو اور اللہ کی راہ سے روکو اور اس میں کجی کی تلاش میں لگے رہو اور اس حالت کو یاد کرو جبکہ تم کم تھے پھر اللہ نے تم کو زیادہ کر دیا

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ۞ وَإِن كَانَ طَائِفَةٌ مِّنكُمْ آمَنُوا بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ وَطَائِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوا فَاصْبِرُوا حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ

اور دیکھو کیسا انجام ہوا فساد کرنے والوں کا اور اگر تم میں سے بعضے اس حکم پر جس کو دے کر مجھ کو بھیجا گیا ہے ایمان لے آئے اور بعضے ایمان نہیں لائے تو ذرا ٹھہر جاؤ یہاں تک کہ ہمارے درمیان میں اللہ تعالیٰ فیصلہ کئے دیتے ہیں وہ سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہے

بیہودگی کی راہ سے آپس میں کہنے لگے کہ ان لوگوں کو یعنی لوط علیہ السلام کو اور ان کے ساتھی مومنین کو تم اپنی اس بستی سے نکال دو کیونکہ یہ لوگ بڑے پاک صاف بنتے ہیں اور ہم کو گندہ بتلاتے ہیں پھر گندوں میں پاکوں کا کیا کام یہ بات انہوں نے ازراہ تمسخر کہی تھی، سو جب یہاں تک نوبت پہنچی تو ہم نے اس قوم پر عذاب نازل کیا اور لوط علیہ السلام کو اور ان کے متعلقین کو یعنی ان کے گھر والوں کو اور دوسرے ایمان والوں کو بھی اس عذاب سے بچا لیا اس طرح سے کہ وہاں سے نکل جانیکا پہلے ہی حکم ہو گیا بجز ان کی بیوی کے کہ وہ بوجہ ایمان نہ لانے کے ان ہی لوگوں میں ہی جو عذاب میں رہ گئے تھے اور وہ عذاب جو ان پر نازل ہوا یہ تھا کہ ہم نے ان پر ایک نئی طرح کا مینہ برسایا کہ وہ پتھروں کا مینہ تھا، سو اے دیکھنے والے دیکھ تو سہی ان مجرموں کا انجام کیسا ہوا اگر غور سے دیکھیگا تو تعجب کریگا اور سمجھے گا کہ نافرمانی کا کیا انجام ہوتا ہے۔ **ف** پتھروں کا مینہ دوسری آیات میں آیا ہے اور دوسری آیات میں ان بستیوں کا الٹ دینا بھی مذکور ہے جس کا بیان ان آیات کی تفسیر کے ساتھ ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اور اہل سیر نے کہا ہے کہ لوط علیہ السلام بھتیجے ہیں ابراہیم علیہ السلام کے بابل سے ان ہی کے ساتھ ہجرت کر کے ملک شام میں تشریف لائے ابراہیم علیہ السلام فلسطین میں مقیم ہوئے اور لوط علیہ السلام کو سدوم میں رہنے کا اور اس شہر اور اس کے گرد و نواح کے شہر والوں کی ہدایت کا حکم ہوا کبھی ابراہیم علیہ السلام بھی جا کر نصیحت فرماتے تھے یہ لوگ لواطت کے عادی تھے جس کا ارتکاب بقول عمرو بن دینار ان سے پہلے کسی نے نہیں کیا ذکرہ فی الروح عن البیہقی اور بل انتم کی تفسیر کا حاصل یہ ہے کہ بعض معاصی میں تقلید آباء وغیرہ سے شبہ ہو کر ہو جاتا ہے اس میں تو یہ بھی نہیں اور بعض آیتوں میں جو تجھلون آیا ہے اس سے شبہ نہ ہو کہ ان کو اس کی قباحت معلوم نہ تھی کیونکہ وہاں جہل سے مراد یہ نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ تم کو اس کا انجام بد یعنی عذاب معلوم نہیں اور یہ بیوی کافر تھی جب لوط علیہ السلام کو قبل عذاب بستی سے نکلجانے کا حکم ہوا بعض نے تو کہا ہے کہ یہ بیوی ساتھ نہیں گئی بعض نے کہا ہے کہ ساتھ چلی تھی پھر لوٹنے لگی اور ہلاک کر دی گئی اور لوط علیہ السلام پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آ رہے اور اگر شبہ ہو کہ عورتوں پر عذاب کیوں نازل ہوا جواب یہ ہے کہ عذاب کا ایک سبب کفر بھی تھا۔ اور وہ مشترک تھا اور بعض روایات میں ہے کہ آپس میں ان کی عورتیں بھی مساحقت کرتی تھیں نقلہ فی الدر المنثور عن حذیفۃ ومحمد بن علی اس صورت میں شبہ بھی ساقط ہو گیا اور اگر شبہ کیا جاوے کہ اگر بعض مرد اور عورتیں اس خبیث کا ارتکاب نہ کرتے ہوں ان کے عذاب میں اس کو کیا دخل ہو گا جواب یہ ہے کہ نکیر نہ کرنا اور معاونت بھی مثل اصل فعل کے ہوتا ہے۔

قصتہ ششم شعیب علیہ السلام با قوم او وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا الیٰ قولہ تعالیٰ فَكَيْفَ آسَىٰ عَلَىٰ قَوْمٍ كَافِرِينَ ۞

اللغات

الکیل المراد بہ آلتہ بقرینۃ المیزان ویدل بہا فی ہود اوفوا المکیال الخ

النحو

تصدون عن سبیل اللہ من آمن بہ معمول لاقرب الفعلین ای الاتعقل لتصدوا ثم کنی ترجمت بالحاصل ۔

البلاغۃ

قولہ لا تبخسوا تاکید لما افادہ اوفوا للمبالغۃ ۔

الملحقات الترجمۃ

۱ قولہ فی اہلہ یعنے انکے گھر الخ فالاہل فیہ عموم المجاز فبقی العموم وبقی الاستثناء متصلۃ ۔ ۲ قولہ فی مطرا تنوین التنوین للتنویع ۔ ۳ قولہ فی فانظر تعجب الخ اشارۃ الی ان المقصود بالامر بالنظر ہو التعجب من حالہم والتحذیر من افعالہم والتکلیف بالنظر ۔

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ولا تبخسوا الناس اشیاءہم فی الروح قیل ویدخل فی ذلک بخس الرجال حقہ من حسن المعاملۃ والتوقیر اللائق وبیان فضلہ علیٰ ماہو علیہ للسائل عنہ وکثیر ممن انتسب الی اہل العلم الیوم مبتلون بہذا البخس آہ قلت کانہ قیاس علیٰ مدلول النص ۔

ترجمہ

قولہ تعالیٰ ولا تبخسوا الناس اشیاءہم مدلول نص پر اس کو بھی قیاس کیا جاویگا جس میں اکثر اہل علم مبتلا ہیں۔ کہ دوسرے اہل فضیلت کے اس حق کی تنقیص کرتے ہیں۔ کہ ان کی ساتھ جو توقیر اور ان کے اظہار فضیلت کا معاملہ کرنا چاہیئے نہیں کرتے ۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا

ان کی قوم کے متکبر سرداروں نے کہا کہ اے شعیبؑ ہم آپ کو اور جو آپ کے ہمراہ ایمان لائے ہیں ان کو اپنی بستی سے نکالدیں گے یا یہ ہو کہ تم ہمارے مذہب میں پھر آجاؤ شعیبؑ نے

قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ۝ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ۭ وَمَا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ

جواب دیا کہ کیا ہم تمہارے مذہب میں آجاویں گو ہم اسکو مکروہ ہی سمجھتے ہوں ہم تو اللہ پر بڑی جھوٹی تہمت لگانیوالے ہوجاویں اگر ہم تمہارے مذہب میں آجاویں بعد اسکے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمکو اس سے نجات دی ہو اور ہم

فِيْهَآ اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ۭ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۭ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۭ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ

لیکن ہاں یہ کہ اللہ ہی نے جو ہمارا مالک ہے مقدر کیا ہو ہمارے رب کا علم ہر چیز کو محیط ہے ہم اللہ ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان فیصلہ کر دیجئے حق کے موافق اور آپ سب

خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ۝ وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَىِٕنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا

اچھا فیصلہ کرنے والے ہیں اور ان کی قوم کے کافر سرداروں نے کہا کہ اگر تم شعیبؑ کی راہ پر چلنے لگو گے تو بے شک بڑا نقصان اٹھاؤ گے پس ان کو زلزلہ نے آپکڑا سو اپنے گھر میں

فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۚ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ۝ فَتَوَلّٰى

اوندھے کے اوندھے پڑے رہ گئے جنہوں نے شعیبؑ کی تکذیب کی تھی ان کی یہ حالت ہوگئی جیسے ان گھروں میں کبھی بسے ہی نہ تھے جنہوں نے شعیبؑ کی تکذیب کی تھی وہی خسارہ میں پڑ گئے سو شعیبؑ

عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰي قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ۝

شعیبؑ ان سے منہ موڑ کر چلے اور فرمانے لگے کہ اے میری قوم میں نے تمکو اپنے پروردگار کے احکام پہنچا دیئے تھے اور میں نے تمہاری خیر خواہی کی پھر میں ان کافر لوگوں پر کیوں رنج کروں۔

تنبیہ

قرآن میں انکا اہل مدین اور اصحاب ایکہ کیطرف مبعوث ہونا اور اہل مدین پر کہیں صیحہ کہیں رجفہ کا عذاب اور اصحاب ایکہ پر ظلہ کا عذاب ہونا مذکور ہے۔ پس بعض نے تو دونوں قوموں کو ایک ہی کہا ہے اور بعض نے الگ الگ کہا ہے کہ ایک قوم یعنے اہل مدین کے ہلاک کے بعد دوسروں کی یعنی اصحاب ایکہ کی طرف جو مدین ہی کے قریب رہتے تھے اور اس قرب کیوجہ سے ان میں بھی کم تولنے ناپنے کا مرض مشترک تھا مبعوث ہوئے اور اکثر کا قول یہی ہے اور انواع عذاب میں دو کا یا تینوں کا جمع ہو جانا کچھ مستبعد نہیں جیسا روح المعانی میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ انپر گرمی شدید مسلط ہوئی کہ گھر میں بھی چین نہ آتا تھا اسمیں ایک بدلی آئی جس میں سے سرد ہوا نکلی اور اسکے سایہ میں سب میدان میں جمع ہوگئے اسوقت اسمیں سے آگ برسی اور زمین کو بھی زلزلہ آیا سب جل مر گئے اس صورت میں دار سے مراد مطلق ارض ہوگا جیسے دار الاسلام و دار الحرب میں یہی مراد ہے اور صیحہ اور رجفہ کے جمع ہونے کی توجیہ قصہ ثمود میں گذر چکی ہے اور بعد ہلاک ان کفار کے آپ مکہ میں آرہے تھے اور وہاں ہی وفات پائی اور مدین اصل میں ابراہیم علیہ السلام کے ایک فرزند کا نام ہے پھر قبیلہ اور شہر پر اطلاق ہونے لگا جو انکی اولاد تھے یا اس اولاد کا مسکن تھا۔ یہ سب اہل سیر نے لکھا ہے آگے تفسیر آتی ہے **تفسیر** اور ہم نے مدین (والوں) کیطرف انکے بھائی شعیبؑ (علیہ السلام) کو پیغمبر بنا کر بھیجا انہوں نے (اہل مدین سے) فرمایا کہ اے میری قوم تم (صرف) اللہ کی عبادت کرو اسکے سوا کوئی تمہارا معبود بننے کے قابل نہیں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کیطرف سے (میرے نبی ہونے پر) واضح دلیل (کہ کوئی معجزہ ہے) آچکی ہے (جب میری نبوت ثابت ہے) تو (احکام شرعیہ میں میرا کہنا مانو جیسا کہ

النحو فومعلت ہو عندی حال ای کائنین معک **قوله** الذین کذبوا فی الموضعین مبتدأ والخبر ما بعده مختاره الزمخشری ۱۲

البلاغة قال الملأ الذین استکبروا ثم بعده قال الملأ الذین کفروا ما کان ملنشا القول للاول الاستکبار و القول الثانی مطلق الکفر حسن ذلک التفنن **قوله** الذین کذبوا فی الموضعین فیه الاستئناف والتکرار من غیر عطف جار علی عادة العرب فیقولون فی مثل ہذا المقام اخوک الذی نہب اخوک الذی ... **قوله** فکیف اسٰی فی الروح وہذا نوع من البدیع یسمی الرجوع وہو العود علی الکلام السابق بالنقض ...

علی ... الدالة علی ... فیما اشعار بالتولة الذہول من شدة الحزن ... ما ہو کالمتعة ... من الکلام ... ان یکون توبیخا لہم ویکون حاصل الکلام یا قوم لقد ابلغتکم رسلت ربی ونصحت لکم لکن لم تنتہوا عن مخالفة اللہ ... فکیف اسٰی علیکم اذ کنتم کافرین۔ وکیف اسٰی علی قوم کافرین۔

ملحقات الترجمة

لہ **قوله** ز بینة کوئی معجزہ لا یضر عدم تعیینہا فی الذکر ۱۲

مسائل السلوک

قوله تعالیٰ فکیف اسٰی علی قوم کفرین فی الروح فی قوله تعالیٰ ... مع اقامة الظاہر مقام الضمیر للاشعار بعدم استحقاقہم التاسف علیہم لکفرہم ... فدل علی عدم الرحمة علی المبغوضین۔

ترجمہ

قوله تعالیٰ فکیف اسٰی علی قوم کفرین بجائے علیہم کے علی کفرین کہنا اشعار ہے کہ کفر کے سبب یہ لوگ مستحق تاسف کے نہ رہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مبغوضین پر ترحم نہ چاہیئے۔

ہیں کہتا ہوں کہ) تم ناپ اور تول پوری پوری کیا کرو اور لوگوں کا انکی چیزوں میں نقصان مت کیا کرو (جیسا کہ تمہاری عادت ہے) اور روئے زمین
میں بعد اسکے کہ (تعلیم و توحید و بعثت انبیاء، و ایجاب عدل و ادائے حقوق کیال و میزان سے) اسکی درستی (تجویز) کر دیگئی فساد مت پھیلاؤ (یعنے ان احکام کی
مخالفت اور کفر مت کرو کہ موجب فساد ہے) یہ (جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسپر عمل کرنا) تمہارے لئے (دنیا و آخرت دونوں میں) نافع ہے اگر تم میری) تصدیق کرو
(جس پر دلیل قائم ہے اور تصدیق کرکے عمل کرو تو امور مذکورہ دارین میں نافع ہیں آخرت میں تو ظاہر ہے کہ نجات ہو اور دنیا میں عمل بالشرع سے امن و انتظام
قائم رہتا ہے خاصکر پورا ناپنے تولنے میں بوجہ اعتبار بڑھنے کے تجارت کو ترقی ہوتی ہے) اور تم سڑکوں پر اس غرض سے مت بیٹھا کرو کہ اللہ پر ایمان لانیوالوں کو
(ایمان لانے پر) دھمکیاں دو اور (انکو) اللہ کی راہ (یعنے ایمان) سے روکو اور اس (راہ) میں کجی (اور شبہات) کی تلاش میں لگے رہو کہ بیجا اعتراض سوچ
سوچ کر لوگوں کو بہکاؤ یہ لوگ ضلال مذکور سابق کے ساتھ اس اضلال میں بھی مبتلا تھے کہ سڑکوں پر بیٹھکر آنیوالوں کو بہکاتے کہ شعیب علیہ السلام پر ایمان نہ لانا
نہیں تو ہم تمکو مار ڈالینگے آگے تذکیر نعمت سے ترغیب اور تذکیر نقمت سے ترہیب ہے یعنی) اور اس حالت کو یاد کرو جبکہ تم (شمار میں) پامال تھے پھر اللہ تعالیٰ
نے تم کو (شمار یا مال میں) زیادہ کر دیا یہ تو ترغیب تھی ایمان لانے پر) اور دیکھو کیسا (برا) انجام ہوا فساد (یعنی کفر و تکذیب و ظلم) کرنیوالوں کا (جیسے قوم نوحؑ اور
عاد اور ثمود گذر چکے ہیں اسی طرح تمپر عذاب آنیکا اندیشہ ہے یہ ترہیب ہے کفر پر) اور اگر (تم کو عذاب آنیکا اس سے شبہ ہو کہ) تم میں سے بعضے (تو) اس حکم پر
جسکو دیکر مجھ کو بھیجا گیا ہے ایمان لائے ہیں اور بعضے ایمان نہیں لائے (اور پھر بھی دونوں فریق ایک ہی حالت میں ہیں یہ نہیں کہ ایمان نہ لانیوالوں پر عذاب آگیا
ہو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا عذاب سے ڈرانا بے اصل ہے، تو اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ فوراً عذاب آنیسے یہ کیسے معلوم ہوا کہ عذاب نہ آویگا) ذرا ٹھیر جاؤ یہانتک
کہ ہمارے (یعنے دونوں فریق کے) درمیان میں اللہ تعالیٰ (عملی) فیصلہ کئے دیتے ہیں (یعنے عذاب نازل کرکے مومنین کو نجات دینگے اور کفار کو ہلاک کرینگے
اور وہ سب فیصلہ کرنیوالوں سے بہتر ہیں (کہ انکا فیصلہ بالکل مناسب ہی ہوتا ہے) انکی قوم کے متکبر سرداروں نے (جو یہ باتیں سنیں تو انہوں نے گستاخانہ) کہا
کہ اے شعیبؑ (یاد رکھئے) ہم آپ کو اور جو آپکے ہمراہ ایمان والے ہیں انکو اپنی بستی سے نکال دینگے یا یہ ہو کہ تم ہمارے مذہب میں پھر آجاؤ (تو البتہ ہم کچھ نہ
کہینگے یہ بات مومنین کے لئے اسلئے کہی کہ وہ لوگ قبل ایمان کے اسی طریق کفر پر تھے لیکن شعیب علیہ السلام کے حق میں باوجود اسکے کہ انبیاء سے کبھی
کفر صادر نہیں ہوتا اسلئے کہی کہ انکے سکوت قبل بعثت سے وہ یہی سمجھتے تھے کہ انکا اعتقاد بھی ہم ہی جیسا ہوگا شعیب (علیہ السلام) نے جواب دیا کہ کیا ہم
تمہارے مذہب میں آجاوینگے گو ہم (بدلیل و بصیرت) اسکو مکروہ (اور قابل نفرت) ہی سمجھتے ہوں (یعنے جب اسکے باطل ہونے پر دلیل قائم ہے تو ہم کیسے
اسکو اختیار کرلیں) ہم تو اللہ پر بڑی جھوٹی تہمت لگانیوالے ہو جاویں اگر (خدا نہ کرے) ہم تمہارے مذہب میں آجاویں (خصوصاً) بعد اسکے کہ اللہ تعالیٰ
نے ہم کو اس سے نجات دی ہو (کیونکہ اول تو مطلقاً کفر کو دین حق سمجھنا یہی اللہ پر تہمت لگانا ہے کہ یہ دین معاذ اللہ اللہ کو پسند ہے خصوصاً مومن کا کافر ہونا
چونکہ بعد علم و قبول دلیل حق کے ہے اور زیادہ تہمت ہے ایک تو وہی تہمت دوسری وہ تہمت کہ اللہ نے جو مجھ کو دلیل کا علم دیا تھا جس کو میں حق سمجھتا تھا وہ
علم غلط دیا تھا۔ اور شعیب علیہ السلام نے لفظ عود یا تو تغلیباً دوسروں کے اعتبار سے یا انکے گمان کو فرض کرکے یا مشاکلۃً برتا) اور ہم سے ممکن نہیں کہ تمہارے
مذہب میں پھر آجاویں لیکن ہاں یہ کہ اللہ ہی نے جو ہمارا مالک ہے (ہمارے مقدر میں) کیا ہو جسکی مصلحت انہی کے علم میں ہے تو خیر یہ اور بات ہے ہمارے
رب کا علم ہر چیز کو محیط ہے (اس علم سے سب مقدرات کے مصالح کو جانتے ہیں مگر) ہم اللہ ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں (اور بھروسہ کرکے یہ امید کرتے ہیں کہ وہ ہم کو دین
حق پر ثابت رکھے اور اس سے یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ انکو اپنے خاتمہ بالخیر کا یقین نہ تھا۔ انبیاءؑ کو یہ یقین دیا جاتا ہے بلکہ مقصود اظہار عجز اور تفویض الی المالک ہے جو کہ
لوازم کمال نبوت سے ہے اور دوسرے مومنین کے اعتبار سے لیا جاوے تو کوئی اشکال ہی نہیں یہ جواب دیکر جب دیکھا کہ انسے خطاب کرنا بالکل موثر نہیں اور
ان کے ایمان لانے کی بالکل امید نہیں ان سے خطاب ترک کرکے حقتعالیٰ سے دعا کی کہ) اے ہمارے پروردگار ہمارے اور ہماری (اس) قوم کے درمیان
فیصلہ کر دیجئے (اور جو کہ ہمیشہ حق کے موافق ہوا کرتا ہے کیونکہ خدائی فیصلہ کا حق ہونا لازم ہے یعنے اب عملی طور پر حق کا حق اور باطل کا باطل ہونا واضح
کر دیجئے) اور آپ سب سے اچھا فیصلہ کرنیوالے ہیں اور ان کی قوم کے (ان ہی مذکور) کافر سرداروں نے (شعیب علیہ السلام کی یہ تقریر بلیغ سنکر اندیشہ

ملحقات الترجمہ لہ قولہ فی کل صراط سڑکوں استفید الجمع من کل ۱۲
لہ قولہ فی تبغونہا عوجا الخ ۔۔۔ کذا فی الدر المنثور عن ابن عباس ۱۲ لہ قولہ فی کنتم قلیلا
شمار یا مال قولان للمفسرین ۱۲ لہ قولہ فی لنعودن سکوت کذا فی الروح ۱۲
لہ قولہ فی بالحق ہمیشہ فالتقیید لیس للاحتراز بل لاظہار الصفۃ ۱۲

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّبِیٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ یَضَّرَّعُوْنَ ۝ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّیِّئَةِ

اور ہم نے کسی بستی میں کوئی نبی نہیں بھیجا کہ وہاں کے رہنے والوں کو ہم نے محتاجی اور بیماری میں نہ پکڑا ہو تاکہ وہ ڈھیلے پڑ جاویں پھر ہم نے اس بدحالی کی جگہ

الْحَسَنَةَ حَتّٰی عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝

خوشحالی دیدی یہاں تک کہ ان کو خوب ترقی ہوئی اور کہنے لگے کہ ہمارے آباؤ اجداد کو بھی تنگی اور راحت پیش آئی تھیں تو ہم نے ان کو دفعتۃً پکڑ لیا اور ان کو خبر بھی نہ تھی۔

کیا کہ کہیں سامعین میں اس کا اثر نہ ہو جاوے اس لئے انہوں نے بقیہ کفار سے کہا کہ اگر تم شعیب (علیہ السلام) کی راہ پر چلنے لگو گے تو بیشک بڑا نقصان اٹھاؤ گے (دین کا بھی کیوں کہ ہمارا مذہب حق ہے حق کو چھوڑنا خسارہ ہے اور دنیا کا بھی اس لئے کہ پورا ناپنے تولنے میں بچت کم ہوگی غرض وہ سب اپنے کفر و ظلم پر جمے رہے اب عذاب کی آمد ہوئی) پس ان کو زلزلہ نے آپکڑا سو اپنے گھروں میں اوندھے کے اوندھے پڑے رہ گئے جنہوں نے شعیب (علیہ السلام) کی تکذیب کی تھی (اور مسلمانوں کو ان کے گھروں سے نکالنے کو آمادہ تھے خود) ان کی یہ حالت ہوگئی جیسے ان گھروں میں کبھی بسے ہی نہ تھے جنہوں نے شعیب (علیہ السلام) کی تکذیب کی تھی (اور ان کے اتباع کرنیوالوں کو خسارہ بتلاتے تھے خود) وہی خسارہ میں پڑ گئے اس وقت شعیب (علیہ السلام)، ان سے منہ موڑ کر چلے اور (بطور حسرت کے فرضی خطاب کر کے) فرمانے لگے کہ اے میری قوم میں نے تو تم کو اپنے پروردگار کے احکام پہنچا دئیے تھے (جن پر عمل کرنا ہر طرح کی فلاح کا سبب تھا) اور میں نے تمہاری (بڑی) خیرخواہی کی (کہ کس کس طرح سمجھایا مگر افسوس تم نے نہ مانا اور یہ روز بد دیکھا پھر ان کے عناد و کفر وغیرہ کو یاد کر کے فرمانے لگے کہ جب انہوں نے اپنے ہاتھوں یہ مصیبت خریدی تو) پھر میں ان کافر لوگوں (کے ہلاک ہونے) پر کیوں رنج کروں (البتہ تبھی میں جائیں جیسا کیا ویسا بھگتا) ربط اور جن قوموں کا قصہ مذکور ہوا ہے چونکہ اور قوموں کے بھی ایسے قصے واقع ہوئے ہیں آگے عام عنوان سے اجمالاً ان سب کی حالت ہم کی اور جرم پر بھی اول مہلت ملنے کی اور پھر بھی نہ سمجھنے پر سزا جاری ہونے کی مذکور ہے اور حکایت کے بعد آیت اولم یهد الخ سے غرض حکایت پر کہ عبرت حاصل کرنا ہے تنبیہ فرمائی گئی ہے۔

بیان اجمالی حالت کفار سابقین برائے عبرت کفار لاحقین

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّبِیٍّ (الی قولہ تعالی) وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِیْنَ ۝ اور ہم نے (ان مذکورہ اور ان کے علاوہ اور بھی دوسری بستیوں میں سے) کسی بستی میں کوئی نبی نہیں بھیجا کہ وہاں کے رہنے والوں کو (اس نبی کے نہ ماننے پر اول اول تنبیہ نہ کی ہو اور تنبیہ کی غرض سے ان کو) ہم نے محتاجی اور بیماری میں نہ پکڑا ہو تاکہ وہ ڈھیلے پڑ جاویں (اور اپنے کفر و تکذیب سے توبہ کریں) پھر (جب اس سے متنبہ نہ ہوئے تو استدراجاً یا اس غرض سے کہ مصیبت کے بعد جو نعمت ہوتی ہے اس کی زیادہ قدر ہوتی ہے اور نعمت دینے والے کی آدمی بالطبع اطاعت کرنے لگتا ہے ہم نے اس بدحالی کی جگہ خوشحالی بدلدی یہاں تک کہ ان کو (غنی اور صحت کے ساتھ مال و اولاد میں) خوب ترقی ہوئی اور (اس وقت براہ کج فہمی) کہنے لگے کہ (وہ پہلی مصیبت ہم پر کفر و تکذیب کے سبب نہ تھی ورنہ پھر خوشحالی کیوں ہوتی بلکہ یہ اتفاقات زمانہ سے ہے چنانچہ) ہمارے آباؤ اجداد کو بھی (یہ دو حالتیں کبھی) تنگی اور (کبھی) راحت پیش آئی تھیں (اسیطرح ہم پر بھی یہ حالتیں گذر گئیں جب وہ اس بھول میں پڑ گئے) تو (اسوقت) ہم نے ان کو دفعتۃً (عذاب مہلک میں) پکڑ لیا اور ان کو (اس عذاب کے آنے کی) خبر بھی نہ تھی (یعنی گو انکو انبیاء نے خبر کی تھی مگر چونکہ وہ اس خبر کو غلط سمجھتے تھے اور عیش و آرام میں بھولے ہوئے تھے اس لئے ان کو گمان نہ تھا) اور (ہم نے جو ان کو عذاب مہلک میں پکڑا تو اس کا سبب صرف ان کا کفر اور مخالفت تھی ورنہ) اگر ان بستیوں کے رہنے والے (پیغمبروں پر) ایمان لے آتے اور (انکی مخالفت سے) پرہیز کرتے تو ہم (بجائے ارضی و سماوی آفات کے) ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھولدیتے (یعنی آسمان سے بارش اور زمین سے پیداوار ان کو برکت کے ساتھ عطا فرماتے اور گو اس ہلاکت سے پہلے ان کو خوشحالی ایک حکمت کے لئے دی گئی لیکن اس خوش حالی میں اس لئے برکت نہ تھی کہ آخر میں وہ وبال جان ہوگئی بخلاف ان نعمتوں کے جو ایمان و اطاعت کے ساتھ ملتی ہیں کہ ان میں بہ خیر و برکت ہوتی ہے کہ وہ وبال کبھی نہیں ہوتیں نہ دنیا میں نہ آخرت میں حاصل یہ کہ اگر وہ ایمان

النحو قولہ الحسنة حال بمعنی آخذین والاستثناء من اعم الاحوال ای وما ارسلنا فی حال الا فی حال کونہ آخذین ولیس المراد ان ابتداء الارسال مقارن للاخذ بل انہ متبع لغیر منفک عنہ

البلاغة قولہ قد مس اباءنا الضراء والسراء لم یذکر الباساء المذکور فیما قبل اکتفاء بذکر احد الاخرین عن الآخر لعقاد بہما مفہوماً ۱۲

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا

اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور پرہیزگار ہوتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے لیکن انہوں نے تو تکذیب کی تو ہم نے ان کے اعمال کی وجہ سے انکو پکڑ لیا

يَكْسِبُوْنَ ۝ اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ ۝ اَوَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ

کیا پھر بھی ان بستیوں کے رہنے والے اس بات سے بےفکر ہو گئے ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب شب کے وقت آ پڑے جس وقت وہ پڑے سوتے ہوں اور کیا ان بستیوں کے رہنے والے اس بات سے بےفکر ہو گئے ہیں

بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۝ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ

کہ ان پر ہمارا عذاب دن دوپہر کے آ پڑے جس وقت کہ وہ اپنے لا یعنی قصوں میں مشغول ہوں ہاں تو کیا اللہ تعالیٰ کی اس پکڑ سے بےفکر ہو گئے سو خدا تعالیٰ کی پکڑ سے بجز ان کے جن کی شامت ہی آ گئی ہو اور کوئی بےفکر نہیں ہوتا

اَلْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَآ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ ۚ وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝ تِلْكَ الْقُرٰى

اور ان زمین پر رہنے والوں کے بعد جو لوگ زمین پر بجائے ان کے رہتے ہیں کیا ان واقعات مذکورہ نے ان کو یہ بات نہیں بتلائی کہ اگر ہم چاہتے تو ان کو ان کے جرائم کے سبب ہلاک کر ڈالتے اور ہم ان کے دلوں پر بند لگائے ہوئے ہیں اس سے وہ

نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا ۚ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ

کچھ کچھ قصے ہم آپ سے بیان کر رہے ہیں — اور ان سب کے پاس ان کے پیغمبر معجزات لے کر آئے تھے پھر جس چیز کو انہوں نے اول میں جھوٹا کہہ دیا یہ بات نہ ہوئی کہ پھر اس کو مان لیتے۔

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۚ وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ ۝

اللہ تعالیٰ اسی طرح کافروں کے دلوں پر بند لگا دیتے ہیں — اور اکثر لوگوں میں ہم نے وفائے عہد نہ دیکھا — اور ہم نے اکثر لوگوں کو بے حکم ہی پایا۔

وتقویٰ اختیار کرتے تو ان کو بھی یہ برکتیں دیتے، لیکن انہوں نے تو (پیغمبروں کی) تکذیب کی تو ہم نے (بھی) ان کے اعمال (بد) کی وجہ سے ان کو (عذاب مہلک میں) پکڑ لیا (جسکو اوپر اخذنا ہم بغتۃً سے تعبیر فرمایا ہے آگے کفار موجودین کو عبرت دلاتے ہیں) کیا (ان قصص کو سنکر) پھر بھی ان (موجودہ) بستیوں کے رہنے والے (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دورۂ نبوت میں موجود ہیں) اس بات سے بےفکر ہو گئے ہیں کہ ان پر (بھی) ہمارا عذاب شب کے وقت آ پڑے جس وقت وہ پڑے سوتے ہوں اور کیا ان (موجودہ) بستیوں کے رہنے والے (باوجود کفر و تکذیب کے جو کہ کفار سابقین کے ہلاک کا سبب تھا) اس بات سے بےفکر ہو گئے ہیں کہ (ان ہی سابقین کی طرح) اُن پر ہمارا عذاب دن دوپہر ہی آ پڑے جس وقت کہ وہ اپنے لا یعنی قصوں میں مشغول ہوں (مراد اس سے دنیوی کاروبار ہیں) ہاں تو کیا اللہ تعالیٰ کی اس (ناگہانی) پکڑ سے (جسکا اوپر بیان ہوا ہے) بےفکر ہو گئے سو (سمجھ رکھو) خدا تعالیٰ کی پکڑ سے بجز ان کے جن کی شامت ہی آ گئی ہو اور کوئی بےفکر نہیں ہوتا (آگے اس کی علت بتلاتے ہیں کہ ان کو عذاب سے کیوں ڈرنا چاہئے اور وہ علت انکا امم سابقہ کیساتھ جرم کفر میں شریک ہونا ہے یعنی) اور ان (گذشتہ) زمین پر رہنے والوں کے بعد جو لوگ (اب) زمین پر بجائے ان کے رہتے ہیں کیا ان (واقعات مذکورہ) نے ان کو یہ بات (ہنوز) نہیں بتلائی کہ اگر ہم چاہتے تو ان کو (بھی مثل امم سابقہ کے) ان کے جرائم (کفر و تکذیب) کے سبب ہلاک کر ڈالتے (کیونکہ امم سابقہ ان ہی جرائم کے سبب ہلاک کی گئیں) اور (واقعی یہ واقعات تو ایسے ہی ہیں کہ ان سے سبق لینا چاہئے تھا لیکن اصل یہ ہے کہ) ہم ان کے دلوں پر بند لگائے ہوئے ہیں اس سے وہ (حق بات کو دل سے) سنتے (بھی) نہیں (اور ماننا تو درکنار رہا پس اس بند لگانے سے انکی قساوت بڑھ گئی کہ ایسے عبرت خیز واقعات سے بھی عبرت نہیں ہوتی اور اس بند لگانے کا

النحو قولہ وان وجدنا اکثرھم لفاسقین ان وجدنا بمعنی علمنا ان مخففۃ الثبۃ او والخبر لذخول ان المخففۃ واللام الفارقۃ وذالک لایسوغ الا فی المبتداء والخبر والافعال الداخلۃ علیہا من الروح والبیضاوی اختلاف القراۃ ۔ فی قراءۃ او امن عاطفۃ عطف علی امن حق ملحقات الترجمہ سلہ قولہ فی بیاتا شب کیوقت لان البیات مصدر بیقدر تقدیر المضاف سلہ قولہ فی ضحی دن دوپہر لقولہ تعالیٰ فی اول السورۃ اوھم قائلون ۔ سلہ قولہ فی افامنوا ہاں استفید التنبیہ من التکریر ولفظ تو من لفاء فی قولہ من کا او پر شاق

الی ان الجملۃ اجمال لما فصل اولا ۱۲ سلہ قولہ فی خاسرون شامت لاطلاق ہذا اللفظ علی ما اسید بہذا الخسار فی المحاورات ۱۲ سلہ قولہ فی للذین یرثون اب الخ اشارۃ الی ان فیہ وضع الظاہر موضع المضمر لان یخولاء ہم اہل القریٰ المذکورون فی قولہ تعالیٰ افامن اہل القریٰ سلہ قولہ فی ادا یہلہ ان واقعات اشارۃ الی ان فاعلہ ضمیر راجع الی ما جری علی الامم وان لانہ مفعولہ واللذین تتعلق فی قولہ بتلائی اشارۃ الی ان یہد بمعنی یبین بقرینۃ تعدیتہ باللام سلہ قولہ فی نطبع علی قلوبھم لگائے ہوئے ہیں اشارۃ الی رد ما قیل من عطفہ علی اصبنا لانہ ینافیہ وقوع الطبع المدلول علیہ بقولہ فیما بعد یطبع اللہ ۱۲

مسائل السلوک
قولہ تعالیٰ ولو ان اہل القریٰ اٰمنوا واتقوا لفتحنا علیہم برکات الخ دل علی ان الطاعۃ لہا دخل فی النعم الدنیویۃ علی العبد وان المعصیۃ لہا دخل فی النقم الدنیویۃ علیہ کما یدل علیہ قولہ فیما بعد ولکن کذبوا فاخذنٰہم سواء کانت نعمۃ والنقمۃ حسیتین او معنویتین قولہ تعالیٰ فلا یامن مکر اللہ الا القوم الخاسرون فیہ تنبیہ من اغتر بکونہ صاحب النسبۃ ولم یخف استلابہا ایاہ ان تلعنہ ففی الامن الخوف وفی الخوف الامن قولہ تعالیٰ فما کانوا لیؤمنوا بما کذبوا من قبل فیہ ذم للتمادی واللجاج والاصرار والعناد وقد کثر فی المتوثین بزی العلماء والمشائخ لا یرجعون عما صدر عنہم اول الوہلۃ ولو ظہر علیہم بطلانہ ترجمہ قولہ تعالیٰ ولو ان اہل القریٰ اٰمنوا واتقوا لفتحنا علیہم برکات من السماء یعنی بالعبد والی آیت سے معلوم ہوا ہے کہ نعم دنیویہ میں طاعت کو اور نقم دنیویہ

میں معصیت کو بھی دخل ہے خواہ وہ نعمت نقمت حسی ہو یا معنوی قولہ تعالیٰ فلا یامن مکر اللہ الا القوم الخاسرون اس میں وہ بھی داخل ہے جو اپنے صاحب نسبت ہونے پر مغرور ہو اور سلب نسبت سے خوف نہ کرے تو امن [illegible]

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ

پھر ان کے بعد ہم نے موسیٰ کو اپنے دلائل دے کر فرعون کے اور اس کے امراء کے پاس بھیجا سو ان لوگوں نے ان کا بالکل حق ادا نہ کیا سو دیکھئے ان مفسدوں کا کیا انجام ہوا

وَقَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ حَقِيْقٌ عَلٰٓى اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۭ قَدْ جِئْتُكُمْ

اور موسیٰ نے فرمایا کہ میں رب العالمین کی طرف سے پیغمبر ہوں میرے لئے یہی شایاں ہے کہ بجز سچ کے خدا کی طرف کوئی بات منسوب نہ کروں　　میں تمہارے پاس

سبب ان ہی کا ابتداءً میں کفر کرنا ہے لقولہ تعالیٰ طبع اللہ علیہا بکفرھم آگے شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کیلئے سارے مضمون مذکورہ کا خلاصہ ہے کہ ان (مذکورہ) بستیوں کے کچھ کچھ قصے ہم آپ سے بیان کر رہے ہیں اور ان سب (بستیوں میں رہنے والوں) کے پاس ان کے پیغمبر معجزات لیکر آئے تھے (مگر) پھر (بھی) انکی ضد اور ہٹ کی یہ کیفیت تھی کہ جس چیز کو انہوں نے اول (دوہلہ) میں (ایکبار) جھوٹا کہہ دیا یہ بات نہ ہوئی کہ پھر اس کو مان لیتے (اور جیسے یہ لوگ دل کے سخت تھے) اللہ تعالیٰ اسی طرح کافروں کے دلوں پر بند لگا دیتے ہیں اور (ان میں سے بعضے لوگ مصیبتوں میں ایمان لانے کا عہد بھی کر لیتے تھے لیکن) اکثر لوگوں میں ہم نے وفائے عہد نہ دیکھا (یعنی زوال مصیبت کے بعد پھر ویسے کے ویسے ہی ہو جاتے تھے) اور ہم نے اکثر لوگوں کو (باوجود ارسال رسل واظہار معجزات ونزول بلیات وتوثیق معاہدات) بے حکم ہی پایا (پس کفار ہمیشہ سے ایسے ہی ہوتے رہے ہیں آپ بھی غم نہ کیجئے) ف جاءتھم رسلھم بالبینات میں ہم کی ضمیر میں سب مذکورین کا داخل ہونا اور بینات سے معجزات کا مراد ہونا دلیل ہے کہ جن انبیاء کے معجزات قرآن وحدیث میں مذکور نہیں وہ بھی صاحب معجزہ تھے اور ہود علیہ السلام کی قوم کا قول جو سورۂ ہود میں مذکور ہے ماجئتنا ببینۃ چونکہ یہ آیت اس قول کو رد کرتی ہے اسلئے انکا قول حجت نہیں بلکہ منشا اس کا عناد ہے کہ معجزہ کو غیر معتد بہ قرار دیکر ایسا کہہ دیا اور دبکات من السماء الخ کی جو تفسیر بہ اشارہ ترجمہ میں کی گئی ہے اس سے یہ شبہ دفع ہوگیا کہ بدلنا مکان السیئۃ الخ سے تو انپر فراخی عیش ہونا ثابت ہے اس طرح سورۂ انعام میں فتحنا علیھم ابواب کل شیء بھی اس پر دال ہے اور عہد کی دوسری تفسیر یہ کی گئی ہے کہ یوم میثاق کا عہد مراد ہو اور اس تفسیر پر اکثر اس لئے کہا کہ بعض مسلمان ہوگئے تھے اور تفسیر اول پر اکثر کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے اور دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ مصیبت میں عہد کرنا سب سے صادر نہ ہوا تھا اکثر نے ایسا کہا تھا اور انہوں نے ہی پورا نہ کیا واللہ اعلم مسئلہ آیت لایامن مکر اللہ الا القوم الخاسرون سے استنباط کیا گیا ہے کہ عذاب الٰہی سے بےخوف ہونا کفر ہے کیونکہ محاورات قرآنیہ میں اکثر خاسر سے مراد کافر ہے جیسا کہ دوسری آیت واقعہ سورۂ یوسف لاییأس من روح اللہ الا القوم الکافرون سے اس مسئلہ کا دوسرا جزو ثابت کیا گیا ہے کہ مایوسی خدا کی رحمت سے کفر ہے اور روح المعانی میں شافعیہ کا مذہب نقل کیا ہے کہ یہ دونوں امر بالمعنی المشہور گناہ کبیرہ ہیں کفر نہیں اور بعض محققین کا قول محاکمہ میں نقل کیا ہے کہ امن بایں معنی کہ اللہ تعالیٰ کو انتقام پر قادر نہ سمجھے اور یاس بایں معنی کہ اللہ تعالیٰ کو انعام پر قادر نہ سمجھے کفر ہے اور بالمعنی المشہور یعنی یاس بمعنی استبعاد عفو واستعظام ذنوب جس سے طاعات وتوبہ ترک ہو جاویں اور امن بمعنی غلبہ رجا جس سے معاصی پر جری ہو جاوے کبیرہ ہے اور آیت کو تغلیظ پر یا مطلق خسران اور کفران کے معنے پر محمول کیا جاوے گا عاجز کہتا ہے کہ قطعی وعید کے بعد بےخوف ہونا جیسا کہ مرتکبین کفر کی حالت تھی اور قطعی وعدہ کے بعد مایوس ہونا جیسا کسی نبی کی بشارت کے بعد ہو ایسا امن ویاس کفر ہے اور آیات میں یہی معانی مراد معلوم ہوتے ہیں واللہ اعلم ؂

قصہ ششم حضرت موسیٰ علیہ السلام با سبطیان و قبطیان — اور یہ قصہ یہاں بھی اور قرآن مجید کے اور مواقع مکررہ میں بھی بہ نسبت اکثر قصص کے مفصل ہے چنانچہ اس مقام پر نصف پارہ تک چلا گیا ہے اور اس کی تکریر اور تفصیل میں یہ نکتہ لکھا ہے کہ آپ کے معجزات بھی عظیم ہیں اور فرعونیوں کا کفر بھی شدید ہے اور بعض بنی اسرائیل کی جہالتیں بھی عجیب ہیں۔ یہ امور مقتضی تکریر وتفصیل کے ہوئے

ذکر بعثت موسیٰ علیہ السلام ومکالمہ او با فرعون ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى (الی قولہ تعالیٰ) فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ۝ پھر ان (مذکورہ پیغمبروں) کے بعد ہم نے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کو اپنے دلائل (یعنی معجزات) دے کر فرعون کے اور اسکے امراء کے پاس (انکی ہدایت وتبلیغ کیلئے) بھیجا سو

اختلاف القراءۃ قرا نافع حقیق علیٰ بتشدید الیاء ای واجب علیٰ والباقی علیٰ بمعنی الیاء ای جدیر بی ان لا اقول علیٰ معنی انی جدیر بان الخ ۱۲ مفہم ملحقات الترجمۃ ۱ قولہ اپنا ہما کچھ کچھ اشارۃ الی کون	من تبعیضیۃ ۲ ہو الامر المطابق للواقع ۱۲ ۳ قولہ فی قبل اول ۴ دہلہ اد بار اول یعنی جاءھم رسل قبل اقامۃ البینات والمعجزات ۱۲ ۵ قولہ فی عہد وفا اشارۃ الی حذف المضاف ۱۲ ۶ قولہ فی من بعدھم

بِبَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَأَرْسِلْ مَعِيَ بَنِي إِسْرَائِيلَ ۝ قَالَ إِن كُنتَ جِئْتَ بِآيَةٍ فَأْتِ بِهَا إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝

تمہارے رب کیطرف سے ایک بڑی دلیل بھی لایا ہوں سو تو بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیجدے فرعون نے کہا کہ اگر آپ کوئی معجزہ لے کر آئے ہیں تو اس کو اب پیش کیجئے اگر آپ سچے ہیں

فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ ۝ وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنَّاظِرِينَ ۝ ع ۱۳ ۹ ۴

بس آپ نے اپنا عصا ڈالدیا سو دفعۃً وہ صاف ایک اژدہا بن گیا اور اپنا ہاتھ باہر نکال لیا سو وہ یکایک سب دیکھنے والوں کے روبرو بہت ہی چمکتا ہوا ہو گیا

(جب موسیٰ علیہ السلام نے وہ دلائل ظاہر کیئے تو) ان لوگوں نے ان (معجزات) کا بالکل حق ادا نہ کیا (کیونکہ انکا حق اور مقتضا یہ تھا کہ ایمان لے آتے) سو دیکھئے ان مفسدوں کا کیا (برا) انجام ہوا (جیسا اور جگہ ان کا غرق اور ہلاک ہونا مذکور ہے یہ تو تمام قصہ کا اجمال تھا آگے تفصیل ہے یعنی) اور موسیٰ (علیہ السلام) نے (فرعون کے پاس بحکم الٰہی جا کر) فرمایا کہ میں رب العالمین کی طرف سے (تم لوگوں کی ہدایت کیواسطے) پیغمبر (مقرر ہوا) ہوں (اور جو مجھکو کاذب بتلاوے اس کی غلطی ہے کیونکہ میرے لئے یہی شایاں ہے کہ بجز سچ کے خدا کیطرف کوئی بات منسوب نہ کروں (اور میں رسالت کا خالی دعویٰ ہی نہیں کرتا بلکہ) میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک بڑی دلیل (یعنی معجزہ) بھی لایا ہوں (جو طلب کیوقت دکھلا سکتا ہوں) سو (جب میں رسول مع الدلیل ہوں تو میں جو کہوں اس کی اطاعت کرو چنانچہ منجملہ ان امور کے ایک یہ کہتا ہوں کہ) تو بنی اسرائیل کو (اپنی بیگار سے خلاصی دیکر) میرے ساتھ (ملک شام کو جو انکا اصلی وطن ہے) بھیجدے فرعون نے کہا کہ اگر آپ (منجانب اللہ) کوئی معجزہ لیکر آئے ہیں تو اس کو اب پیش کیجئے اگر آپ (اس دعوے میں) سچے ہیں بس آپ نے (فوراً) اپنا عصا (زمین پر) ڈالدیا سو دفعۃً وہ صاف ایک اژدہا بن گیا (جسکے اژدہا ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہو سکتا تھا) اور (دوسرا معجزہ یہ ظاہر کیا کہ) اپنا ہاتھ (گریبان کے اندر بغل میں دباکر) باہر نکال لیا سو وہ یکایک دیکھنے والوں کے روبرو بہت چمکتا ہوا ہو گیا (کہ اس کو بھی سب نے دیکھا) **ف** اوپر جو آیاتنا فرمایا ہے اس سے مراد یا تو یہی دو معجزے ہیں اور جمع لانا بوجہ ان کے کبیر ہونے یا بار بار واقع ہونے کے ہے اور یا وہ سب معجزات مراد ہیں جو یہاں سے تیسرے رکوع میں مذکور ہیں وَلَقَدْ أَخَذْنَا آلَ فِرْعَوْنَ الخ مگر وہ سب اسوقت واقع نہیں ہوئے بلکہ مختلف اوقات میں انکا ظہور ہوتا رہا اور یہاں اجمال میں مجموعہ اوقات کا اعتبار ہوگا اور یہاں جو ملائہ کی تخصیص کی گئی اس اعتبار سے کہ وہ سردار تھے اور لوگ انکے تابع تھے اور بنی اسرائیل کیطرف مبعوث ہونا دوسری آیات میں مذکور ہے اور اس سے عموم بعثت لازم نہیں آتی کیونکہ دو قوموں میں سب مکلفین منحصر نہ تھے اور دوسری آیات میں ہارون علیہ السلام کا ساتھ ہونا بھی مذکور ہے شاید ان کے تابع ہونے کیوجہ سے یہاں ذکر نہ کیا ہو اور اس مقام پر دعوت الی التوحید کا اس لئے ذکر نہیں کیا کہ دوسری آیات میں موجود ہے چونکہ بنی اسرائیل پر ظلم کرنا حقوق العباد میں سے تھا اس اعتبار سے اسکا اہم ہونا موجب تخصیص ذکر ہو سکتا ہے اور بعض نے ارسل کے معنی اطلق عن قیدک لئے ہیں پس تمام ذخیرہ کا اعتبار اسکے معنی میں نہ ہوگا اور اس آیت میں اژدہا فرمایا دوسری آیتوں میں جان یعنی پتلا سانپ فرمایا جمع ان میں اس طرح ہے کہ یا تو کسی وقت ایسا ہوتا ہو کسی وقت ویسا۔ یا اول پتلا ہوتا ہو پھر بڑھ جاتا ہو یا جثہ میں بڑا ہوتا ہو اور تیزی میں پتلے سانپ کیطرح ہو اور مبین سے معلوم ہوتا ہے کہ تبدیل حقیقت ہو جاتی تھی خیالی قصہ نہ تھا اور للناظرین سے کوئی نظر بندی کا شبہ نہ کرے کیونکہ یہ تاکید ہے اسکے واقعی بیاض کی جیسے کہا کرتے ہیں کہ کھلی آنکھوں لوگوں نے دیکھا اور انقلاب حقائق کا محال ہونا جو فلاسفہ میں مشہور ہے اسکی حقیقت یہ ہے کہ حقائق ثلثہ یعنی وجوب و امتناع و امکان ایک دوسرے کیطرف منقلب نہیں ہوتا اور نہ عناصر کا استحالہ کون نہیں دیکھتا

قصہ مقابلہ سحرہ با موسیٰ علیہ السلام

البلاغۃ قولہ ببینۃ المراد بہ الجنس **قولہ** للناظرین الفائدۃ فی زیادۃ اما ذکر نفی وما بیان کونہ عجیبا خارجا عن العادۃ یجتمع علیہ النظار کما فی الروح۔

لحقات الترجمۃ ۱ **قولہ** فی ظلموا ایمان لے آتے اشارہ الی ان تعدیۃ الظلم بالباء مع انہ یتعدی بلا واسطۃ لتضمنہ معنی الکفر ۱۲ ۲ **قولہ** فی المفسدین اشارۃ الی کون اللام للعہد ۱۲ ۳ **قولہ** فی رسول تم لوگوں دل بہ المقدر بسلیۃ من قولہ جئتکم ۱۲ ۴ **قولہ** فی حقیق یہی شایاں اخذ بالحاصل اتباعا للمحاورۃ والا فالترجمۃ اللفظیۃ میں اس کیلئے شایاں لان حقیق بمعنی جدیر وعلی بمعنی الباء ویؤیدہ علی ما فی الروح قراءۃ ابی بان لا اقول وقراءۃ عبد اللہ ان لا اقول بتقدیر الجار ۱۲ ۵ **قولہ** نقل فارسل منجملہ لان الامر لا ینحصر فی ہاہنا ۱۲ ۶ **قولہ** فی نزع گریبان کے اندر بغل جمع فیہ بین قولہ تعالیٰ ادخل یدک فی جیبک واضمم یدک الی جناحک والجمع بینہما ممکن فی زمان واحد ۱۲ -

قال الملا من قوم فرعون ان هذا لسحر علیم ۝ یرید ان یخرجکم من ارضکم فماذا تامرون ۝ قالوا

قوم فرعون میں جو سردار لوگ تھے انہوں نے کہا کہ واقعی یہ شخص بڑا ماہر جادوگر ہے یہ چاہتا ہے کہ تم کو تمہاری زمین سے باہر کر دے سو تم لوگ کیا مشورہ دیتے ہو انہوں نے کہا

ارجه واخاه وارسل فی المدائن حشرین ۝ یاتوک بکل سحر علیم ۝ وجاء السحرة فرعون قالوا ان لنا لاجرا ان

کہ آپ ان کو اور انکے بھائی کو مہلت دیجئے اور شہروں میں چپراسیوں کو بھیج دیجئے کہ وہ سب ماہر جادوگروں کو آپ کے پاس لا کر حاضر کر دیں اور وہ جادوگر فرعون کے پاس حاضر ہوئے کہنے لگے اگر ہم غالب آئے تو ہم کو

کنا نحن الغلبین ۝ قال نعم وانکم لمن المقربین ۝ قالوا یموسی اما ان تلقی واما ان نکون نحن الملقین ۝ قال القوا

کوئی بڑا صلہ ملیگا فرعون نے کہا ہاں اور تم مقرب لوگوں میں داخل ہو جاؤ گے ان ساحروں نے عرض کیا کہ اے موسیٰ خواہ آپ ڈالئے اور یا ہم ہی ڈالیں موسیٰ نے فرمایا کہ تم ہی ڈالو

فلما القوا سحروا اعین الناس واسترهبوهم وجاءو بسحر عظیم ۝ واوحینا الی موسی ان الق عصاک

پس جب انہوں نے ڈالا تو لوگوں کی نظر بندی کر دی اور ان پر ہیبت غالب کر دی اور ایک طرح کا بڑا جادو دکھلایا اور ہم نے موسیٰ کو حکم دیا کہ آپ اپنا عصا ڈال دیجئے

قال الملا من قوم فرعون ان هذا لسحر علیم (الی قولہ تعالیٰ) ربنا افرغ علینا صبرا وتوفنا مسلمین ۝ (حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جو یہ معجزات عظیمہ ظاہر ہوئے تو فرعون نے اہل دربار سے کہا کہ یہ شخص بڑا جادوگر ہے اس کا اصل مطلب یہ ہے کہ اپنے جادو سے تم لوگوں پر غالب آ کر یہاں کا رئیس ہو جاوے اور تم کو یہاں آباد نہ رہنے دے سو اس بارہ میں تمہارا کیا مشورہ ہے چنانچہ سورۂ شعراء میں یہ قول فرعون کا منقول ہے اسکو سنکر جیسا کہ مصاحبین سلاطین کی عادت ان کی ہاں میں ہاں ملانے کی ہوتی ہے فرعون کے قول کی تصدیق و موافقت کیلئے (قوم فرعون میں جو سردار (اور اہل دربار) لوگ تھے انہوں نے (ایک دوسرے سے) کہا کہ واقعی (جیسا ہمارے بادشاہ کہتے ہیں) یہ شخص بڑا ماہر جادوگر ہے (ضرور) یہ (یہی) چاہتا ہے کہ (اپنے جادو کے زور سے خود مع بنی اسرائیل کے رئیس ہو جاوے اور) تم کو (بوجہ اسکے کہ بنی اسرائیل کی نظر میں خار ہو) تمہاری (اس) سرزمین سے باہر کر دے سو تم لوگ (جیسا کہ بادشاہ دریافت کر رہے ہیں) کیا مشورہ دیتے ہو غرض مشورہ طے کر کر کے انہوں نے (فرعون سے) کہا کہ آپ ان (موسیٰ علیہ السلام) کو اور انکے بھائی (ہارون علیہ السلام) کو مہلت دیجئے اور (اپنی حدود قلمرو کے) شہروں میں (گرد آوروں کو یعنی) چپراسیوں کو (حکمنامے دیکر) بھیج دیجئے کہ وہ (سب شہروں سے) سب ماہر جادوگروں کو (جمع کر کے) آپکے پاس لا کر حاضر کر دیں (چنانچہ ایسا ہی انتظام کیا گیا) اور وہ جادوگر فرعون کے پاس حاضر ہوئے (اور) کہنے لگے کہ اگر ہم (موسیٰ علیہ السلام) پر غالب آ گئے تو (کیا) ہم کو کوئی بڑا صلہ (اور انعام) ملیگا فرعون نے کہا کہ ہاں (انعام بھی بڑا ملیگا) اور (مزید براں یہ ہوگا کہ) تم (ہمارے) مقرب لوگوں میں داخل ہو جاؤ گے (غرض موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کیجانب سے اس کی اطلاع دی گئی اور مقابلہ کیلئے تاریخ معین ہوئی اور تاریخ پر سب ایک میدان میں جمع ہوئے اس وقت) ان ساحروں نے (موسیٰ علیہ السلام سے) عرض کیا کہ اے موسیٰ (ہم آپکو اختیار دیتے ہیں) خواہ آپ (اول اپنا عصا میدان میں) ڈالئے (جسکو آپ اپنا معجزہ بتلاتے ہیں) اور یا (آپ کہیں تو) ہم ہی (اپنی رسیاں اور لاٹھیاں میدان میں) ڈالیں (ڈالو پس) موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم ہی (پہلے) ڈالو پس جب انہوں نے (اپنی رسیوں اور لاٹھیوں کو) ڈالا تو (جادو سے

اللغات تامرون تشیرون کذا فی الروح ارجه واخاه الارجاء التاخیر واصله ارجئه کما فی قراءة باشباع الضم وفی قراءة بلا اشباع او اصله ارجیه من ارجیت کما فی قراءة باشباع الکسر وفی قراءة بلا اشباع فحذفت الهمزة و اسکنت الهاء تشبیها المنفصل بالمتصل وجعل جیه کابل فی اسکان وسطه وفی روایة ابن ذکوان عن ابن عامر ارجئه بالهمزة وکسر الهاء وجه ان الهمزة لما کانت تقلب یاء اجریت مجریها فلا یرد عدم ارتفاع النحاة بنا علی ان الطیار لا تکسر الا اذا کان قبلها کسرة او یاء ساکنة من البیضاوی حاشرین فی الروح فسره بعضهم بالشرط وفقدوه الطبری عن ابن عباس وهم اعوان الولاة لانهم یحشرون بهم علامة وقیل للواحد شرطی نسبة للشرطة **النحو** لم یدر من تعرض لترکیب قوله تعالیٰ اما ان تلقی الآ وعندی ان قوله ان تلقی وان نکون ابتداء ولیها بالمصدر معمول لمقدر دل علیه السیاق بکذا یا موسیٰ انت مخیر فی التعارک وکونک انت الملقین والله اعلم والجملة علی هذا التقدیر الخبریة لکن رایت بعضهم نقولا عن ابن جریر ما یحتمل الجملة ... وبعده ...

اختران تلقی انت او نلقی نحن وهذا یدل ان الکلام سع اما فاکان علی وجه الامر فلا بد ان یکون فیه ان کقولک جل بها ان تقضی وا ما ان تقعد بمعنی الامر معنی او تقعد فاما کان علی وجه الخبر لم یکن فیه ان کقوله تعالیٰ وآخرون مرجون لامر الله اما یعذبهم واما یتوب علیهم ۱۲

البلاغة قوله ان کنا نحن الغلبین لیس لشک بل لبیان مناط استحقاق الاجر۔

ملحقات الترجمة قوله ۱ قیل قال الملا فرعون نے اہل دربار سے اشارہ الی وجه الجمع بین الآیتین وقد القی بذالی قلبی ثم رأیته ببیضاوی ۱۲ ۲ قوله فی قالوا ان لنا اشارة الی کون الجملة استینافا ۱۲ ۳ قوله فی الاجر ا بڑا افادة التنوین وقوله کیا اشارة الی حذف اداة الاستفهام کما فی قراءة ۴ قوله قیل قالوا یموسی اطلاع الی جمع دل علیه انی طرح قوله فاجعل بیننا قوله یحشر الناس ۱۲

مسائل السلوک
قوله تعالیٰ قال الملا من قوم فرعون ان هذا لسحر علیم یرید ان یخرجکم من ارضکم هذا التصویر الحق الذی جاء به موسیٰ فی صورة الباطل الذی اتهمه فرعون من ارادة موسیٰ الاخراج وهذا من عادة الموحدین للباطل المراغمین للحق وان سموا انفسهم صوفیة ینفرون العامة عن متبعی السنة بتصویر المعروف فیهم فی صورة المنکر قوله تعالیٰ قال القوا قد یقال انه علیه السلام انما اذن لهم لیبطل سحرهم فهو ابطال للکفر بالآخرة وتحقیق لمعجزته علیه السلام کذا فی الروح والاجل امثال تلک المصلحة قد یاذن بعض الشیوخ فیما ظاهره المعصیة کما استاذنی بعض الاحباب فی قبول منصب التدریس فی بعض المدارس الذی لا ارضاه فاذنت لغیر فواحیة بعض الحاضرین و کان لی فیه حکمة انه لو اقام فی المدرسة شاهد المنکرات التی هی بمنزلة لوثی فیتنفر بوحدتها مالا یتنفر بمحض دعائی توقعا ما ظننت و ترکه مستقر اماده محققا

فَاِذَا هِیَ تَلْقَفُ مَا یَاْفِکُوْنَ ۝ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ فَغُلِبُوْا هُنَالِکَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِیْنَ ۝ وَاُلْقِیَ السَّحَرَةُ

سو وہ عصا کا ڈالنا تھا کہ اس نے ان کے سارے بنے بنائے کھیل کو نگلنا شروع کیا پس حق ظاہر ہوگیا اور انہوں نے جو کچھ بنایا تھا سب آیا جاتا رہا پس وہ لوگ اس موقع پر ہار گئے اور خوب ذلیل ہوئے اور وہ جو ساحر تھے

سٰجِدِیْنَ ۝ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ رَبِّ مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ ۝ قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَکُمْ اِنَّ هٰذَا لَمَکْرٌ

وہ سجدہ میں گرگئے کہنے لگے کہ ہم ایمان لائے رب العالمین پر جو موسیٰ و ہارون کا بھی رب ہے فرعون کہنے لگا کہ ہاں تم موسیٰ پر ایمان لائے ہو بدون اس کے کہ میں تم کو اجازت دوں بے شک یہ کارروائی تھی

مَّکَرْتُمُوْهُ فِی الْمَدِیْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ لَاُقَطِّعَنَّ اَیْدِیَکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّکُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝

جس پر تمہارا عمل درآمد ہوا ہے اس شہر میں تاکہ تم سب اس شہر سے وہاں کے رہنے والوں کو باہر نکال دو سو اب تم کو حقیقت معلوم ہوئی جاتی ہے میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹوں گا پھر تم سب کو سولی پر

قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ۝ وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰیٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ ۝

انہوں نے جواب دیا کہ ہم مر کر اپنے مالک ہی کے پاس جاویں گے اور تو نے ہم میں کونسا عیب دیکھا بجز اس کے کہ ہم اپنے رب کے احکام پر ایمان لے آئے اے ہمارے رب ہمارے اوپر صبر کا فیضان فرما اور ہماری جان حالت اسلام پر نکالیے۔

دیکھنے والے لوگوں کی نظر بندی کردی (جس سے وہ لاٹھیاں اور رسیاں سانپ کی شکل میں لہراتی نظر آنے لگیں) اور ان پر ہیبت غالب کردی اور ایک طرح کا بڑا جادو دکھلایا اور (اسوقت ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو (وحی کے ذریعہ سے) حکم دیا کہ آپ اپنا عصا ڈال دیجئے (جیسا ڈالا کرتے ہیں) سو عصا کا ڈالنا تھا کہ اس نے (اژدہا بنکر) ان کے سارے بنے بنائے کھیل کو نگلنا شروع کیا پس (اسوقت) حق (کا حق ہونا) ظاہر ہوگیا اور انہوں نے (یعنی ساحروں نے) جو کچھ بنایا تھا سب آیا جاتا رہا پس وہ لوگ (یعنی فرعون اور اس کی قوم) اس موقع پر ہار گئے اور خوب ذلیل ہوئے (اور اپنا سا منہ لے کر رہ گئے) اور وہ جو ساحر تھے وہ سجدہ میں گرگئے (اور پکار پکار) کہنے لگے کہ ہم ایمان لے آئے رب العالمین پر جو موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) کا بھی رب ہے فرعون (تب گھبرایا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ساری رعایا ہی مسلمان ہوجاوے تو ایک مضمون گھڑ کر ساحروں سے) کہنے لگا کہ ہاں تم موسیٰ (علیہ السلام) پر ایمان لائے ہو بدون اس کے کہ میں تم کو اجازت دوں بیشک (معلوم ہوتا ہے کہ یہ (جو کچھ جنگ زرگری کے طور پر ہوا ہے) ایک کارروائی تھی جس پر تمہارا عمل درآمد ہوا ہے اس شہر میں (خفیہ سازش ہوگئی ہے کہ تم یوں کرنا ہم یوں کریں گے پھر اسطرح ہار جیت ظاہر کریں گے اور یہ کارروائی بھگت اسلئے کی ہے) تاکہ تم سب (ملکر) اس شہر سے وہاں کے رہنے والوں کو باہر نکال دو (پھر فراغ خاطر سب ملکر یہاں ریاست کرو) سو (بہتر ہے) اب تم کو حقیقت معلوم ہوئی جاتی ہے (اور وہ یہ ہے کہ) میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹوں گا پھر تم سب کو سولی پر ٹانگ دوں گا (تاکہ اوروں کو عبرت ہو) انہوں نے جواب دیا کہ (کچھ پرواہ نہیں) ہم مر کر کسی برے ٹھکانے تو نہ جاوینگے بلکہ اپنے مالک ہی کے پاس جاویں گے (جہاں ہر طرح امن و راحت ہے سو ہمارا نقصان ہی کیا ہے) اور تو نے ہم میں کونسا عیب دیکھا ہے (جس پر اسقدر شور و غل ہے) بجز اس کے کہ ہم اپنے رب کے احکام پر ایمان لے آئے (سو یہ کوئی عیب کی بات نہیں پھر اس سے اعراض کر کے حق تعالیٰ سے دعا کی کہ) اے ہمارے رب ہمارے اوپر صبر کا فیضان فرما (کہ اگر یہ سختی کرے تو مستقل رہیں) اور ہماری جان حالت اسلام پر نکالیے (کہ اسکی سختی سے پریشان ہوکر کوئی بات ایمان کے خلاف نہ ہوجاوے) ف یہاں چند فوائد سمجھنا چاہیے اول یہ کہ یہاں جو ارشاد فرمایا ہے سحروا اعین الناس یہ ایک واقعہ خاصہ ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ سحر کا منتہی اتنا ہی ہے کہ نظر بندی ہوجاتی ہے بلکہ بعض انواع سحر سے تبدیل حقیقت بھی ممکن ہے اور اسکے امتناع پر کوئی دلیل نقلی یا عقلی قائم نہیں اور اگر کسی کو سحر عظیم سے شبہ ہو کہ عظیم سے زیادہ تو کوئی چیز نہیں جب نظر بندی کو سحر عظیم کہا معلوم ہوا کہ اور اقسام سحر کی اس سے بھی کم ہیں جواب یہ ہے کہ عظیم سے زیادہ اعظم ہوتا ہے سحر عظیم میں بھی مراتب مختلف ہیں پس ممکن ہے کہ کسی درجہ میں یہ بھی عظیم ہو اور اس سے بڑے درجہ میں تبدیل حقیقت عظیم ہو ترجمہ عظیم کے ترجمہ میں لفظ ایک طرح کا ہے اس طرف اشارہ بھی کردیا گیا ہے دوم رب موسیٰ و ہارون اسلئے بڑھایا کہ فرعون اپنے کو رب اعلیٰ بتلاتا تھا تو رب العالمین کا مصداق سننے والے اسکو نہ سمجھ جاویں اسلئے اس کو بڑھا کر مراد متعین کردی کہ جس کو موسیٰ و ہارون رب کہتے ہیں سوم سوال سحر سے مقابلہ کرنا معجزہ کا کفر ہے پھر موسیٰ علیہ السلام نے

اللغات قوله هنالك ظرف مكان كما ترجم عنه الترجمة وفي الروح اسم اشارة للمكان التي ذلك الجمع العظيم الصلب التشكيل	في فاذا هي ثوا انقفا اخذ بجاصل ترجمة اذ ادالفاء الفصيحة ١٢ سه قوله في امنتم بان اشاريه الى
خشية او غيرها شارع في تعليق الشخص شيء حبل في عنقه ليموت وهو المتعارف اليوم كذا في الروح ولا عنت في الترجمة	التوبيخ والانكار للستقلاد من المقام او حذف اداة الاستفهام كما في قرأة سه قوله في ديدهين كما في هذا اتتم
البلاغة النكتة في القي السحرة مبنيا المفعول التنبيه على ان الحق بهرهم واضطرهم الى السجود بحيث لم يبق لهم تملك	لمنوظاهران الايمان بالله الايمان بموسى الآمربه ١٢ سه قوله في قبل بدون اشارة بالخاص لانه على صد
بكان احدا ادفعهم والقاهم او من الله تعالى الهمهم ذلك وحملهم عليه كذا في الروح ١٢ المحققات الترجمة سه قوله	النفقة والمقبل ان تنقد كلمات لان النفقة لا يكون قبلا ١٢ سه قوله قبيل لا تقطيع اور وه يه شارالى ان

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳ علیہ السلام قد تاثر مقدر تمثل هذا الافعال ليست بدليل لكون الفاعل من اهل الحق ولا يلزم قدحهم عليها۔ ترجمہ قولہ تعالیٰ قال الملأ من قوم فرعون ان هذا الساحر عليم يريد ان يخرجكم من ارضكم فرعون سے موسیٰ کے طریق حق کو ایک باطل کی صورت میں دکھا کیا یہی حال ہے اہل باطل کا گو وہ سونی ہے کہلادیں کہ عوام کو اہل حق سے نفرت دلانے کیلئے ان کے حق کو برے سے عنوان سے ظاہر کرتے ہیں قولہ تعالیٰ قالوا یموسیٰ علیہ السلام کا مقصود اس سے خود اذن دینا نہ تھا بلکہ اذن کو ذریعہ کفر کے ابطال اور اپنے معجزہ کی اثبات کا ذریعہ بنانا تھا ایسی ہی مصلحت سے بعض اوقات شیوخ ایسے امور میں اذن دیتے ہیں کہ ظاہر اس کا معصیت ہوتا ہے گو تعبیر بما اس میں کوئی مصلحت دینی ہوتی ہے وہی مصلحت ان کو مقصود ہوتی ہے قولہ تعالیٰ سحروا اعین الناس اور اس ناس میں موسیٰ علیہ السلام بھی داخل ہیں چنانچہ سورہ طٰہٰ میں یخیل الیہ پس اس سے کسی امر مستفاد ہوئے اول سے خوارق سحر و معجزہ کہ نہ کھانا کہ اہل باطل بھی ظاہر ہو سکتے ہیں ثانی سحر کی ایک

قسم خیال میں تصرف کرنا بھی ہے کہ اس میں سحر پر یہ بھی داخل ہے ثالث ایسی چیز ہوں سے متاثر ہوجانا کمال باطنی کے خلاف نہیں چنانچہ موسیٰ علیہ السلام متاثر ہوئے اور اہل حق کا ایسے امور پر قادر ہونا لازم نہیں (حاشیہ متعلقہ صفحہ ہذا) قولہ تعالیٰ والقی

وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ أَتَذَرُ مُوسَىٰ وَقَوْمَهُ لِيُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَيَذَرَكَ وَآلِهَتَكَ ۚ قَالَ سَنُقَتِّلُ

اور قوم فرعون کے سرداروں نے کہا کہ کیا آپ موسیٰ کو اور ان کی قوم کو یوں ہی رہنے دیں گے کہ وہ ملک میں فساد کرتے پھریں اور وہ آپ کو اور آپ کے معبودوں کو ترک کئے رہیں فرعون نے کہا کہ ہم ابھی ان لوگوں کے

أَبْنَاءَهُمْ وَنَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ وَإِنَّا فَوْقَهُمْ قَاهِرُونَ ۝ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اسْتَعِينُوا بِاللَّهِ وَاصْبِرُوا ۖ إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ

بیٹوں کو قتل کرنا شروع کر دیں اور عورتوں کو زندہ رہنے دیں اور ہم کو ہر طرح کا ان پر زور ہے موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا سہارا رکھو اور مستقل رہو یہ زمین اللہ تعالیٰ کی ہے

يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ۝ قَالُوا أُوذِينَا مِنْ قَبْلِ أَنْ تَأْتِيَنَا وَمِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ۚ قَالَ

جس کو چاہیں مالک بنا دیں اپنے بندوں میں سے اور اخیر کامیابی ان ہی کو ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں قوم کے لوگ کہنے لگے کہ ہم تو ہمیشہ مصیبت ہی میں رہے آپ کی تشریف آوری کے قبل بھی اور آپ کی تشریف آوری کے بعد بھی موسیٰ نے فرمایا

ع ۱۴ ۵ عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَنْ يُهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ۝

بہت جلد اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کو ہلاک کر دیں گے اور بجائے ان کے تم کو اس سرزمین کا مالک بنا دیں گے پھر تمہارا طرز عمل دیکھیں گے۔

اس کی کیسے اجازت دی کہ القوا حالانکہ کفر کی اجازت دینا نبی بلکہ مومن سے بھی ممکن نہیں جواب اگر آپ القوا نہ بھی فرماتے تب بھی یقیناً وہ لوگ یہ عمل کرتے پس معلوم ہوا یہ اجازت القا کی نہیں بلکہ ان کی دو شقوں میں سے کہ اول القا کس کا ہو جیسا کہ بعض آیات میں اول من القی اس سوال ہے آپ نے ایک شق کو متعین فرما دیا کہ اسی پر اظہار حق موقوف تھا کیونکہ دوسری شق میں اس عصا کا سانپ بننا تو ظاہر ہوتا لیکن اس پر غلبہ تو ظاہر نہ ہوتا اس شق میں ان کے عصا و حبال کو فوراً نگل جانے سے پورا غلبہ ظاہر ہو گیا گو کہ وہ لوگ بعد میں ڈالتے تب بھی وہ عصا ان کو نگل جاتا لیکن فوراً موسیٰ علیہ السلام کے عصا ڈالتے ہی اس کا باطل ہونا جو کہ اوقع فی النفس ہے یہ تو ظاہر نہ ہوتا پس امر القا کا نہیں بلکہ تقدیم بالالقا للتیقن کا ہے اور وہ بھی بمصلحت کمال غلبہ حق کے خوب سمجھ لو اور یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہاں صیغہ امر سے مقصود اجازت نہیں بلکہ مراد عدم مبالات کا اظہار ہے یعنی ہم کو اس سے ذرا اندیشہ نہیں تم جو چاہو کر کے دیکھ لو فرعون کا یہ کہنا کہ ان ہذا لمکر یہ محض سخن سازی ہے اس کا کوئی منشا اشتباہ ہونا ضرور نہیں اور بعض نے ایک منشا بھی ذکر کیا ہے وہ یہ کہ اتفاق سے پہلے موسیٰ علیہ السلام اور افسر ساحرین میں گفتگو ہوئی کہ موسیٰ علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ اگر میں غالب آگیا تو کیا تو ایمان لے آوے گا اس نے جواب دیا کہ میرے سحر پر غلبہ ممکن نہیں اور اگر آپ غالب آگئے تو میں ضرور ایمان لے آؤں گا اور فرعون نے اس کا مشاہدہ کیا تھا رواہ ابن جریر و ابو الشیخ عن ابن مسعود و ناس من الصحابۃ کذا فی روح المعانی اس لئے اس نے کہا کہ تم نے سازش کی ہے حالانکہ اس کا سازش ہونا محض لغو بات ہے تحقیق بعض نے کہا ہے کہ فرعون نے ان نو مسلموں کو یہ سزا دی تھی اور بعض نے اس آیت یعنی انتما ومن اتبعکما الغالبون سے اس کا انکار کیا ہے لیکن یہ جواب ممکن ہے کہ غلبہ سے مراد غلبہ بالحجت ہو یا یوں کہا جاوے کہ بعض کا قتل ہو جانا منافی غلبہ کے نہیں چنانچہ محاربات میں ایک فریق کو آخر میں غالب کہا جاتا ہے حالانکہ ان میں بھی مقتول ہوتے ہیں۔

بد اندیشی قبطیان با سبطیان و تحزن ایشان ازو و تسلیہ موسیٰ علیہ السلام ایشان را

وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ (الی قولہ تعالیٰ) فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ۝ اور (جب موسیٰ علیہ السلام کا یہ معجزہ عظیمہ منظر عام پر ظاہر ہوا تو ساحرین ایمان لے آئے اور بعضے اور لوگ بھی آپ کے تابع ہو گئے اس وقت) قوم فرعون کے سرداروں نے (جو کہ اعیان سلطنت تھے یہ دیکھ کر کہ بعضے آدمی مسلمان ہو چلے فرعون سے) کہا کہ کیا آپ موسیٰ (علیہ السلام کو) اور ان کی قوم (تابعین) کو یوں ہی (مخلی بالطبع و مطلق العنان آزاد) رہنے دیں گے کہ وہ ملک میں فساد کرتے پھریں (فساد یہ کہ اپنا مجمع بڑھاویں جس کا اخیر میں اندیشہ بغاوت ہے) اور وہ (یعنی موسیٰ علیہ السلام) آپ کو اور آپ کے (تجویز کئے ہوئے) معبودوں کو ترک کئے رہیں (یعنی ان کے معبود ہونے کے منکر ہیں اور موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ان کی قوم بھی ایسا ہی کرے یعنی آپ اس کا انتظام کیجئے) فرعون نے کہا کہ (سر دست یہ انتظام مناسب معلوم ہوتا ہے کہ) ہم ابھی ان لوگوں کے بیٹوں کو قتل کرنا شروع کر دیں (تاکہ ان کا زور نہ بڑھنے پاوے) اور (چونکہ عورتوں کے بڑھنے سے کوئی اندیشہ نہیں اور نیز ہم کو اپنے کار و خدمت کے لئے بھی ضرورت ہے اس لئے) عورتوں کو زندہ رہنے دیں اور ہم کو ہر طرح کا ان پر زور ہے (اس انتظام میں کوئی دشواری نہ ہوگی اس مجلس کی گفتگو کی خبر جو بنی اسرائیل کو پہنچی تو بڑے گھبرائے

ملحقات الترجمۃ ۱ قولہ فی یذرک وہ یعنی موسیٰ الخ اشارۃ الی ان تخصیصہ بالذکر لاصالتہ والقوم لہ تبع ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ قال عسیٰ ربکم ان یھلک عدوکم و یستخلفکم فی الارض دل علی کون الکفار مغلوبین والمؤمنین غالبین من النعم العظیمۃ فلیس معنی ترک الدنیا الاستسلام للخزی والھوان للکفار الا لعذر العجز ولیس ذلک منافیا لکمال الایمان

ترجمہ

قولہ تعالیٰ قال عسیٰ ربکم ان یھلک عدوکم و یستخلفکم فی الارض اس میں دلالت ہے کہ کفار کا مغلوب ہونا نعمائے عظیم سے ہے پس ترک دنیا کے یہ معنی نہیں ہیں کہ کفار کے ہاتھ میں بدون عذر کے ذلت اور خواری میں گرفتار رہے۔

وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۞ فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا

اور ہم نے فرعون والوں کو مبتلا کیا قحط سالی میں اور پھلوں کی کم پیداواری میں تاکہ وہ سمجھ جاویں سو جب ان پر خوش حالی آجاتی تو کہتے کہ یہ تو ہمارے لئے ہونا ہی

هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ۗ اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۞ وَقَالُوْا

چاہیئے اور اگر ان کو کوئی بدحالی پیش آتی تو موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کی نحوست بتلاتے یاد رکھو کہ ان کی نحوست اللہ کے علم میں ہے لیکن ان میں اکثر لوگ نہیں جانتے تھے اور یوں کہتے

مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ۞ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ

کیسی ہی عجیب بات ہمارے سامنے لاؤ کہ اس کے ذریعہ سے ہم پر جادو چلاؤ جب بھی ہم تمہاری بات ہرگز نہ مانیں گے۔ پھر ہم نے ان پر طوفان بھیجا اور ٹڈیاں اور گھن کا کیڑا اور مینڈک

وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ۫ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۞ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ

اور خون کہ یہ سب کھلے کھلے معجزے تھے سو وہ تکبر کرتے رہے اور وہ لوگ کچھ تھے ہی جرائم پیشہ اور جب ان پر کوئی عذاب واقع ہوتا تو یوں کہتے اے موسیٰ ہمارے لئے اپنے رب سے اس بات کی دعا کیجئے

بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۞ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ

جس کا اس نے آپ سے عہد کر رکھا ہے اگر آپ اس عذاب کو ہم سے ہٹا دیں تو ہم ضرور ضرور آپ کے کہنے سے ایمان لے آویں گے اور ہم بنی اسرائیل کو بھی رہا کر کے آپ کے ہمراہ کر دیں گے پھر جب ان سے اس عذاب کو ایک وقت

الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ۞ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ

خاص تک کہ اس تک ان کو پہنچنا تھا ہٹا دیتے تو وہ فوراً ہی عہد شکنی کرنے لگتے پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا یعنی ان کو دریا میں غرق کر دیا اس سبب سے کہ وہ ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے اور ان سے بالکل ہی بے توجہی کرتے تھے

مسائل السلوک

قولہ تعالے فاغرقنٰھم فی الیم دل علی ترتب العقوبۃ الدنیویۃ علی المعصیۃ ولعذاب الاخرۃ اکبر

ترجمہ

قولہ تعالے فاغرقنٰھم فی الیم معلوم ہوا کہ عقوبت دنیویہ گاہے معصیت پر بھی مرتب ہو جاتی ہے۔

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے چارہ جوئی کی تو موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا سہارا رکھو اور مستقل رہو (گھبراؤ مت) یہ زمین اللہ تعالیٰ کی ہے جس کو چاہیں مالک (اور حاکم) بنادیں اپنے بندوں میں سے (سو چند روز کے لئے فرعون کو دیدی ہے) اور اخیر کامیابی ان ہی کو ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں (سو تم ایمان و تقویٰ پر قائم رہو انشاء اللہ تعالیٰ یہ سلطنت تم ہی کو ملجاوے گی تھوڑے دنوں انتظار کی ضرورت ہے) قوم کے لوگ (غایت حسرت و حزن جس کا طبعی اقتضاء تکرار شکوہ ہے) کہنے لگے کہ (حضرت ہم تو ہمیشہ مصیبت ہی میں رہے آپ کی تشریف آوری کے قبل بھی (کہ فرعون بیگار لیتا تھا اور مدتوں ہمارے لڑکوں کو قتل کرتا رہا) اور آپ کی تشریف آوری کے بعد بھی (کہ طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائی جارہی ہیں یہانتک کہ اب پھر قتل اولاد کی تجویز ٹھہری ہے) موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا (گھبراؤ مت) بہت جلد اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کو ہلاک کر دیں گے اور بجائے ان کے تم کو اس زمین کا حاکم بنادیں گے پھر تمہارا طرز عمل دیکھیں گے (کہ شکر و قدر و طاعت کرتے ہو یا بے قدری اور غفلت و معصیت اس میں ترغیب ہے طاعت کی اور تحذیر ہے معصیت سے ف آلھتک کی تفسیر میں کئی قول ہیں سہل قول سدی کا ہے کہ فرعون نے کچھ بت بنواکر تقسیم کر دئیے تھے کہ ان کو ہمارا نائب سمجھ کر ان کی عبادت کیا کرو اور وہ فی الروح والخازن وغیرھما ایک تفسیر میں نظر سے گذرا ہے کہ اپنی تصویر کے بت بنواکر دیئے تھے واللہ اعلم۔

تسلیط بلیات بر قبطیان بانذار اہلاک ایشان

وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ (الیٰ قولہ تعالیٰ) وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ۞ اور جب فرعون اور اس کے تابعین نے انکار و مخالفت پر کمر باندھی تو ہم نے فرعون والوں کو (مع فرعون کے حسب عادت مذکورہ رکوع اول پارہ ہذا ان بلیات میں) مبتلا کیا (۱) قحط سالی میں اور (۲) پھلوں کی کم پیداواری میں تاکہ وہ (حق بات کو) سمجھ جاویں (اور سمجھ کر قبول کر لیں) سو وہ پھر بھی نہ سمجھے بلکہ یہ کیفیت تھی کہ جب ان پر خوشحالی (یعنی ارزانی و پیداواری) آجاتی تو کہتے کہ یہ تو ہمارے لئے ہونا ہی چاہیئے (یعنی ہم مبارک طالع ہیں یہ ہماری خوش بختی کا ثمرہ ہے یہ نہ تھا کہ اس کو خدا کی نعمت سمجھ کر شکر بجالاتے اور اطاعت اختیار کرتے) اور اگر ان کو کوئی

اللغات السنین جمع سنۃ والمراد بہا عام القحط وقد غلبت فی ذالک القصص فی الدر المنثور عن ابن عباس بوسوس الذی یخرج من الحنطۃ الطائف اصلہ ان العرب کانت تزجر الطیر فتتشام بہ او ادتتبع موافقا لاصطلاحہ الذی کان یدل علی الشوم والمراد بہا العمل السیٔ السبب للشوم مما یتعمل خیرا و طیرا

البلاغۃ تعریف الحسنۃ وذکرہا باداۃ التحقیق کما قال غیر واحد کثرۃ و توجہا و تعلق الارادۃ باحداثہا بالذات وبا عن تنکیر السیئۃ وذکرہا باداۃ الشک لندرہا بعد العمل السیئی ۱۲ من الروح۔

وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِیْنَ کَانُوْا یُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِیْ بٰرَکْنَا فِیْهَا ؕ وَتَمَّتْ کَلِمَتُ رَبِّکَ الْحُسْنٰی

اور ہم نے ان لوگوں کو جو کہ بالکل کمزور شمار کئے جاتے تھے اس سرزمین کے پورب پچھم کا مالک بنا دیا جس میں ہم نے برکت رکھی ہے اور آپ کے رب کا نیک وعدہ بنی اسرائیل کے حق میں

بدحالی (جیسے قحط و کم پیداواری مذکور) پیش آتی تو موسیٰ (علیہ السلام) اور ان کے ساتھیوں کی نحوست بتلاتے (کہ یہ انکی نحوست سے ہوا یہ نہ ہوا کہ اسکو اپنے اعمال بد کفر و تکذیب کی شامت اور سزا سمجھ کر تائب ہو جاتے حالانکہ یہ سب ان کی شامت اعمال تھی جیسا کہ فرماتے ہیں کہ) یاد رکھو کہ انکی (اس نحوست کا سبب) اللہ کے علم میں ہے (یعنی انکے اعمال کفریہ تو اللہ کو معلوم ہیں یہ نحوست ان ہی اعمال کی سزا ہے) لیکن (اپنی بے تمیزی سے) انمیں اکثر لوگ (اسکو) نہیں جانتے تھے اور (بلکہ اوپر سے) یوں کہتے کہ (خواہ) کیسی ہی عجیب بات ہمارے سامنے لاؤ کہ اس کے ذریعہ سے ہم پر جادو چلاؤ جب بھی ہم تمہاری بات ہرگز نہ مانیں گے (جب ایسی کشی اختیار کی تو پھر ہم نے (ان دو بلا کے علاوہ یہ بلائیں مسلط کیں کہ (۳) انپر (کثرت بارش کا) طوفان بھیجا (جس سے مال اور جان تلف ہونیکا اندیشہ ہو گیا) اور (اس سے گھبرا کے تو موسیٰ علیہ السلام سے عہد و پیمان کیا کہ ہم سے یہ بلا دور کرا دیجئے تو ہم ایمان لاویں اور جو آپ کہیں اطاعت کریں پھر جب وہ بلا دور ہوئی اور دلخواہ غلہ وغیرہ نکلا پھر بیفکر ہو گئے کہ اب تو جان بھی بچ گئی مال بھی خوب پیدا ہوگا اور بدستور اپنے کفر و طغیان پر اڑے رہے تو ہم نے انکے کھیتوں پر (۴) ٹڈیاں (مسلط کیں) اور (جب پھر کھیتوں کو تباہ ہوتے دیکھا تو گھبرا کر پھر ویسے ہی عہد و پیمان کئے پھر جب آپ کی دعا سے وہ بلا دور ہوئی اور غلہ وغیرہ تیار کر کے اپنے گھر لے آئے پھر بیفکر ہو گئے کہ اب تو غلہ قابو میں آگیا اور بدستور اپنے کفر و مخالفت پر جمے رہے تو ہم نے اس غلہ میں (۵) گھن کا کیڑا (پیدا کر دیا) اور (جب پھر گھبرا کر اسیطرح عہد و پیمان کر کے دعا کرائی اور وہ بلا بھی دور ہوئی اور اس سے مطمئن ہو گئے کہ اب پیس کوٹ کر کھا دیں پیویں گے پھر وہی کفر اور وہی مخالفت تو اسوقت ہم نے انکے کھانیکو یوں بے لطف کر دیا کہ ان پر (۶) مینڈک (ہجوم کر کے ان کے کھانیکے برتنوں میں ہنڈیوں میں گرنا شروع ہوئے جس سے سب کھانا غارت ہوا اور ویسے بھی گھر میں بیٹھنا مشکل کر دیا) اور (پینا یوں بے لطف کر دیا کہ (۷) انکا پانی (خون (ہو جاتا منھ میں لیا اور خون بنا غرض انپر یہ بلائیں مسلط ہوئیں) کہ یہ سب (موسیٰ علیہ السلام کے) کھلے کھلے معجزے تھے (کہ انکی تکذیب و مخالفت پر ان کا ظہور ہوا سحر نہ تھے جیسا ان کے قول لتسحرنا سے معلوم ہوا اور یہ سات اور عصا اور ید ملا کر آیات تسعہ کہلاتے ہیں اسوقت چاہیئے تھا کہ ان معجزات و آیات قہر کو دیکھ کر ڈھیلے پڑ جاتے مگر) وہ (پھر بھی) تکبر (ہی) کرتے رہے اور وہ لوگ کچھ تھے ہی جرائم پیشہ (کہ اتنی سختی پر بھی باز نہ آتے تھے) اور جب انپر کوئی عذاب (مذکورہ بلاؤں میں سے) واقع ہوتا تو یوں کہتے اے موسیٰ ہمارے لئے اپنے رب سے اس بات کی دعا کر دیجئے جسکا انہوں نے آپ سے عہد کر رکھا ہے (وہ بات قہر کا دور کر دینا ہے ہمارے باز آجانے پر سو ہم اب وعدہ کرتے ہیں کہ) اگر آپ اس عذاب کو ہم سے ہٹا دیں (یعنی دعا کر کے ہٹوا دیں) تو ہم ضرور ضرور آپ کے کہنے سے ایمان لے آویں گے اور ہم بنی اسرائیل کو بھی رہا کر کے آپ کے ہمراہ کر دیں گے پھر جب (بہ برکت دعائے موسیٰ علیہ السلام) ان سے اس عذاب کو ایک وقت خاص تک کہ اس تک انکو پہنچنا تھا ہٹا دیتے تو وہ فوراً ہی عہد شکنی کرنے لگتے (جیسا اوپر بیان ہوا) پھر (جب ہر طرح دیکھ لیا کہ وہ اپنی شرارت سے باز ہی نہیں آتے تب اسوقت) ہم نے ان سے (پورا) بدلہ لیا یعنی انکو دریا میں غرق کر دیا (جیسا دوسری جگہ ہے) اس سبب سے کہ وہ ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے اور ان سے بالکل ہی بے توجہی کرتے تھے (اور تکذیب اور غفلت بھی ایسی ویسی نہیں بلکہ ایسا اصرار وعناد کیا تھا کہ اطاعت کا وعدہ کر لیں اور توڑ دیں) ف اجل ھم بالغوہ سے مراد احقر کے نزدیک دوسری بلا کی آمد سے پہلے پہلے کا وقت ہے کہ اسوقت تک وہ بلا ٹل جاتی پھر دوسری بلا کہ بلا ہونے میں گویا عین اول ہے مسلط ہو جاتی اور بلا سنین و نقص ثمرات کے بعد انکا حسنہ کا اپنی طرف نسبت کرنا اور سیئہ کا موسیٰ علیہ السلام کی طرف اور طوفان وغیرہ کے بعد ان کا کہنا ادع لنا ربک شائد یہ تفاوت اسوجہ سے ہو کہ اول بلاؤں کو معمولی سمجھا پھر تواتر سے گھبرا گئے اور شائد بلا کے طوفان وغیرہ کا اشتداد بھی زیادہ ہو اور ظاہر ہو بیان انجاز وعدہ بنی اسرائیل عسیٰ ربکم الخ وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ (الی قولہ تعالیٰ) وَمَا کَانُوْا یَعْرِشُوْنَ ○ اور فرعون اور

النحو قولہ التی بارکنا صفۃ لمشارق ومغارب وقیل للارض وضعف بعضہم

ملحقات الترجمۃ [۱] قولہ فی عند اللہ علم میں یہ سخ بذا التفسیر بخاطری ثم رأیتہ للبیضاوی ۱۲

[۲] قولہ فی الطوفان الخ طوفان مایدل علی الترتیب والتفصیل والتفسیر التی من کلہ ماخوذ من المأثور فی الدر المنثور ۱۲

[۳] قولہ فی بما عہد وہ بات قہر کا اٹھ دینا من المواہب وہذا العہد معلوم متقرر فی شرائع الانبیاء مذکور علی السنتہم مرارا وکرارا ۱۲

[۴] قولہ فی اغرقنا یعنی اشارۃ الی کون الفا للتفسیر کما فی روح المعانی فلا اشکال فی تاخر الاغراق عن الانتقام مع کونہما واحدا ۱۲

[۵] قولہ فی توضیحہ کذبوا وعدہ کرلیں الخ اندفع بہ مایتوہم من ان الفاء فی فانتقمنا یدل علی ان السبب ہو النکث والباء فی بانہم یدل علی ان سبب ہو التکذیب وتقریر الدفع ظاہر ۱۲

عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ بِمَا صَبَرُوْا ۭ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ۝

ان کے صبر کی وجہ سے پورا ہوگیا اور ہم نے فرعون کے اور اس کی قوم کے ساختہ پرداختہ کارخانوں کو اور جو کچھ وہ اونچی اونچی عمارتیں بنواتے تھے سب کو درہم برہم کردیا

وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰي قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓي اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ۭ

اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار اتار دیا پس ان لوگوں کا ایک قوم پر گذر ہوا جو اپنے چند بتوں کو لگے بیٹھے تھے کہنے لگے اے موسیٰ ہمارے لئے بھی ایک معبود ایسا ہی مقرر کردیجئے جیسے ان کے یہ معبود ہیں

قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ۝ اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ

آپ نے فرمایا کہ تم واقعی تم لوگوں میں بڑی جہالت ہے یہ لوگ جس کام میں لگے ہیں یہ تباہ کیا جاوے گا اور ان کا یہ کام محض بے بنیاد ہے اور فرمایا کیا اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کو تمہارا معبود تجویز کردوں حالانکہ اسنے

اہل فرعون کو غرق کرکے ہم نے ان لوگوں کو جو کہ بالکل کمزور شمار کئے جاتے تھے (یعنی بنی اسرائیل کو) اس سرزمین کے پورب پچھم (یعنی تمام حدود) کا مالک بنا دیا جس میں ہم نے (ظاہری یا باطنی) برکت رکھی ہے، (ظاہری برکت کثرت پیداوار سے اور باطنی برکت ذی فضائل و مدفن و مسکن انبیاء علیہم السلام کے ہونے سے) اور آپ کے رب کا نیک وعدہ بنی اسرائیل کے حق میں ان کے صبر کی وجہ سے پورا ہوگیا (جس کا حکم ان کو ہوا تھا اصبروا) اور ہم نے فرعون کے اور اس کی قوم کے ساختہ پرداختہ کارخانوں کو اور جو کچھ وہ اونچی اونچی عمارتیں بنواتے تھے سب کو درہم برہم کردیا ف بعض نے کہا ہے کہ اس زمین سے اور اسی طرح اوپر کے رکوع میں ان الارض للہ آیا ہے اس سے بھی مراد مصر ہے کما فی الدر المنثور عن اللیث بن سعد، اور دوسری آیت میں اورثناها بنی اسرائیل میں تصریح ہے کہ یہ لوگ مصر کے مالک ہوئے اور اس کی ظاہری برکت ظاہر ہے اور تفسیر کی تصحیح کے لئے یہ بھی کافی ہے اور باطنی برکت بھی بایں معنی ہوسکتی ہے کہ وہاں حضرت یوسف علیہ السلام رونق افروز رہے ہیں اور زمانہ فرعون تک آپ کی نعش یہاں ہی مدفون تھی اور در منثور میں مصر کے کچھ فضائل بھی مذکور ہیں اور بعض نے دونوں جگہ شام مراد لیا ہے اور اس کے ظاہری برکات کے مثل باطنی برکات بھی ظاہر ہیں بوجہ اس کے کہ مسکن و مدفن انبیاء علیہم السلام کا رہا ہے اور اس تقدیر پر اس آیت سابقہ کا مضمون بظاہر مناسب مقام نہ ہوگا سو اس کی توجیہ یہ ہے کہ تم کو جو فرعون نے مقید کر رکھا ہے کہ مصر سے شام کو کہ تمہارا آبائی وطن ہے نہیں جا سکتے سو زمین اللہ کی ہے تم صبر کرو تم کو وہ اس طرح عنایت ہو جاوے گی کہ جو شخص مانع ہے وہ ہلاک ہو جاوے گا پھر جو قوم اس پر قابض ہے یعنی عمالقہ جن کو قرآن مجید میں جبارین کہا ہے کسی وقت مقاتلہ میں تم ان پر غالب آوگے اور وہاں تم کو رہنا میسر ہوگا اور اگر یہ قول ثابت ہو جاوے کہ بنی اسرائیل پھر مصر میں نہیں آئے تو یہ تفسیر خبر مثل متعین کے ہو جاوے گی اور اورثناها بنی اسرائیل کے معنی ان لوگوں کے نزدیک اثبات الملکیۃ سے صحیح ہو جاویں گے لیکن سورۂ بنی اسرائیل میں اسکنوا الارض بظاہر دال ہے کہ یہ لوگ مصر میں آئے ہیں گو تاویل ممکن ہے اور بغوی و نیسابوری اور خازن نے دونوں کا مجموعہ مراد لیا ہے اور یہ قول انسب معلوم ہوتا ہے پس ارض سے مراد جنس ارض ہو جاوے گی پھر ایراث خواہ بطور تملیک کے ہو یا بطور اسکان کے جیسا قول مصر میں آنے نہ آنے کی نسبت ثابت ہو جاوے اور ایک شبہ یہاں یہ ہوتا ہے کہ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ فرعون کے کارخانے اور عمارات درہم برہم ہوگئے اور سورہ شعراء کی آیت فاخرجناهم من جنات الی قوله بنی اسرائیل سے معلوم ہوتا ہے کہ کارخانے اور عمارات صحیح و سالم ان کے ہاتھ لگیں اس کا جواب احقر کے نزدیک یہ ہے کہ قبضہ میں تو جیسے آئے لیکن چونکہ دوسری سلطنت ہمیشہ عادۃً پہلی سلطنت کے انتظامات کو متغیر و متبدل کردیتی ہے اس لئے دمرنا فرمایا گیا اور یہ جواب میری نظر سے نہیں گذرا اور ایک شبہ یہ ہے کہ یہاں صبروا فرمایا ہے اور اوذینا الخ سے ان کا غیر صابر ہونا مترشح ہوتا ہے جواب یہ ہے کہ وہ شکایت نہیں تحزن ہے جو منافی صبر نہیں ۔

بیان بعضے از جہالات بنی اسرائیل با ایں ہمہ انعام جلیل

علاوہ بیان قصہ کے اس خاص مضمون میں بقول روح المعانی کے ایک گونہ تسلی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان معاملات میں جو آپ کو اپنے زمانہ کے یہود کے ساتھ پیش آتے تھے کہ انہیں تو ہمیشہ سے احسان فراموشی ہوتی آئی ہے آپ غم نہ کیجئے واللہ اعلم وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ (الی قولہ تعالیٰ) وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَاۗءٌ مِّنْ

اللغات قولہ دمرنا اهلکنا یعرشون یبنون من العمارات دلیل یکنوله جنات معروشات — افظ قال وقال شیخ الاسلام ہو شروع فی بیان شئون اللہ تعالی الموجبۃ لتخصیص العبادۃ بہ سبحانہ بعد بیان ان

البلاغۃ قولہ قال اغیر اللہ فی روح المعانی قیل ہذا ہو الجواب و ما تقدم تمہید له و تعلیل — ما طلبوا عبادتہ مما لا یمکن طلبہ اصلاً لکونہ باطلاً اصلاً و لذلک وسط بینہما قال مع کون کل منہما کلام موسیٰ علیہ السلام

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ قالو یموسیٰ اجعل لنا الٰها کما لهم الهۃ قال انکم قوم تجهلون فی الحدیث للترمذی قولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الآیۃ لما قال بعضہم له صلی اللہ علیہ وسلم اجعل لنا ذات انواط کما لهم ذات انواط فدلت الآیۃ بعد انضمام الروایۃ علی قبح اتباع الجهلۃ فی رسومهم ولو دنیویۃ فما بال من یتشبہ بهم فی عبادۃ القبور واتخاذ السرج الستور علیها وفی الروح بعد نقل الحدیث والناس الیوم قد اتخذوا من قبیل ذات انواط شیئا کثیرا لا یحیط بہ نطاق الحصر اھ

ترجمہ

قولہ تعالیٰ قالو یموسیٰ اجعل لنا الٰها کما لهم الهۃ قال انکم قوم تجهلون حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخواست کے جواب میں (کہ ہمارے لئے بھی ہتھیار لٹکانے کو ایک درخت مقرر فرما دیجئے جیسے مشرکین کا ہے) یہ آیت پڑھ دی تھی اس سے معلوم ہوا کہ دنیوی عادات میں بھی اہل باطل کے ساتھ تشبہ مذموم ہے اور بدعات مذہبیہ عبادات میں تو کیا پوچھنا ہے ۔

فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَاِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ۚ يُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَ

تم کو تمام دنیا جہان والوں پر فوقیت دی ہے اور وہ وقت یاد کرو جب ہم نے تمکو فرعون والوں سے بچا لیا جو تمکو بڑی سخت تکلیفیں پہنچاتے تھے تمہارے بیٹوں کو بکثرت قتل کر ڈالتے تھے۔

يَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝ وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ

تمہاری عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے اور اس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے بڑی بھاری آزمائش تھی اور ہم نے موسیٰ سے تیس شب کا وعدہ کیا اور دس شب اور ان تیس راتوں کا تتمہ بنایا

مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ۚ وَقَالَ مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝

سو انکے پروردگار کا وقت پورے چالیس شب ہو گیا اور موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہدیا تھا کہ میرے بعد ان لوگوں کا انتظام رکھنا اور اصلاح کرتے رہنا اور بدنظم لوگوں کی رائے پر عمل مت کرنا

وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ۭ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ

اور جب موسیٰ ہمارے وقت پر آئے اور انکے رب نے ان سے باتیں کیں تو عرض کیا کہ اے میرے پروردگار اپنا دیدار مجھ کو دکھلا دیجئے کہ میں آپکو ایک نظر دیکھ لوں ارشاد ہوا کہ تم مجھ کو ہرگز نہیں دیکھ سکتے لیکن تم اس پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو سو اگر یہ

مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اپنی جگہ پر برقرار رہا تو تم بھی دیکھ سکو گے پس انکے رب نے جو اس پر تجلی فرمائی تو تجلی نے اسکے پرخچے اڑا دیے اور موسیٰ بیہوش ہو کر گر پڑے پھر جب افاقہ میں آئے تو عرض کیا بیشک آپکی ذات منزہ ہے میں آپکی جناب میں معذرت کرتا ہوں اور سب سے پہلے میں اس پر یقین کرنیوالا ہوں

رَبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝ اوپر جیں دریا میں فرعون غرق کیا گیا ہم نے بنی اسرائیل کو اس دریا سے پار اتار دیا جس کا قصہ سورۂ شعرا میں ہے پس پار ہونیکے بعد ان لوگوں کا ایک قوم پر گذر ہوا جو اپنے چند بتوں کو یعنی ان کی پرستش کو لگے بیٹھے ہیں کہنے لگے اے موسیٰ ہمارے لئے بھی ایک مجسم معبود ایسا ہی مقرر کر دیجئے جیسے انکے یہ معبود ہیں آپ نے فرمایا کہ واقعی تم لوگوں کے مزاج میں بڑی جہالت ہے یہ لوگ جس کام میں لگے ہیں یہ منجانب اللہ بھی تباہ کیا جاویگا جیسا کہ عادۃ اللہ ہمیشہ سے جاری ہے کہ حق کو باطل پر غالب کر کے اسکو درہم برہم کر دیتے ہیں اور فی نفسہ بھی انکا یہ کام محض بے بنیاد ہے کیونکہ شرک کا بطلان یقینی و بدیہی ہے اور فرمایا کیا اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کو تمہارا معبود تجویز کر دوں حالانکہ دلائل توحید کے علاوہ وہ تمہارا محسن منعم بھی ہے کہ اسنے تمکو بعض احسانوں میں تمام دنیا جہان والوں پر فوقیت دی ہے اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے قول کی تائید کیلئے ارشاد فرمایا کہ وہ وقت یاد کرو جب ہم نے تمکو فرعون والوں کے ظلم و ایذا سے بچا لیا جو تمکو بڑی سخت تکلیفیں پہنچاتے تھے کہ تمہارے بیٹوں کو بکثرت قتل کر ڈالتے تھے اور تمہاری عورتوں کو اپنی بیگار و خدمت کیلئے زندہ چھوڑ دیتے تھے اور اس واقعہ میں تمہارے پروردگار کی طرف سے بڑی بھاری آزمائش تھی اور بھی بہت سے احسان ہیں لیکن اگر یہی ایک یاد رکھو تو احسان ماننے کو بہت ہے تم نے کیا اچھا احسان مانا کہ شرک پر آمادہ ہو گئے (ف) پارہ الم کے ربع پر ایسی ہی آیت گذر چکی ہے ضروریات تفسیر وہاں ملاحظہ کر لی جاویں اور وجہ انکی اس بیہودہ درخواست کی بغوی نے یہ لکھی ہے کہ انکو توحید میں شک نہ ہوا تھا بلکہ اپنے غایت جہل سے یہ سمجھے کہ اللہ غائب کیطرف متوجہ ہونیکے لئے اگر کسی شاہد کو ذریعہ بنایا جاوے تو یہ امر منافی دیانت نہیں ہے بلکہ اسمیں تعظیم و تقرب الی اللہ زیادہ ہے اور چونکہ یہ خیال بھی فی نفسہ نقلاً و عقلاً غلط ہے اسلئے اسکو جہل فرمایا گیا واللہ اعلم ؎

عطاء توریت و مکالمات حق تعالیٰ با موسیٰ علیہ السلام

وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً (الی قولہ تعالیٰ) هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اور جب بنی اسرائیل سب پریشانیوں سے مطمئن ہو گئے تو موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ اب ہم کو کوئی شریعت ملے تو اسپر بفراغ خاطر عمل کریں موسیٰ علیہ السلام نے حق تعالیٰ سے درخواست کی حق تعالیٰ اسکا قصہ فرماتے ہیں کہ ہم نے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) سے تیس شب کا وعدہ کیا کہ طور پر آکر معتکف ہو تو تم کو شریعت کی کتاب توریت دی جاوے اور دس

اللغات قولہ المیقات الوقت ۱۲	ملحقات الترجمہ ۱؎ قولہ فی متبرو باطل منجانب اللہ دفی نفسہ اخذت
النحو قولہ اربعین حال او تمییز قولہ للجبل اللام للتعدیۃ ۱۲	ہذا الفرق من الصیغتین ۱۲
البلاغۃ قولہ لا تتبع تاکید قولہ ارنی حذف ذلک للتادب ۱۲	۲؎ قولہ فی انجینکم تا یکم کما قالوا فی قولہ تعالیٰ فی طٰہٰ فاجرجنا بہ ازواجا ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ فتم میقات ربہ اربعین لیلۃ اصل للاربعین المعتاد عند المشائخ الذی یشاہدون البرکات فیہا قولہ تعالیٰ وقال موسیٰ لاخیہ ہرون اخلفنی فی قومی فیہ اصل لتفویض المربیین الی بعض خلفائہ قولہ تعالیٰ قال لن ترانی نص فی امتناع رؤیتہ تعالیٰ فی النشأۃ الدنیویۃ فتبطل من ادعاہا او مغرور دال بوصل قولہ تعالیٰ فلما تجلی ربہ الآیۃ التجلی ہو الظہور الذی ہو فعلہ تعالیٰ والرؤیۃ مستلزم الرؤیۃ التی ہی فعل موسیٰ الذی منعہ الصعق عنہا دان انتہم فی صدرک ان الآیۃ نص فی تقدم الصعق عن التجلی فعلم انہ علیہ السلام کان مفیقا عند التجلی فلم یکن الصعق مانعا لہ فاجیب بان تقدم التجلی علی الصعق ذاتی لا زمانی فزمان التجلی والصعق واحد فبقی مانعا واما رؤیتہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ المعراج فمخصوص منہ او کان فی الآخرۃ لان السماء وما فوقہا من مکان الآخرۃ

ترجمہ

قولہ تعالیٰ فتم میقات ربہ اربعین لیلۃ اس میں اصل ہے چلہ کی جو مشائخ میں معتاد اور شاہد البرکات ہے قولہ تعالیٰ وقال موسیٰ لاخیہ ہرون اخلفنی فی قومی اس میں اصل ہے جو مریدوں کو بعض خلفا کے سپرد کر دیتے ہیں قولہ تعالیٰ قال لن ترانی نص ہے اس میں کہ دنیا میں رویت الٰہیہ نہیں ہوتی تو جو شخص اس کا مدعی ہے یا دھوکہ میں ہے یا دھوکہ دیتا ہے اور شب معراج اس سے مستثنیٰ ہے

قَالَ یٰمُوْسٰۤی اِنِّی اصْطَفَیْتُكَ عَلَی النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیْ وَ بِكَلَامِیْ ۖ٘ فَخُذْ مَاۤ اٰتَیْتُكَ وَ كُنْ مِّنَ الشّٰكِرِیْنَ ۝ وَ كَتَبْنَا لَهٗ

ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ میں نے پیغمبری اور اپنی ہمکلامی سے اور لوگوں پر تم کو امتیاز دیا ہے تو جو کچھ تم کو میں نے عطا کیا ہے اس کو لو اور شکر کرو اور ہم نے چند تختیوں پر

فِی الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ مَّوْعِظَةً وَّ تَفْصِیْلًا لِّكُلِّ شَیْءٍ ۚ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّ اْمُرْ قَوْمَكَ یَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا ؕ سَاُورِیْكُمْ

ہر قسم کی نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل انکو لکھ کر دی تو انکو کوشش کے ساتھ عمل میں لاؤ اور اپنی قوم کو حکم کرو کہ ان کے اچھے اچھے احکام پر عمل کریں میں اب بہت جلد تم لوگوں کو

دَارَ الْفٰسِقِیْنَ ۝ سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ یَتَكَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ وَ اِنْ یَّرَوْا كُلَّ اٰیَةٍ لَّا یُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ

ان بے حکموں کا مقام دکھلاتا ہوں میں ایسے لوگوں کو اپنے احکام سے برگشتہ ہی رکھوں گا جو دنیا میں تکبر کرتے ہیں جسکا انکو کوئی حق حاصل نہیں اور اگر تمام نشان دیکھ لیں تب بھی ان پر ایمان نہ لاویں

وَ اِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الرُّشْدِ لَا یَتَّخِذُوْهُ سَبِیْلًا ۚ وَ اِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الْغَیِّ یَتَّخِذُوْهُ سَبِیْلًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا

اور اگر ہدایت کا رستہ دیکھیں تو اسکو اپنا طریقہ نہ بناویں اور اگر گمراہی کا رستہ دیکھ لیں تو اسکو اپنا طریقہ بنا لیں یہ اس سبب سے ہے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھوٹا بتلایا

بِاٰیٰتِنَا وَ كَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِیْنَ ۝ وَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ لِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ؕ هَلْ یُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝

اور ان سے غافل رہے اور یہ لوگ جنہوں نے ہماری آیتوں کو اور قیامت کے پیش آنے کو جھٹلایا انکے سب کام غارت گئے ان کو وہی سزا دی جاوے گی جو کچھ یہ کرتے تھے۔

ع

شب طور تیس راتوں کا تتمہ بنایا (یعنی تورات دیکر ان میں دس راتیں عبادت کے واسطے اور بڑھا دیں جسکی وجہ سورۂ بقرہ معاملہ سوم میں مذکور ہو چکی) سو ان کے پروردگار کا (مقرر کیا ہوا) وقت (یہ سب ملکر) پورے چالیس شب ہو گیا اور موسیٰ (علیہ السلام) کوہ طور کو آنے لگے تو چلتے وقت انہوں نے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام سے کہہ دیا تھا کہ (ذرا) میرے بعد ان لوگوں کا انتظام رکھنا اور (ان کی) اصلاح کرتے رہنا اور بد نظم لوگوں کی رائے پر عمل مت کرنا اور جب موسیٰ (علیہ السلام) اس واقعہ میں ہمارے وقت (موعود) پر آئے (جس کا قصہ بیان ہو رہا ہے) اور ان کے رب نے (بہت سی لطف و عنایت کی) باتیں کیں تو شدت انبساط سے دیدار کا اشتیاق پیدا ہوا عرض کیا کہ اے میرے پروردگار اپنا دیدار مجھ کو دکھلا دیجئے کہ میں آپ کو ایک نظر دیکھ لوں ارشاد ہوا کہ تم مجھکو (دنیا میں) ہرگز نہیں دیکھ سکتے (کیونکہ یہ آنکھیں تاب جمال نہیں لا سکتیں کما فی المشکوۃ عن مسلم لاحرقت سبحات وجہہ) لیکن (تمہاری تشفی کے لئے یہ تجویز کرتے ہیں کہ) تم اس پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو (ہم اس پر ایک جھلک ڈالتے ہیں) سو اگر یہ اپنی جگہ برقرار رہا تو (خیر) تم بھی دیکھ سکو گے (غرض موسیٰ علیہ السلام اس کی طرف دیکھنے لگے) پس ان کے رب نے جو اس پر تجلی فرمائی تجلی نے (پہاڑ کے) پرخچے اڑا دیئے اور موسیٰ (علیہ السلام) بیہوش ہو کر گر پڑے پھر جب افاقہ میں آئے تو عرض کیا بیشک آپ کی ذات (ان آنکھوں کی برداشت سے) منزہ (اور رفیع) ہے میں آپ کی جناب میں (اس مشتاقانہ درخواست سے) معذرت کرتا ہوں اور (جو کچھ حضور کا ارشاد ہے کہ لن ترانی) سب سے پہلے میں اس پر یقین کرتا ہوں ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ (یہی بہت ہے کہ) میں نے (تمکو) اپنی (طرف سے) پیغمبری (کا عہدہ دیکر) اور اپنے (ساتھ) ہم کلامی (کا شرف بخش کر اس) سے اور لوگوں پر تمکو امتیاز دیا ہے تو (اب) جو کچھ تمکو میں نے عطا کیا ہے (رسالت و ہمکلامی و توریت) اسکو لو اور شکر کرو اور ہم نے چند تختیوں پر ہر قسم کی (ضروری) نصیحت اور (احکام ضروریہ کے متعلق) ہر چیز کی تفصیل انکو لکھ کر دی (یہی تختیاں تورات ہیں پھر حکم ہوا کہ جب یہ تختیاں ہم نے دی ہیں) تو ان کو کوشش کے ساتھ خود بھی عمل میں لاؤ اور اپنی قوم کو (بھی) حکم کرو کہ ان کے اچھے اچھے احکام پر (یعنی سب پر کہ سب ہی اچھے ہیں) عمل کریں میں اب بہت جلد تم لوگوں کو (یعنی بنی اسرائیل کو) ان بے حکموں کا (یعنی فرعونیوں کا یا عمالقہ کا) مقام دکھلاتا ہوں (اس میں بشارت اور وعدہ ہے کہ مصر یا شام پر عنقریب تسلط ہوا چاہتا ہے مقصود اس سے ترغیب دینا ہے اطاعت کی کہ اطاعت احکام الٰہیہ کے یہ برکات ہیں اب ترغیب اطاعت کے بعد ترہیب مخالفت کیلئے ارشاد ہے کہ) میں ایسے لوگوں کو اپنے احکام سے برگشتہ ہی رکھونگا جو دنیا میں (احکام ماننے سے) تکبر کرتے ہیں جسکا انکو کوئی حق حاصل نہیں (کیونکہ اپنے کو بڑا سمجھنا حق اسکا ہے جو واقع میں بڑا ہو اور

مسائل السلوک

قوله تعالى ساصرف عن اياتي الذين يتكبرون في الارض بغير الحق في الروح قيل المراد انهم يتكبرون على من لا يتكبر كالانبياء عليهم السلام لانه الذي يكون بغير حق واما التكبر على المتكبر فهو حق لما في الاثر التكبر على المتكبر صدقة وانت تعلم ان هذا صورة التكبر لا تكبر حقيقة فلعل مراد هذا القائل ان التقييد بما ذكر لاظهار انهم يتكبرون حقيقة اه

ترجمہ

قوله تعالى ساصرف عن اياتي الذين يتكبرون في الارض بغير الحق تکبر بغیر حق یہ ہے کہ غیر متکبر کے مقابلہ میں تکبر کرے اور متکبر کے مقابلہ میں تکبر کرنا یہ تکبر نہیں اور حقیقت میں وہ صورۃ تکبر ہے حقیقۃً نہیں [illegible]

النحو قوله موعظة وتفصيلا بدل من الجار والمجرور اي كتبنا له كل شيء من المواعظ وتفصيل الاحكام فمن مزيدة في الاثبات كلام الكشاف [illegible] من كل شيء [illegible] فمن بيانية والتقدير وكذا الكتب له في الالواح موعظة من كل شيء وتفصيلا لكل شيء والعموم في كلا الموضعين عرفي ۱۲

البلاغة قوله ساوريكم فيه التفات وتغليب اي ايهم ومن كان حاضرين ۱۲

ملحقات الترجمة ۱ قوله في سبحات وجهه [illegible] بالتجلي نے اشارات الى حاصل جمعه ۱۲

۲ قوله في لحستها سب سے پہلے الاضافة ليست لتقييد ۱۲

وہ ایک خدا کی ذات ہے، اور (یہ) برگشتگی کا ان پر یہ اثر ہوگا کہ اگر تمام (دُنیا بھر کی) نشانیاں (بھی) دیکھ لیں تب بھی (غایت قساوت سے) ان پر ایمان نہ لاویں اور اگر ہدایت کا رستہ دیکھیں تو اسکو اپنا طریقہ نہ بناویں اور اگر گمراہی کا رستہ دیکھ لیں تو اس کو اپنا طریقہ بنالیں (یعنی حق کے قبول کرنے سے پھر دل سخت ہوجاتا ہے اور برگشتگی اس حد تک پہنچ جاتی ہے) یہ (اس درجہ کی برگشتگی)[1] اس سبب سے ہے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو (تکبر کی وجہ سے) جھوٹا بتلایا اور ان (کی حقیقت میں غور کرنے) سے غافل رہے (یہ سزا تو دنیا میں ہوئی کہ ہدایت سے محروم رہے) اور (آخرت میں یہ سزا ہوگی کہ) یہ لوگ جنہوں نے ہماری آیتوں کو اور قیامت کے پیش آنیکو جھٹلایا ان کے سب کام (جن سے انکو توقع نفع کی تھی) غارت گئے (اور انجام اس حبط کا جہنم ہے) انکو وہی سزا دیجاویگی جو کچھ یہ کرتے تھے (یعنی انکا کفر اسی کو مقتضی تھا) ف

یہاں چند امور قابل تحقیق ہیں اول موسیٰ علیہ السلام سے حق تعالیٰ نے کلام فرمایا مگر یہ کہ اس کی حقیقت کیا تھی اللہ ہی کو معلوم ہے جن احتمالات عقلیہ کی شریعت نفی نہ کرے ان سب کے قائل ہونیکی گنجائش ہے لیکن بلا دلیل عدم تعیین اسلم ہے زیادہ تفتیش اس کی کتب کلامیہ میں ہے البتہ قرآن مجید کے ظاہر الفاظ سے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ اس کلام کو بہ نسبت اس کلام کے جو عطائے نبوۃ کے وقت ہوا تھا کچھ زیادہ اختصاص متکلم سے ہے چنانچہ یہاں مطلق کلمہ ربہ ہے وہاں نودی من شاطئ الواد الایمن فی البقعۃ المبارکۃ من الشجرۃ آیا ہے اور غالباً زیادہ اس اختصاص کے سبب یہ کلام مورث اشتیاق رویت ہوا وہ نہیں ہوا واللہ اعلم۔ دوم موسیٰ علیہ السلام کی درخواست دیدار کی کہ دُنیا میں اس کے امکان عقلی پر اور حق تعالیٰ کا جواب اس کے امتناع شرعی پر دلیل ہے اور یہی مذہب ہے اہل سنت وجماعت کا اور حدیث صحیح وصریح بھی اس باب میں وارد ہوئی ہے کما رواہ مسلم والترمذی وقال حسن صحیح ولفظ المسلم لن یری احد منکم ربہ حتی یموت، سوم پہاڑ پر تجلی ہونے کے معنی واللہ اعلم یہ سمجھ میں آتے ہیں کہ حق تعالیٰ کا نور خاص بارادہ خداوندی خلائق سے محجوب ہے اور اس محجوب ہونے کے جو وسائط ہیں وہ حجب اور موانع ہیں تعیین انکی اللہ کو معلوم ہے پس غالباً ان حجب میں بعض حجب مرتفع کر دئے ہوں اور چونکہ وہ حجب مرتفعہ قلیل تھے اس لئے ترمذی کی حدیث مرفوع میں تمثیلاً انکی قلت کو انملہ خنصر سے تشبیہ دی گئی ورنہ صفات الٰہیہ تجزی و تقدار سے منزہ ہیں اور چونکہ افعال حق تعالیٰ کے اختیاری ہیں اس لئے ممکن ہے کہ وہ حجب جبل کے اعتبار سے مرفوع ہوگئے ہوں اور موسیٰ علیہ السلام اور دیگر خلق کے اعتبار سے مرتفع نہ ہوئے ہوں یہ معنی ہوجاویں گے تجلی کے اور چونکہ ارتفاع حجب کا خاصہ احراق ہے جیسا کہ حدیث میں ہے لاحرقت سبحات وجہہ ما انتہی الیہ بصرہ اس لئے پہاڑ کی یہ حالت ہوئی اور یہ ضرور نہیں کہ سارے پہاڑ کی یہ حالت ہوجاوے کیونکہ تجلی فرمانا باختیار خود کسی خاص قطعہ پر ممکن ہے اور موسیٰ علیہ السلام کی بیہوشی ان پر تجلی فرمانے سے نہ تھی کیونکہ ظاہر للجبل کے خلاف ہے بلکہ پہاڑ کی یہ حالت دیکھ کر و نیز محل تجلی کیساتھ ایک گونہ تلبس وتعلق ہونیسے یہ بیہوشی ہوئی چہارم ظاہر فان استقر مکانہ فسوف ترانی سے استقرار کی تقدیر پر رویت کا وقوع اور عدم استقرار کی تقدیر پر رویت کا عدم وقوع مفہوم ہوتا ہے اس میں قابل تحقیق یہ امر ہے کہ انمیں باہم علاقہ کیا ہے سو عدم استقرار اور عدم وقوع رویت میں تو علاقہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ حاسہ بصریہ موسویہ ترکیب عنصری میں جبل سے اضعف والطف ہے جب اقوی واشد متحمل نہ ہوا تو اضعف کیسے متحمل ہوگا اور اس تقریر پر گو استقرار مستلزم تحمل بصر موسوی عقلاً نہ ہوگا لیکن اس کو وعدہ پر محمول کرنیسے اشکال رفع ہوجاویگا یعنی باوجود دونوں کی عدم تلازم کے ہم تبرعاً وعدہ کرتے ہیں کہ اگر یہ متحمل ہوگیا تو تمہارے حاسہ بصریہ کو بھی متحمل کر دیا جاویگا پنجم وقوع تجلی سے وقوع رویت کا شبہ نہ کیا جاوے کیونکہ دونوں مترادف یا متلازم نہیں ہیں بلکہ تجلی کے معنی کسی شئے کا ظہور ہے گو دوسرے کو اسکا ادراک نہ ہو پس تجلی کا انفکاک رویت سے ممکن ہے جیسا آفتاب کو منجلی وطالع کہہ سکتے ہیں لیکن خفاش کو رائی اور مدرک کہنا لازم نہیں آتا کیونکہ ممکن ہے کہ مبادی تجلی کے سبب چشم خفاش معطل ہو جاتی ہو تجلی کے قبل یہ قبلیت زمانیہ یا تجلی کیساتھ معیت زمانیہ وقبلیت ذاتیہ اس بحث کے متعلق کسی قدر آیت لا تدرکہ الابصار واقعہ پارہ واذا سمعوا کے ذیل میں لکھا جا چکا ہے ملاحظہ کر لیا جاوے اور دار الفسقین کی تفسیر میں جو دو احتمال لکھے ہیں وجہ اس کی یہ ہے کہ علماء کے اقوال اس باب میں مختلف ہیں کہ بنی اسرائیل مصر میں واپس گئے ہیں یا نہیں جیسا اوپر کے رکوع میں آیت واورثنا القوم الذین کی تفسیر میں گذر چکا ہے اور ربع پارہ الٓمٓ پر معاملہ سوم میں کسی قدر آیۃ وواعدنا موسیٰ ثلثین لیلۃ کے متعلق بھی مذکور ہوا وہ بھی قابل ملاحظہ ہے اور اکثر آثار واخبار اس پر دال ہیں کہ یہ تختیاں لکھی لکھائی عطا ہوئی تھیں۔ اور ظاہر اکتبنا سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے اور موسیٰ علیہ السلام کا اخلفنی فرمانا اس بنا پر ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام صرف نبی تھے حاکم اور سلطان نہ تھے اس صفت میں خلیفہ بنانا مقصود ہے استخلاف فی النبوۃ مقصود نہیں ۔

ملحقات الترجمۃ [1] قولہ فی ذالک بانھم برگشتگی باشارۃ الی کون الاشارۃ الی الصرف فتکی ربط طرفی الکلام لان الصرف ہو المسبب فی الاول والآخر عن الشئی الواحد المعبر عنہ بالتکبر والتکذیب فافہم ۱۲

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِیِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ؕ اَلَمْ یَرَوْا اَنَّهٗ لَا یُكَلِّمُهُمْ وَلَا یَهْدِیْهِمْ سَبِیْلًا ۘ اِتَّخَذُوْهُ

اور موسیٰ کی قوم نے انکے بعد اپنے زیوروں کا ایک بچھڑا ٹھہرا لیا جو کہ ایک قالب تھا جس میں ایک آواز تھی کیا انہوں نے یہ نہ دیکھا کہ وہ ان سے بات تک نہیں کرتا تھا اور نہ ان کو کوئی راہ بتلاتا تھا اسکو انہوں نے معبود قرار دیا

وَكَانُوْا ظٰلِمِیْنَ ۝ وَلَمَّا سُقِطَ فِیْۤ اَیْدِیْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا ۙ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ یَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَیَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ

اور بڑا بے ڈھنگا کام کیا اور جب نادم ہوئے اور معلوم ہوا کہ واقعی وہ لوگ گمراہی میں پڑ گئے تو کہنے لگے کہ اگر ہمارا رب ہم پر رحم نہ کرے اور ہمارا گناہ معاف نہ کرے تو ہم

مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝ وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰۤى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِیْ مِنْۢ بَعْدِیْ ۚ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ

بالکل گئے گذرے اور جب موسیٰ اپنی قوم کی طرف واپس آئے غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے تو فرمایا کہ تم نے میرے بعد یہ بڑی نامعقول حرکت کی کیا اپنے رب کے حکم سے پہلے ہی تم نے جلد بازی کر لی

وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِیْهِ یَجُرُّهٗۤ اِلَیْهِ ؕ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِیْ وَكَادُوْا یَقْتُلُوْنَنِیْ ۫ۖ فَلَا تُشْمِتْ

اور جلدی سے تختیاں ایک طرف رکھیں اور اپنے بھائی کا سر پکڑ کر ان کو اپنی طرف گھسیٹنے لگے ہارون نے کہا کہ اے میرے ماں جائے ان لوگوں نے مجھ کو بے حقیقت سمجھا اور قریب تھا کہ مجھ کو قتل کر ڈالیں تو تم مجھ پر

بِیَ الْاَعْدَآءَ وَلَا تَجْعَلْنِیْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِاَخِیْ وَاَدْخِلْنَا فِیْ رَحْمَتِكَ ۖ٘ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۝

دشمنوں کو مت ہنسواؤ اور مجھ کو ان ظالم لوگوں کے ذیل میں مت شمار کرو موسیٰ نے کہا کہ اے میرے رب میری خطا معاف فرما دے اور میرے بھائی کی بھی اور ہم دونوں کو اپنی رحمت میں داخل فرمائیے اور آپ سب رحم کرنے والوں سے

قصہ اتخاذ عجل و عاقبت آن

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوسٰى (الی قولہ تعالیٰ) هُمْ لِرَبِّهِمْ یَرْهَبُوْنَ ۝ اور (جب موسیٰ علیہ السلام طور پر توریت لانے تشریف لے گئے تو موسیٰ (علیہ السلام) کی قوم (یعنی بنی اسرائیل) نے ان کے (جانے کے) بعد اپنے (مقبوضہ) زیوروں کا (جو کہ قبطیوں سے مصر سے نکلنے وقت بہانہ شادی کے مانگ لیا تھا) ایک بچھڑا بنا کر جس کا قصہ سورۂ طٰہ میں ہے اس کو معبود ٹھہرا لیا جو کہ (صرف اتنی حقیقت رکھتا تھا کہ) ایک قالب تھا جس میں ایک آواز تھی (اور اس میں کوئی کمال نہ تھا جس سے کسی عاقل کو اس کی معبودیت کا شبہ ہو سکے) کیا انہوں نے یہ نہ دیکھا کہ (اس میں آدمی کی برابر بھی تو قدرت نہ تھی چنانچہ) وہ ان سے بات تک نہیں کرتا تھا اور نہ ان کو دنیا یا دین کی) کوئی راہ بتلاتا تھا اور خدا کی سی صفات تو اس میں کیا ہوتیں غرض یہ کہ اس (بچھڑے) کو انہوں نے معبود قرار دیا اور (چونکہ اس میں اصلا کوئی شبہ کی وجہ نہ تھی اس لئے انہوں نے) بڑا بے ڈھنگا کام کیا اور (بعد رجوع موسیٰ علیہ السلام کے جس کا قصہ آگے آتا ہے انکے تنبیہ فرمانے سے) جب (متنبہ ہوئے اور اپنی اس حرکت پر) نادم ہوئے اور معلوم ہوا کہ واقعی وہ لوگ گمراہی میں پڑ گئے تو (ندامت سے بطور معذرت) کہنے لگے کہ اگر ہمارا رب ہم پر رحم نہ کرے اور ہمارا (یہ) گناہ معاف نہ کرے تو ہم بالکل گئے گذرے ہو جاویں (چنانچہ خاص طریقہ سے ان کی تکمیل توبہ کا حکم ہوا جس کا قصہ سورۂ بقرہ آیۃ فاقتلوا انفسکم میں گذرا ہے) اور (موسیٰ علیہ السلام کے متنبہ فرمانے کا قصہ یہ ہوا کہ) جب موسیٰ (علیہ السلام) اپنی قوم کی طرف (طور سے) واپس آئے غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے (کیونکہ ان کو وحی سے یہ معلوم ہو گیا تھا کما فی طٰہ قال فانا قد فتنا الخ) تو (اول قوم کی طرف متوجہ ہوئے) فرمایا کہ تم نے میرے بعد یہ بڑی نامعقول حرکت کی کیا اپنے رب کے حکم (آنے) سے پہلے ہی تم نے (ایسی) جلد بازی کر لی (میں تو احکام ہی لینے گیا تھا اس کا انتظار تو کیا ہوتا) اور (پھر حضرت ہارون علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور دینی حمیت کے جوش میں) جلدی سے (توریت کی) تختیاں (تو) ایک طرف رکھیں (اور جلدی میں ایسے زور سے رکھی گئیں کہ دیکھنے والے کو اگر غور نہ کرے تو شبہ ہو کہ جیسے

ملحقات الترجمۃ لہ قولہ فی حلیہم تقیید الاضافۃ لادنی ملابسۃ لانہا کانت مملوکۃ للقبط ۱۲ سہ قولہ فی اتخذوا معبودا ظہر وجہ انہ والاتخاذ الیہم مع صدور الصنع من السامری وحدہ وقیل اسند الیہم لرضاہم بانہ الخ ۱۲ سہ قولہ فی جسدا اتنی حقیقت اشارۃ الی وجہ ایراد البدل من بیان حقارتہ وکذلک قولہ الا یکلمہم الخ ۱۲ سہ قولہ فی عجلتم حکم سے پہلے ہی اشارۃ فیہ الی معناہ اللغوی کما قال الواحدی العجلۃ التقدم بالشیء قبل وقتہ ولذلک صارت مذمومۃ فی الاغلب بخلاف السرعۃ فانہا عمل الشیء فی اول وقتہ کذا فی البیان بوری ۱۲ ہ قولہ فی القی جلدی سے اشارۃ الی وجہ التعبیر بالالقاء عن الوضع بعجلۃ ولیس ہذا التفسیر فی الروح

البلاغۃ قولہ سقط فی ایدیہم اصلہ ان النادم اذا اشتد ندمہ عض یدہ غما فتصیر یدہ مسقوطا فیہا لان فاہ سقط فوہ او عضہ فی یدہ ای وقع ثم حذف الفاعل وبنی الفعل للمفعول فصار سقط فی یدہ کقولک مر بزید ومن حقہ ان یقال ... علی یدہ بحیث لو ... سقط علی وجہہ وکان یدیہ ... فیہا وفی معنی علی وقیل من الروح المعانی قولہ ... فی تاثیرہ مع ان الظاہر ... الی بیان ندم ... فی حال الشک ثم من الضلال لان الانتقال من الجزم بالشیء الی ... الجزم بالنقیض لا یکون ... بعیانی الاغلب من الروح قولہ من بعدی تاکید قولہ عجلتم تقدم عن تولیا ابن ام ... الترقیق

مسائل السلوک
قولہ تعالیٰ واتخذ قوم موسیٰ من بعدہ من حلیہم عجلا جسدا لہ خوار الم یروا انہ لا یکلمہم الخ دل علی ذم الاغترار بالخوارق وعلی کون الدلیل الشرعی حجۃ قاضیۃ علی الخوارق وتوجیہ علیہا قولہ تعالیٰ ولما رجع موسیٰ الی قومہ غضبان اسفا دل علی جواز الغضب علی المریدین اذا خیف علیہم قولہ تعالیٰ والقی الالواح فی الروح ای وضعہا علی الارض کالطارح لما لحقہ من فرط الغیرۃ الدینیۃ وکان علیہ السلام شدید الغضب للہ سبحانہ الی قولہ ... حالات الا العجلۃ فی الوضع الناشئۃ من الغیرۃ للہ تعالیٰ اہ قلت فحینئذ الالقاء کقولہ تعالیٰ فی طٰہ ان اقذفیہ فی التابوت فاقذفیہ فی الیم وکقولہ تعالیٰ فی القصص فالقیہ فی الیم فعلیہ اصل لما جبل علیہ بعض اہل اللہ من شدۃ غضبہم فی الدین وفرط حمیتہم وان سماہ الناس سوء الخلق حاشاہم عن ذلک وان ثبت ما فی الروح عن احمد وغیرہ وعبد بن حمید وابو داؤد وابن ابی حاتم و
بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۳ پر

إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ ○

جن لوگوں نے گوسالہ پرستی کی ہے ان پر بہت جلد ان کے رب کی طرف سے غضب اور ذلت اس دنیوی زندگی ہی میں پڑے گی اور ہم افترا پردازوں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں

وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا مِن بَعْدِهَا وَآمَنُوا إِنَّ رَبَّكَ مِن بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ○ وَلَمَّا سَكَتَ

اور جن لوگوں نے گناہ کے کام کئے پھر وہ ان کے بعد توبہ کر لیں اور ایمان لے آویں تو تمہارا رب اس توبہ کے بعد گناہ کا معاف کر دینے والا رحمت کرنیوالا ہے اور جب موسیٰ کا

عَن مُّوسَى الْغَضَبُ أَخَذَ الْأَلْوَاحَ ۖ وَفِي نُسْخَتِهَا هُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُونَ ○

غصہ فرو ہوا تو ان تختیوں کو اٹھا لیا اور ان کے مضامین میں ان لوگوں کے لئے جو اپنے رب سے ڈرتے تھے ہدایت اور رحمت تھی

کسی نے بیشک دی ہوں) اور (ہاتھ خالی کر) اپنے بھائی (ہارون علیہ السلام) کا سر (یعنی بال) پکڑ کر انکو اپنی طرف گھسیٹنے لگے (کہ تم نے کیوں پورا انتظام نہ کیا اور چونکہ غلبہ غضب میں ایک گونہ بے اختیاری ہوگئی تھی اور غضب بھی دین کیلئے تھا اسلئے اس بے اختیاری کو معتبر قرار دیا جاویگا اور اس اجتہادی لغزش پر اعتراض نہ کیا جاویگا) ہارون (علیہ السلام) نے کہا کہ اے میرے ماں (جائے بھائی) میں نے اپنی کوشش بھر بہت روکا لیکن) ان لوگوں نے مجھ کو بے حقیقت سمجھا اور (میری نصیحت کرنے پر) قریب تھا کہ مجھ کو قتل کر ڈالیں تو تم مجھ پر (سختی کر کے) دشمنوں کو مت ہنسواؤ اور مجھ کو (برتاؤ سے) ان ظالم لوگوں کے ذیل میں مت شمار کرو (کہ ان کی سی ناخوشی مجھ سے بھی ہے تم کو) موسیٰ (علیہ السلام) نے (اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور) کہا کہ اے میرے رب میری خطا (گو وہ اجتہادی ہو) معاف فرما دے اور میرے بھائی کی بھی (کوتاہی جو ان مشرکین کے ساتھ معاملہ کرنے میں شاید ہو گئی ہو جیسا اس قول سے معلوم ہوتا ہے ما منعک اذ رایتہم ضلوا الا تتبعن۔ الآیۃ) اور ہم دونوں کو اپنی رحمت (خاص) میں داخل فرمائیے اور آپ سب رحم کرنیوالوں سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں (اس لئے ہم کو قبول دعا کی امید ہے پھر حق تعالیٰ نے ان گوسالہ پرستوں کے متعلق موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ) جن لوگوں نے گوسالہ پرستی کی ہے (اگر اب بھی توبہ نہ کریں گے تو) انپر بہت جلد انکے رب کی طرف سے غضب اور ذلت اس دنیوی زندگی ہی میں پڑے گی اور (کچھ انہیں کی تخصیص نہیں) ہم (تو) افترا پردازوں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں (کہ دنیا میں ہی مغضوب اور ذلیل ہو جاتے ہیں گو کسی عارض سے اس ذلت کا گاہ بے ظہور نہ ہو یا دیر میں ہو چنانچہ سامری نے جو توبہ نہ کی اس پر غضب اور ذلت کا نزول ہوا جس کا قصہ سورۂ طٰہٰ میں ہے قال فاذھب فان لک فی الحیوۃ ان تقول لا مساس الآیۃ) اور جن لوگوں نے گناہ کے کام کئے (مثلاً گوسالہ پرستی ان سے سرزد ہو گئی مگر) پھر وہ ان (گناہوں) کے (کرنے کے) بعد توبہ کر لیں اور (اس کفر کو چھوڑ کر) ایمان لے آویں تو تمہارا رب اس توبہ کے بعد (ان کے) گناہ کا معاف کر دینے والا (اور ان کے حال پر) رحمت کرنیوالا ہے (گو تکمیل توبہ کے لئے اقتلوا انفسکم کا بھی حکم ہوا ہو کیونکہ اصل رحمت آخرت کی ہے چنانچہ تائبین کی خطا اسی طرح معاف ہوئی) اور جب (ہارون علیہ السلام کی یہ معذرت سن کر) موسیٰ (علیہ السلام) کا غصہ فرو ہوا تو ان تختیوں کو اٹھا لیا اور ان (تختیوں) کے مضامین میں ان لوگوں کیلئے جو اپنے رب سے ڈرتے تھے ہدایت اور رحمت تھی (مراد احکام ہیں کہ ان پر عمل کرنے سے موصوف بہدایت و موعود برحمت ہوتا ہے) ف موسیٰ علیہ السلام کا غضب چونکہ للہ تھا اسکی مثال سکر من المباح کی سی ہے جس میں مکلف نہیں رہتا اس پر دوسرے شخص کے غصہ کو جو نفس کیواسطے ہو قیاس نہیں کر سکتے بلکہ اسکی حالت سکر من المحرم کی سی ہے جس کو شارع نے عذر نہیں قرار دیا چنانچہ وقوع طلاق وغیرہ کا حکم معلوم ہے و نیز عادۃً ممکن ہے کہ شدت مشغولی میں ذہول ہو گیا ہو کہ میرے ہاتھ میں کیا ہے اور بھائی کو دار و گیر کرنے کیلئے ہاتھ خالی کرنا ہو اس لئے القاء الواح واقع ہوا ہو جیسے اکثر کسی بات پر حیرت یا کسی خیال کے غلبہ کے وقت ایسے اتفاقات پیش آجاتے ہیں اور بعض نے لکھا ہے کہ القی کے معنے ہیں جلدی سے رکھ دینا مجازاً و تشبیہاً القاء سے تعبیر کیا اور اس بچھڑے کے باب میں سلف کے دو قول ہیں ایک یہ کہ وہ سچ مچ کا بچھڑا ہو گیا تھا اور ایک یہ کہ وہ چاندی سونے کا رہا تھا اور بقدر آواز کے نکلا اس میں حیات آگئی تھی اور دونوں داخل قدرت ہیں اس لئے یہ کہنا بلا دلیل ہے کہ یہ آواز ایسی تھی جیسے مٹی کے کھلونوں میں صنعت سے ہوتی ہے۔

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی ان الذین اتخذوا العجل الخ بھی الفوز بہ مقابلہ من قولہ تابوا الذی فی المدرج ۱۲

لہ قولہ فی سکت فروا شارۃ الی کونہ بمعنی سکن ۱۲

لہ قولہ فی نسختہا مضامین فہی بمعنی المنسوخ ای المضامین المکتوبۃ ۱۲

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۲
ابن حبان والطبرانی وغیرہم عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرحم اللہ تعالیٰ موسیٰ لیس المعاین کالمخبر اخبرہ ربہ تبارک وتعالیٰ ان قومہ فتنوا العجل فلم یلق الالواح فلما راٰہم وما یکم القی الالواح فتکسر منہا ما تکسر اھ دل علی کون الغضب معذوراً و فی غایۃ التاثر الی الکسر لا یکون بدون الالقاء بظاہر معناہ لکن لشدۃ الحمیۃ لم یقل اللہ ولم یتاسف قولہ تعالیٰ واخذ براس اخیہ یجرہ الیہ فی الروح ظنا منہ علیہ السلام انہ قصر فی کفہم اھ فتلک تدل علی جواز الخطاء فی اجتہاد الانبیاء ومناطہ بالشیوخ واذ لا ینافی الکمال فان البشر لبشرط ان یبلغ الخ فما بال الذین یعتقدون فی شیوخہم استحالۃ الخطاء منہم ۔ ترجمہ قولہ تعالیٰ واتخذ قوم موسیٰ من بعدہ من حلیہم عجلا جسدا لہ خوار الم یروا انہ لا یکلمہم الخ ثابت ہوا کہ خوارق سے دھوکہ نہ کھاوے اور الم یروا سے ثابت ہوا کہ دلیل شرعی کے حجت ہونے میں عقل بھی مرجح ہے قولہ تعالیٰ ولما رجع موسیٰ الی قومہ غضبان اسفا معلوم ہوا کہ حمایت حق کے وقت مرید پر غصہ جائز ہے ۱۲

مہتو قولہ تعالیٰ والقی الالواح دین کے جوش میں یہ غصہ تھا معلوم ہوا کہ ایسا غصہ بد خلق نہیں جیسے بعض اہل اللہ کی عادت ہوتی ہے معلوم ہوا کہ غلبۂ حال معذور ہے کیونکہ یہ کسر الواح اسی غلبہ میں ہوا قولہ تعالیٰ واخذ براس اخیہ یجرہ الیہ

وَاخْتَارَ مُوسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِیْنَ رَجُلًا لِّمِیْقَاتِنَا ۚ فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ

اور موسیٰ نے ستر آدمی اپنی قوم میں سے ہمارے وقت معین کیلئے منتخب کئے سو جب ان کو زلزلہ نے آپکڑا تو موسیٰ عرض کرنے لگے کہ اے میرے پروردگار اگر آپ کو یہ منظور ہوتا تو آپ اس کے قبل ہی ان کو

وَاِیَّایَ ؕ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا ۚ اِنْ هِیَ اِلَّا فِتْنَتُكَ ؕ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَتَهْدِیْ مَنْ تَشَآءُ ؕ اَنْتَ وَلِیُّنَا

اور مجھ کو ہلاک کر دیتے کہیں آپ ہم میں کے چند بیوقوفوں کی حرکت پر سب کو ہلاک کر دیں گے یہ واقعہ محض آپ کی طرف سے ایک امتحان ہے ایسے امتحانات سے جسکو آپ چاہیں گمراہی میں ڈالدیں اور جسکو آپ چاہیں ہدایت پر قائم

فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الْغٰفِرِیْنَ ۝ وَاكْتُبْ لَنَا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَاۤ اِلَیْكَ ؕ

ہم پر مغفرت اور رحمت فرمائیے اور آپ سب معافی دینے والوں سے زیادہ ہیں اور ہم لوگوں کے نام دنیا میں بھی نیک حالی لکھ دیجئے اور آخرت میں بھی ہم آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

قَالَ عَذَابِیْۤ اُصِیْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ ۚ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اپنا عذاب تو اسی پر واقع کرتا ہوں جس پر چاہتا ہوں اور میری رحمت تمام اشیاء کو محیط ہو رہی ہے تو وہ رحمت ان لوگوں کے نام تو ضرور ہی لکھوں گا جو کہ خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو کہ ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں

بردن موسیٰ علیہ السلام ہفتاد کس را بطور و ماجرائے الیشان

وَاخْتَارَ مُوسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِیْنَ رَجُلًا (الیٰ قولہ تعالیٰ) وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ اور جب گوسالہ کا قصہ تمام ہوا تو موسیٰ علیہ السلام نے اطمینان سے توراۃ کے احکام سنائے ان لوگوں کی عادت تھی ہی شبہات نکالنے کی چنانچہ اس میں بھی شبہ نکالا کہ ہمکو کیسے معلوم ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کے احکام ہیں ہم سے اللہ تعالیٰ خود کہدیں تو یقین کیا جاوے آپ نے حق تعالیٰ سے عرض کیا وہاں سے حکم ہوا کہ ان میں کے کچھ آدمی جنکو یہ لوگ معتبر سمجھتے ہوں منتخب کر کے انکو طور پر لے آؤ ہم ان سے خود کہدیں گے کہ یہ ہمارے احکام ہیں اور اس لانے کیلئے ایک وقت معین کیا گیا چنانچہ موسیٰ (علیہ السلام) نے ستر آدمی اپنی قوم میں سے ہمارے وقت معین (پر لانے) کے لئے منتخب کئے (چنانچہ وہاں پہنچکر انہوں نے اللہ تعالیٰ کا کلام سنا تو اس میں ایک شاخ نکالی اور کہنے لگے کہ خدا جانے کون بول رہا ہوگا ہم تو جب یقین لاویں کہ خدا تعالیٰ کو کھلم کھلا اپنی آنکھ سے دیکھیں لقولہ تعالیٰ لن نؤمن لک حتی نری اللہ جهرة خدا تعالیٰ نے اس گستاخی کی سزا دی نیچے سے زلزلہ شدید شروع ہوا اور اوپر سے ایسی کڑک بجلی ہوئی کہ سب وہاں ہی رہ گئے) سو جب انکو زلزلہ (وغیرہ) نے آپکڑا تو موسیٰ (علیہ السلام) ڈرے کہ بنی اسرائیل جاہل اور بدگمان تو ہیں ہی یوں سمجھیں گے کہ کہیں لیجا کر کسی طریق سے ان سب کا کام تمام کر دیا ہے گھبرا کر) عرض کرنے لگے کہ اے میرے پروردگار (یہ تو مجھ کو یقین ہے کہ ان لوگوں کو محض سزا دینا منظور ہے خاص ہلاک کرنا مقصود نہیں کیونکہ) اگر آپ کو یہ منظور ہوتا تو آپ اسکے قبل ہی ان کو اور مجھ کو ہلاک کر دیتے (کیونکہ انکا اسوقت ہلاک ہونا بنی اسرائیل کے ہاتھوں میری بھی ہلاک ہونا ہے سو اگر آپکو یہ مقصود ہوتا تو آپ پہلے بھی ایسا کر سکتے تھے مگر جب ایسا نہیں کیا تو معلوم ہو گیا کہ انکو بھی ہلاک کرنا مقصود نہیں کیونکہ اس سے میری ہلاکت بھی ہے اور بدنامی کے ساتھ آپسے امید ہے کہ مجھکو بدنام نہ کرینگے اور بھلا) کہیں آپ ہم میں کے چند بیوقوفوں کی حرکت پر سب کو ہلاک کر دینگے (کہ بیوقوفی تو کریں یہ لوگ کہ ایسی گستاخی کریں اور ساتھ میں بنی اسرائیل کے ہاتھ سے ہلاک ہوں میں بھی آپسے امید ہے کہ آپ ایسا نہ کرینگے پس ثابت ہوا کہ) یہ واقعہ (رجفہ وصاعقہ کا) محض آپ کی طرف سے ایک امتحان ہے ایسے امتحانات سے جسکو آپ چاہیں گمراہی میں ڈال دیں (کہ حق تعالیٰ کی شکایت اور ناشکری کرنے لگے) اور جسکو آپ چاہیں ہدایت پر قائم رکھیں (کہ اسکی حکمتوں اور مصلحتوں کو سمجھتا ہے سو میں آپ کے فضل و کرم سے آپکے حکیم ہونیکا علم رکھتا ہوں لہٰذا اس امتحان میں مطمئن ہوں اور) آپ ہی تو ہمارے خبرگیراں ہیں ہم پر مغفرت اور رحمت فرمائیے اور آپ سب معافی دینے والوں سے زیادہ ہیں (سو انکی گستاخی بھی معاف کر دیجئے چنانچہ وہ لوگ صحیح و سالم اٹھ کھڑے ہوئے سورۂ بقرہ کا معاملہ مفتتم و متشتم ملاحظہ ہو) اور (اس دعا کیساتھ آپ نے تفصیل رحمت کیلئے یہ بھی دعا کی کہ) ہم لوگوں کے نام دنیا میں بھی نیک حالی لکھ دیجئے اور (اسی طرح) آخرت میں بھی (کیونکہ) ہم آپ کیطرف (خلوص و اطاعت کیساتھ) رجوع کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے (موسیٰ علیہ السلام کی دعا قبول کی اور) فرمایا (اے موسیٰ اول تو مطلقاً میری رحمت میرے غضب پر سابق ہے چنانچہ) میں اپنا عذاب (اور غضب) تو اسی پر واقع کرتا ہوں جس پر

ملحقات الترجمة ١ قولہ فی یومہ تو ہم ستی اشارة الی تقدیرین وبا صلة اختار ۲ قولہ ان ھی یہ واقعہ رجفہ نقل فی الروح المعانی وقد کنت انہ من قبل مغفرت الکلیة بہ بین المذاہب التی زال	البلاغة قولہ عذابی الخ فی الروح وفی نسبة الاصابة الی العذاب بصیغة المضارع ونسبة السعة الی الرحمة بصیغة الماضی ایذان بان الرحمة مقتضی الذات واما العذاب فمقتضی معاصی العباد

مسائل السلوک صفحہ ۴۳
قولہ تعالیٰ ان الذین اتخذوا العجل (الی قولہ تعالیٰ) وذلة فی الحیوة الدنیا دل علی ان الذلة الدنیویة قد تکون عقوبة لبعض المعاصی۔

ترجمہ
قولہ تعالیٰ ان الذین اتخذوا العجل (الی قولہ) وذلة فی الحیوة الدنیا معلوم ہوا کہ دنیوی ذلت کبھی سزا معصیت کی ہوتی ہے۔

مسائل السلوک صفحہ ہذا
قولہ تعالیٰ ورحمتی وسعت کل شیء فساکتبھا للذین یتقون الجملة الثانیة تبطل استدلال بعضهم بالجملة الاولیٰ علی کون عاقبة کل الخلق الرحمة والمغفرة وحظ ؛

ترجمہ
قولہ تعالیٰ ورحمتی وسعت کل شیء فساکتبھا للذین یتقون پہلے جملہ سے جو بعض نے استدلال کیا ہے کہ کفار کا اخیر بھی رحمت و مغفرت ہے دوسرا جملہ اس استدلال کو باطل کرتا ہے۔

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ

جو لوگ ایسے رسول نبی اُمّی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس توریت و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ انکو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں

وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّذِينَ

اور بُری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو ان کے لئے حلال بتلاتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے ان کو دور کرتے ہیں سو جو لوگ

ع ۱۹ / ۹ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ ۙ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ

اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو انکے ساتھ بھیجا گیا ہے ایسے لوگ پوری فلاح پانیوالے ہیں آپ کہدیجئے کہ اے لوگو میں تم سب کیطرف

اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي

اس اللہ کا بھیجا ہوا ہوں جس کی بادشاہی ہے تمام آسمانوں اور زمین میں اسکے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے سو اللہ پر ایمان لاؤ اور اسکے نبی اُمّی پر جو کہ

يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝ وَمِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ ۝

اللہ پر اور اس کے احکام پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کا اتباع کرو تاکہ تم راہ پر آجاؤ اور قوم موسیٰ میں ایک جماعت ایسی بھی ہے جو حق کی موافق ہدایت کرتے ہیں اور اسی کے موافق انصاف بھی کرتے ہیں

چاہتا ہوں اگو مستحق عذاب ہر نافرمان ہوتا ہے لیکن پھر بھی سب پر واقع نہیں کرتا بلکہ ان میں سے خاص خاص لوگوں پر واقع کرتا ہوں جو غایت سرکش اور متمرد ہوتے ہیں، اور میری رحمت (ایسی) عام ہے کہ تمام اشیاء کو محیط ہو رہی ہے (باوجودیکہ ان میں بہت سی مخلوق مثلاً سرکش و معاند لوگ اسکے مستحق نہیں مگر ان پر بھی ایک گونہ رحمت ہے گو دُنیا ہی میں سہی پس جب میری رحمت غیر مستحقین کیلئے بھی عام ہے تو وہ رحمت ان لوگوں کے نام تو کامل طور پر ضرور ہی لکھوں گا جو کہ (اس کے حسب وعدہ مستحق بھی ہیں بوجہ اس کے کہ وہ اطاعت کرتے ہیں چنانچہ) خدا تعالےٰ سے ڈرتے ہیں (جو منجملہ اعمال قلب کے ہے) اور زکوٰۃ دیتے ہیں (جو کہ اعمال جوارح سے ہے) اور جو کہ ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں (جو کہ عقائد میں سے ہے تو ایسے لوگ تو پہلے سے مستحق رحمت ہیں گو آپ درخواست بھی نہ کرتے اور اب تو آپ درخواست بھی کر رہے ہیں (واکتب لنا الخ) پس ہم بشارت قبول دیتے ہیں کیونکہ آپ تو ایسے ہیں ہی اور آپ کی قوم میں بھی جو مورد رحمت بننا چاہے وہ ایسے ہی اوصاف اختیار کرے کہ مستحق ہو جاوے۔ ف۔ تقویٰ و زکوٰۃ و ایمان میں حصر مقصود نہیں ہر باب کا ایک عمل نمونہ کے طور پر ذکر فرما دیا مطلب یہ کہ اطاعت احکام کی کرتے ہیں سو جس درجہ کی اطاعت ہوگی اُس درجہ کی رحمت ہوگی اور دعا میں رحمت کے ساتھ مغفرت و حسنہ بھی مذکور ہے سو رحمت کے عموم میں وہ بھی داخل ہیں۔ ربط کچھ قصہ موسیٰ علیہ السلام کا اوپر مذکور ہوا ہے اور کچھ آگے آویگا مگر درمیان میں بمناسبت مضمون استجابت دعائے موسیٰ علیہ السلام کے (جس میں رحمت کاملہ کی بشارت کا اختصاص اہل اطاعت کاملہ کے ساتھ مذکور ہے) جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانۂ مبارک کے اہل کتاب کو سُنانے کیلئے ایک مضمون بطور جملہ معترضہ کے لایا جاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ تو اوپر کے مضمون سے معلوم ہوگیا کہ رحمت کاملہ کا استحقاق اہل اطاعت کاملہ ہی کو حاصل ہے اب ہم بتلاتے ہیں کہ دورۂ نبوۃ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس مفہوم کا مصداق وہی لوگ ہیں جو آپ کی اطاعت کرتے ہیں بالخصوص جبکہ علاوہ اور دلائل اثبات نبوۃ کے توریت و انجیل میں بھی آپ کی پیشین گوئی ہے تب تو اہل کتاب کو خصوصاً عدم اطاعت میں کوئی عذر ہی نہیں ایک آیت میں تو یہ مضمون خاص اہل کتاب کے مناسب ہے پھر دوسری آیت قل یا ایھا الناس میں خطاب عام ہے وجوب اطاعت محمدیہ کا عام مکلفین پر اور تیسری آیت ومن قوم موسیٰ میں مدح ہے ان اہل کتاب کی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع تھے اس کے بعد پھر تتمیم ہے قصۂ مذکورہ بالا کی :

حصر فلاح ونجات در اتباع محمدی بدورۂ اخیر و مدح متبعین

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ (الی قولہ تعالیٰ) وَبِهِ يَعْدِلُونَ ۝ جو لوگ ایسے رسول نبی اُمّی کا اتباع کرتے ہیں جنکو کہ وہ لوگ اپنے پاس توریت و

النحو قولہ الذین یتبعون مبتدا خبرہ فالذین آمنوا الخ وضع المظہر موضع المضمر قولہ یامرھم حال البلاغۃ قولہ فآمنوا باللہ ورسولہ کان الظاہر باللہ وبی ففیہ التفات لیصرح بجعل نعوتہ صلی اللہ علیہ وسلم الملحقات الترجمۃ قولہ فی نسا لکتبھا ضرورا شارۃ الی ان السین فتا کید ۱۲

وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَیْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ۚ وَاَوْحَیْنَاۤ اِلٰی مُوْسٰۤی اِذِ اسْتَسْقٰىهُ قَوْمُهٗۤ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ

اور ہم نے ان کو بارہ خاندانوں میں تقسیم کر کے سب کی الگ الگ جماعت مقرر کر دی اور ہم نے موسیٰ کو حکم دیا جبکہ ان کی قوم نے ان سے پانی مانگا کہ اپنے اس عصا کو فلاں پتھر پر مارو

انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں (جنکی صفت یہ بھی ہے کہ) وہ انکو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو انکے لئے حلال بتلاتے ہیں (گو وہ پہلے شرائع میں حرام تھیں) اور گندی چیزوں کو (بدستور) ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو (پہلے شرائع میں) بوجھ اور طوق (لدے ہوئے) تھے (یعنی ان پر احکام شدید تھے) انکو دور کرتے ہیں (یعنی ایسے احکام انکی شریعت میں منسوخ ہو جاتے ہیں) سو جو لوگ اس نبی (موصوف) پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کا (مراد اس سے قرآن ہے) اتباع کرتے ہیں جو ان کیساتھ بھیجا گیا ہے ایسے لوگ پوری فلاح پانیوالے ہیں (کہ عذاب ابدی سے بچے رہیں گے یہ کلام تو اہل کتاب کے اعتبار سے تھا آگے عموم بعثت کا بیان ہے کہ) آپ کہہ دیجئے کہ اے (دنیا جہان کے) لوگو میں تم سب کیطرف اس اللہ کا بھیجا ہوا (پیغمبر) ہوں جس کی بادشاہی ہے تمام آسمانوں اور زمین میں اسکے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے سو (ایسے) اللہ پر ایمان لاؤ اور اسکے (ایسے) نبی امی پر (بھی ایمان لاؤ) جو کہ (خود) اللہ پر اور اسکے احکام پر ایمان رکھتے ہیں (یعنی باوجود اس رتبۂ عظیمہ کے ان کو اللہ پر اور سب رسل وکتب پر ایمان سے عار نہیں تو تم کو اللہ ورسول پر ایمان لانے سے کیوں انکار ہے) اور ان (نبی) کا اتباع کرو تا کہ تم راہ (راست) پر آجاؤ اور (گو بعضے آپ کی مخالفت کی لیکن) قوم موسیٰ میں ایک جماعت ایسی بھی ہے جو دین حق (یعنی اسلام) کے موافق (لوگوں کو) ہدایت (بھی) کرتے ہیں اور اسی کے موافق (اپنے اور غیروں کے معاملات میں) انصاف بھی کرتے ہیں (مراد اس سے عبداللہ بن سلام وغیرہ ہیں اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کی نبوت جیسے شہادت دلائل سے ثابت ہے اسی طرح شہادت اہل علم سے بھی مؤید ہے فـ یحل لھم الطیبات کا حاصل یہ ہے کہ یہود پر بعض اشیا جو حرام تھیں وجہ اس کی ان اشیا کا خبث نہ تھا بلکہ انکی شرارت وسرکشی بسبب تھا آپکی شریعت میں انکے طیب ہونیکے موافق پھر عمدر آمد ہوا اور امی کے معنی یہ ہیں کہ جیسے آدمی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے کہ کسیکا شاگرد نہیں ہوتا آپ نے عمر بھر کسی کی شاگردی نوشت وخواند میں نہیں کی اور پھر یہ علوم عالیہ وحقائق غامضہ ظاہر فرمائے یہ کتنا بڑا کمال ہے اور موجودہ توراۃ وانجیل باوجود محرف ہونیکے آپ کے اوصاف وبشارات سے خالی نہیں جس کی تفصیل کتب مناظرہ اہل کتاب میں موجود ہے اور اگر بشارات میں صرف اشارات اور علامات کافی ہیں بلکہ تصریح نام کی حاجت ہے تو اسوقت کے علماء کا ان آیتوں کو سن کر خاموش رہنا دلیل صریح ہے کہ اسوقت نام بھی ہوگا ورنہ وہ لوگ معارضہ کرتے اور وہ معارضہ تواریخ میں منقول ہوتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ توراۃ وانجیل کی تحریف بعد میں ہوئی کمافی التفسیر الحقانی اخذا منہ من فتح المنان اور یایھا الناس میں لفظ ناس باعتبار اطلاق عرفی کے جنکو بھی عام ہے جیسے فی صدور الناس من الجنۃ والناس میں کہا گیا ہے اور عموم بعثت آپکا دلائل قطعیہ سے ثابت ہے اور رسول اور نبی میں چند فرق بیان کئے ہیں استقراء آیات قرآنیہ سے یہ سمجھتا ہے کہ نبی خاص ہے بشر کے ساتھ اور رسول عام ہے ملائکہ کو بھی دو صفتیں لانے سے تاکید مقصود ہے اور اصر واغلال سے مراد وہ احکام ہیں جو توریت میں سخت سخت تھے اور تخصیص توریت وانجیل کی اس لئے کی کہ وہ کتب شریعت سمجھی جاتی تھیں ورنہ آپ کی بشارت زبور میں بھی تھی ربط کچھ اوپر قصہ موسیٰ علیہ السلام کا مذکور تھا درمیان میں ایک دوسرا مضمون ضروری مناسب مقام آ گیا تھا آگے پھر قصہ کا تتمہ مذکور ہے

بعض نعم مختصہ بنی اسرائیل

وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَیْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا (الی قولہ تعالیٰ) وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ○ اور ہم نے (ایک انعام بنی اسرائیل پر یہ کیا کہ انکی اصلاح وانتظام کے لئے) انکو بارہ خاندانوں میں تقسیم کر کے سب کی الگ الگ جماعت مقرر کر دی (اور ہر ایک پر ایک سردار نگرانی کیلئے مقرر کر دیا جنکا ذکر مائدہ کے رکوع سوم میں ہے وبعثنا منھم اثنی عشر نقیبا) اور (ایک انعام یہ کیا کہ) ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو حکم دیا جبکہ انکی قوم نے ان سے پانی مانگا اور انہوں نے حق تعالیٰ سے دعا کی اس وقت یہ حکم ہوا کہ اپنے اس عصا کو فلاں پتھر پر مارو (اس سے پانی نکل آویگا) بس (مارنے کی دیر تھی) فوراً اس سے بارہ چشمے (بعدد ان ہی

النحو قولہ قطعنھم متضمن معنی صیرنا فالمفعول الاول ھم والثانی اثنتی عشرۃ واسباطا بدل منہ وما قالت من البدل اخذتہ من البیضاوی ۱۲ الملحقات الترجمۃ ۱ قولہ فی محل حرام تھیں

ونی بحوم بدشمور اشارہ الی فائدۃ ایراد الجملتین ۱۲ ۲ قولہ فی عذور حمایت عن اصل العزر المنع ۱۲ ۳ قولہ فی یؤمن عار نہیں اشارہ الی فائدۃ الجملۃ ۱۲

فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۭ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۭ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ

بس فوراً اس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے — ہر ہر شخص نے اپنے پانی پینے کا موقع معلوم کرلیا — اور ہم نے ان پر ابر کو سایہ فگن کیا — اور ان کو ترنجبین

وَالسَّلْوٰى ۭ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ۭ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ وَاِذْ قِيْلَ لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ

اور بٹیریں پہنچائیں — کھاؤ نفیس چیزوں سے جو کہ ہم نے تم کو دی ہیں اور انہوں نے ہمارا کوئی نقصان نہیں کیا لیکن اپنا ہی نقصان کرتے تھے — اور جب ان کو حکم دیا گیا کہ تم لوگ اس آبادی میں

الْقَرْيَةَ وَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيْۗـٰٔتِكُمْ ۭ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

جاکر رہو اور کھاؤ اس سے جس جگہ تم رغبت کرو اور زبان سے یہ کہتے جانا کہ توبہ ہے جھکے جھکے دروازہ میں داخل ہونا ہم تمہاری خطائیں معاف کر دیں گے جو لوگ نیک کام کریں گے ان کو مزید براں اور دیں گے

فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَاۗءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ۝

سو بدل ڈالا ان ظالموں نے ایک اور کلمہ جو خلاف تھا اس کلمہ کے جس کی ان سے فرمائش کی گئی تھی اس پر ہم نے ان پر ایک آفت سماوی بھیجی اس وجہ سے کہ وہ حکم کو ضایع کرتے تھے۔

وَسْـَٔـلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ

اور آپ ان لوگوں سے اس بستی والوں کا جو کہ دریائے شور کے قریب آباد تھے اس وقت کا حال پوچھئے جبکہ وہ ہفتہ کے بارے میں حد سے نکل رہے تھے جبکہ ان کے ہفتہ کے روز تو ان کی مچھلیاں ظاہر ہو ہو کر ان کے

بارہ خاندانوں کے (چشمے) پھوٹ نکلے (چنانچہ) ہر ہر شخص نے اپنے پانی پینے کا موقع معلوم کر لیا اور (ایک انعام یہ کیا کہ) ہم نے ان پر ابر کو سایہ فگن کیا اور (ایک انعام یہ کیا کہ ان کو خزانہ غیب سے) ترنجبین اور بٹیریں پہنچائیں (اور اجازت دی کہ) کھاؤ نفیس چیزوں سے جو کہ ہم نے تم کو دی ہیں (لیکن وہ لوگ اس میں بھی ایک بات خلاف حکم کر بیٹھے اور اس سے) انہوں نے ہمارا کوئی نقصان نہیں کیا لیکن اپنا ہی نقصان کرتے تھے ف یہ واقعات وادی تیہ کے ہیں ان کی تفصیل سورۂ بقرہ معالم نہم و دوازدہم میں گذر چکی ۔

بعض نقم نازلہ بر بنی اسرائیل

وَاِذْ قِيْلَ لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ (الی قولہ تعالیٰ) بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ۝ اور (وہ زمانہ یاد کرو) جب ان کو حکم دیا گیا کہ تم لوگ اس آبادی میں جاکر رہو اور کھاؤ اس (کی چیزوں) میں سے جس جگہ تم رغبت کرو اور (یہ بھی حکم دیا گیا کہ جب اندر جانے لگو تو) زبان سے یہ کہتے جانا کہ توبہ ہے (توبہ ہے اور عاجزی سے) جھکے جھکے دروازہ میں داخل ہونا ہم تمہاری (پچھلی) خطائیں معاف کر دیں گے (یہ تو سب کیلئے ہوگا اور) جو لوگ نیک کام کریں گے ان کو مزید برآں اور دیں گے سو بدل ڈالا ان ظالموں نے ایک اور کلمہ جو خلاف تھا اس کلمہ کے جس (کے کہنے) کی ان سے فرمائش کی گئی تھی اس پر ہم نے ان پر ایک آفت سماوی بھیجی اس وجہ سے کہ وہ حکم کو ضایع کرتے تھے ف اس کی تفصیل سورہ بقر کے معالم دہم یازدہم میں گذر چکی وہاں ملاحظہ کیا جاوے ربط یہاں تک موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کے قصے بنی اسرائیل کے مذکور ہوئے اور رکوع آئندہ کی اخیر آیت واذ نتقنا الجبل الخ میں بھی آپ ہی کے زمانہ کا قصہ مذکور ہے اور درمیان میں دوسرے اوقات کے احوال وافعال بنی اسرائیل کے مذکور ہیں۔

قصہ مسخ اہل سبت

وَسْـَٔـلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ (الی قولہ تعالیٰ) قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ۝ اور آپ ان (اپنے ہمعصر یہودی) لوگوں سے (بطور تنبیہ کے) اس بستی (والوں) کا جو کہ دریائے شور کے قریب آباد تھے (اور اس میں یہودی رہتے تھے جنکو ہفتہ کے روز شکار کرنا ممنوع تھا) اس وقت کا حال تو پوچھئے جبکہ وہ وہاں کے بسنے والے ہفتہ (کے متعلق جو حکم تھا اس) کے بارہ میں حد شرعی سے نکل رہے تھے جبکہ ان کے ہفتہ کے روز تو ان کے دریا کی مچھلیاں

اللغات الانبجاس فی الصحاح ہو خروج الماء بقلۃ والانفجار خروجہ بکثرۃ والتعبیر بہذا تارۃ وبالاخریٰ اخریٰ باعتبار اوائل الخروج وما انتہی الیہ قولہ السبت الیوم الخاص او تعظیمہ قولہ شرعا ظاہرۃ علی وجہ الماء قولہ البئیس الشدید ۱۲

ملحقات الترجمہ ۱؎ قولہ فی وسئلہم تنبیہ اشارۃ الی غرض السؤال من التقریع والاعلام بتقدیم الیہود فی الکفر ۱۲ ۲؎ قولہ فی اذ یعدون فی السوقت کا حال اشارۃ الی تعلق اذ یعدون بالمقدر فی القریۃ ای وسئلہم عن قصۃ القریۃ التی وقت اذ یعدون ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ۔ اذ یعدون فی السبت الی قولہ تعالیٰ کذلک نبلوہم فی الروح واستدل بعض اہل العلم بقصۃ ہؤلاء المعتدین علی حرمۃ الحیل فی الدین وایدا ذلک بما اخرجہ ابن بطۃ عن ابی ہریرۃ رض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا ترتکبوا ما ارتکب الیہود فتستحلوا محارم اللہ تعالیٰ بادنی الحیل اھ وما جوزہ حکماء الامۃ من بعض الحیل فہی ما لیس فیہ ابطال المقاصد الدینیۃ والحقوق الیقینیۃ ومثلہ ثابت بالحدیث بع الجمع بالدراہم واما الحیلۃ لاسقاط الزکوٰۃ ففیہ ابطال للعوض الدینی وہو اغناء المساکین وکذلک ما لابطال الشفعۃ ففیہ ابطال الحق وفی الروح من باب التاویل تحت ہذہ الآیۃ قال قص بعضہم ما کان ما قص اللہ تعالیٰ الا کحال الاسلامیین من اہل زماننا فی اجتماع انواع الحظوظ النفسانیۃ من المطاعم والمشارب والملاہی والمناکح ظاہرۃ فی الاسواق والمحافل فی الایام المعظمۃ کالاعیاد والاوقات المبارکۃ وقات زیارۃ مشاہد الصالحین المعروفۃ المشہورۃ بین الناس اھ ؛

ع ۲۰ ۵ ۱۰

وقف لازم

ترجمہ

قولہ تعالیٰ ۔ اذ یعدون فی السبت الی قولہ کذلک نبلوہم اس سے معلوم ہوا کہ احکام شرعیہ کی مدافعت کے لئے حیلے کرنا سخت مذموم ہے اور جن حیل کا مشروع ہونا وارد ہے وہ احکام شرعیہ کی تحصیل کے لئے ہیں نہ اصل عمل میں ابطال کے لئے ۔

مسائل السلوک صح ۶
قولہ تعالیٰ۔ واذ قالت امۃ منھم لم تعظون الی قولہ تعالیٰ ولعلھم یتقون تل تقرر فی محلہ انہ اذا علم الناھی حال المنھی عندہ ان النھی لا یوثر فیہ سقط عنہ النھی وھذہ التصف الامۃ نھوا ولا الا انھم داوا عدم النفع تکفوا ولم یعرض اولئک کما اعرض ھؤلاء لعدم بلوغھم فی الیاس کما بلغ اخوانھم اولفرط حرصھم وجدھم فی امرھم کما وصف اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقولہ تعالیٰ فلعلک باخع نفسک علی اثارھم مجملاً وقد توقف ابن عباس رض اولا فی ھذہ الامۃ فقال لہ عکرمۃ الا تراھم کیف انکروا وکرھوا ما القوم علیہ وقالوا ما قالوا فاعجبہ قولہ وقال بحث الساکتۃ ھذا محصل ما فی الروح تصرف لیسیر لفظی ومذاق اھل الطریق مختلف فی امثالہ فمتشابہ للاولین ومتشابہ للاخرین۔

ترجمہ
قولہ تعالیٰ واذ قالت امۃ منھم لم تعظون (الی قولہ) ولعلھم یتقون مسئلہ یہ ہے کہ جب نفع کی امید نہو نہی عن المنکر کا وجوب ساقط ہوجاتا ہے۔ تو قائلین اول نے یاس کی وجہ سے وعظ چھوڑ دیا۔ اور قائلین ثانی کو امید تھی اس لئے وہ کرتے رہے اور تحقیق یہ ہے کہ ساکتین کو بھی نجات رہی اب بھی اس بنا پر اہل طریق کا مذاق مختلف ہے بعض اولین کے مشابہ ہیں بعض دوسروں کے۔

شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ لَا تَاْتِيْهِمْ ۛ كَذٰلِكَ ۛ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ○ وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ

سامنے آتی تھیں اور جب ہفتہ کا دن نہ ہوتا تو ان کے سامنے نہ آتی تھیں ہم ان کی اس طرح پر آزمائش کرتے تھے اس سبب سے کہ وہ بے حکمی کیا کرتے تھے اور جبکہ ان میں سے ایک جماعت نے یوں کہا کہ تم ایسے لوگوں کو

قَوْمًا ۙ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ○ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا

کیوں نصیحت کئے جاتے ہو جنکو اللہ تعالیٰ بالکل ہلاک کرنیوالے ہیں یا انکو سخت سزا دینے والے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ تمہارے رب کے روبرو عذر کرنے کیلئے اور اس لئے کہ شاید یہ ڈر جاویں سو جب وہ اس امر کے تارک ہی رہے جو انکو سمجھایا جاتا تھا

بِهٖٓ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۢ بَئِيْسٍۢ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ○

تو ہم نے ان لوگوں کو تو بچا لیا جو اس بری بات سے منع کیا کرتے تھے اور ان لوگوں کو جو زیادتی کیا کرتے تھے ایک سخت عذاب میں پکڑ لیا

فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ○

یعنی جب وہ جس کام سے ان کو منع کیا گیا تھا اس میں حد سے نکل گئے تو ہم نے ان کو کہدیا کہ تم بندر ذلیل بن جاؤ۔

(پانی سے سر نکال نکال) ظاہر ہو ہو کر (سطح دریا پر) انکے سامنے آتی تھیں اور جب ہفتہ کا دن نہ ہوتا تو انکے سامنے نہ آتی تھیں (بلکہ وہاں سے دور کہیں چلی جاتی تھیں اور وجہ اس کی یہ تھی کہ) ہم انکی اس طرح پر (شدید) آزمائش کرتے تھے (کہ کون حکم پر ثابت رہتا ہے کون نہیں رہتا اور یہ آزمائش) اس سبب سے (تھی) کہ وہ (پہلے سے) بے حکمی کیا کرتے تھے (اسلئے ایسے سخت حکم سے انکی آزمائش کی اور اہل اطاعت کی آزمائش لطف اور توفیق اور تائید سے مقرون ہوا کرتی ہے) اور (اس وقت کا حال پوچھئے) جبکہ انمیں سے ایک جماعت نے (جو کہ ان کو نصیحت کرتے کرتے تھک گئی اور نفع ہونے سے مایوس ہو گئے تھے ایسے لوگوں سے جو اب بھی نصیحت کئے چلے جا رہے تھے اور اس قدر مایوس بھی نہ ہوئے تھے جیسا لعلھم یتقون سے معلوم ہوتا ہے) یوں کہا کہ تم ایسے لوگوں کو کیوں نصیحت کئے جاتے ہو جن (سے قبول کی کچھ امید نہیں اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان) کو اللہ تعالیٰ بالکل ہلاک کرنیوالے ہیں یا (ہلاک نہ ہوئے تو) انکو (کوئی اور طرح کی) سخت سزا دینے والے ہیں (یعنی ایسوں کے ساتھ کیوں دماغ خالی کرتے ہو) انہوں نے جواب دیا کہ تمہارے (اور اپنے) رب کے روبرو عذر کرنے کیلئے (ان کو نصیحت کرتے ہیں کہ اللہ کے روبرو کہہ سکیں کہ اے اللہ ہم نے تو کہا تھا مگر انہوں نے نہ سنا ہم معذور ہیں) اور (نیز) اس لئے کہ شاید یہ ڈر جاویں (اور عمل کرنے لگیں مگر وہ کب عمل کرتے تھے) سو آخر جب وہ اس امر کے تارک ہی رہے جو انکو سمجھایا جاتا تھا (یعنی نہ مانا) تو ہم نے ان لوگوں کو تو (عذاب سے) بچا لیا جو اس بری بات سے منع کیا کرتے تھے (خواہ برابر منع کرتے رہے اور خواہ بوجہ عذر یاس کے بیٹھ رہے) اور ان لوگوں کو جو کہ (حکم مذکور میں) زیادتی کرتے تھے انکی (اس عدول حکمی کی وجہ سے) ایک سخت عذاب میں پکڑ لیا (یعنی جب وہ جس کام سے انکو منع کیا گیا تھا اس میں حد سے نکل گئے (یہ تو تفسیر ہوئی نسیان ماذکروا بہ کی) تو ہم نے ان کو (براہ قہر) کہدیا کہ تم بندر ذلیل بنجاؤ (یہ تفسیر ہوئی بئیس کی)

ف مسئلہ جب نصیحت کے اثر ہونیکی بالکل امید نہ ہو تو نصیحت کرنا واجب نہیں رہتا گو عالی ہمتی ہے پس قائلین لم تعظون نے بوجہ یاس کے عدم وجوب پر عمل کیا اور قائلین معذرۃ الی ربکم کو یا تو یاس نہیں ہوا یا عالی ہمتی کی شق کو اختیار کیا غرض دونوں مصیب تھے اور دونوں کی نجات پانیکو حضرت عکرمہ نے استنباط کیا اور ابن عباسؓ نے پسند کر کے انکو انعام بھی دیا کذا فی الدر المنثور اور جس حیلہ سے انہوں نے شکار کیا تھا اسمیں مفسرین کے اقوال مختلف ہیں اور کچھ مباحث اسکے متعلق سورۂ بقرہ معاملہ نشانہ ذہم میں گذر چکے ہیں اور اس قریہ کا نام اکثر نے ایلا لکھا ہے قرب بحر کیوجہ سے یہ لوگ ماہی گیری کے شوقین تھے اور در منثور میں روایتیں نقل کی ہیں کہ یہ بندر تین دن کے بعد سب مر گئے ان کی نسل نہیں چلی ربط اوپر بنی اسرائیل کی حکایات میں انکے بہت سے قبائح و شنائع کا بیان بھی ہوا ہے آگے ان قبائح کا انجام بد جو سزائے آخرت کے علاوہ دنیا میں بھی مرتب ہوا آیت واذ تاذن میں مذکور ہے اور جو ان میں ان قبائح کے مرتکب نہ تھے آیت وقطعناھم میں بعنوان تقسیم انکا استثناء فرما دیا گیا ہے پھر ان اسلاف کے بعد انکے خلف کی حالت جو کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عصر میں موجود تھے فخلف میں مذکور ہے اور وہاں بھی آیت والذین یمسکون میں مطیعین کا اسی طرح استثناء ہے۔

النحو قولہ فی کذلک احتمالان تعلقہ بنبلوھم کما مر فی المتن وتعلقہ بقولہ لا تاتیھم والمعنی لا تاتیھم کالاتیان مذکور فی السبت ۱۲ ملحقات الترجمۃ ۱ قولہ فی واذ قالت اور اس وقت کا حال اشارۃ الی عطفہ علی اذ یعدون لا علی اذ تاتیھم لایھامہ دخولھم فی اہل العدوان ۱۲

۲ قولہ فی بما کانوا یفسقون اس عدول اشارۃ الی ان الفسق ھو عین الظلم وعین النسیان فلا یشکل کون ھذہ الثلثۃ اسبابا کما دل علیہ ما دیر او الظلم صلۃ وبا والسببیۃ ۱۲
۳ قولہ فی فلما عتوا یعنی اشارۃ الی ان الفاء للتفصیل ۱۲

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ۭ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ ښ

اور وہ وقت یاد کرنا چاہیے کہ جب آپکے رب نے یہ بات بتلادی کہ وہ ان یہود پر قیامت تک ایسے شخص کو ضرور مسلط کرتا رہیگا جو انکو سزائے شدید کی تکلیف پہنچاتا رہیگا بلاشبہ آپ کا رب واقعی جلدی ہی سزا دیدیتا ہے

وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ وَقَطَّعْنٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اُمَمًا ۚ مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ ۡ وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ

اور بلاشبہ وہ واقعی بڑی مغفرت اور بڑی رحمت والا ہے اور ہم نے دنیا میں انکی متفرق جماعتیں کردیں بعضے ان میں نیک تھے اور بعضے ان میں اور طرح کے تھے اور ہم ان کو خوشحالیوں

وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ○ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَيَقُوْلُوْنَ

اور بدحالیوں سے آزماتے رہے کہ شاید باز آجاویں پھر انکے بعد ایسے لوگ انکے جانشین ہوئے کہ کتاب کو ان سے حاصل کیا اس دنیائے دنی کا مال متاع لے لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ

سَيُغْفَرُ لَنَا ۚ وَاِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ يَاْخُذُوْهُ ۭ اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَي اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ

ہماری ضرور مغفرت ہوجاویگی حالانکہ اگر انکے پاس ویسا ہی مال متاع آنے لگے تو اس کو لے لیتے ہیں کیا ان سے اس کتاب کے اس مضمون کا عہد نہیں لیا گیا کہ خدا کی طرف بجز حق بات کے اور کسی بات کی نسبت نہ کریں

وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ ۭ وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○

اور انہوں نے اس کتاب میں جو کچھ تھا اس کو پڑھ لیا اور آخرت والا گھر ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جو پرہیز رکھتے ہیں پھر کیا تم نہیں سمجھتے۔

تفصیل حالت سلف وخلف وصالح وطالح یہود

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ (الی قولہ تعالیٰ) اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ۞ اور وہ وقت یاد کرنا چاہیئے کہ جب آپکے رب نے (انبیاء بنی اسرائیل کی معرفت) یہ بات بتلادی کہ وہ ان یہود پر (ان کی گستاخیوں اور نافرمانیوں کی سزا میں) قیامت (کے قریب) تک ایسے (کسی نہ کسی) شخص کو ضرور مسلط کرتا رہیگا جو انکو سزائے شدید (ذلت وخواری ومحکومیت) کی تکلیف پہنچاتا رہیگا (چنانچہ مدت سے یہودی کسی نہ کسی سلطنت کے محکوم ومقہور ہی چلے آتے ہیں) بلاشبہ آپ کا رب واقعی (جب چاہے) جلدی ہی سزا دیدیتا ہے اور بلاشبہ وہ واقعی (اگر کوئی باز آجاوے تو) بڑی مغفرت اور بڑی رحمت والا (بھی) ہے اور ہم نے دنیا میں ان کی متفرق جماعتیں کردیں (چنانچہ) بعضے ان میں نیک (بھی) تھے اور بعضے ان میں اور طرح کے تھے (یعنی بد تھے) اور ہم نے ان بدوں کو بھی اپنی عنایت اور تربیت واصلاح کے اسباب جمع کرنیسے کبھی مہمل نہیں چھوڑا (بلکہ ہمیشہ) ان کو خوشحالیوں (یعنی صحت وغناء) اور بدحالیوں (یعنی بیماری وفقر) سے آزماتے رہے کہ شاید (اسی سے) باز آجاویں (کیونکہ گاہے حسنات سے ترغیب ہوجاتی ہے اور گاہے سیئات سے ترہیب ہوجاتی ہے یہ حال تو انکے سلف کا ہوا) پھر ان (سلف) کے بعد ایسے لوگ انکے جانشین ہوئے کہ کتاب (یعنی تورات) کو (تو) ان سے حاصل کیا لیکن اسکے ساتھ ہی حرام خور ایسے ہیں کہ احکام کتاب کے عوض میں) اس دنیائے دنی کا مال متاع (اگر ملے تو بے تکلف اسکو) لے لیتے ہیں اور (بیباک ایسے ہیں کہ اس گناہ کو حقیر سمجھ کر) کہتے ہیں کہ ہماری ضرور مغفرت ہوجاویگی (کیونکہ ہم ابناء اللہ واحباء اللہ ہیں ایسے گناہ ہماری مقبولیت کے روبرو کیا چیز ہیں) حالانکہ (اپنی بیباکی اور استخفاف معصیت پر مصر ہیں حتی کہ) اگر انکے پاس (پھر) ویسا ہی (دین فروشی کے عوض) مال متاع آنے لگے تو (اسی بیباکی کیساتھ پھر) اسکو لے لیتے ہیں (اور استخفاف معصیت کا خود کفر ہے جسپر مغفرت

اللغات قولہ تاذن بمعنی اعلم والتفعل بمعنی الافعال کالتوعد بمعنی الایعاد قولہ خلف بالسکون خاص بالشر او عام خص بقرینۃ المقام قولان قولہ یمسکون التفعیل بمعنی التفعل۔

النحو قولہ الادنی صفۃ للشئ المراد بہ الدنیا اقربہا قولہ وان تاتہم حال قولہ درسوا عطف علی معنی الم یوخذ ای اخذ وا ودرسوا

البلاغۃ عدی یبعثن بعلی لتضمنہ معنی یسلطن قولہ یمسکون بالمضارع واقاموا بالماضی لعلہ الدلالۃ علی ان التمسک امر مستمر فی جمیع الازمنۃ بخلاف الاقامۃ فانہا مختصۃ بالاوقات المخصوصۃ وتخصیصہا بالذکر لکونہا عماد الدین۔

الکلام استدل المعتزلۃ بقولہ وان یاتہم الخ علی ان اعتقاد اہل السنۃ المغفرۃ مع الدوام علی المعصیۃ کاعتقاد الیہود وحاشاہم عن ذلک لان انتفاء المغفرۃ انما ہو لاستخفافہم المعصیۃ وعدم تلعہم عن ذلک الاستخفاف ثم الجزم بالمغفرۃ واما اہل الحق فلا یقولون بالمغفرۃ للمستخف انما یعتقد ونہا لغیر المستخف ثم انہم لا یقولون انہ یغفر لہ بلا عقاب جزما وانما یقولون بہ احتمالا فحصل الفرق بالوجہین الاستخفاف وعدمہ والقطع وعدمہ فافہم واشرت الی ہذا التقریر فی ترجمتی۔

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ وبلونا ہم بالحسنات والسیئات المراد الخصب والعافیۃ والجدب والشدۃ التی ہی حسنات وسیئات ظاہرۃ ولکن قد یبتلی العبد بالحسنات الباطنۃ من المواجید والاذواق مع انہ مغتر بہا ومحجوب عن الحق وہو علی الباطل فلا یغرنک البسط مع المعصیۃ فانہ استدراج قولہ تعالیٰ فخلف من بعدہم خلف ورثوا الکتاب یاخذون عرض ہذا الادنی ویقولون سیغفر لنا وان یاتہم عرض مثلہ یاخذوہ فی الروح وہذا حال کثیر من متصوفۃ زماننا فانہم یتہافتون علی الشہوات تہافت الفراش علی النار ویقولون ان ذلک لا یضرنا لانا واصلون وحکی عن بعضہم انہ یاکل الحرام الصرف ویقولون النفی والاثبات یطہرہ وہو خطأ فاحش وضلال بین تعالی اللہ تعالیٰ عن ذلک اھ ترجمہ قولہ تعالیٰ وبلوناہم بالحسنات والسیئات یہاں حسنات سیئات سے مراد تنگی وفراخی ظاہری ہے لیکن کبھی حسنات باطنہ سے بھی ابتلاء کیا جاتا ہے مثلاً معاصی ہوتے ہوئے مواجید واذواق حاصل ہونے میں تو اس سے دھوکا ہوتا ہے کہ میں حق پر ہوں حالانکہ باطل پر ہے تو معصیت کیساتھ اگر قبض ہو وہ استدراج ہے اس سے دھوکا نہ کھانا چاہئیے اھ قولہ تعالیٰ فخلف من بعدہم خلف ورثوا الکتاب یاخذون عرض ہذا الادنی ویقولون سیغفر لنا وان یاتہم عرض مثلہ یاخذوہ روح المعانی میں ہے کہ یہی حال ہے ہمارے زمانے کے بعض صوفیوں کا کہ شہوات پر پروانوں کیطرح گرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمکو مضر نہیں کیونکہ ہم واصل ہیں اور بعض کی حکایت سنی گئی ہے کہ وہ خالص حرام کھاتا تھا اور کہتا تھا کہ نفی واثبات اسکے غذا کو پاک کردیتا ہے اور یہ کھلی گمراہی ہے اللہ تعالیٰ منزہ ہے

ع ۲۱ ۹ ۱۱

وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ۝ وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ

اور جو لوگ کتاب کے پابند ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں ہم ایسے لوگوں کا جو اپنی اصلاح کریں ثواب ضائع نہ کریں گے اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب ہم نے پہاڑ کو اٹھا کر چھت کی طرح ان کے اوپر معلق

ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۚ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ ع

کر دیا اور ان کو یقین ہوا کہ اب ان پر گرا اور کہا کہ قبول کرو جو کتاب ہم نے تم کو دی ہے مضبوطی کیساتھ اور یاد رکھو جو احکام اس میں ہیں جس سے توقع ہے کہ تم متقی بن جاؤ۔

کا احتمال بھی نہیں تا بہ یقین چہ رسد چنانچہ آگے یہی ارشاد ہے کہ) کیا ان سے اس کتاب کے اس مضمون کا عہد نہیں لیا گیا کہ خدا کی طرف بجز حق (اور واقعی) بات کے اور کسی بات کی نسبت نہ کریں (مطلب یہ کہ جب کسی آسمانی کتاب کو مانا جاتا ہے تو اسکے معنی یہ ہوتے ہیں کہ ہم اسکے سب مضامین مانینگے) اور (عہد بھی کوئی اجمالی عہد نہیں لیا گیا جس میں احتمال ہو کہ شاید اس مضمون خاص کا اس کتاب میں ہونا انکو معلوم نہ ہو گا بلکہ تفصیلی عہد لیا گیا چنانچہ) انہوں نے اس کتاب میں جو کچھ (لکھا) تھا اس کو پڑھ (بھی) لیا (جس سے وہ احتمال بھی جاتا رہا پھر بھی یہ ایسی بڑی بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ باوجود استخفاف معصیت کے مغفرت کا اعتقاد کئے ہوئے ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ پر محض تہمت ہے) اور (انہوں نے یہ سب قصہ دنیا کیلئے کیا باقی) آخرت والا گھر ان لوگوں کیلئے (اس دنیا سے) بہتر ہے جو ان عقائد و اعمال قبیحہ سے) پرہیز رکھتے ہیں پھر کیا (اے یہود) تم (اس بات کو) نہیں سمجھتے اور (ان میں سے) جو لوگ کتاب (یعنی توراۃ) کے پابند ہیں (جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کا بھی حکم ہے پس پابندی یہی ہے کہ مسلمان ہو گئے) اور (عقائد کیساتھ اعمال صالحہ کے بھی پابند ہیں چنانچہ) نماز کی پابندی کرتے ہیں ہم ایسے لوگوں کا جو اپنی (اس طرح) اصلاح کریں ثواب ضائع نہ کرینگے **ف** یہود کے ہمیشہ محکومیت کی حالت میں رہنے کے متعلق ضروری تحقیق پارۂ الم کے نصف کے قبل آیت واذ قلتم یموسیٰ لن نصبر کی تفسیر میں اور پارہ لن تنالوا کے ربع کے قبل آیت ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ کر لیا جاوے اور لعلہم یرجعون میں یہ شاید بندوں کے اعتبار سے ہے کہ ان واقعات کو دیکھکر دوسرا اس طرح سمجھے گا کہ شاید باز آجاویں ربط اوپر زیادہ حصہ قصۂ موسویہ کا مذکور ہو چکا ہے آگے بقیہ مذکور ہے۔

قصۂ رفع طور بر سر یہود اہل شرور

وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ الیٰ قولہ تعالیٰ وَاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب ہم نے پہاڑ کو اٹھا کر چھت کی طرح ان (بنی اسرائیل) کے اوپر (محاذاۃ میں) معلق کر دیا اور انکو یقین ہوا کہ اب ان پر گرا اور (اس وقت) کہا کہ (جلدی) قبول کرو جو کتاب ہم نے تم کو دی ہے (یعنی توراۃ اور) مضبوطی کے ساتھ (قبول کرو) اور یاد رکھو جو احکام اس (کتاب) میں ہیں جس سے توقع ہے کہ تم متقی بن جاؤ **ف** چھت کیساتھ تشبیہ بالائے سر ہونے میں ہے معلق ہونے میں نہیں اور ایسی ہی آیت سورۂ بقرہ کی سرخی معاملہ چہار دہم میں گذری ہے وہاں تفصیل ملاحظہ کر لیجاوے ربط اوپر قصص انبیاء و امم سابقین کے ذکر سے بڑا مقصود مسئلہ نبوت کا اثبات تھا جیسا کہ سورۂ ہذا کی تمہید میں اس کی تقریر گذر چکی ہے اور اسکے ضمن میں مسئلہ توحید بھی ثابت ہو گیا کیونکہ عظیم الشان حصہ دعوت انبیاء کا یہی توحید ہے آگے میثاق عالم ارواح کا بیان فرماتے ہیں جس سے بڑا مقصود مسئلہ توحید کا اثبات ہے کہ میثاق بھی لیا گیا تھا اور اسکے ضمن میں مسئلہ رسالت بھی ثابت ہے کیونکہ اس کی خبر رسول ہی کے ذریعہ سے ہے اور اسی لئے احادیث میثاق میں ہے کہ میرے رسل تم کو یہ عہد یاد دلائیں گے پس قصص مذکور اور یہ قصہ دونوں میں توحید اور رسالت کا اثبات ہے گو ایک جگہ ایک قصداً ہے دوسرا تبعاً اور دوسری جگہ بالعکس۔

ذکر میثاق الست

اللغات

فی القاموس النتق الفلق والرفع۔

البلاغۃ

قولہ انا لا نضیع فیہ وضع المظہر موضع المضمر ای اجرہم قولہ کانہ عبر الیقین بالظن لان الصادق لا تتخلف خبرہ بالظن لانہ لما لم یکن المفعول واقعا العدم شرط اشبہ المظنون الذی قد یتخلف ۱۲ من الروح

ملحقات الترجمۃ سلہ قولہ فی ظلۃ چھت لم اترجم بسائبان لاجل حرف التشبیہ اذ و فسر بظاہرہ لم یکن لدخول حرف التشبیہ وجہ اذ الجبل حال مظل اخذتہ من الروح ۱۲

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰي ڔ شَهِدْنَا ڔ

اور جب کہ آپکے رب نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے ان ہی کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب نے جواب دیا کہ کیوں نہیں ہم سب گواہ بنتے ہیں

اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَاۗؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ

تاکہ تم لوگ قیامت کے روز یوں نہ کہنے لگو کہ ہم تو اس سے محض بے خبر تھے یا یوں کہنے لگو کہ شرک تو ہمارے بڑوں نے کیا تھا اور ہم ترانکے بعد ان کی نسل میں

بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝

ہوئے سو کیا ان غلط راہ والوں کے فعل پر آپ ہم کو ہلاکت میں ڈالے دیتے ہیں ہم اسی طرح آیات کو صاف صاف بیان کیا کرتے ہیں اور تاکہ وہ باز آجاویں -

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ الی قولہ تعالیٰ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ اور (ان سے اس وقت کا واقعہ ذکر کیجئے) جبکہ آپکے رب نے (عالم ارواح میں آدم علیہ السلام کی پشت سے تو خود ان کی اولاد کو اور) اولاد آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا اور (ان کو سمجھ عطا کر کے) ان سے انہی کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب نے (اس عقل خداداد سے حقیقت کو سمجھ کر) جواب دیا کہ کیوں نہیں (واقعی آپ ہمارے رب ہیں حق تعالیٰ نے وہاں جتنے ملائکہ اور مخلوقات حاضر تھے سب کو گواہ کر کے سب کی طرف سے فرمایا) ہم سب (اس واقعہ کے) گواہ بنتے ہیں (اور یہ اقرار اور شہادت سب اسلئے ہوا) تاکہ تم لوگ (یعنی جو تم میں ترک توحید و اختیار شرک پر سزا پائیں) قیامت کے روز یوں نہ کہنے لگو کہ ہم تو اس (توحید) سے محض بے خبر تھے یا یوں کہنے لگو کہ (اصل) شرک تو ہمارے بڑوں نے کیا تھا اور ہم تو انکے بعد ان کی نسل میں ہوئے (اور عادۃً نسل عقاید و خیالات میں تابع اپنی اصل کے ہوتی ہے اسلئے ہم بے خطا ہیں پس ہمارے فعل پر تو ہم کو سزا ہو نہیں سکتی اگر ہو گی تو لازم آتا ہے کہ ان بڑوں کی خطا میں ہم ماخوذ ہوں) سو کیا ان غلط راہ (نکالنے) والوں کے فعل پر آپ ہم کو ہلاکت میں ڈالے دیتے ہیں (سو اب اس اقرار و اشہاد کے بعد تم یہ عذر پیش نہیں کر سکتے پھر اسکے بعد ان سب سے وعدہ کیا گیا کہ یہ عہد تم کو دنیا میں پیغمبروں کے ذریعہ سے یاد دلایا جاویگا چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا یہاں بھی اوّل میں اِذْ اَخَذَ کے ترجمہ سے معلوم ہوا کہ آپ کو اس واقعہ کے ذکر کا حکم ہوا) اور (آخر میں بھی اس یاد دہانی کو جتلاتے ہیں کہ) ہم اسی طرح (اپنی) آیات کو صاف صاف بیان کیا کرتے ہیں (تاکہ انکو اس عہد کا ہونا معلوم ہو جاوے) اور تاکہ (معلوم ہونیکے بعد شرک وغیرہ سے) وہ باز آجاویں ف ان آیتوں کی یہی تفسیر حدیثوں میں آئی ہے اور یہی تمام اکابر سلف اہل حق سے منقول ہے اور اس میں جو اشکال نقلی و عقلی کم سمجھ لوگوں کو ہوئے ہیں وہ سب لاشئے محض ہیں اُن میں سے جو ظاہراً شبہ میں ڈال سکتے ہیں انکو مع جواب ذکر کرتا ہوں - شبہ اول قرآن مجید میں من بنی آدم من ظہورہم فرمایا ہے اگر تفسیر مذکور مراد ہوتی تو من آدم من ظہرہ کہا ہوتا جواب حدیث مرفوع میں مصرح ہے اخرج من صلبہ کل ذریۃ ذراھا فنثرھا بین یدیہ کالذر فکلمھم قبلا قال الست بربکم. اخرجہ احمد والنسائی والحاکم وصححہ وغیرھم عن ابن عباس مرفوعا پس حدیث سے تو اخراج من ظہر آدم اور قرآن سے اخراج من ظہور بنی آدم معلوم ہوا اور دونوں میں کچھ تعارض نہیں جیسا ترجمہ میں وجہ جمع کی تقریر کر دی گئی ہے۔ اور اس وجہ جمع کی تائید دوسری روایات سے بھی ہوتی ہے چنانچہ عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے اخذ ہم من ظہورہم اخرجہ ابن ابی شیبۃ وعبد بن حمید وابن جریر وغیرھم اور ابن عباسؓ سے مروی ہے فردھم فی اصلاب آبائھم حتی اخرجھم قرنا بعد قرن اخرجہ ابو الشیخ بلکہ روایت ثانیہ ہی اس باب میں کافی ہے کیونکہ رد کہتے ہیں عود الی الحالۃ الاولی کو معلوم ہوا کہ اخراج بھی اصلاب آباء سے ہوا تھا پس حدیث میں تو دونوں صورتیں مذکور ہوئیں رہا یہ کہ قرآن میں ایک ہی صورت کا کیوں ذکر ہے سو یا تو بنا بر غایت ظہور کے چھوڑ دیا کیونکہ جب یقیناً معلوم ہے کہ تمام ذریت نسل آدم سے ہے ہی پس خروج من صلبہ امر جلی و مشہور تھا اسلئے ذکر کی ضرورت نہ ہوئی جو جز و خفی وغیرہ معلوم تھا اس کو بیان فرما دیا اور یا بنا بر اسکے کہ اخراج الذریۃ من ظہور بنی آدم مستلزم ہے اخراج ذریۃ آدم من ظہر آدم کو کیونکہ یہ ذریت بنی آدم بھی تو ظہر آدم ہی میں تھی جب بنی آدم سے ذریت

النحو قولہ من ظہورہم بدل من بنی آدم قولہ ان تقولوا ای کراہۃ متعلقا بشہدنا الشہادۃ الروایات ان شہدنا لیس من مقولہم کما فی الدر المنثور واللہ اعلم البلاغۃ فی الروح ایثار الاخذ علی الاخراج للایذان بشان الماخوذ اذ ذاک لما فیہ من الانباء عن الاجتبار والاصطفاء اھ	اختلاف القراءۃ فی قراءۃ ان یقولوا بالغیبۃ والمعنی ان یقول من لم یوحد منکم الخ فائدہ انظر فی المشکوٰۃ تجد احادیثہا ناطقۃ بما فسرت الآیۃ بہ ۱۲

مع
مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ۔ واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظہورہم ذریتہم الآیۃ فی الروح الذی علیہ المحدثون و الصوفیۃ کافۃ ان اللہ تعالیٰ اخذ من العباد باسرہم میثاقا قالیا قبل ان یظہرا بہذہ الہیئۃ المخصوصۃ وان العرفیہ من الظہور کان قبل الخ وفیہ قد روی عن ذی النون و قد سئل عن ذلک ہل تذکرہ انہ قال کانہ الآن فی اذنی وقال بعضہم مستقربا ان ہذا المیثاق بالامس کان اھ وکان الشیخ الشبلی ترجم ہذا القول بہ الست از ازل ہمی آید بجان بانگ نوش و لغزیات تا الی بلی شور و شی

ترجمہ

قولہ تعالیٰ واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظہورہم ذریتہم الآیہ حضرت ذوالنون سے اسکے متعلق سوال کیا گیا کیا تم کو یاد ہے انہوں نے فرمایا گویا وہ میرے کانوں میں گونج رہا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ یہ تو کل کی بات ہے

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى

اور ان لوگوں کو اس شخص کا حال پڑھ کر سنائیے کہ اسکو ہم نے اپنی آیتیں دیں پھر وہ ان سے بالکل ہی نکل گیا پھر شیطان اسکے پیچھے لگ لیا سو وہ گمراہ لوگوں میں داخل ہوگیا اور اگر ہم چاہتے تو اسکو ان آیتوں کی بدولت بلند مرتبہ کردیتے لیکن وہ تو

الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

دنیا کی طرف مائل ہوگیا اور اپنی نفسانی خواہش کی پیروی کرنے لگا سو اس کی حالت کتے کی سی ہوگئی کہ اگر تو اس پر حملہ کرے تب بھی ہانپے یا اس کو چھوڑ دے تب بھی ہانپے یہی حالت ان لوگوں کی ہے جنہوں نے

بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝ سَاۗءَ مَثَلَا ۨ الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ۝

ہماری آیتوں کو جھٹلایا سو آپ اس حالت کو بیان کردیجئے شاید وہ لوگ کچھ سوچیں ان لوگوں کی حالت بھی بری حالت ہے جو ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں اور وہ اپنا نقصان کرتے ہیں

کا کسی بقعہ میں اخراج ہوا تو ظہر آدم سے خود ذریت آدم کا بھی تو لازمی طور پر اخراج ہوا جیسے صندوق میں تھیلی ہو اور تھیلی میں روپے تو جب روپیہ تھیلی میں سے اس طرح نکالیں کہ نکلتے ہی بقعہ خارجہ عن الصندوق میں آجاوے تو ایسا خروج عن الصرۃ مستلزم ہوگا خروج الصرۃ عن الصندوق کو بھی اور قرآن مجید میں لفظ اخذ کے ماضی ہونے سے اور حدیث شیخین میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس لفظ سے فقد اردت منک اھون من ذلک فقد اخذت علیک فی ظہر ابیک آدم ان لا تشرک بی فابیت ان لا تشرک بی سے اور بعض اہل باطن کے اس دعوے سے کہ ہم کو وہ یاد ہے جیسا روح المعانی میں حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ کا یہ قول کان الان فی اذنی کسی شخص کے اس سوال کے جواب میں ھل تذکر کا منقول ہے اسی تفسیر کی تائید ہوتی ہے یہ سب روایات درمنثور میں مذکور ہیں شبہ ثانی اتنے آدمی کھڑے کہاں ہوئے ہونگے جواب حدیث میں آیا ہے کہ بہت ننھے ننھے چیونٹیوں کی طرح تھے پس کوئی شبہ نہیں شبہ ثالث ان میں عقل کہاں تھی جواب اُن کو عقل دے دی گئی تھی شبہ رابع اتنے ننھے جسم میں عقل کیسے ہوگی جواب جیسے چیونٹی کو ضروریات کی سمجھ ہوتی ہے شبہ خامس اس عہد سے کیا فائدہ ہوا جواب ہم اللہ تعالیٰ کی حکمتوں کے احاطہ کا دعویٰ نہیں کرتے اس لئے اسکی تعیین ہمارے ذمہ نہیں اور یہ بھی کہنا ممکن ہے کہ اب جو عقل کے نزدیک توحید ایک امر فطری ہے کہ ذرا انصاف سے تامل کیا جاوے تو سمجھ میں آجاتی ہے ممکن ہے کہ یہ اسی عہد کا اثر ہو اگر وہ عہد نہ ہوتا تو شاید ایسی سہولت نہ ہوتی جیسے کسی کو حساب سکھا دیا جاوے پھر گو وہ بھول جاوے لیکن دوبارہ اگر اس کو تعلیم دیں تو بہ نسبت اور ونکے سہولت سے سیکھ لیتا ہے شبہ سادس یاد تو رہا نہیں جواب اُسی پر تو اکتفا نہیں کیا گیا ہمیشہ انبیاء علیہم السلام توحید کی دعوت کرتے رہے اسی کو حدیث میں فرمایا ہے کہ میرے رسول تم کو یاد دلاتے رہینگے رہا یہ کہ اس دعوت رسل پر کیوں نہ اکتفا فرمایا اسکا جواب اسکے قبل کے شبہ میں مذکور ہوچکا ہے شبہ سابع یہ جو فرمایا ان تقولوا یوم القیمۃ تو اس کیلئے وہ عہد کیسے کافی ہوا جبکہ یاد نہیں جواب مراد یہ کہ اُسوقت کے عہد مع انضمام تذکیر موعود بلسان رسل کی یہ حکمت ہے چونکہ اصل استعداد اُسی عہد سے پیدا ہوئی اسلئے اس کی طرف اس حکمت کی نسبت کردی اب بعض ضروری امور مستقل طور پر قابل تحقیق ہیں ایک امر یہ کہ اس عہد میں توحید کی تخصیص کیوں کی گئی جواب شاید اسلئے کہ توحید کا مسئلہ متعلق ہے ذات غائبہ کے اسلئے اسکا فطرت کے قریب بنانا زیادہ مہتم بالشان تھا امر دوم اگر عہد نہ لیا جاتا تو عذاب ہی نہ ہوتا پھر یہ عذر کیوں ہوتا جواب عذاب کا وقوع مقتضا حکمت کا تھا اسی لئے ثواب وقوع ہوا لہذا قطع عذر کیلئے یہ عہد لیا گیا امر سوم بعد عہد یہ سوال تو نہیں ہوسکتا لیکن یہ سوال تو ممکن ہے کہ اسکا مکلف ہی کیوں کیا جواب مقتضا حکمت کا ہے جسکی تعیین ہمارے ذمہ نہیں امر چہارم اس عہد میں جنات کا ذکر نہیں آیا سو یا تو وہ کسی حکمت کے اقتضا سے اس میں شریک ہوں یا ذکر نہ کیا ہو کیونکہ وہ اکثر احکام میں تابع انسان کے ہیں پس ایک کے ذکر سے دوسرے کا حال معلوم ہوجاویگا

ربط اوپر آثار احوال بنی اسرائیل میں انکا مامور باحکام الٰہیہ ہونا اور ذکر میثاق عالم ارواح میں تمام آدمیوں کا مامور بتوحید ہونا مقصوداً اور ان مذکورین کا توحید و رسالت کے انکار سے ان عہود کے خلاف کرنا ضمناً مذکور ہوا تھا آگے بعد علم احکام کے انکے خلاف کرنیوالے کی مثال بیان فرماتے ہیں۔

مثال تارک حق بعد وضوح آں وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا الی قولہ تعالیٰ سَاۗءَ مَثَلَا ۨ الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ۝ اور ان لوگوں کو (عبرت کیواسطے) اس شخص کا حال پڑھ کر سنائیے کہ اس کو ہم نے اپنی آیتیں دیں (یعنی احکام کا علم دیا) پھر وہ ان (آیتوں) سے بالکل ہی نکل گیا پھر شیطان اسکے پیچھے لگ لیا سو وہ گمراہ لوگوں میں داخل ہوگیا اور اگر ہم چاہتے تو اسکو ان آیتوں (کے مقتضا پر عمل کرنے) کی بدولت

اللغات	النحو
اللغات قولہ اخلد الی الارض مال الی الدنیا اصل الاخلاد اللزوم للمکان من الخلود ولما فی ذلک من المیل فسر بہ وتفسیر الارض بالدنیا لانہا عاویۃ لملاذ ہاو ما یطلب منہا القصص مصدر سمی بہ	المقصوص۔ قولہ ساء مثلا القوم بتقدیر المضاف قبل القوم ای مثل القوم ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ۔ واتل علیہم نبأ الذی آتیناہ آیاتنا فانسلخ منہا الآیۃ فی الروح عن الطیبی طیب اللہ ثراہ ان من تفکر فی ہذا المثل تحقق لدان علماء السوء اسوء واقبح من ذلک فما لہا من مثل علیہم ما ہم فیہ من التہالک فی الدنیا عالیاد جاہہا والرکون الی اہل اتحادہا ومتابعۃ النفس الامارۃ انعاماً ذمیماً فی مرامہا عاذنا اللہ تعالیٰ والمسلمین من ذلک اھ وفیہ من باب الاشارۃ اشارۃ الی من ابتلی بالحور بعد الکور بان سلک حتی ظہر لہ ما ظہر ثم رجع من الطریق لسوء استعداد ہ وغلبۃ الشقاوۃ نعوذ باللہ تعالیٰ اخلد الی الارض ای مال الی الارض الطبیعۃ السفلیۃ اتبع ھواہ فی ایثار السوی قولہ ان تحمل الخ کانہ اشارۃ الی ان ہذا المنسلخ لا یزال یطلق لسانہ فی اہل الکمال بسوء زجر عن ذلک اولم یزجر اھ

ترجمہ قولہ تعالیٰ واتل علیہم نبأ الذی آتیناہ آیاتنا فانسلخ منہا الآیۃ روح میں طیبی سے نقل کیا ہے کہ جو شخص اس مثل میں غور کریگا اسکو یہ بات یقین کیساتھ معلوم ہوجاویگی کہ علماء جہل اس سے زیادہ قبیح حالت میں ہیں کیونکہ یہ لوگ جاہ میں اسکی لذت میں گھسے ہوئے ہیں الخ اور باب اشارہ میں ہے کہ جو شخص بعد سلوک کے طریق سے منقلب ہوجاوے اس پر وبال یہ ہوتا ہے کہ وہ اہل طبیعت غلیہ کیطرف مائل ہوتا ہے اور ہوائے نفسانی کا اتباع کرتاہے اور اہل اللہ کی شان میں زبان چلاتا ہے نعوذ باللہ۔

مَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِیْ ۚ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِیْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ

جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت کرتا ہے سو ہدایت پانے والا وہی ہوتا ہے اور جس کو وہ گمراہ کردے سو ایسے ہی لوگ خسارہ میں پڑ جاتے ہیں اور ہم نے ایسے بہت سے جن اور انسان دوزخ کیلئے پیدا کئے ہیں

لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ بِهَا ۖ وَلَهُمْ اَعْیُنٌ لَّا یُبْصِرُوْنَ بِهَا ۖ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا یَسْمَعُوْنَ بِهَا ۗ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ

جنکے دل ایسے ہیں جن سے نہیں سمجھتے اور جن کی آنکھیں ایسی ہیں جن سے نہیں دیکھتے اور جن کے کان ایسے ہیں جن سے نہیں سنتے یہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں

بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝

بلکہ یہ لوگ زیادہ بے راہ ہیں یہ لوگ غافل ہیں۔

بلند مرتبہ کردیتے (یعنی اگر وہ ان آیتوں پر عمل کرتا جسکا والبستہ قضاء و قدر ہونا امر معلوم ہے تو اس کا رتبہ قبول بڑھتا) لیکن وہ تو دنیا کی طرف مائل ہوگیا اور (اس میلان کے سبب) اپنی نفسانی خواہش کی پیروی کرنے لگا (اور آیات و احکام پر عمل چھوڑ دیا) سو (آیات کو چھوڑ کر جو پریشانی اور ذلّتِ دائمی اس کو نصیب ہوئی اسکے اعتبار سے) اس کی حالت کتے کی سی حالت ہوگئی کہ اگر تو اس پر حملہ کرے (اور مار کر نکال دے) تب بھی ہانپے یا اس کو (اس کی حالت پر) چھوڑ دے تب بھی ہانپے (کسی حالت میں اس کو راحت نہیں اسی طرح یہ شخص ذلت میں تو کتے کے مشابہ ہوگیا اور پریشانی میں کتے کی اس صفت میں شریک ہوا پس جیسی) اس شخص کی حالت ہوئی (ایسی ہی حالت (عام طور پر) ان لوگوں کی ہے جنہوں نے ہماری آیتوں کو (جو کہ توحید و رسالت پر دال ہیں) جھٹلایا (کہ وضوح حق کے بعد محض ہوا پرستی کے سبب حق کو ترک کرتے ہیں) سو آپ اس حال کو بیان کر دیجئے شاید وہ لوگ (اس کو سن کر کچھ سوچیں (حقیقت میں) ان لوگوں کی حالت بھی بری حالت ہے جو ہماری آیات (دالۃ علی التوحید والرسالۃ) کو جھٹلاتے ہیں اور (اس تکذیب سے وہ اپنا ہی) نقصان کرتے ہیں **ف** دُرِّ منثور میں اس شخص کی تعیین میں کئی قول لکھے ہیں بلعم اور یہ زیادہ مشہور ہے اُمیۃ بن ابی الصلت اور یہ ثقیف کا قول تھا صیفی بن الراہب یا ابن الراہب معروف بہ ابو عامر جسکے لئے مسجد ضرار بنی تھی اور یہ انصار کا قول تھا اور قتادہ کا یہ قول ہے کہ کوئی معین شخص مراد نہیں بلکہ جو شخص دین حق کا تارک ہو اہ جیسے یہ آیت ہے مثلہم کمثل الذی استوقد نارًا کہ مطلق مستوقد مراد ہے احقر کہتا ہے کہ ان اقوال میں کچھ تعارض نہیں عمومًا و خصوصًا سب کا مجموعہ مراد لینا صحیح ہے اور اس مضمون میں دونوں طرح کے اشخاص داخل ہیں جنہوں نے حق قبول ہی نہیں کیا اور جو قبول کر کے پھر گئے اور جاننا چاہئے کہ ظاہرًا مقتضا ترتیب کا یہ ہے کہ اتبعہ الشیطان فکان من الغوین مقدم ہو فانسلخ پر کیونکہ اول شیطان تعاقب کرتا ہے پھر اس سے غوایت شروع ہوتی ہے پھر وہ بڑھ کر انسلاخ ہو جاتا ہے مگر یہاں اتبعہ الشیطان سے لزوم و دوام تعاقب مراد ہے مطلق تعاقب نہیں اور وہ انسلاخ سے مؤخر ہے اور غوایت سے مراد بھی لزوم و دوام غوایت و ختم علی الکفر ہے اور وہ بھی انسلاخ سے مؤخر ہے عنوان ترجمہ میں ان مفہومات کی طرف اشارہ بھی کر دیا گیا ہے اور انسلاخ پر اتبعہ الشیطان کے مرتب کرنے میں اشارہ ہے کہ مطلق معصیت سے شیطان کا کامل تسلط نہیں ہوسکتا جب اس کے تسلط غیر تام سے انسلاخ اختیار کر لیتا ہے کہ مخالفت عملی بھی ہو انکار اعتقادی بھی ہو تب اس کا تسلط تام ہوتا ہے پس آدمی اپنے ہاتھوں بگڑتا ہے اور دستگیری میں مراد وہی ہے مقتضا ہے چونکہ مشیت سبب ہے عمل کا اسلئے مجازًا اس طرح تعبیر کر دیا اب مقابلہ نکتہ اخلد کا واضح ہوگیا اور کفر پر جو ذلت و پریشانی کو مرتب فرمایا ہے آخرت میں تو ظاہر ہی ہے لیکن دنیا میں بھی حق کی سی عزت و راحت نصیب نہیں ہوتی خصوص اگر قلب کو ٹٹولا جائے خصوصًا ارتداد کی حالت میں اور یہ شاید کا لفظ جو لعلہم یتفکرون کے ترجمہ میں آیا ہے بندوں کے اعتبار سے فرمایا ہے علم الٰہی کے اعتبار سے نہیں اور مقصود دونوں شرطیوں سے تقیید تشبیہ ہے نہ کہ دوام لہث کا اثبات پس اس کا عدم دوام محل اشکال نہیں یا عادتِ اکثریہ کو حکم دوام میں کہا جاوے ربط اوپر اہل ضلالت کی حالت بیان فرمائی کہ باوجود وضوح طرق ہدایت کے پھر عناد و خلاف کو نہیں چھوڑتے چونکہ انکے اس عناد و خلاف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت غم ہوتا تھا آگے آپ کی تسلی کا مضمون ہے۔

تسلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در معاملہ مخالفین حق

مَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِیْ الیٰ قولہ تعالیٰ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝ جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ولقد ذرأنا لجہنم كثيرا الی قولہ تعالیٰ اولئك هم الغافلون هذا التذييل كالتنبيه على ان الموجب لدخول جهنم هو الغفلة عن ذكر الله تعالى وارباب الذوق والمشاهدة يجدون ذلك من انفسهم لان القلب اذا غفل عن ذكر الله تبارك وتعالى واقبل على الدنيا وشهواتها وقع في نار الحرص ولا يزال يهوي من ظلمة الى ظلمة حتى ينتهي الى دركات الحرمان وبخلاف ذلك اذا انفتح على القلب باب الذكر فانه يقع في جنة القناعة ولا يزال يترقى من نور الى نور حتى ينتهي الى درجات الاحسان كذا في الروح تبغيير كثير اول العبارة

ترجمہ

قولہ تعالیٰ ۔ ولقد ذرأنا لجہنم كثيرا من الجن والانس الی قولہ تعالیٰ واولئك هم الغافلون اسکا مدلول لفظی تو یہ ہے کہ غفلت عن اللہ موجب ہے نار کا اور مدلول قیاسی یہ ہے جسکا مشاہدہ بھی ہوتا ہے کہ غفلت عن اللہ موجب ہے نارِ حرص دنیا و شہوات کی سبب کہ ذکر سے جنت قناعت و انوار بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

وَلِلّٰهِ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى فَادۡعُوۡهُ بِهَا ۖ وَذَرُوا الَّذِيۡنَ يُلۡحِدُوۡنَ فِىۡۤ اَسۡمَآئِهٖ ؕ سَيُجۡزَوۡنَ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ○

اور اچھے اچھے نام اللہ ہی کیلئے ہیں سو ان ناموں سے اللہ ہی کو موسوم کیا کرو اور ایسے لوگوں سے تعلق بھی نہ رکھو جو اس کے ناموں میں کجروی کرتے ہیں ان لوگوں کو انکے کئے کی ضرور سزا ملے گی ع ۲۲ ۱۰ ۱۲

وَمِمَّنۡ خَلَقۡنَاۤ اُمَّةٌ يَّهۡدُوۡنَ بِالۡحَـقِّ وَبِهٖ يَعۡدِلُوۡنَ ○ ع

اور ہماری مخلوق میں ایک جماعت ایسی بھی ہے جو حق کیموافق ہدایت کرتے ہیں اور اسی کیموافق انصاف بھی کرتے ہیں

کرتا ہے سو ہدایت پانیوالا وہی ہوتا ہے اور جسکو وہ گمراہ کر دے سو ایسے ہی لوگ (ابدی) خسارہ میں پڑ جاتے ہیں (پھر ان سے توقع ہدایت کرنا اور ہدایت نہ ہونے سے
مغموم ہونا بیکار) اور (جب وہ لوگ اپنے قویٰ مدرکہ سے کام ہی نہیں لیتے تو ہدایت کہاں سے ہو سو انکے نصیب میں تو دوزخ ہی ہے چنانچہ) ہم نے ایسے بہت سے جن
اور انسان دوزخ (ہی میں رہنے) کے لئے پیدا کئے ہیں جنکے (نام کو تو) دل (ہیں مگر) ایسے ہیں جن سے (حق بات کو) نہیں سمجھتے (چونکہ اسکا ارادہ ہی نہیں کرتے)
اور جنکے (نام کو تو) آنکھیں (ہیں مگر) ایسے ہیں جن سے (نظر استدلال کے طور پر کسی چیز کو) نہیں دیکھتے اور جن کے (نام کو تو) کان (ہیں مگر) ایسے ہیں جن سے (متوجہ
ہو کر حق بات کو) نہیں سنتے (غرض) یہ لوگ (آخرت کی طرف سے بے توجہ ہونے میں) چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ (اس حیثیت سے کہ چوپایوں کو آخرت کی طرف
متوجہ ہونیکا مکلف تو نہیں بنایا گیا سو اُن کا متوجہ نہ ہونا مذموم نہیں اور انکو تو اسکا حکم ہے پھر بھی بے توجہی کرتے ہیں سو اس اعتبار سے) یہ لوگ (ان چوپایوں
سے بھی) زیادہ بے راہ ہیں (کیونکہ) یہ لوگ (باوجود توجہ دلانیکے آخرت سے) غافل ہیں (بخلاف چوپایوں کے جیسا اوپر بیان ہوا) ف مسئلہ تقدیر کی تحقیق
سورۂ بقرہ کے رکوع اول میں کافی طور پر مذکور ہو چکی ہے ملاحظہ کر لیا جائے اور اگر کسی کو شبہ ہو کہ ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون سے معلوم ہوتا ہے کہ سب
عبادت کے لئے پیدا ہوئے ہیں اور یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ بعضے دوزخ کیلئے پیدا ہوئے ہیں جسکا سبب ترک عبادت ہے جواب یہ ہے کہ وہ غایت تشریعی
ہے اور یہ غایت تکوینی پس دونوں میں کچھ تعارض نہیں ربط اوپر کفار کی مذمت مذکور ہے ان میں ایک قسم مشرکین تھے جن کو تین بڑے مسئلوں میں خلاف تھا
توحید و رسالت قیامت آگے کی آیت سے ختم سورت تک ان ہی تین مسئلوں کی بحث ہے اور درمیان درمیان مناسبات خاصہ سے اور کچھ کچھ مختصر مضمون ہیں
توحید وَلِلّٰهِ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى فَادۡعُوۡهُ بِهَا ۖ وَذَرُوا الَّذِيۡنَ يُلۡحِدُوۡنَ فِىۡۤ اَسۡمَآئِهٖ ؕ سَيُجۡزَوۡنَ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ۞
اور اچھے اچھے (مخصوص) نام اللہ ہی کیلئے (خاص) ہیں سو ان ناموں سے اللہ ہی کو موسوم کیا کرو اور (دوسروں پر ان ناموں کا اطلاق مت کیا کرو بلکہ) ایسے
لوگوں سے تعلق بھی نہ رکھو جو اسکے (مذکورہ) ناموں میں کجروی کرتے ہیں (اس طرح سے کہ غیر اللہ پر ان کا اطلاق کرتے ہیں جیسا وہ لوگ انکو معبود اور
الٰہ اعتقاد کے ساتھ کہتے تھے) ان لوگوں کو انکے کئے کی ضرور سزا ملے گی ف مخصوص ناموں سے مراد وہ جن کا خاص ہونا اللہ تعالیٰ کے ساتھ دلیل شرعی
سے ثابت ہے ربط اوپر کفار کا ذکر تھا آگے حسب طرز قرآنی مومنین کا بطور استثنار کے ذکر ہے ذکر مومنین وَمِمَّنۡ خَلَقۡنَاۤ اُمَّةٌ
يَّهۡدُوۡنَ بِالۡحَـقِّ وَبِهٖ يَعۡدِلُوۡنَ ○ اور ہماری مخلوق جن و انس میں (سب گمراہ ہی نہیں بلکہ) ایک جماعت (ان میں) ایسی بھی ہے جو (دین) حق
(یعنی اسلام) کے موافق (لوگوں کو) ہدایت (بھی) کرتے ہیں اور اسی کے موافق (اپنے اور غیروں کے معاملات میں) انصاف بھی کرتے ہیں
ربط اوپر مشرکین کے حق میں سیجزون فرمایا تھا چونکہ وہ جزا اس وقت تک واقع نہ ہوئی تھی اس سے شبہ عدم وقوع کی ان کو گنجائش ہو سکتی ہے
آگے عدم وقوع کی وجہ بیان کر کے اس شبہ کا دفعیہ فرماتے ہیں۔

اللغات قولہ الحد مال ای من الحق الی الباطل ۱۲

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی اضل بے راہ اشارہ الی ان الضلال لغوی لا شرعی لانہ لا یوصف بہ الانعام ۱۲
سہ قولہ فی الغافلون باوجود افاد ہذا القید اطلاق الغافل والمطلق یراد بہ الفرد الکامل وہو
الابد ۱۲ سہ قولہ فی الاسماء مخصوص فاللام للعہد ۱۲
سہ قولہ فی فادعوا موسوم من الدعوۃ بمعنی التسمیۃ من دعوتہ زیدا او بزید ای سمیتہ کما فی قولہ
تعالیٰ قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمٰن ۱۲
ھہ قولہ فی وذروا بلکہ اشارہ الی ان المقصود النہی عن الالحاد بالمبالغۃ ۱۲
لہ قولہ فی توضیح یلحدون اعتقاد قید بہ لورود تسمیۃ ما یعبدون آلہۃ فی القرآن لکن بناء
علی زعمہم او اللغۃ ۱۲
کہ قولہ فی وممن سب گمراہ ہی نہیں اشارہ الی کونہ مقابلا لقولہ ولقد ذرانا لکم
یدل علیہ قولہ خلقنا مراد فالقول ذرانا ای ممن ذرانا لکذا وممن خلقنا لکذ واللہ اعلم ۱۲

57 / 158

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاُمْلِيْ لَهُمْ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ۝ اَوَلَمْ

اور جو لوگ ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں ہم ان کو بتدریج لئے جا رہے ہیں اس طور پر کہ ان کو خبر بھی نہیں اور ان کو مہلت دیتا ہوں بیشک میری تدبیر بڑی مضبوط ہے۔ کیا ان لوگوں نے

يَتَفَكَّرُوْا مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اس بات میں غور نہ کیا کہ ان کا جن سے سابقہ ہے ان کو ذرا بھی جنون نہیں وہ تو صرف ایک صاف صاف ڈرانیوالے ہیں۔ اور کیا ان لوگوں نے غور نہیں کیا آسمانوں اور زمین کے عالم میں

وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ وَّاَنْ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ۝

اور دوسری چیزوں میں جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں اور اس بات میں کہ ممکن ہے کہ ان کی اجل قریب ہی آپہنچی ہو پھر قرآن کے بعد کون سی بات پر یہ لوگ ایمان لاویں گے۔

جواب عدم وقوع عذاب در دنیا

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا (الی قولہ تعالے) اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ۝ اور جو لوگ ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں ہم انکو بتدریج (جہنم کی طرف) لیے جا رہے ہیں اس طور پر کہ انکو خبر بھی نہیں اور (دنیا میں عذاب نازل کرڈالنے سے) انکو مہلت دیتا ہوں بیشک میری تدبیر بڑی مضبوط ہے۔ ف حاصل یہ کہ ان کی شرارتوں پر سزا لئے شدید دینا منظور ہے اسلئے اس کی یہ تدبیر کی گئی کہ یہاں مواخذہ کامل نہیں فرمایا ورنہ اعمال موجبہ عقاب اسی حد پر منقطع ہو جاتے اور منظور تھا اس حد مذکور سے زیادہ سزا دینا پس انکو ناز و نعم میں انکے حال پر چھوڑ کر مہلت دیدی تاکہ وہ اعمال بتدریج بڑھتے جائیں جس سے یوماً فیوماً زیادت عذاب کے مستحق ہوتے جاویں پس مہلت دینا املار و امہال ہے اور اسپر یوماً فیوماً زیادت معاصی کا اثر مرتب ہونا حاصل استدراج کا ہے اس سے وجہ عدم تعجیل عذاب معلوم ہو گئی اور لا یعلمون کے معنی یہ ہیں کہ وہ اس مہلت کو محمول کرتے ہیں اپنے طریقہ کے حق ہونے اور اپنے محبوب و مقبول عند اللہ ہونے پر حالانکہ وہ جہنم تک کی مسافت کو قطع کر رہے ہیں ربط اوپر آیت وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ میں منجملہ مسائل ثلاثہ مذکورہ تمہید آیت موصوفہ کے توحید کا بیان ہوا تھا آگے رسالت کا ذکر ہے جس کے نزول کا قصہ لباب میں قتادہ سے نقل کیا ہے کہ ایک بار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوہ صفا پر کھڑے ہوئے اور ایک ایک قبیلہ کو پکار کر عذاب آخرت سے ڈرایا بعضوں نے کہا کہ تمہارے ان صاحب کو جنون ہو گیا ہے اسپر یہ آیت نازل ہوئی۔ بحث رسالت اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۚ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ کیا ان لوگوں نے اس بات میں غور نہ کیا کہ انکا جن سے سابقہ ہے اُن کو ذرا بھی جنون نہیں وہ تو صرف ایک صاف صاف (عذاب سے) ڈرانیوالے ہیں (جو کہ اصالۃً پیغمبر کا کام ہوتا ہے) ف حاصل یہ کہ اگر آپ کی مجموعی حالت میں غور کریں تو آپ کی پیغمبری سمجھ میں آجائے آپکے معجزات تو خوارق ہیں ہی جن میں سب سے بڑھ کر قرآن ہے لیکن آپکے اخلاق و شیم بھی خوارق ہی ہیں اور بجائے خود معجزہ کہ دوسرا ہرگز ان میں برابری نہیں کرسکتا کرکے دیکھنے سے معلوم ہو ربط اوپر رسالت کے مسئلہ میں غور کرلینے کو فرمایا تھا آگے توحید کے مسئلہ میں جس کا ذکر پہلے محض عنوان دعوے سے ہوا تھا غور کرنے کو جس میں اشارہ استدلال کی طرف ہے فرماتے ہیں اور ساتھ میں ان کی موت جس پر عذاب موعود مذکور و معہود شروع ہو جاوے یاد دلاتے ہیں۔

توحید و تذکیر موت

اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (الی قولہ تعالے) فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ۝ اور کیا ان لوگوں نے غور نہیں کیا آسمانوں اور زمین کے عالم میں اور (نیز) دوسری چیزوں میں جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں (تاکہ ان کو توحید کا علم استدلالی حاصل ہو جاتا) اور اس بات میں

اللغات الاستدراج النقل درجۃ بعد درجۃ من سفل الی علو او بالعکس ثم استعیر لطلب کل نقل تدریجی من حال الی حال من الاحوال الملائمۃ للمنتقل الموافقۃ لہواہ واستدراجہ تعالے ایاہم بادرار النعم علیہم مع انہماکہم فی الغی فلیس المطلوب الا تدرجہم فی مدارج المعاصی الی ان یحق علیہم کلمۃ العذاب علی افظع حال و اشنعہا و ادرار النعم وسیلۃ الی ذلک ۱۲

النحو قولہ اولم ای اکذبوا برسالتہ ولم یتفکروا فی انہ لیس لصاحبہم الخ ۱۲
قولہ وما خلق اللہ عطف علی ملکوت ومن شیٔ بیان لما وان ہی معطوف ایضا علی ملکوت فی الروح فہو معمول لینظروا لکن لا یعتبر فیہ بالنظر الیہ انہ للاستدلال بناء علی ما قالوا ان قید المعطوف علیہ لا یلزم ملاحظتہ فی المعطوف اھ قلت وقد بینتہ فی ف۔

مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ۚ وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۭ

جسکو اللہ تعالیٰ گمراہ کرے اس کو کوئی راہ پر نہیں لاسکتا اور اللہ تعالیٰ ان کو ان کی گمراہی میں بھٹکتے ہوئے چھوڑ دیتا ہے یہ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہوگا

قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ۘ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ۭ

آپ فرما دیجئے کہ اس کا علم صرف میرے رب ہی کے پاس ہے اسکے وقت پر اسکو سوا اللہ کے کوئی اور ظاہر نہ کرے گا وہ آسمانوں اور زمین میں بڑا بھاری حادثہ ہوگا وہ تم پر محض اچانک آپڑے گی

يَسْــَٔـلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

وہ آپ سے اس طرح پوچھتے ہیں جیسے گویا آپ اس کی تحقیقات کر چکے ہیں آپ فرما دیجئے کہ اس کا علم خاص اللہ ہی کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ۔

(بھی غور نہیں کیا) کہ ممکن ہے کہ ان کی اجل قریب ہی آپہونچی ہو (تاکہ احتمال عذاب سے ڈرتے اور اس سے بچنے کی فکر کرتے اور اس فکر سے دین حق مل جاتا اور امکان قرب اجل ہر وقت ہے اور جب قرآن جیسے مؤثر کلام سے ان کی فکر تک کو حرکت نہیں ہوتی تو) پھر قرآن کے بعد کونسی بات پر یہ لوگ ایمان لاویں گے **ف** استدلال بالمصنوع علی توحید الصانع کی تقریر پارہ سیقول کے شروع رکوع چہارم میں گذر چکی ہے حاصل آیت یہ کہ نہ دین حق کے موصل یعنی دلیل کی فکر ہے اور نہ اس فکر فی الموصل کے معین یعنی استحضار موت کا ذکر ہے۔ **ربط** اوپر جا ی حد بیث سے انکا غالی فی الکفر ہونا ثابت ہوا اور یہ مظنہ ہے حزن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آگے تسلی کا مضمون ہے جیسا ایک بار اوپر من یھد اللہ الخ میں بھی آچکا ہے شاید اہتمام تسلیہ کیلئے مکرر فرما دیا گیا ہو۔

تکریر تسلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کرے اسکو کوئی راہ پر نہیں لاسکتا (پھر غم لاحاصل) اور اللہ تعالیٰ انکو انکی گمراہی میں بھٹکتے ہوئے چھوڑ دیتا ہے (تاکہ ایک دفعہ ہی پوری سزا دیدے) **ربط** اوپر منجملہ مسائل ثلثہ مذکورہ تمہید آیت وللہ الاسماء کے توحید و رسالت کا ذکر ہو چکا آگے تیسرے مسئلہ بحث قیامت کا ذکر ہے جسکا سبب نزول لباب میں آپ سے قریش کا اور نیز یہود کا سوال کرنا منقول ہے **بحث قیامت** يَسْــَٔـلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ (الی قولہ تعالیٰ) وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ یہ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہوگا آپ فرما دیجئے کہ اُسکا یہ علم (کہ کب واقع ہوگی) صرف میرے رب ہی کے پاس ہے (دوسرے کسی کو اس کی اطلاع نہیں) اسکے وقت پر اس کو سوا اللہ کے کوئی اور ظاہر نہ کریگا (اور وہ ظاہر کرنا یہ ہوگا کہ اس کو واقع کر دیگا اسوقت سب کو پوری خبر ہوجاویگی اسکے قبل ویسے کسی کو بتلانے کے طور پر بھی اس کو ظاہر نہ کیا جاویگا کیونکہ) وہ آسمانوں اور زمین میں بڑا بھاری حادثہ ہوگا (اس لئے) وہ تم پر محض اچانک (بے خبری میں) آپڑے گی (تاکہ وہ جس طرح اجسام پر ان کو متغیر و متفرق کر دینے میں بھاری ہے اسی طرح قلوب پر بھی اس کا بھاری اثر ہو اور پہلے سے بتلا دینے میں یہ بات نہیں رہتی اور پوچھنا بھی تو انکا معمولی طور پر نہیں بلکہ) وہ آپ سے اس طرح (اصرار و مبالغہ سے) پوچھتے ہیں جیسے گویا آپ اس کی تحقیقات کر چکے ہیں (اور تحقیقات کے بعد آپکو اس کا پورا احاطہ ہوگیا ہے) آپ فرما دیجئے کہ اسکا علم (مذکور) خاص اللہ ہی کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ (اس بات کو) نہیں جانتے (کہ بعض علوم حق تعالیٰ نے اپنے خزانۂ علم میں مکنون رکھے ہیں انبیاء کو بھی تفصیلاً اطلاع نہیں دی پس اسکے نہ جاننے سے کسی نبی کے عدم اطلاع تعیین قیامت کو معاذ اللہ دلیل نفی نبوۃ کی سمجھتے ہیں اس طرح سے کہ نبوۃ کیلئے یہ علم لازم ہے اور انتفاء لازم مستلزم انتفاء ملزوم ہے حالانکہ پہلا

اللغات قولہ مرسٰہا مصدر میمی بمعنی الارساء ای الاثبات والتقرید عند ربی للاختصاص والاستیثار ۔ الحفی من حفی اذا الحث عن تعرف حالہ ۔
اختلاف القراءۃ فی قراءۃ ویذرہم بالجزم عطفا علی محل فلا ہادی لہ وترتبہ علی الاحتمال علی ہذہ القراءۃ اظہر

ملحقات الترجمۃ [۱] قولہ نہیں لا سکتا فسر بہ لئلا یرد ان النبی ومن تبعہ یکون ہدایۃ وتبلیغا عاما ۔ [۲] قولہ قبل یسئلونک کانک معمولی الخ اشارۃ الی فائدۃ تکرار ذکر السوال ولما کرر السوال کرر الجواب بعنوان جدید لیفید التکریر ۱۲ [۳] قولہ فی علمہ فی الموضعین یہ ومذکور اشارۃ الی انہ لاحاجۃ الی تقدیر المضاف بنحو علم ارسائہا بالتطابق الجواب السوال ۱۲

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚ

آپ کہدیجئے کہ میں خود اپنی ذات خاص کیلئے کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ کسی ضرر کا مگر اتنا ہی کہ جتنا خدا تعالےٰ نے چاہا ہو اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو میں بہت سے منافع حاصل

وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْۗءُ ڔ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ ع

اور کوئی مضرت ہی مجھ پر واقع نہ ہوتی میں تو محض بشارت دینے والا اور ڈرانیوالا ہوں اُن لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں

مقدمہ محض غلط ہے **ف** اس آیت سے اور حدیث ما المسئول عنہا باعلم من السائل رواہ الشیخان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تعیین و تفصیل کیساتھ قیامت کی اطلاع آپ سے بھی مخفی تھی اور بعض روایات جو تعیین کے باب میں آئی ہیں کہ دنیا کی عمر سات ہزار سال کی ہے اولاً وہ قوت میں قرآن اور حدیث شیخین کے برابر کیا فی نفسہ بھی صحیح السند نہیں دوسرے ماؤل ہو سکتی ہیں ظن غالب کیساتھ **ربط** اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تعیین قیامت کے متعلق اپنی لاعلمی کے اظہار کا حکم ہوا ہے آگے اس لاعلمی کی علت بیان کرنیکا حکم ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ مجھ کو غیب کا علم نہیں سب اور جب مجھکو تعیین کا علم نہیں دیا گیا تو وہ غیب ہوا اسی لئے مجھکو اس کا علم نہیں۔

انتفاء علم غیب از نبی صلی اللہ علیہ وسلم

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا الی قولہ تعالےٰ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ آپ کہدیجئے کہ میں خود اپنی ذات خاص کیلئے (بھی چہ جائیکہ دوسروں کیلئے) کسی نفع (تکوینی کے حاصل کرنے) کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ کسی ضرر (تکوینی کے دفع کرنے) کا (اختیار رکھتا ہوں) مگر اتنا ہی کہ جتنا خدا تعالیٰ نے چاہا ہو (کہ مجھکو اختیار دیدیں اور جس امر میں اختیار نہیں دیا اس میں بعض اوقات منافع فوت ہو جاتے ہیں اور مضار واقع ہو جاتے ہیں ایک مقدمہ تو یہ ہوا) اور (دوسرا مقدمہ یہ ہے کہ) اگر میں غیب کی باتیں (امور اختیاریہ کے متعلق) جانتا ہوتا تو میں (اپنے لیے) بہت سے منافع حاصل کر لیا کرتا اور کوئی مضرت ہی مجھ پر واقع نہ ہوتی (کیونکہ علم غیب کے سبب معلوم ہو جاتا کہ فلاں امر میرے لئے یقیناً نافع ہوگا اسکو اختیار کر لیا کرتا اور فلاں امر میرے لئے یقیناً مضر ہوگا اُس سے احتراز کرتا اور اب چونکہ علم غیب نہیں اسلئے بعض اوقات نافع کا علم نہیں ہوتا کہ اس کو اختیار کروں اور اسی طرح مضر کا علم نہیں ہوتا کہ اس سے بچوں بلکہ گاہے بالعکس نافع کو مضر اور مضر کو نافع سمجھ لیا جاتا ہے حاصل استدلال کا یہ ہوا کہ علم غیب کے لئے نفع و ضرر کا مالک ہونا لازم تھا یہ مقدمہ ذکر میں مؤخر ہے اور لازم منتفی ہے یہ مقدمہ ذکر میں مقدم ہے پس ملزوم یعنی علم غیب منتفی ہے اور یہ مطلوب ہے غرض میں ایسے امور کا علم نہیں رکھتا) میں تو محض (احکام شرعیہ بتلا کر ثواب کی) بشارت دینے والا اور (عذاب سے) ڈرانیوالا ہوں اُن لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں (خلاصہ یہ کہ نبوت کا اصلی مقصود امور تکوینیہ کا احاطہ نہیں اسلئے ان امور کا علم جن میں تعیین قیامت بھی داخل ہے نبی کو ملنا ضرور نہیں البتہ نبوۃ کا اصلی مقصود امور تشریعیہ کا علم وافی ہے سو وہ مجھ کو حاصل ہے) **ف** ایمان رکھنے والوں کی تخصیص اسلئے کی کہ منتفع وہی لوگ ہوئے ورنہ آپ کا بشیر و نذیر ہونا تمام مکلفین کیلئے عام ہے اور نفع و ضرر میں جو تکوینی کی قید لگائی گئی حالانکہ بدوں مشیت کے کسی امر میں بھی اختیار حاصل نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اس مقام پر گفتگو اسی میں ہو رہی ہے کہ اُن ہی کے نفی علم کا حکم کیا ہے اور اعلم الغیب میں جو امور اختیاریہ کے متعلق ہونیکی قید لگائی گئی وجہ اسکی یہ ہے کہ یہاں علم کو ملزوم اور استکثار و عدم مس یعنی قدرت نفع و ضرر کو لازم قرار دیا ہے حالانکہ علم مستلزم قدرت کو نہیں پس حکم استلزام قرینہ اس قید کا ہے اور اس قید کے ساتھ استلزام ظاہر ہے جیسا کہ ظاہر ہے اب استلزام عقلی ہو گیا عادی کے قائل ہونیکی کوئی ضرورت نہ رہی گو شبہ اس سے بھی دفع ہو سکتا ہے **ربط** اوپر منجملہ مسائل ثلثہ مذکورہ تمہید آیت وللہ الاسماء الحسنیٰ کے دو جگہ یعنی آیت وللہ الاسماء میں اور آیت اولم ینظروا میں توحید کا مختصراً ذکر ہوا ہے آگے اس کا اور اُس کے ساتھ طریق شرک کے بطلان کا جو کہ اوپر مذکور نہیں ہوا قدرے بسط سے بیان ہے۔

الروایات فی الدر المنثور اخرج ابن ابی حاتم و ابو الشیخ عن ابن عباس فی قولہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر قال لعلمت اذا اشتریت شیئا ما اربح فیہ فلا ابیع شیئا الا ربحت فیہ وما مسنی السوء قال ولاصیبنی الفقر اھ قلت وتاید بھذہ الروایات ما فسرت الآیۃ بہ من تخصیصھا بالامور الاختیاریۃ ۱۲

الحقات الترجمۃ ۱؎ قولہ فی لنفسی چہ جائیکہ اشارۃ الی ان التقیید للمبالغۃ ۱۲ ۲؎ قولہ فی نفعا ولا ضرا حاصل و دفع اشارۃ الی حذف المضاف فی الموضعین ۱۲ ۳؎ قولہ فی التمہید طریق شرک الی البسط فلا تکرار فی ذکر التوحید لحین الاول لم یکن الشرک مذکورا فیہ وفی الثانی لم یکن ذکر التوحید مبسوطا ۱۲

مع ۸ ع ۲۲ ۱۳

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ۔ قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ما شاء اللہ ولو کنت اعلم الغیب الآیۃ نص فی نفی القدرۃ المستقلۃ والعلم المحیط عن المقبولین فھذا بالجملۃ یعتقد ونھا فی مشائخھم ان ھو الا ضلال مبین

ترجمہ

قولہ تعالےٰ قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ما شاء اللہ ولو کنت اعلم الغیب الآیۃ اس میں تصریح ہے کہ قدرۃ مستقلہ و علم محیط مقبولین سے منفی ہے اور جہلا ء جیسے پیروں کیلئے ثابت کیا کرتے ہیں لغو و باطل ہے

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا ۖ فَلَمَّا تَغَشَّاهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيفًا فَمَرَّتْ بِهِ

وہ اللہ ایسا ہے جس نے تم کو ایک تن واحد سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ وہ اس اپنے جوڑے سے انس حاصل کرے پھر جب میاں نے بی بی سے قربت کی تو اس کو حمل رہ گیا ہلکا سا سو وہ اسکو لئے ہوئے چلتی پھرتی رہی

فَلَمَّا أَثْقَلَت دَّعَوَا اللَّهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ آتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ ۝ فَلَمَّا آتَاهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ فِيمَا

پھر جب وہ بوجھل ہوگئی تو دونوں میاں بی بی اللہ سے جو کہ انکا مالک ہے دعا کرنے لگے کہ اگر آپ نے ہم کو صحیح سالم اولاد دیدی تو ہم خوب شکر گذاری کرینگے سو جب اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو صحیح سالم اولاد دیدی تو

آتَاهُمَا ۚ فَتَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ أَيُشْرِكُونَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ۝ وَلَا يَسْتَطِيعُونَ لَهُمْ نَصْرًا وَلَا أَنفُسَهُمْ

سو اللہ تعالیٰ پاک ہے انکے شرک سے کیا ایسوں کو شریک ٹھیراتے ہیں جو کسی چیز کو بنا نہ سکیں اور وہ خود ہی بنائے جاتے ہوں اور وہ انکو کسی قسم کی مدد نہیں دے سکتے اور وہ خود اپنی بھی

يَنصُرُونَ ۝ وَإِن تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ لَا يَتَّبِعُوكُمْ ۚ سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ أَدَعَوْتُمُوهُمْ أَمْ أَنتُمْ صَامِتُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ

مدد نہیں کر سکتے اور اگر تم ان کو کوئی بات بتانے کو پکارو تو تمہارے کہنے پر نہ چلیں تمہارے اعتبار سے دونوں امر برابر ہیں خواہ تم انکو پکارو اور یا تم خاموش رہو واقعی تم خدا کو چھوڑ کر جنکی عبادت کرتے ہو

مِن دُونِ اللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ ۖ فَادْعُوهُمْ فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ أَلَهُمْ أَرْجُلٌ يَمْشُونَ بِهَا ۖ أَمْ لَهُمْ أَيْدٍ

وہ بھی تم ہی جیسے بندے ہیں سو تم انکو پکارو پھر انکو چاہیئے کہ تمہارا کہنا کر دیں اگر تم سچے ہو　کیا انکے پاؤں ہیں جن سے وہ چلتے ہوں یا ان کے ہاتھ ہیں

يَبْطِشُونَ بِهَا ۖ أَمْ لَهُمْ أَعْيُنٌ يُبْصِرُونَ بِهَا ۖ أَمْ لَهُمْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا ۗ قُلِ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ كِيدُونِ فَلَا تُنظِرُونِ ۝

جن سے کسی چیز کو تھام سکیں یا انکی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے ہوں یا ان کے کان ہیں جن سے وہ سنتے ہوں آپ کہدیجئے کہ تم اپنے سب شرکاء کو بلا لو پھر میری ضرر رسانی کی تدبیر کرو پھر مجھکو ذرا مہلت مت دو

بحث اثباتِ توحید و ابطال شرک

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ (الیٰ قولہ تعالیٰ) وَتَرَاهُمْ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ۝ وہ اللہ ایسا (قادر اور منعم) ہے جس نے تم کو ایک تن واحد (یعنی آدم علیہ السلام) سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا (مراد حوا ہیں جس کی کیفیت شروع تفسیر سورۂ نساء میں گذر چکی) تاکہ وہ اس اپنے جوڑے سے انس حاصل کرے (پس جب وہ خالق بھی ہے اور محسن بھی تو عبادت اسی کا حق ہے پھر آگے انکی اولاد بڑھی اور ان میں بھی میاں بی بی ہوئے لیکن ان میں بعض کی یہ حالت ہوئی کہ) جب میاں نے بی بی سے قربت کی تو اس کو حمل رہ گیا (جو اول اول) ہلکا سا (رہا) سو وہ اس کو (پیٹ میں) لئے ہوئے (بے تکلف) چلتی پھرتی رہی پھر جب وہ (حاملہ اس حمل کے بڑھ جانے سے) بوجھل ہوگئی (اور دونوں میاں بی بی کو یقین ہوگیا کہ حمل ہے) تو (اسوقت ان کو طرح طرح کے احتمالات و توہمات ہونے لگے جیسا کہ بعضے حمل میں خطرات پیش آتے ہیں اس لئے) دونوں میاں بی بی اللہ سے جو کہ انکا مالک ہے دعا کرنے لگے کہ اگر آپ نے ہم کو صحیح سالم اولاد دیدی تو ہم خوب شکر گذاری کریں گے (جیسا عام عادت ہے کہ مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ سے بڑے بڑے عہد و پیمان ہوا کرتے ہیں) سو جب اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو صحیح سالم اولاد دیدی تو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی چیز میں اللہ کے شریک قرار دینے لگے (مختلف طور پر کسی نے اعتقاد سے کہ یہ اولاد فلاں زندہ یا مردہ نے دی ہے کسی نے عمل سے کہ اسکے نام کی نذر و نیاز کرنے لگے یا بچہ کو لے جاکر اسکے سامنے اس کا ماتھا ٹیک دیا یا قول سے کہ اس کی بندگی پر نام رکھدیا جیسے عبد شمس یا بندہ علی وغیرہما یعنی یہ حق تو تھا خدا کا جو کہ منعم اور خالق اور قادر و محسن ہے اور صرف کیا اسکے دوسرے معبودوں کیلئے) سو اللہ تعالیٰ پاک ہے ان کے شرک سے (یہاں تک تو حقتعالیٰ کی صفات مذکور تھیں جو مقتضی ہیں اس کے استحقاق معبودیت کو آگے آلہہ باطلہ کے نقائص کا ذکر ہے جو مقتضی ہیں

اللغات قولہ لیسکن الیہا یستانس بہا کذا فی الروح قولہ فمرت بہ استمرت بہ المراد بقیت بہ کما کانت قبل حیث قامت وقعدت واخذت وترکت کذا فی الروح ۱۲

البلاغۃ قولہ وھم یخلقون ولا یستطیعون الی الآخر اتی بصیغ العقلاء بناء علی زعمہم انہا موصوفۃ بالالوہیۃ المستلزمۃ لصفات العقلاء ومن ثم حکم فی قولہ امثالکم بالمماثلۃ مع انہا دونہم فافہم۔

ملحقات الترجمۃ ۱ قولہ فی عما یشرکون شرک اشارۃ الی کون ما مصدریۃ ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ان الذین تدعون من دون اللہ عباد امثالکم فادعوہم فلیستجیبوا لکم الآیۃ وان ورد فی الاصنام بدلیل قولہ تعالیٰ بعدہ الہم ارجل الخ لکن لما اناط الحکم علی کونہم عبادا دل علی ان المملوکیۃ تمنع جواز الاستغاثۃ بغیر اللہ فوقع بین ما نطقت بہ الآیۃ وبین ما یفعلہ الجہلۃ

ترجمہ قولہ تعالیٰ ان الذین تدعون من دون اللہ عباد امثالکم فادعوہم فلیستجیبوا لکم الآیۃ آیت گو اصنام کے بارہ میں ہے بقرینہ مابعد الہم ارجل الخ کے لیکن حکم کا مناط انکے عباد یعنی مملوک ہونے کو رکھا ہے اس سے ثابت ہوا کہ ما غیر اللہ کیطور استغاثہ کے ناجائز ہے تو کہاں یہ آیت اور کہاں جاہلوں کا فعل ۱۲

إِنَّ وَلِيِّـۦَ اللّٰهُ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِينَ ۝ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ

یقیناً میرا مددگار اللہ تعالیٰ ہے جس نے یہ کتاب نازل فرمائی اور وہ نیک بندوں کی مدد کیا کرتا ہے　اور تم جن لوگوں کی خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو وہ تمہاری کچھ مدد

نَصْرَكُمْ وَلَا أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ ۝ وَإِنْ تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوا وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ۝

نہیں کر سکتے　اور نہ وہ اپنی مدد کر سکتے ہیں۔　اور ان کو اگر کوئی بات بتلانے کو پکارو تو اس کو نہ سنیں اور انکو آپ دیکھتے ہیں کہ گویا وہ آپکو دیکھ رہے ہیں اور وہ کچھ بھی نہیں دیکھتے۔

اُن کے عدم استحقاقِ معبودیت کو بیں فرماتے ہیں کہ کیا (اللہ تعالیٰ کے ساتھ) ایسوں کو شریک ٹھیراتے ہیں جو کسی چیز کو بنا نہ سکیں اور (بلکہ) وہ خود ہی بنائے جاتے ہوں (چنانچہ ظاہر ہے کہ بت پرست خود اُن کو تراشتے تھے) اور (کسی چیز کا بنانا تو بڑی بات ہے) وہ (تو ایسے عاجز ہیں کہ اس سے آسان کام بھی نہیں کر سکتے مثلاً) ان کو کسی قسم کی مدد (بھی) نہیں دے سکتے اور (اس سے بھی بڑھ کر یہ ہے کہ) وہ خود اپنی بھی مدد نہیں کر سکتے (اگر کوئی حادثہ انکو پیش آجاوے مثلاً کوئی شخص اُنکو توڑنے پھوڑنے ہی لگے) اور (اس سے بھی بڑھ کر سنو کہ) اگر تم اُن کو کوئی بات بتلانے کو پکارو تو تمہارے کہنے پر نہ چلیں (اسکے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ تم ان کو پکارو کہ وہ تم کو کوئی بات بتلاویں تو تمہارا کہنا نہ کریں یعنی نہ بتلاویں اور دوسرے اس سے زیادہ یہ کہ تم انکو پکارو کہ ہم تم کو کچھ بتلاویں تو تمہارے کہنے پر نہ چلیں یعنی تمہاری بتلائی ہوئی بات پر عمل نہ کر سکیں بہرحال) تمہارے اعتبار سے دونوں امر برابر ہیں خواہ تم اُن کو پکارو (وہ جب نہیں سنتے) اور یا تم خاموش رہو (جب تو نہ سننا ظاہر ہی ہے خلاصہ یہ ہے کہ جو کام سب سے سہل تر ہے کہ کوئی بات بتلانے کیلئے پکارنے کو سُن لینا وہ اسی سے عاجز ہیں تو جو اس سے مشکل ہے کہ اپنی حفاظت کریں اور پھر جو اس سے مشکل ہے کہ دوسروں کی امداد کرنا اور پھر جو ان سب سے دشوار تر ہے کہ کسی شئے کو پیدا کرنا ان سے تو بدرجہ اولیٰ زیادہ تر عاجز ہونگے پھر ایسے عاجز محتاج کب معبودیت کے لائق ہو سکتے ہیں غرض) واقعی تم خدا کو چھوڑ کر جن کی عبادت کرتے ہو وہ بھی تم ہی جیسے (اللہ کے مملوک) بندے ہیں (یعنی تم سے بڑھ کر نہیں خواہ گھٹے ہوئے ہوں) سو (ہم تو تم کو سچا جب جانیں کہ) تم (تو) انکو پکارو (اور) پھر انکو چاہئے کہ تمہارا کہنا کر دیں اگر تم (ان کے اعتقاد الوہیۃ میں) سچے ہو (اور وہ بیچارے تمہارا کہنا تو کیا کریں گے کہنا ماننے کے آلات تک انکو نصیب نہیں دیکھ لو کیا انکے پاؤں ہیں جن سے وہ چلتے ہوں یا انکے ہاتھ ہیں جن سے کسی چیز کو تھام سکیں یا ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے ہوں یا انکے کان ہیں جن سے وہ سنتے ہوں (جب اُن میں قُویٰ فاعلہ تک نہیں تو کوئی فعل ان سے کیا صادر ہوگا) اور آپ (یہ بھی) کہدیجئے کہ (جس طرح وہ اپنے معتقدین کو نفع پہنچانے سے عاجز ہیں اسی طرح اپنے مخالفین کو ضرر بھی نہیں پہنچا سکتے جیسا تم کہا کرتے ہو کہ ہمارے بتوں کی بے ادبی نہ کیا کرو ورنہ وہ تم پر کوئی آفت نازل کر دینگے اخرجہ فی اللباب عن عبد الرزاق فی قولہ تعالیٰ ویخوفونک بالذین من دونہ اور اگر تم سمجھتے ہو کہ وہ مجھ کو ضرر پہنچا سکتے ہیں تو) تم (اپنا ارمان نکال لو اور) اپنے سب شرکاء کو بُلا لو پھر (سب ملکر) میری ضرر رسانی کی تدبیر کرو پھر (جب تدبیر بنجاوے تو) مجھ کو ذرا مہلت مت دو (بلکہ فوراً اُس کو نافذ کر دو دیکھوں کیا ہوتا ہے اور خاک بھی نہ ہوگا کیونکہ شرکاء تو محض ہیں رہ گئے تم جو کچھ ہاتھ پاؤں ہلا سکتے ہو تم میرا اسلئے کچھ نہیں کر سکتے کہ یقیناً میرا مددگار اللہ تعالیٰ ہے جس (کے مددگار اور رفیق ہونے کا کھلا ثبوت یہ ہے کہ اُس) نے (مجھ پر) یہ کتاب (مبارک جامع خیر دارین) نازل فرمائی (اگر وہ میرا رفیق و معین نہ ہوتا تو اتنی بڑی نعمت کیوں عطا فرماتا) اور (علاوہ اس دلیل خاص کے ایک عام قاعدہ سے بھی اُس کا مددگار ہونا معلوم ہے وہ قاعدہ یہ ہے کہ) وہ (عموماً) نیک بندوں کی مدد کیا کرتا ہے (تو انبیاء تو ان نیک بندوں میں فرد کامل ہیں اور میں نبی ہوں تو میرا بھی ضرور مددگار ہوگا غرض یہ کہ جنکے ضرر سے ڈراتے ہو وہ تو عاجز اور جو مجھ کو ضرر سے بچاتا ہے وہ قادر پھر اندیشہ کاہے کا) اور (گو انکا عاجز ہونا اوپر بالبلیغ وجوہ بیاں ہو چکا ہے لیکن چونکہ وہاں بیان عجز مقصود بالغیر تھا اور مقصود بالذات نفی استحقاق معبودیت تھی اسلئے آگے مقصوداً بیان عجز کا فرماتے ہیں کہ) تم جن لوگوں کی خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو وہ (تمہارے دشمن کے مقابلہ میں جیسا میں ہوں) تمہاری کچھ مدد نہیں کر سکتے اور نہ (اپنے دشمن کے مقابلہ میں جیسا میں ہوں) وہ اپنی مدد کر سکتے ہیں اور (مدد کرنا تو بڑی بات ہے) اُن کو (تو) اگر کوئی بات بتلانے کو پکارو تو اس کو (بھی تو) نہ سنیں (اسکے بھی وہی مذکورۂ بالا دونوں معنے ہو سکتے ہیں) اور (جیسے اُن کے پاس سننے کا آلہ نہیں اسی طرح دیکھنے کا آلہ بھی نہیں اور انکی تصویریں جو آنکھیں بنا دی جاتی ہیں وہ

ملحقات الترجمہ ۱ قولہ فی لا یخلقون بنا نہ سکیں ترجمہ بنفی الامکان لاقتضاء المقام ۱۲ ۲ قولہ فی ہم یخلقون تراشتے تھے۔ کما فسرہ اہل الفرقان علی قولہ اتعبدون ما تنحتون ۱۲

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِينَ ۝ وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ إِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝

سرسری برتاؤ کو قبول کر لیا کیجئے اور نیک کام کی تعلیم کر دیا کیجئے اور جاہلوں سے ایک کنارہ ہو جایا کیجئے اور اگر آپ کو کوئی وسوسہ شیطان کی طرف سے آنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجئے بلاشبہ وہ خوب سننے والا خوب

إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ ۝ وَإِخْوٰنُهُمْ يَمُدُّونَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُونَ ۝

یقیناً جو لوگ خدا ترس ہیں جب انکو کوئی خطرہ شیطان کی طرف سے آجاتا ہے تو وہ یاد میں لگ جاتے ہیں سو یکایک انکی آنکھیں کھل جاتی ہیں اور جو شیاطین کے تابع ہیں وہ انکو گمراہی میں کھینچے چلے جاتے ہیں پس وہ باز نہیں آتے

محض نام ہی کی ہوتی ہیں کام کی نہیں چنانچہ) اُن (بتوں) کو آپ دیکھتے ہیں کہ گویا وہ آپ کو دیکھ رہے ہیں (کیونکہ شکل تو آنکھوں کی سی بنی ہوئی ہے) اور وہ (واقع میں) کچھ بھی نہیں دیکھتے (کیونکہ حقیقت میں تو وہ آنکھیں نہیں اسی پر دوسرے قوٰے فاعلا یدی و ارجل کی نفی سمجھ لینا چاہیئے۔ بس ایسے عاجز کا کیا ڈراوا دکھلاتے ہو) **ف** یہاں چند امور ضروریہ قابل سمجھنے کے ہیں اول بعض تفاسیر میں اس جگہ ایک قصہ آدم وحوا علیہما السلام کے ایک اولاد ہونے کا اور اس کا ایک خاص نام رکھنے کا آیا ہے اور بعض نے بعض اشکالات کی وجہ سے اس کا انکار کیا ہے اور نفس واحدہ اور زوجہا کی تفسیر بدلی ہے لیکن ترمذی کی تحسین اور حاکم کی تصحیح کے بعد قصہ کا انکار اور نفس واحدہ کو غیر آدم پر محمول کرنا دشوار ہے لیکن اس قصہ کا اس آیت کیلئے مفسر ہونا اس حدیث سے ثابت نہیں اور بعض سلف سے جو منقول ہے تو ممکن ہے کہ ظاہر الفاظ آیت سے یہ ان کی رائے ہو جو حجت نہیں رہا ظاہر الفاظ سے اس کا مفہوم ہونا سو یہ اس وقت ہوتا جب تغشاہا کی ضمیریں نفس واحدہ اور زوجہا کی طرف بعینہ عاید ہوتیں اور اگر یہ ضمائر مطلق زوج اور زوجہ کی طرف بطور صنعت استخدام کے راجع ہوں جیسا اس آیت میں کہا گیا ہے ولقد خلقنا الانسان (ای آدم) من سلٰلۃ من طین ثم جعلنٰہ (ای الانسان النسل ای من نسلہ) تو نہ تفسیر میں بُعد ہوا اور نہ بعد کی آیت میں اشکال ہوا چنانچہ دُرِ منثور میں بروایت ابن المنذر وابن ابی حاتم حضرت ابن عباس رض کا قول بعینہ اسی مضمون پر دال ہے۔ ما اشرک آدم ان اول نعماشکر دای تعلیم لعباد کہ بیبیان خلقہم من آدم وحوا و ادخرھا مثل ضربہ اللہ لمن بعدہ فدل لفظ بعدہ علی کون المراد بالاول آدم) وھذا من المواہب وللہ الحمد رہا اس حدیث کا اشکال سو اسکا محل دوسرا ہے آیت کی تفسیر اس پر موقوف نہیں دوم بیان عجز اصنام میں جو آلات وجوارح کی نفی ہے اس سے یہ مقصود نہیں کہ الہ میں یہ سب جوارح ہونا ضروری ہیں حالانکہ اللہ تعالےٰ اس سے منزہ ہے بلکہ مراد اس سے کمالات فاعلیہ ہیں جو الہ حق میں متحقق ہیں لیکن چونکہ جسمانیات میں وہ کمالات موقوف ہیں آلات پر اسلئے اس تعبیر کو اختیار کیا گیا سوم نفی استطاعت نصرۃ الخ کا مقصود دونوں جگہ الگ الگ ہے جیسا بیان ہوا اس لئے یہ تکرار نہیں ہے۔ چہارم خالقیت کی نفی حرف اول ہی جگہ کی گئی کیونکہ وہ نفی الوہیت کو مستلزم ہے نہ کہ نفی استطاعت نصرۃ کو پنجم یہ نقائص اصنام میں بہت صریح ہیں پھر اتنا اہتمام کیوں کیا گیا جواب تاکہ مشرکین کی پوری حماقت ظاہر ہو فائدہ جدیدہ سوال مشرکین اصنام کو خدا کی برابر نہ کہتے تھے پھر احتجاج سے ان پر کیا الزام ہوا جواب مقصود احتجاج کا یہ ہے کہ نفس معبودیت اگرچہ بالعرض ہو موقوف ہے ان صفات کمال پر جب لازم نہیں تو ملزوم بھی نہیں خوب سمجھ لو ربط اوپر جہلاء مشرکین سے محاجہ بلیغہ تھا چونکہ باوجود اس محاجہ کے بھی وہ لوگ غایت عناد سے اپنی جہالت پر مصر رہتے تھے جو مظنہ ہے غصہ کا اس لئے آگے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہے ملاطفت کا اور غصہ آجانے پر تعلیم ہے استعاذہ کی اور بیان ہے انکے مبتلائے غی رہنے کا جس سے اقناط کلی ہو جاوے تاکہ غصہ نہ آوے۔

امر بملاطفت و استعاذہ و تاکید آں باقناط کلی

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِينَ (الٰی قولہ تعالےٰ) وَإِخْوٰنُهُمْ يَمُدُّونَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُونَ ۝ لوگوں سے یہ

اللغات النزغ النخس یراد بہ الوسوسۃ فاسناد النزغ الیہ مجازی طائف وسوسۃ تطوف ای تجیٔ وتذہب العفو ما عفا وتیسر وتسہل کما قیل سے خذی العفو منی تستدیمی مودتی ۱۲ تنطقی فی سورتی حین اغضب ۱۲ البلاغۃ ابراد النزغ فی موضع والمس فی آخر لعلہ فاشارۃ الی ان لطائف قلبہ صلی اللہ علیہ وسلم ازید من غیرہ حیث یکون بالوسوسۃ التی لا یکون ورد والاکثر من المس زعارلغ شدید فی حقہ ولذا اکد باسنادہ الی النزغ نفسہ مبالغۃ وہذا من المواہب ۱۲ **ملحقات الترجمۃ ۱ قولہ** فی ظنہم ینظرون گویا دل علیہ الحس المدرک عدم نظرہم حقیقۃ ۱۲ **۲ قولہ فی لا یبصرون** کچھ بھی دل علیہ عدم ذکر المفعول ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ خذ العفو ای ما عفا تیسیر والتخذ مجاز عن القبول ع الرضا ای ارض من الناس بما تیسیر من اعمالہم وما اتی منہم تسہل من غیر کلفۃ ولا تطلب منہم الجہد وما یشق علیہم حتی ینفروا وامر بالعرف واعرض عن الجٰہلین ای لا تکافی السفہاء بمثل سفہہم ولا تمارہم واحلم علیہم عن جعفر الصادق رض لیس فی القراٰن اٰیۃ اجمع لمکارم الاخلاق من ھذہ الاٰیۃ کذا فی الروح قولہ تعالیٰ واما ینزغنک من الشیطان الٰی قولہ فاذا ہم مبصرون میں تحقیق ہے کہ تنویر الوسوسۃ الکاملین والتجاءہم الی علاجہ بالاستعاذۃ کا وذلک کہ امر اللہ وخشیۃ **ترجمہ قولہ تعالےٰ** خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاہلین اس میں لوگوں کے ساتھ تسامح اور انکو شفقت سے تعلیم اور جاہلوں کیساتھ حلم کرنیکی تعلیم ہے حضرت جعفر صادق کا ارشاد ہے کہ اس سے زیادہ کوئی آیت اخلاق کی جامع نہیں **قولہ تعالےٰ** واما ینزغنک من الشیطان الٰی قولہ فاذا ہم مبصرون اسمیں کاملوں کو وسوسہ آنے کے امکان کی مع اسکے علاج یعنے استعاذہ اور تذکر اور دلنی کی تصریح ہے ۱۲

وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ؕ قُلْ اِنَّمَاۤ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰۤى اِلَىَّ مِنْ رَّبِّىْ ۚ هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ

اور جب آپ کوئی معجزہ انکے سامنے ظاہر نہیں کرتے تو وہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ یہ معجزہ کیوں نہ لائے آپ فرما دیجئے کہ میں اس کا اتباع کرتا ہوں جو مجھ پر میرے رب کی طرف سے حکم بھیجا گیا ہے یہ گویا

وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○

اور ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کیلئے جو ایمان رکھتے ہیں۔

برتاؤ رکھیئے کہ انکے اعمال و اخلاق میں سے) سرسری (نظر میں جو) برتاؤ (معقول و مناسب معلوم ہوں اُن) کو قبول کرلیا کیجئے (اُن کی تہ اور حقیقت کی تلاش نہ کیجئے بلکہ ظاہری نظر میں سرسری طور پر جو کام کسی سے اچھا ہو اُس کو بھلائی پر محمول کیجئے باطن کا حال اللہ کے سپرد کیجئے کیونکہ پورا اخلاص نیز شرائط قبول کی جامعیت اخص الخواص کا حصّہ ہے حاصل یہ کہ معاشرت میں سہولت رکھیئے تشدد نہ کیجئے یہ برتاؤ تو اچھے کاموں میں ہے) اور (جو کام ظاہر نظر میں بھی برا ہو اس میں یہ برتاؤ رکھیئے کہ اس باب میں) نیک کام کی تعلیم کردیا کیجئے اور (جو اس تعلیم کے بعد بھی براہ جہالت عمل نہ کرے یا نہ مانے تو ایسے) جاہلوں سے ایک کنارہ ہوجایا کیجئے (انکے بہت درپے نہ ہوجیئے) اور اگر (اتفاقاً ان کی جہالت پر) آپ کو کوئی وسوسہ شیطان کی طرف سے (غصّہ کا) آنے لگے (جس میں احتمال ہو کہ کوئی بات خلاف مصلحت کے صادر ہوجاوے) تو (ایسی حالت میں فوراً) اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجئے بلاشبہ وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے (آپکے استعاذہ کو سنتا ہے آپکے مقصود کو جانتا ہے وہ آپکو اس سے پناہ دیگا اور جسطرح استعاذہ و توجہ الی اللہ آپ کیلئے نافع ہے اسی طرح تمام خدا ترس لوگوں کیلئے بھی نافع ہے چنانچہ) یقیناً (یہ بات ہے کہ) جو لوگ خدا ترس ہیں جب انکو کوئی خطرہ شیطان کی طرف سے (غصّہ کا یا اور کسی امر کا) آجاتا ہے تو وہ (فوراً خدا کی) یاد میں لگ جاتے ہیں (جیسے استعاذہ و دعا اور خدا تعالیٰ کی عظمت و عذاب و ثواب کو یاد کرنا) سو یکایک انکی آنکھیں کھل جاتی ہیں (اور حقیقت امر ان پر منکشف ہوجاتی ہے جس سے وہ خطرہ اثر نہیں کرتا) اور (اس کے برخلاف) جو شیاطین کے تابع ہیں وہ (شیاطین) ان کو گمراہی میں کھینچے چلے جاتے ہیں پس وہ (تابعین گمراہی سے) باز نہیں آتے (نہ وہ استعاذہ کریں نہ محفوظ رہیں سو یہ مشرکین تو شیطان کے تابع ہیں یہ کب باز آوینگے اسلئے انکے غم و غصہ میں پڑنا بیکار ہے) **ف** اما ینزغنک من الشیطٰن نزغ کا مضمون مسئلہ عصمت انبیاء علیہم السّلام کے منافی نہیں کیونکہ عصمت کا حاصل یہ ہے کہ شیطان گناہ نہیں کراسکتا یہ نہیں کہ گناہ کی رائے نہیں دے سکتا کیونکہ جس طرح کسی انسان کافر کا کسی نبی کے سامنے کوئی کفر کی بات آکر کہنا جبکہ کچھ اثر نہ ہو مخل شان نبوت نہیں اسی طرح جنی کافر کو سمجھئے البتہ چونکہ صحیح مسلم کی حدیث میں تصریح ہے کہ آپکا قرین آپ کو بُری رائے بھی نہ دیتا تھا چنانچہ فرمایا ہے فلا یامرنی الا بخیر اسلئے آیت میں شیطان سے وہ قرین سو مراد نہیں ہوسکتا جو ہر شخص کیساتھ رہکر اسکو بُری باتوں کا حکم کرتا ہے بلکہ اس سے بالمعنی مشہور مراد لیا جاویگا جسکا احیاناً آجانا محال نہیں جیسا حدیث میں ہے کہ ایک بار ایک آگ کا شعلہ لیکر آپکو تکلیف پہنچانے آیا تھا واللہ اعلم ربط اور منجملہ مسائل ثلٰثہ مذکورہ تمہید آیت واللہ الاسمآء کی آیت اولم یتفکروا الخ میں رسالت کا مسئلہ مذکور تھا آگے بھی دوسرے عنوان سے اُسی کا ذکر ہے چنانچہ وہاں تو طریق معرفت رسالت کا بتلایا تھا کہ فکر ہے اور یہاں رسالت کے متعلق ایک شبہ کا جس سے وہ رسالت کی نفی کرتے تھے جواب ہے پس وہ استدلال تھا اور یہ دفع ہے اور اثبات مدعا کے یہی دو امر مدار ہیں۔

جواب شبہ شان بر رسالت

واذا لم تاتہم بایۃ (الٰی قولہ تعالٰی) وھدی ورحمۃ لقوم یؤمنون ○ اور جب آپ (انکے فرمائشی معجزات میں سے جن کی فرمائش براہ عناد کرتے تھے) کوئی معجزہ انکے سامنے ظاہر نہیں کرتے (بوجہ اسکے کہ حق تعالیٰ اس معجزہ کو بمقتضائے حکمت پیدا نہیں کرتے) تو وہ لوگ (بقصد نفی رسالت

مسائل السلوک

قولہ تعالٰی واذا لم تاتہم بایۃ قالوا لولا اجتبیتہا قل انما اتبع ما یوحی الی من ربی نص فی کون الامور الغیبیۃ غیر اختیاریۃ فلا تکون علامۃ للکمال انما العلامۃ کمال اتباع الوحی فاستقصاء الخوارق مع اتباع جہل

ترجمہ

قولہ تعالٰی واذا لم تاتہم بایۃ قالوا لولا اجتبیتہا قل انما اتبع ما یوحی الی من ربی اس میں تصریح ہے کہ امور غیبیہ غیر اختیاری ہیں اسلئے وہ کمال کی علامت بھی نہ ہونگی بڑی علامت کمال اتباع ہے وحی کا اسکے ہوتے ہوئے کرامات کی تلاش جہل ہے۔

اللغات الاجتباء الجمع والاخذ والاختیار۔
البلاغۃ قولہ انما اتبع فی الروح المعنی علی تخصیص حالہ صلی اللہ علیہ وسلم باتباع ما یوحی الیہ توجیہ القصر الی نفس الفعل بالنسبۃ الی مقابلہ الذی کلفوہ ایاہ لا علی معنی تخصیص اتباعہ بما یوحی الیہ توجیہ القصر بالقیاس الی مفعول آخر کما ہو الشائع

فی موارد الاستعمال کانہ قیل ما افعل الا اتباع ما یوحی الی منہ تعالٰی دون الاقتراح۔
ملحقات الترجمۃ
۱ قولہ فی نزغ احتمال الخ اشار الی ان صدور المعصیۃ منہ صلی اللہ علیہ وسلم محال لکن الاحتمال فی صدور ما لا ینبغی المصلحۃ النظامیۃ ۲ قولہ فی اخوانہم شیاطین اشارۃ الی ان المراد

آپ سے) کہتے ہیں کہ آپ (اگر نبی ہیں تو) یہ معجزہ کیوں نہ (ظہور میں) لائے آپ فرما دیجئے کہ (میرا کام معجزات باختیار خود لانا نہیں بلکہ میرا اصلی کام یہ ہے کہ) میں اُس کا اتباع کرتا ہوں جو مجھ پر میرے رب کی طرف سے حکم بھیجا گیا ہے (اسمیں تبلیغ بھی آگئی البتہ نبوت کے اثبات کیلئے نفس معجزہ ضروری ہے سو اُس کا وقوع ہو چکا ہے چنانچہ ان میں سب سے اعظم ایک یہی قرآن ہے جس کی شان یہ ہے کہ) یہ (بجائے خود گویا بہت سی دلیلیں ہیں تمہارے رب کی طرف سے کیونکہ اُسکی ہر مقدار سورت مثلاً ایک معجزہ ہے تو اس حساب سے مجموعہ قرآن کتنی دلیلیں ہوا اور اسکا یہ دلیل ہونا تو عام ہے) اور (رہا اسکا نفع بالفعل تو وہ خاص ہے ماننے والوں کیساتھ چنانچہ وہ) ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کیلئے جو (اس پر) ایمان رکھتے ہیں ف حاصل جواب یہ ہے کہ نبوت کی غایت اصلی اصلاح ہے اور معجزہ اسکا مثبت اور مثبت مثبت سب برابر پس اس میں تعیین کی فرمائش محض لغو چنانچہ مسئلہ مسلمہ ہے کہ مدعی کو اختیار ہے جس دلیل سے چاہے دعوے کا اثبات کرے پس اولاً معین معجزہ کی فرمائش ہی بے موقع پھر اسمیں بھی طلب حق مقصود نہیں رابط اوپر قرآن مجید کا مومنین کیلئے ہدایت ورحمت ہونا مذکور ہے آگے اُسکے اس رحمت وہدایت ہونیکی شرط خطاب عام سے بتلاتے ہیں کہ وہ استماع وانصات ہے جسکا حاصل توجہ وتدبر فی القرآن ہے اس سے کفار پر تو رحمت جدیدہ ہوگی اور مومنین پر رحمت مزیدہ اور چونکہ دُر منثور میں اسکے سبب نزول اور تفسیر اور تفریع میں قراءت خلف الامام اور رفع صوت بقراءۃ خلف الامام اور جہر شمی میں قراءت خلف الامام اور خود اپنی نماز میں اس سے نسخ تکلم معتاد اس طور پر کہ استماع سے مراد اپنی قراءت کی طرف توجہ اور انصات سے مراد انصات عن الکلام ہو اور خطبہ میں نہی عن التکلم اور ذکر یعنی وعظ میں نہی عن التکلم یہ چھ اقوال مذکور ہیں اور سیاق قرآنی سے اس کا کفار کو بھی عام ہونا مفہوم ہوتا ہے ان مجموعہ قرائن سے معلوم ہوا کہ اس میں خطاب بھی عام ہے اور حالت بھی عام ہے اور قرآن بطور عموم مجاز کے وعظ وخطبہ کو عام ہے لانہا قرآن یعنی اسی لئے حنفیہ نے اس سے نہی عن القراءۃ خلف الامام پر استدلال کیا ہے جس کی بحث طویل ہے اور باب سوال وجواب جانبین میں واسع ہے جسکے ذکر کا یہ محل نہیں اور اسی سے خارج عن الصلوٰۃ بھی قراءت کے وقت دوسرے کام میں مشغول ہونے کو ہمارے فقہاء حنفیہ نے ممنوع فرمایا ہے اور اسی پر مشغول کے پاس بیٹھ کر پکار کر پڑھنے کو منع کیا ہے نقلہ فی الروح عن الخلاصۃ اور مبنی اس کا مسئلہ مشہورہ اصولیہ ہے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ کہ خصوص سبب کا لیکن احقر کو اس میں شفا نہیں ہے نہ اس مسئلہ اصولیہ میں اور نہ اس فرع فقہی میں کیونکہ ایسا عموم جو مراد متکلم سے بھی متجاوز ہو مراد لینا صحیح نہیں جیسا حدیث لیس من البر الصیام فی السفر میں صیام کو کسی نے عام نہیں لیا اور یہاں مجموعہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جو تلاوت خارج صلوٰۃ اپنے ثواب یا یاد کیلئے ہو کسی کی تذکیر وتبلیغ کیلئے نہ ہو وہ آیت میں مراد نہیں اور درمنثور میں جو بروایت ابو الشیخ عثمان بن زائدہ سے منقول ہے انہ کان اذا قرئ علیہ القرآن غطی وجہہ بثوبہ ویتأول من ذلک قول اللّٰہ واذا قرئ القرآن فیکرہ ان یشغل بصرہ وشیئاً من جوارحہ بغیر استماعہ اھ یہ محمول ہے ادب پر چنانچہ کراہت شغل بصر وجوارح اسکا قرینہ ہے کیونکہ تعطیل بصر وجوارح کے وجوب کا کوئی قائل نہیں پس ایسی حالت تک عموم کا مراد لینا مشکل ہے اور مجتہد صاحب مذہب سے یہ فرع کہیں منقول نظر نہیں آئی اس لئے اس وجوب میں شبہ ہے چنانچہ اسکی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جو عبداللہ بن مغفل سے دُر منثور میں بروایت ابن ابی شیبہ وغیرہ منقول ہے انہ سئل اکل من سمع القرآن یقرأ وجب علیہ الاستماع والانصات قال لا الخ وایضاً فی السراج المنیر للخطیب الشربینی عن البیضاوی وظاہر اللفظ یقتضی وجوبہما حیث یقرأ القرآن مطلقاً وعامۃ العلماء علی استحبابہما خارج الصلوٰۃ پس ظاہراً عامۃ العلماء میں حنفیہ بھی داخل ہیں اور یہ لفظ قریب اجماع کے ہے پس اس قول کو حنفیہ کا قول محقق اور قول اول کو اُن کا قول مشہور کہیں گے اگر کسی صاحب کو اس سے زیادہ تحقیق ہو تو اس سے شفا حاصل کریں واللہ اعلم اور ردالمحتار میں شرح مُنیہ سے استماع کو فرض کفایہ کہا ہے بعض کا سننا کافی ہے وہ بھی جبکہ قرأت پہلے شروع ہو گئی ہو اور اگر پہلے کام میں لگ گئے ہوں اور پھر قرأت شروع ہوئی تو شروع کرنیوالا گنہگار ہوگا ضمیمہ بعد تحریر تحقیق بالا طحطاوی علی مراقی الفلاح صـ۳ میں یہ روایت نظر پڑی جس میں فرع مذکور میں حنفیہ کے نزدیک بھی گنجائش کی تصریح ہے وفی الدر المنتقی عن القنیۃ یکرہ للقوم ان یقرؤا القرآن جملۃ لتضمنہا ترک الاستماع والانصات وقیل لا باس بہ اھ

ملحقات الترجمۃ

۱ قولہ فی بصائر گویا دلیلیں کہ نے فی الروح بمنزلۃ البصائر ای حجج وبینات ۱۲

۲ قولہ فی توضیحہ مثلاً بناءً علی ما ہو المشہور وقیل ادنی مقدارہ اقل من السورۃ لقولہ تعالیٰ فلیأتوا بحدیث مثلہ ۱۲

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً

اور جب قرآن پڑھا جایا کرے تو اس کی طرف کان لگا دیا کرو اور خاموش رہا کرو امید ہے کہ تم پر رحمت ہو اور اے شخص اپنے رب کی یاد کیا کر اپنے دل میں عاجزی کیساتھ اور خوف کیساتھ

وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ

اور زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ صبح اور شام اور اہل غفلت میں شمار مت ہونا یقیناً جو تیرے رب کے نزدیک ہیں

لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ۝ ع السجدہ

وہ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور اسکو سجدہ کرتے ہیں

امر بتوجہ الی القرآن

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ (الٰی قولہ تعالٰی) تُرْحَمُوْنَ ۝ اور (آپ اُن سے یہ بھی کہدیجئے کہ) جب قرآن پڑھا جایا کرے (مثلاً جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اُسکی تبلیغ فرماویں) تو اس کی طرف کان لگا دیا کرو اور خاموش رہا کرو (تاکہ اس کا معجز ہونا اور اس کی تعلیم کی خوبی سمجھ میں آوے جس سے) امید ہے کہ تم پر رحمت ہو (جدید یا مزید) ف جدید یہ کہ پہلے بوجہ کفر کے رحمت خاصہ جو قرینۂ ہدایت ہوتی ہے نہ تھی اب قبول حق سے متوجہ ہوگی مزید یہ کہ پہلے سے بوجہ مؤمن ہونیکے مورد رحمت تھے اب اس میں اور ترقی ہوگئی باقی ضروریات اسکے متعلق تمہید میں مذکور ہیں اسلئے اعادہ نہیں کیا۔ ربط اوپر قرآن سننے کا حکم اور اسکا ادب مذکور تھا آگے ذکر اللہ کا جس میں تلاوت قرآن بھی داخل ہے حکم اور اسکا ادب مذکور ہوتا ہے جو اعظم مقاصد استماع سے ہے

امر بدوام ذکر اللہ

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ (الٰی قولہ تعالٰی) وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝ اور (آپ ہر ہر شخص سے یہ بھی کہدیجئے کہ) اے شخص اپنے رب کی یاد کیا کر (قرآن سے یا تسبیح وغیرہ سے خواہ) اپنے دل میں (یعنی آہستہ آواز سے) عاجزی کیساتھ اور خوف کیساتھ اور (خواہ) زور کی آواز کی نسبت کم آواز کیساتھ (اسی عاجزی اور خوف کیساتھ) صبح اور شام (یعنی علی الدوام) اور (دوام کا مطلب یہ ہے کہ) اہل غفلت میں شمار مت ہونا (کہ اذکار مامور بہا بھی ترک کر دو) ف حاصل ادب کا یہ ہے کہ دل اور ہیئت میں تذلل اور خوف ہو اور آواز کے اعتبار سے جہر مفرط نہ ہو یا تو بالکل آہستہ ہو یعنی مع حرکت لسانی کے اور یا جہر معتدل ہو اور جہر فی نفسہ ممنوع نہیں ہے جن حدیثوں میں اس کی ممانعت آئی ہے مراد اس سے مفرط ہے البتہ اگر کسی عارض کیوجہ سے مثل دفع خطرات یا دفع فساد و تحصیل رقت وغیرہ ان شرائط کیساتھ ہو کہ کسی شیخ محقق نے تجویز کیا ہو کسی نائم یا مصلی کو تشویش نہ ہو ورنہ بستی سے باہر چلا جاوے اس جہر کو قربت نہ جانتا ہو بلکہ علاج سمجھتا ہو تو اجازت ہے کیونکہ جو مفاسد علت نہی کے تھے وہ اسمیں نہیں ہیں واللہ اعلم اور مع حرکت لسانی کی قید اسلئے لگائی کہ اسمیں دونوں عضو مشغول عبادت ہوتے ہیں دل بھی اور زبان بھی اور اس مسئلہ میں بھی کلام طویل الذیل ہے احقر نے اپنی تحقیق لکھدی ہے اور دوام کی تفسیر میں جو کچھ لکھا گیا مبنی اسکا یہ ہے کہ دوام دنیٰ درجہ کا لیا گیا کہ متیقن ہے اور خطاب عام بھی اسی کو مقتضی ہے ورنہ ظاہری معنی کے اعتبار سے دوام کرنیوالے ہزاروں میں ایک دو ہیں عامۂ ناس سے اُسکا مطلوب ہونا کسی قدر مستبعد ہے واللہ اعلم ربط اب سورت ختم پر آ گئی مجموعہ سورت میں اُصولاً و فروعاً تصحیح عقائد متعلقہ توحید و رسالت و قیامت اکثر حصہ میں اور بعض اعمال جوارح و طاعت لسانیہ کچھ حصہ میں مذکور ہوئے ہیں اب خاتمہ کی آیت میں اس سارے مضمون کی تاکید و تائید ہے کہ جب بڑے ملائکہ مقربین کو ان طاعات سے عار نہیں تو تم کو کیا انکار ہے۔

ترغیب طاعات بذکر طاعات ملائکہ مقربین اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ۝

اللغات قولہ الغدو جمع غدوۃ والاٰصال جمع اصیل ۱۲ ملحقات الترجمۃ ۱ قولہ فی قوی کہدیجئے اشارۃ الی کون الجملۃ معطوفۃ علی قولہ انما اتبع الخ ۲ قولہ ہناک مثلاً زادہ لما ثبت فی التمہید من عموم الاٰیۃ وخص التمثیل بہذا لکونہ الصق واوفق بالمقام فافہم ۱۲ ۳ قولہ فی ف قرین ہدایت اشارۃ الی کون ذکر الرحمۃ مغنیا عن الہدی ۱۲ ۴ قولہ فی اذکر کہدیجئے اشارۃ الی عطفہ ایضاً علی انما اتبع ۱۲ ۵ قولہ فی نفسک آہستہ لمقابلۃ قولہ دون الجہر فلا یراد الخیالی ۱۲ ۶ قولہ فی دون الجہر آواز بحمل القول علی الصوت وہو معطوف علی فی نفسک وقولہ ہناک اسی عاجزی مبناہ ان الغالب فی المعطوف اعتبار ما فی المعطوف علیہ ۱۲

مسائل السلوک

الثالثۃ قولہ تعالٰی واذا قرئ القراٰن فاستمعوا لہ وانصتوا عن مجاہد ان الاٰیۃ فی الصلوٰۃ والخطبۃ یوم الجمعۃ کذا فی الروح وفی حکم الخطبۃ ارشاد الشیخ فینبغی للمرید استماعہ والانصات لہ

السجدۃ ۲۴ ع ۱۸

قولہ تعالٰی واذکر ربک فی نفسک تضرعاً وخیفۃ

الثالثۃ ودون الجہر من القول الاول الخفی والثانی الجہر المعتدل الذی ہو دون الجہر المفرط کما فی الروح والمراد بالجہر رفع الصوت المفرط بمادۃ نوع اٰخر من الجہر وفیہ بالاشارۃ وذکرہا فی حال المبتدی والسالک منوطۃ برای الشیخ فانہ الطبیب لمعالجۃ القلوب فہو اعرف بالعلاج فقد یری لہ دفع الفتور الذکر علاجا حیث توقف قطع الخواطر وتحصیل النفس علیہ وقولہ ولا تکن من الغافلین فی مقابلۃ قولہ واذکر یدل علی ان احد انواع الذکر ہو التفکر وہو الفکر ولو لم یکن فیہ حرکۃ باللسان والخفی والجلی قولہ تعالٰی ان الذین عند ربک لا یستکبرون عن عبادتہ ویسبحونہ فی تقدیم عدم استکبارہم عن الاستکبار علی سائر الطاعات دلالۃ علی ان عدم التکبر کانہ شرط لباقی الاعمال۔ ترجمہ۔ قولہ تعالٰی واذا قرئ القراٰن فاستمعوا لہ وانصتوا مجاہد سے مروی ہے کہ یہ آیت صلوٰۃ وخطبہ جمعہ کے باب میں ہے و خطبہ کے حکم میں شیخ کا ارشاد بھی ہے پس مرید کو اسوقت خاموش ہو کر سننا چاہئے قولہ تعالٰی واذکر ربک فی نفسک تضرعاً وخیفۃ ودون الجہر من القول اول ذکر خفی ہے دوسرا جہر معتدل ہے جیسا اسکی تقریر اصل میں ہے ولا تکن من الغافلین سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک قسم ذکر کی یہ بھی ہے کہ غفلت نہ ہو یعنی فکر ہو اگرچہ اس میں حرکت زبان کی اصلاً نہ ہو نہ خفی اور نہ جلی حرکت کے باب میں ہے کہ سالک کا معاملہ شیخ کی رائے پر ہے کبھی وہ جہر تجویز کرتا ہے اور علاج بھی ہوسکتا ہے ۱۲ قولہ تعالٰی ان الذین عند ربک لا یستکبرون عن عبادتہ ویسبحونہ الخ تکبر سے بچنے کو دوسری طاعات پر مقدم کرنے میں اس پر دلالت ہے کہ نزول کبر باقی اصلاح کی گویا شرط ہے ۱۲

سورۃ الانفال مدنیۃ وھی خمس وسبعون اٰیۃ وعشرون رکوعًا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِکُمْ وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ

یہ لوگ آپ سے غنیمتوں کا حکم دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ یہ غنیمتیں اللہ کی ہیں اور رسول کی ہیں سو تم اللہ سے ڈرو اور اپنے باہمی تعلقات کی اصلاح کرو اور اللہ کی اور اسکے رسول کی طاعت کرو

یقیناً جو (ملائکہ) تیرے رب کے نزدیک (مقرب) ہیں وہ اس کی عبادت سے (جنمیں اصل عقاید ہیں) تکبر نہیں کرتے اور اس کی پاکی بیان کرتے ہیں (جو کہ طاعت لسانی ہے) اور اسکو سجدہ کرتے ہیں (جو کہ اعمال جوارح سے ہے) **ف** حسن خاتمہ کا اظہر من الشمس ہے وقد تم بحمد اللہ تفسیر سورۃ الاعراف لسبع عشرۃ خلت من ربیع الاول یوم السبت سنۃ ۱۳۲۳ھ من الھجرۃ النبویۃ علی صاحبھا الف الف سلام وتحیۃ فی کل بکرۃ وعشیۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۝

سورۃ الانفال مدنیۃ الا واذ یمکر الایات السبع فمکیۃ وآیہا ست وسبعون۔ کذا فی البیضاوی والجلالین **ربط** اوپر کی سورت میں زیادہ مشرکین کے جہل وعناد کا اور کسی قدر اہل کتاب کے کفر وفساد کا ذکر تھا اس سورت میں اس جہل وعناد وکفر وفساد کا ان پر جو دنیا میں وبال و نکال بدر میں مشرکین پر اور دیگر بعض وقائع میں اہل کتاب یہود پر نازل ہوا اُسکا بیان ہے بدر کا زیادہ کہ اکثر حصہ سورت کا اسی پر مشتمل ہے جیسا سورت سابقہ میں انکے جہل وعناد کا بیان بھی زیادہ تھا اور واقعہ اہل کتاب کا کم کہ بعض آیات سورت کی اس پر مشتمل ہیں جیسا سورت سابقہ میں اُنکے کفر وفساد کا ذکر بھی کم تھا اور چونکہ کفار کا مقہور ومغلوب ہونا مومنین کے حق میں احسان وانعام ہے اور کفار کے حق میں تعذیب وانتقام ہے اسلئے جا بجا دونوں کو تذکیر نعم ونقم سے خطاب بھی فرمایا گیا اور ان ہی واقعات کے متعلق اور مناسب بعض احکام شرعیہ بھی مذکور ہوئے ہیں یہ خلاصہ ہے مضامین سورت کا جس سے اسکا ربط سورت سابقہ سے بھی اور باہمی ارتباط خود اسکے اجزا میں بھی معلوم ہو گیا واللہ اعلم اور چونکہ کفار کیساتھ مقابلہ کرنے میں دنیا وآخرت کی کامیابی کا مدار اعظم للّٰہیت واتفاق ہے اسلئے سورت کو امر بتقویٰ واصلاح واطاعت اللہ ورسول وبیان فضیلت خوف وتکمیل ایمان وتوکل واقامت صلوۃ وانفاق فی الخیر سے شروع کیا ہے کہ للّٰہیت واتفاق کو ان ہی طاعات سے قوت ہوتی ہے اور تقسیم غنائم کے متعلق ایک خفیف سا امر جو کسی درجہ میں کمال للّٰہیت واتفاق سے بعید تھا اور اُسوقت پیش آگیا تھا شروع مضمون مذکور کی تائید کیلئے اُسی کے ضمن میں اس کا فیصلہ بھی فرما دیا گیا جس کا قصہ روایات ذیل میں مذکور ہے ابوداؤد و نسائی وابن حبان وحاکم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعلان فرما دیا تھا کہ جو شخص کسی شخص کو قتل کرے یا قید کرے اسکو اتنا اتنا انعام ملے گا سو بوڑھے تو جھنڈوں کے نیچے رہے اور جوان لوگ قتل وغنیمت کی طرف دوڑے بوڑھوں نے ان جوانوں سے کہا کہ ہمکو بھی اس میں شریک کرو ہم تمہارے مددگار تھے اور اگر تم پر کوئی حادثہ پڑتا تو تم ہماری ہی پناہ لیتے اس میں گفتگو ہو گئی آپ تک مقدمہ آیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی یسئلونک الخ چنانچہ آپ نے بوڑھے جوانوں سب کو برابر تقسیم فرمایا رواہ الحاکم فی المستدرک کذا فی الجلالین اور احمد نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت کی ہے کہ بدر کے روز میرا بھائی عمیر قتل کیا گیا تو میں نے اسکے بدلے سعید بن العاص کو قتل کیا اور اس کی تلوار لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ مجھ کو دیدیجئے آپنے فرمایا کہ جاؤ اس کو غنیمت میں رکھدو میں بہت مغموم ہوا اس پر آیت انفال نازل ہوئی آپنے فرمایا اب وہ تلوار لے لو اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے حضرت سعدؓ سے روایت کی کہ میں بدر کے روز ایک تلوار لایا اور عرض کیا کہ مجھ کو ہبہ کر دیجئے آپنے فرمایا کہ یہ نہ میری ہے نہ تیری ہے مجھ کو رنج ہوا پھر آپنے بلا کر فرمایا کہ اسوقت تو میری نہ تھی اب وہ میری ہے اور میں تجھ کو دیتا ہوں اس قصہ میں یہ آیت نازل ہوئی یہ سب روایات بجز روایت جلالین کے لباب میں ہیں اور آئندہ اکثر روایات دُرِ منثور سے نقل کی گئی ہیں۔

حکم انفال وامر وفضل بعض اعمال یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَنْفَالِ سے قولہ تعالیٰ لَھُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَمَغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ ۝

اللغات النفل الزیادۃ وسمی بہ الغنیمۃ اما باعتبار انہا منحۃ من اللہ تعالیٰ لہذہ الامۃ دون من قبلہا واما لانہا زیادۃ علی الثواب وسمی بہ ما یشترطہ الامام للغازی زیادۃ علی سہمہ لرای یراہ سوا رکان ۱۲

او غیرہ من ... وحلوا من ذلک ما یرید الامام لمن صدر منہ اثر محمود فی الحرب ۱۲ من الروح ملحقات الترجمۃ لہ قولہ فی عند اللہ مقرب فالعندیۃ رتبیۃ لا مکانیۃ ۱۲

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ

اگر تم ایمان والے ہو بس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو انکے قلوب ڈر جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیتیں اُن کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ آیتیں

اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ

انکے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہیں اور وہ لوگ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں جو کہ نماز کی پابندی کرتے ہیں اور ہم نے ان کو جو کچھ دیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ سچے

هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝

ایمان والے یہ لوگ ہیں انکے لئے بڑے درجے ہیں انکے رب کے پاس اور مغفرت ہے اور عزت کی روزی۔

یہ لوگ آپ سے (خاص) غنیمتوں کا حکم دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ یہ غنیمتیں اللہ کی ہیں (بایں معنی کہ اللہ کی ملک ہیں اور وہ جس طرح چاہیں انکے باب میں حکم کریں) اور رسول کی ہیں (بایں معنی کہ آپ کی معرفت اللہ تعالیٰ وہ حکم نازل کرینگے مطلب یہ کہ تمہاری رائے اور تجویز پر اسکا فیصلہ نہیں ہے بلکہ حکم شرعی ہے) سو تم (دنیا کی حرص مت کرو بلکہ آخرت کے طالب رہو اس طرح پر کہ) اللہ سے ڈرو اور اپنے باہمی تعلقات کی اصلاح کرو (کہ باہم تحاسد وتباغض نہ ہو) اور اللہ کی اور اسکے رسول کی اطاعت کرو اگر تم ایمان والے ہو (کیونکہ) بس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب (انکے سامنے) اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو (اُس کی عظمت کے استحضار سے) انکے قلوب ڈر جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیتیں اُنکو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ آیتیں اُنکے ایمان کو اور زیادہ (مضبوط) کر دیتی ہیں اور وہ لوگ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں (اور) جو کہ نماز کی پابندی کرتے ہیں اور ہم نے انکو جو کچھ دیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں (بس) سچے ایمان والے یہ لوگ ہیں انکے لئے بڑے درجے ہیں انکے رب کے پاس اور (انکے لئے) مغفرت ہے اور عزت کی روزی ہے۔ **ف** اللہ ورسول کی اطاعت میں سب احکام آگئے اس طرح سے کہ احکام کی دو قسمیں ہیں حقوق اللہ وحقوق العباد قسم دوم اصلحوا کا مدلول ہے اور حقوق اللہ کی دو قسم ہیں ظاہری وباطنی پھر ظاہری یا بدنی ہے یقیمون الصلوٰۃ میں اس کا ذکر ہوگیا اور یا مالی ینفقون میں اس کا بیان آگیا اور باطنی دو قسم ہیں یا عقیدہ ہے زادتہم ایمانا میں اس کی طرف اشارہ ہوگیا اور یا خلق ہے یتوکلون میں اس کا بیان ہے جسکی تحقیق نصف پارہ لن تنالوا آیت فاذا عزمت میں گزری ہے اور سب کا مبنی خوف ہے تقویٰ ووجل میں اُسکا ذکر ہے اور شاید اُسکے مبنی ہونیسے مکرر مذکور ہوا ہو اسطرح سب احکام اس جگہ مذکور ہوگئے اسی طرح جزا کا بیان بھی اسکے سب اقسام کو جامع ہے کیونکہ حاصل جزا دو چیزیں ہیں مضرت نار سے بچانا سو مغفرت میں یہ مذکور ہے اور منفعت جنت عطا ہونا پھر یہ منفعت یا روحانی ہے درجات میں اس کا ذکر ہے اور یا جسمانی رزق میں اس کا بیان ہے اب بعض مسائل غنیمت کے متعلق باقتضاء مقام مذکور ہوتے ہیں۔ **مسئلہ** مال غنیمت میں بعد خمس نکالنے کے بقیہ میں قاتل اور معین وشریک واقعہ برابر مستحق ہیں گو قتال نہ کیا ہو **مسئلہ** اگر امام اعلان کر دے من قتل قتیلا فلہ سلبہ تو خاص سلب کا مستحق مقاتل ہوگا اسی طرح اگر اور کچھ انعام کا وعدہ کرلے تو وہ اسی کو دیا جاویگا پھر جو کچھ بچے گا وہ سب برابر ملے گا **مسئلہ** علاوہ سہم غنیمت اور انعام موعود کے اگر امام کسی کو اور زیادہ دینا چاہے تو بھی خمس میں سے دے سکتا ہے پس تمہید میں جو اخیر کی دو روائیتوں میں جو تلوار آپ سے مانگی گئی تھی وہ انعام موعود سے زاید تھی کیونکہ ایک روایت میں اس کا سلب ہونا آیا ہے اور آپ کے فلہ سلبہ کے عنوان سے وعدہ منقول نہیں اور ایک روایت میں سلب ہونا بھی منقول نہیں پس اس کو زیادہ علی الوعدہ پر محمول کیا جاویگا اسلئے آپکے ذمہ دینا نہ تھا پھر ایک روایت میں تبرعاً آپ نے دیدیا اسی طرح پہلی روایت میں انعام موعود سے جو بچا تھا جوان لوگ اس میں بھی اختصاص چاہتے ہونگے اسی واسطے آپ نے برابر تقسیم فرمایا جیسا مسائل مذکورہ میں یہی احکام مذکور ہوئے ہیں واللہ اعلم پس پہلے قصہ کا تو پوری آیت میں جواب ہے اور دو اخیر قصوں کا جواب جملہ الانفال للہ والرسول میں موجود ہے گو ان کا حکم نہ پوچھا گیا تھا۔ ربط اور پر مقابلہ کفار میں کامیاب ہونے کا جو مدار اعظم تھا اس کا بیان تھا آگے کامیابی کے واقعات ذکر کر کے اس بارہ میں اپنے انعامات یاد دلاتے ہیں۔

ملحقات الترجمہ ۱۔ قولہ فی زادتہم مضبوط اشارۃ الی الجواب عما استدل بالآیۃ علی زیادۃ الایمان ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ الیٰ قولہ اولٰئک ہم المومنون حقا الآیۃ جمعت الآیۃ بین جمیع اوصاف السالکین من الحال وہی الوجل والعقائد وہی الایمان والعمل الباطن وہو التوکل والاعمال الظاہرۃ من الصلوٰۃ والانفاق ونص علی ان الایمان الکامل ہو الجمع بین جمیعہا فثبت کون الصوفیۃ کاملین فی الایمان لجمعہم جمیعہا ۱۲۔

ترجمہ

قولہ تعالیٰ انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ الیٰ قولہ ہم المومنون حقا یہ آیت جامع ہے اوصاف سالکین کی یعنے حال یہی کہ وجل ہے اور عقائد بھی کہ ایمان ہے اور عمل باطنی بھی کہ توکل ہے اور عمل ظاہری بھی کہ صلوٰۃ اور انفاق ہے اور تصریح ہے کہ ایمان کامل ان سب اوصاف کا جمع کرنا ہے اور چونکہ صوفیہ ان سب اوصاف کے جامع ہیں اس سے انکا کامل الایمان ہونا ثابت ہوگیا ۱۲۔

کَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۙ يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ

جیسا آپکے ربنے آپکے گھر سے مصلحت کے ساتھ آپ کو روانہ کیا اور مسلمانوں کی ایک جماعت اس کو گراں سمجھتی تھی۔ وہ اس مصلحت میں بعد اس کے کہ

مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ۝

اس کا ظہور ہو گیا تھا آپ سے اس طرح جھگڑ رہے تھے کہ گویا کوئی اُن کو موت کی طرف ہانکے لئے جاتا ہے اور وہ دیکھ رہے ہیں۔

انعام اول

کَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ سے لے کر قولہ تعالے كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ۝ تک اس میں آپ کی روانگی کے وقت کا قصہ ہے اجمالی بیان اس کا یہ ہے کہ ایک قافلہ مختصر تاجران مکہ کا شام سے مکہ کو چلا جس کے ساتھ مال اسباب بہت تھا آپ کو وحی سے معلوم ہوا آپ نے صحابہ رضؓ کو خبر دی صحابہؓ کو قلت رجال اور کثرت مال کا حال معلوم ہونے سے غنیمت کا خیال ہوا اور اسی ارادہ سے مدینہ سے چلے یہ خبر جو مکہ پہونچی تو ابوجہل وہاں کے رؤسا و جنود کے ہمراہ اس قافلہ کی حفاظت کیلئے نکلا اور قافلہ سمندر کے کنارہ کنارہ ہو لیا اور ابوجہل مع لشکر بدر میں آکر ٹھیرا اُس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وادی وجران میں تشریف رکھتے تھے اور آپ کو یہ سارا قصہ بذریعہ وحی معلوم ہوا اور آپ سے وعدہ خداوندی ہوا کہ ان دو گروہ یعنی قافلہ اور لشکر میں سے آپ کو ایک گروہ پر غلبہ ہوگا آپ نے صحابہؓ سے مشورہ کیا چونکہ بارادہ مقابلہ لشکر کے نہ آئے تھے اس لئے سامان حرب کافی ساتھ نہ تھا و نیز خود تین سو چند آدمی تھے اور لشکر میں ایک ہزار آدمی تھے اس لئے بعض کو پس و پیش ہوا اور عرض کیا کہ اس لشکر کا مقابلہ نہ کیجئے بلکہ قافلہ کا تعاقب مناسب ہے آپ رنجیدہ ہوئے تو اس وقت حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت مقداد بن عمرو و حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالے عنہم نے اطاعت کی تقریریں کیں تب آپ بدر کی طرف روانہ ہوئے۔ **تفسیر** (یہ[1] انفال کا لوگوں کی مرضی موافق تقسیم نہ ہونا گو طبعاً بعض کو گراں گذرا ہو مگر بوجہ تضمن مصالح کثیرہ کے یہ ہی خیر ہے پس یہ امر مشقت طبعی اور تضمن مصالح میں ایسا ہے) جیسا آپ کے ربنے آپکے گھر اور بستی سے مصلحت کیساتھ آپ کو (بدر کی طرف) روانہ کیا اور مسلمانوں کی ایک جماعت (بوجہ قلت عدد و سامان کے طبعاً) اسکو گراں سمجھتی تھی (اور) وہ اس مصلحت (کے کام) میں (یعنی جہاد و مقابلہ لشکر میں) بعد اس کے کہ اس کا ظہور ہو گیا تھا (اپنے بچاؤ کے لئے) آپ سے (بطور مشورہ کے) اس طرح جھگڑ رہے تھے کہ گویا کوئی ان کو موت کی طرف ہانکے لئے جاتا ہے اور وہ (موت کو یعنی اس کے سامان کو) دیکھ رہے ہیں (مگر انجام اس کا آخر اچھا ہوا کہ اسلام غالب اور کفر مغلوب ہوا جو کہ انعام عظیم ہے اور مقدمۂ انعام بھی انعام ہے اور یہ بات قافلہ سے غنیمت حاصل کر لینے میں کب ہوتی اسی طرح مسئلہ انفال میں بھی مصلحتیں ہیں) **ف** یہ کراہت گو بعد خروج عن البیت کے ہوئی تھی لیکن مجموعہ زمان شئے واحد قرار دیا گیا یا حال مقدرہ کہا جاوے اور فریقاً اس لئے کہا کہ بعض کو تردد نہ تھا اور ظہور کا مطلب یہ ہے کہ اس کا خیر ہونا اور اس میں فتح و ظفر ہونا آپ کے ارشاد سے معلوم ہو گیا تھا اور کانما یساقون میں اشارہ کر دیا کہ وہ کراہت طبعی تھی ظن قتل سے بوجہ بے سرو سامانی کے اور عقلی و اعتقادی نہ تھی پس اس میں کوئی اعتراض نہ رہا اسی طرح اہتمام مشورہ کو مجازاً جدال فرما دیا اس میں بھی کوئی اعتراض نہیں ربط اوپر ایک انعام مذکور ہوا آگے دوسرا مذکور ہے۔

انعام ثانی

مسائل السلوک

قولہ تعالی کما اخرجك ربك من بيتك بالحق وان فريقا من المؤمنين لكارهون وقولہ تعالی وتودون ان غير ذات الشوكة تكون لكم دل الاول على كون بعض النفع في صور الضرر والثاني على كون بعض الضرر في صورة النفع ويعرفه العارفون في احوالهم ومعاملاتهم كالجبن والمشلة مطرقتعند هم بعنوان اللطف في صورة القهر والقهر في صورة اللطف **ترجمہ۔ قولہ تعالے** کما اخرجك ربك من بيتك بالحق وان فريقا من المؤمنين لكارهون **وقولہ تعالے** وتودون ان غير ذات الشوكة تكون لكم آیت اول سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی نفع بصورت ضرر ہوتا ہے کہ کبھی اور ثانی سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی ضرر بصورت نفع ہوتا ہے اور عارفین اسکو ہر وقت اپنے معاملات اور احوال میں مشاہدہ کرتے ہیں۔

ملحقات الترجمۃ

لہ[1] قولہ فی کما اخرجك یہ انفال الخ اشارۃ الی کونہ خبر مبتدا محذوف ای حالہم ہذہ فی کراہتہ وکونہ خیرا کحال اخراجک فی کراہتہم لہ من حیث افضارہ الی القتال وفی کونہ خیرا لہم ۱۲

۱۲ ۱۲ ۱۲

وَاِذْ یَعِدُکُمُ اللّٰہُ اِحْدَی الطَّآئِفَتَیْنِ اَنَّھَا لَکُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَیْرَ ذَاتِ الشَّوْکَۃِ تَکُوْنُ لَکُمْ وَیُرِیْدُ اللّٰہُ

اور تم لوگ اسوقت کو یاد کرو جبکہ اللہ تعالیٰ تم سے ان دو جماعتوں میں سے ایک کا وعدہ کرتے تھے کہ وہ تمہارے ہاتھ آجاویگی اور تم اس تمنا میں تھے کہ غیر مسلح جماعت تمہارے ہاتھ آجائے اور اللہ تعالیٰ

اَنْ یُّحِقَّ الْحَقَّ بِکَلِمٰتِہٖ وَیَقْطَعَ دَابِرَ الْکٰفِرِیْنَ ۝ لِیُحِقَّ الْحَقَّ وَیُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ کَرِہَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝

کو اپنے احکام سے حق کا حق ہونا ثابت کردے اور ان کافروں کی بنیاد کو قطع کردے   تاکہ حق کا حق ہونا اور باطل کا باطل ہونا ثابت کردے گو یہ مجرم لوگ ناپسند ہی کریں۔

اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّکُمْ فَاسْتَجَابَ لَکُمْ اَنِّیْ مُمِدُّکُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ مُرْدِفِیْنَ ۝ وَمَا جَعَلَہُ اللّٰہُ اِلَّا بُشْرٰی

اسوقت کو یاد کرو جبکہ تم اپنے رب سے فریاد کررہے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تمہاری سُن لی کہ میں تم کو ایک ہزار فرشتوں سے مدد دونگا جو سلسلہ وار چلے آویں گے اور اللہ تعالیٰ نے یہ امداد محض اس کیلئے کی کہ بشارت ہو اور

لِتَطْمَئِنَّ بِہٖ قُلُوْبُکُمْ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ۝

تاکہ تمہارے دلوں کو قرار ہوجاوے اور نصرت صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے   جو کہ زبردست حکمت والے ہیں۔

وَاِذْ یَعِدُکُمُ اللّٰہُ اِحْدَی الطَّآئِفَتَیْنِ (الٰی قولہ تعالٰی) وَلَوْ کَرِہَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ اور تم لوگ اس وقت کو یاد کرو جبکہ اللہ تعالیٰ (بذریعہ وحی الی الرسول کے) تم سے ان دو جماعتوں (یعنی قافلہ ولشکر) میں سے ایک (جماعت) کا وعدہ کرتے تھے کہ وہ (جماعت) تمہارے ہاتھ آجاویگی (یعنی مغلوب ہوجاویگی) اور تم اس تمنا میں تھے کہ غیر مسلح جماعت (یعنی قافلہ) تمہارے ہاتھ آجاوے اور اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ اپنے احکام سے حق کا حق ہونا (عملاً) ثابت کردے (اس طور سے کہ اسکو غلبہ دیدے) اور (یہ منظور تھا کہ) ان کافروں کی بنیاد (اور قوت) کو قطع کردے تاکہ (اس قطع کرنیکے ذریعہ سے بھی) حق کا حق ہونا اور باطل کا باطل ہونا (عملاً) ثابت کردے گو (اس احقاق حق و ابطال باطل کو) یہ مجرم لوگ (یعنی کفار جو کہ مغلوب ہوئے) ناپسند ہی کریں ف اوپر کی آیت میں جو قصہ مذکور ہوا وہ اس آیت کے حل تفسیر کیلئے بھی کافی ہے اور اس غلبہ کو باوجود اسکے کہ تمام کفار قریش ہلاک نہ ہوئے تھے قطع دابر اسلئے کہا گیا کہ اس واقعہ سے اُن کی قوت بالکل فناہ ہوگئی تھی۔ کیونکہ انکے بڑے بڑے رئیس نشتر قتل اور نشتر قید ہوئے تھے اس طرح گویا وہ سب ہی ختم ہوگئے تھے اور کلمات کی تفسیر جو احکام سے کی گئی ہے اس سے مراد یا احکام تشریعیہ ہیں جس کا مصداق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لوگوں کو بدر کی طرف چلنے کیلئے فرمانا ہے اور یا احکام تکوینیہ ہیں کہ عبارت ہے غلبہ مقدرہ سے اور دونوں صورتوں میں جمع لانا باعتبار تعدد متعلق کے ہے کہ وہ اُن کا چلنا ان کا لڑنا اُن کا مغلوب و مجروح وقید و ہلاک ہونا ہے اور یحق الحق میں تکرار اس لئے نہیں کہ پہلی جگہ وہ بلا واسطہ مقصود ہے اور دوسری جگہ بواسطہ قطع دابر مقصود ہے اور اشارہ ہے اس طرف کہ کسی کا ہلاک وغیرہ جو واقع ہوتا ہے وہ کسی خیر کی وجہ سے مقصود ہوتا ہے اس انعام کا حاصل مقابلہ کفار ہے جسکا انجام خیر ہوا جیسا انعام اول کا حاصل اخراج تھا ربط اوپر بعض انعامات مذکور ہیں آگے بعض کا ذکر ہے۔

انعامِ ثالث

اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّکُمْ (الٰی قولہ تعالٰی) اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ۝ اس وقت کو یاد کرو جبکہ تم اپنے رب سے (اپنی قلت اور ان کی کثرت دیکھکر) فریاد کررہے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تمہاری (فریاد) سُن لی (اور وعدہ فرمایا) کہ تم کو ایک ہزار فرشتوں سے مدد دونگا جو سلسلہ وار چلے آوینگے اور اللہ تعالیٰ نے یہ امداد (مذکور ملائکہ سے) محض اس (حکمت) کیلئے کی کہ (غلبہ کی) بشارت ہو (یعنی غلبہ کی توقع سے خوشی ہوجاوے) اور تاکہ تمہارے دلوں کو (اضطراب سے) قرار ہوجاوے (کیونکہ تسلی اسباب سے ہوتی ہے اس لئے ایسا کیا) اور (واقع میں تو) نصرت (اور غلبہ) صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے جو کہ زبردست

اللغات قولہ الشوکۃ واحد الشوک المعروف ثم استعیرت للحدۃ والشدۃ وتطلق علی السلاح ایضاً وفسرھا بعضھم بہا کذا فی الروح ۱۲ وقولہ ردف واردف بمعنیً وتتعدی الی مفعول واحد والمعنی تابعاً لبعضھم وقد یجیٔ اردف متعدیاً الی مفعولین والمعنی تتبعاً مبنیاً للفاعل بعضھم بعضاً وفی قراءۃ مردفین مبنیاً للمفعول ای متبعاً بعضھم بعضاً۔ ۱۲

النحو قولہ اذ متعلق باذکر واستانفاً وقیل بدل من اذ قبلہ۔
اختلاف القراءۃ فی قراءۃ انی بالفتح بحذف الباء وفی قراءۃ انی بالکسر علی تقدیر القول او اجراء استجاب مجری قال لان الاستجابۃ من جنس القول۔
الملحقات الترجمۃ لہ قولہ فی الکافرین الآن لانہ بہذہ الوقعۃ لم یقطع دابر جمیع الکافرین ۱۲

مسائل السلوک
قولہ تعالیٰ وما جعلہ اللّٰہ الا بشرٰی ولتطمئن بہ قلوبکم وما النصر الا من عند اللّٰہ دل علی ان فی الاسباب حکمۃ غیر مؤثرۃ حقیقۃ وکون المسببات کلہا من اللّٰہ تعالیٰ

۱۵ ترجمہ قولہ تعالیٰ وما جعلہ اللّٰہ الا بشرٰی ولتطمئن بہ قلوبکم وما النصر الا من عند اللّٰہ میں دال ہے کہ باوجود اسباب کے غیر مؤثر ہونے اور مسببات کے منجانب اللہ ہونیکے پھر بھی اسباب میں حکمتیں ہیں۔

اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَ

اُس وقت کو یاد کرو جبکہ اللہ تعالیٰ تم پر اونگھ کو طاری کر رہا تھا اپنی طرف سے چین دینے کیلئے اور تم پر آسمان سے پانی برسا رہا تھا کہ اس پانی کے ذریعے تمکو پاک کر دے اور تم سے شیطانی وسوسہ کو دفع کر دے اور

لِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ۝ اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ

تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے اور تمہارے پاؤں جما دے۔ اُس وقت کو یاد کرو جبکہ آپکا رب فرشتوں کو حکم دیتا تھا کہ میں تمہارا ساتھی ہوں سو تم ایمان والوں کی ہمت بڑھاؤ

سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝ؕ

میں ابھی کفار کے قلوب میں رعب ڈالے دیتا ہوں سو تم گردنوں پر مارو۔ اور اُن کے پور پور کو مارو

حکمت والے ہیں **ف** پارۂ لن تنالوا کے ربع پر بھی ایک ایسی ہی آیت آچکی ہے اسکے ضروری متعلقات وہاں ملاحظہ کئے جاویں اور اس انعام کا حاصل استجابت استغاثہ ہے اور اس واقعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعائے نصرۃ کرنا صحاح میں مروی ہے اور ظاہر آیت سے دوسرے مسلمانوں کا دعا کرنا مفہوم ہوتا ہے پس مجموعہ سے مجموعہ ثابت ہوگیا اور بعض نے تستغیثون کا مخاطب تعظیماً جناب نبوی کو بنایا ہے واللہ اعلم **ربط** اوپر بعض انعامات مذکور تھے آگے بعض کا ذکر ہے۔

انعام رابع

اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ (الیٰ قولہ تعالےٰ) وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ (اسمیں اشارہ ہے ایک قصّہ کی طرف بیان اجمالی اس کا یہ ہے کہ بدر میں مشرکین پہلے جا پہنچے تھے اور پانی پر قبضہ کر لیا تھا مسلمان بعد میں پہنچے اور ایک خشک ریگستان میں اُترے جہاں پانی نہ ہونیسے پیاس کی بھی شدت اور نماز کیوقت وضو اور غسل سے بھی عاجز (اور تیمم کا حکم اُسوقت تک نازل نہ ہوا تھا) ادھر ریگستان میں چلنا پھرنا مصیبت کہ اُسمیں پاؤں دھنسے جاتے تھے ان اسباب سے قلب سخت پریشان ہوا اور یہ سے شیطان نے وسوسہ ڈالنا شروع کیا کہ اگر تم اللہ کے نزدیک مقبول و منصور ہوتے تو اس پریشانی میں کیوں پھنستے حالانکہ یہ وسوسہ محض بے بنیاد تھا مگر پریشانی بڑھانے کیلئے کافی تھا حق تعالیٰ نے اوّل بارانِ رحمت نازل فرمایا جس سے پانی کی افراط ہوگئی پیا بھی وضو و غسل بھی کیا اور اس سے ریتا جم گیا اور دھسن جاتی رہی برخلاف اسکے کفار نرم زمین میں تھے وہاں کیچڑ ہو گئی جس سے چلنے پھرنے میں تکلیف ہونے لگا غرض سب وساوس و تشویشات دفع ہو گئے اسکے بعد ان پر اونگھ کا غلبہ ہوا جس سے پوری راحت ہوگئی اور سب بے چینی جاتی رہی اس آیت میں ان واقعات کی طرف اشارہ ہے **تفسیر** اُسوقت کو یاد کرو جبکہ اللہ تعالیٰ تم پر اونگھ کو طاری کر رہا تھا اپنی طرف سے چین دینے کیلئے اور (اسکے قبل) تم پر آسمان سے پانی برسا رہا تھا تاکہ اس پانی کے ذریعہ سے تم کو (حدث اصغر و حدث اکبر سے) پاک کر دے اور (تاکہ اسکے ذریعہ سے) تم سے شیطانی وسوسہ کو دفع کر دے اور (تاکہ اُسکی وجہ سے) تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے اور (تاکہ اُسکی وجہ سے) تمہارے پاؤں جما دے (یعنی تم ریگ میں نہ دھسو) **ف** تفسیر سب لفظوں کی قصہ مذکور تمہید سے واضح ہو چکی اور دُرِّ منثور میں قتادہ سے مروی ہے کہ نعاس دو بار ہوا ایک یوم بدر میں (جسکا یہاں ذکر ہے) دوسرا یوم احد میں (جسکا پارۂ چہارم کے نصف پر ذکر ہے) اور دُرِّ منثور میں حضرت علی رضہ سے مروی ہے کہ ہم سب پر نیند کا غلبہ ہوا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح تک ابر نماز پڑھنے میں مشغول رہے اور احقر کہتا ہے کہ یہ نعاس علاج تھا پریشانی کا آپ غایت توکل سے پریشان ہی نہ ہوئے تھے ان انعامات کا حاصل ظاہر ہے جن میں اہم مشترک زوال غم ہے اسی اعتبار سے عدد میں ایک شمار کیا گیا **ربط** اوپر بعض انعامات مذکور تھے آگے بعض کا ذکر ہے ۵

انعام خامس

اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ (الیٰ قولہ تعالےٰ) وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝ اُسوقت کو یاد کرو جبکہ آپ کا رب (اُن) فرشتوں کو (جو امداد کے لئے نازل ہوئے

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ اذ یغشیکم النعاس فی الروح وعین وہ القوی البدنیۃ و الصفات النفسانیۃ بنزول السکینۃ امنۃ منہ ای امن من عند لا منہ قولہ تعالیٰ وینزل علیکم من السماء ماءً لیطہرکم بہ ویذہب عنکم رجز الشیطان بکم وسوستہ وتخویفہ ولیربط علیٰ قلوبکم ای بتقویتہا بقوۃ الیقین ویسکن جاشکم ویثبت بہ الاقدام اذا الشجاعۃ وثبات الاقدام فی المخاوف من ثمرات قوۃ الیقین اھ وفی الآیۃ اثبات لکثیر مما اعتبرہ الصوفیۃ **ترجمہ۔ قولہ تعالیٰ** اذ یغشیکم النعاس یعنے نزول سکینہ سے قویٰ بدنیہ و صفات نفسانیہ کا سکون امنۃ منہ یعنے حق تعالیٰ کی طرف سے امن وینزل علیکم الیٰ رجز الشیطان یعنے شیطان کا وسوسہ اور تخویف و لیربط علیٰ قلوبکم یعنے قوۃ یقین سے قلب کو قوی فرما دے اور تثبیت سے قلب کو قرار بخشے ویثبت بہ الاقدام وجہ یہ کہ خوفناک مواقع میں شجاعت و ثابت قدمی قوۃ یقین کے ثمرات سے ہے کذا فی الروح پس آیت میں چند امور کا اثبات ہے جو صوفیہ کے نزدیک معتبر ہیں۔

اللغات قولہ فوق الاعناق قیل علی الاعناق فوق بمعنی علی وقیل علی الرؤس التی ہی فوق الاعناق۔ البنان اطراف الاصابع وبلغۃ ہذیل الجسد کلہ کذا فی الدر المنثور عن ابن عباس رضہ البلاغۃ قولہ علیٰ قلوبکم صلۃ واصلہ لیربط قلوبکم زیدت علیٰ لتضمن معنی الاستعلاء للاشارۃ الیٰ	ان الغم کان قد علاہ واستولیٰ ۱۲ من الروح ۱۲ ملحقات الترجمۃ ۱؎ قولہ فی امنۃ یعنی میں اشارۃ الیٰ تقدیر مضاف ای اعطاء امنۃ لاتحاد الفاعل للفاعل والمفعول لہ ہذا من المواہب وما علیٰ قراءۃ ینعسکم فلاسناد الاعطاء الیہ یکون مجازیاً فافہم ۱۲

ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ ۚ وَمَن يُشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ ذٰلِكُمْ فَذُوقُوهُ

یہ اس بات کی سزا ہے کہ انہوں نے اللہ کی اور اس کے رسول کی مخالفت کی اور جو اللہ کی اور اسکے رسول کی مخالفت کرتا ہے سو اللہ تعالیٰ سخت سزا دیتے ہیں۔ سو یہ سزا چکھو

وَأَنَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابَ النَّارِ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوهُمُ الْأَدْبَارَ ۝

اور جان رکھو کہ کافروں کیلئے جہنم کا عذاب مقرر ہی ہے۔ اے ایمان والو جب تم کافروں سے دو بدو مقابل ہو جاؤ تو ان سے پشت مت پھیرنا

وَمَن يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ

اور جو شخص ان سے اس موقع پر پشت پھیرے گا مگر ہاں جو لڑائی کیلئے پینترا بدلتا ہو یا جو اپنی جماعت کی طرف پناہ لینے آتا ہو وہ مستثنیٰ ہے باقی اور جو ایسا کریگا وہ اللہ کے غضب میں آجاویگا اور اسکا ٹھکانا دوزخ ہوگا

وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝

اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے

تھے) حکم دیتا تھا کہ میں تمہارا ساتھی (اور مددگار) ہوں سو (مجھ کو مددگار سمجھ کر) تم ایمان والوں کی ہمت بڑھاؤ میں ابھی کفار کے قلوب میں رعب ڈالے دیتا ہوں اور یہ بیان ہے انی معکم کا) سو تم (کفار کی) گردنوں پر (حربہ) مارو اور انکے پور پور کو مارو (یہ بیان ہے فثبتوا کا) **ف** ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ملائکہ نے قتال کیا ہے در منثور میں اسکی موئید روایات بھی ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ سالقی الخ کا مطلب یہ ہے کہ ملائکہ کو حکم ہوا کہ اہل ایمان کی اسطرح تثبیت کرو کہ انکے قلوب میں تصرف ملکی سے یہ القاء کرو کہ سالقی الخ جس سے انکے دل میں یہ عزم پیدا ہو جاوے انعام ثالث میں ملائکہ کا نزول معلوم ہو چکا اس انعام کا حاصل ملائکہ کو معین بنانا ہے قتالاً یا القاءً اور کفار کا مرعوب بلکہ مغلوب ہو جانا اظہر و اشہر ہے اور جاننا چاہیئے کہ اصلی مقصود نزول ملائکہ سے تثبیت تھا جو بلا قتال بھی ممکن ہے جیسا ربع پارہ لن تنالوا آیت وما جعلہ اللہ الخ کی تفسیر میں بیان ہو چکا ہے اور یہاں بھی تصرف ملکی کے لفظ میں اسطرف اشارہ ہے اور وقوع قتال زیادت تیقن بہ نزول ملائکہ کیلئے ہو سکتا ہے اور تثبیت کا بلا قتال ممکن ہونا بطریق مذکور روح المعانی میں زجاج سے منقول ہے دلالت قولہ القتلۃ المغیرۃ فی القلبۂ ربط اوپر کفار کے مقتول و مخذول ہونیکا ذکر تھا جو مومنین کے حق میں انعام اور کفار کے حق میں انتقام ہے جسکو آیات بالا میں بعنوان انعام علی المومنین ذکر فرمایا ہے آگے اس کو بعنوان انتقام عن الکافرین بیان فرماتے ہیں۔

انتقام بودن واقعۂ مذکورہ از کفار

ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ (الی قولہ تعالیٰ) وَأَنَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابَ النَّارِ ۝ یہ اس بات کی سزا ہے کہ انہوں نے اللہ کی اور اسکے رسول کی مخالفت کی اور جو اللہ کی اور اسکے رسول کی مخالفت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ (اسکو) سخت سزا دیتے ہیں (خواہ دنیا میں کسی حکمت سے یا آخرت میں یا دونوں جگہ) سو (اس مخالفت کی وجہ سے سردست تو) یہ سزا چکھو اور جان رکھو کہ کافروں کے لئے جہنم کا عذاب مقرر ہی ہے (سزائے دنیوی سے وہ ٹل نہیں گیا کہ اصلی وہی ہے) ربط اوپر ملائکہ کو تثبیت مومنین کا حکم تھا آگے مومنین کو ثبات کا حکم ہے اور چونکہ اس حکم کا متعلق جہاد کیساتھ متعلق کرنا مقصود ہے اسلئے عام عنوان سے اس کا ذکر فرمایا ہے؛

تحریم فرار از جہاد

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمُ (الی قولہ تعالیٰ) وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝ اے ایمان والو جب تم کافروں سے (جہاد میں) دو بدو مقابل ہو جاؤ تو ان سے

اللغات قولہ الزحف مشی الصبی علی الاست والمراد تماشی کل فریق الی صاحب القتال۔ النحو قولہ ذلکم امام مرفوع لکونہ مبتدا وحذف خبرہ ای العذاب الدنیوی او منصوب باضمار ذوقوا وان معمول لاعلموا المقدر قولہ زحفا حال بمعنی زاحفین ای ماشین حال من فاعل والمفعول علیہما۔ البلاغۃ قولہ للکافرین فیہ وضع المظہر موضع المضمر قولہ لا تولوا المراد لا تفروا المبالغۃ لان التولی ادنی من الفرار

اختلاف القراءۃ

فی قراءۃ ان علی الاستیناف ۱۲

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَاۤءً حَسَنًا

سو تم نے ان کو قتل نہیں کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے انکو قتل کیا اور آپ نے خاک کی مٹھی نہیں پھینکی لیکن اللہ تعالیٰ نے وہ پھینکی اور تاکہ مسلمانوں کو اپنی طرف سے خوب اجر دے۔

اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

بلاشبہ اللہ تعالیٰ خوب سننے والے خوب جاننے والے ہیں ایک بات تو یہ ہوئی اور دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کافروں کی تدبیر کا کمزور کرنا تھا۔

پشت مت پھیرنا (یعنی جہاد سے مت بھاگنا) اور جو شخص اُن سے اس موقع پر (یعنی مقابلہ کے وقت) پشت پھیریگا مگر ہاں جو لڑائی کیلئے پینترا بدلتا ہو یا جو اپنی جماعت کی طرف پناہ لینے آتا ہو وہ مستثنیٰ ہے باقی اور جو ایسا کریگا وہ اللہ کے غضب میں آجاویگا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہوگا اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے

ف مسئلہ جہاد سے بھاگنا حرام ہے مسئلہ ہاں اگر کافر دونے سے زیادہ ہوں تو جائز ہے کما سیاتی من قولہ۔ اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ مسئلہ اور جب دونے سے زیادہ نہ ہوں تب بھی دو صورتیں جواز کی ہیں جن کو آیت میں مستثنیٰ فرمایا ہے ایک یہ کہ دھوکا دینے کو سامنے سے بھاگا ہو تاکہ حریف غافل ہو جاوے پھر دفعۃً لوٹ کر اس پر حملہ کرے دوسرے یہ کہ مقصود اصلی بھاگنا نہ ہو بلکہ بوجہ بے سروسامانی وغیرہ عوارض کے اپنی جماعت میں اس غرض سے آملا کہ ان سے قوت اور معونت حاصل کر کے پھر جا کر مقابل ہوگا پھر بعض نے اس جماعت کے قریب ہونیکی شرط لگائی ہے اور بعض نے عام کہا ہے اور بعض روایات میں جو آیا ہے کہ یہ حکم بدر کیساتھ خاص تھا تو اسکا یہ مطلب نہیں کہ دوسرے مواقع قتال میں فرار جائز ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ بدر میں باوجودیکہ کفار دو حصے سے زیادہ تھے پھر بھی فرار جائز نہ تھا جس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اسوقت تک وہ حکم جس میں دو حصہ کی قید ہے نازل نہ ہوا تھا اس اعتبار سے بدر کیساتھ خاص کہہ دیا گیا۔ ربط اوپر امداد غیبی کا بیان کیا گیا تھا آگے اُس پر ایک تفریع فرماتے ہیں کہ یہ غلبہ ہماری قدرت و مشیت کا اثر ہے گو ظاہراً بوجہ خاص حکمت کے جس کا ذکر وَلِيُبْلِيَ الخ میں ہے تمہارے فعل پر مرتب ہوا ہو۔

علت بودن قدرت حق و حکمت بودن در قدرت خلق

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ (الے قولہ تعالے) اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ (اس میں بھی ایک قصہ کی طرف اشارہ ہے وہ یہ کہ آپ نے بدر کے روز ایک مُٹھی کنکریوں کی اٹھا کر کافروں کی طرف پھینکی جسکے ریزے سب کی آنکھوں میں جا کر گرے اور ان کو شکست ہوئی اور فرشتوں کا امداد کیلئے آنا اوپر آچکا ہے اس پر بطور تفریع فرماتے ہیں کہ جب ایسے عجیب واقعات ہوئے جو کہ بالکل تمہارے اختیار سے خارج ہیں) سو (اس سے معلوم ہوا کہ تاثیر حقیقی کے مرتبہ میں) تم نے ان (کافروں) کو قتل نہیں کیا لیکن (ہاں اس مرتبہ میں) اللہ تعالیٰ نے (بیشک) اُن کو قتل کیا (یعنی مؤثر حقیقی اس کی قدرت ہے) اور (اسی طرح تاثیر حقیقی کے مرتبہ میں) آپ نے خاک کی مٹھی (ان کی طرف) نہیں پھینکی لیکن (ہاں اس مرتبہ میں) اللہ تعالیٰ نے (واقعی) وہ پھینکی اور (باوجودیکہ مؤثر حقیقی قدرت حق ہے پھر جو آثار قتل وغیرہ کو قدرت عبد پر مرتب فرما دیا تو اس میں حکمت یہ ہے کہ) تاکہ مسلمانوں کو اپنی طرف سے (انکے عمل کا) خوب اجر دے (اور اجر کا ملنا حسب سُنّت الٰہیہ موقوف ہے اس پر کہ فعل انکے عزم و اختیار سے صادر ہو) بلاشبہ اللہ تعالےٰ (ان مومنین کے اقوال کے) خوب سننے والے (اور انکے افعال و احوال کے) خوب جاننے والے ہیں (ان اقوال استغاثہ اور افعال قتال و احوال تشویش وغیرہا میں جو ان کو محنت پیش آئی ہم کو

البلاغۃ قولہ اذ رمیت زادہ ولم یزد فی قرینۃ اذ قتلتموہم للایذان بکون ھذا الرمی ابعد بکثیر مما رتب علیہ فنبہ بتصریحہ علی کونہ عجیبا ولا کذلک القتل فانہم واللہ اعلم۔
اختلاف القراءۃ فی قراءۃ وان اللہ بالکسر من عطف الجملۃ غیر محذوفۃ الاجزاء علی الجملۃ المحذوفۃ الاجزاء۔

ملحقات الترجمۃ

سلہ قولہ فی رمیت خاک اشارۃ الی حذف المفعول للقرینۃ المقامیۃ ۱۲
سلہ قولہ فی ولیبلی مرتب فرمایا اشارۃ الی حذف العامل وکون الواو للاستیناف والمعنی ومع کفایۃ قدرتہ جعل قدرۃ العبد سببا ظاہریا لیبلی الخ

سلہ قولہ فی بلاء حسنا انکے عمل کا ماخذہ ما قال الطبری و یثبت لہم اجورا عمالہم وجہادہم مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ۱۲
سلہ اور اس مقام میں ایک توجیہ لطیف یہ بھی ہے کہ جو فعل نتیجہ ہوتا ہے اسباب عادیہ اختیاریہ کا یا اس کا نتیجہ عادی ہوتا ہے وہ منسوب الی العبد ہوتا ہے اور جو فعل اس کے خلاف ہوتا ہے وہ حق سبحانہ کی طرف منسوب ہوتا ہے یا دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ جو فعل یا اُس کا نتیجہ خلاف توقع ہو وہ خدا کی طرف منسوب ہوتا ہے اور جو توقع کے موافق ہو وہ بندہ کی طرف پس چونکہ مسلمانوں کا کفار کو قتل کرنا مبنی علی الاسباب الغیر الاختیاریۃ الغیر العادیۃ اور خلاف توقع تھا اس لئے فلم تقتلوہم ولکن اللہ قتلہم فرمایا اور چونکہ اثر رمی غیر عادی اور خلاف توقع تھا اسلئے وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی فرمایا ۱۲ منہ

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ فلم تقتلوہم ولکن اللہ قتلہم وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی فی الجمع باب الاشارۃ رمی کا لعدو لحتہ فلم تقتلوہم ولکن اللہ قتلہم تادیب منہ سبحانہ لاہل بدر وھدایۃ لہم الی فناء الافعال حیث سلب الفعل عنہم بالکلیۃ وشبہ ھذا من وجہ قولہ تعالیٰ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی والفرق انہ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی مقام البقاء بالحق سبحانہ نسب الیہ الفعل بقولہ تعالیٰ اذ رمیت مع سلبہ عنہ بما رمیت واثباتہ للہ تعالیٰ فی حیز الاستدراک لیفید معنی التفصیل فی معنی الجمع فیکون الرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم باللہ تعالیٰ لا بنفسہ ولم یکن مقامات الصحابۃ رضی اللہ عنہم فی ذلک المقام الارفع فسلب الرمی عنہ صلی اللہ علیہ وسلم ما نسب لہ ولم ینسب الیہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم من الفعل شیئا وھذا احد اسرار تغیر الاسلوب فی الجملتین حیث لم ینسب فی الاولی ونسب فی الثانیۃ ترجمہ قولہ تعالےٰ فلم تقتلوہم ولکن اللہ قتلہم وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی یوں ہے کہ پہلے جملہ میں فنا کی تعلیم ہے بایں طور کہ ان سے فعل کو بالکلیہ سلب کر لیا گیا اور دوسرے جملہ میں فنا کیساتھ بقا کی طرف بھی اشارہ ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام بقا پر تھے اسی لئے آپ کی نسبت ثابت بھی کی گئی ہے اور اسکی نفی بھی کی گئی ہے اور لکن اللہ رمی میں اشارہ ہے کہ آپ بنفسہ رامی نہ تھے بلکہ رامی باللہ تھے اور چونکہ صحابہ اسوقت اس مقام میں نہ تھے تو انکی طرف کوئی فعل منسوب نہیں کیا ۱۲ ط

إِنْ تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَاءَكُمُ الْفَتْحُ ۖ وَإِنْ تَنْتَهُوا فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ ۖ وَإِنْ تَعُودُوا نَعُدْ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ

اگر تم لوگ فیصلہ چاہتے ہو تو فیصلہ تو تمہارے سامنے آموجود ہوا اور اگر باز آجاؤ تو یہ تمہارے لئے نہایت خوب ہے اور اگر تم پھر وہی کام کروگے تو ہم بھی پھر یہی کام کرینگے اور تمہاری جمعیت تمہارے ذرا بھی کام نہ آوے گی

شَيْئًا وَلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَأَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ○ ع

گو کتنی زیادہ ہو اور واقعی بات یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ ایمان والوں کے ساتھ ہے۔

ع ۹ / ۲ / ۱۶

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ۔ وان اللہ مع المؤمنین فیہ اثبات المعیۃ

ترجمہ

قولہ تعالےٰ وان اللہ مع المؤمنین اسمیں معیت کا اثبات ہے۔

اُس کی اطلاع ہے اُن کو اُسپر جزا دینگے) ایک بات تو یہ ہوئی اور دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کافروں کی تدبیر کا کمزور کرنا تھا (اور زیادہ کمزوری اُس وقت ظاہر ہوتی ہے جب اپنے برابر والے کے بلکہ اپنے سے کمزور کے ہاتھ سے مغلوب ہو جاوے اور یہ بھی موقوف تھا اس پر کہ وہ آثار مومنین کے ہاتھ سے ظاہر ہوں ورنہ کہہ سکتے تھے کہ تدابیر تو ہماری قوی تھیں لیکن اقوی کے سامنے کہ تدبیر الٰہی ہے نہ چل سکیں تو اس سے آئندہ مسلمانوں کے مقابلہ میں انکا حوصلہ پست نہ ہوتا کیونکہ ان کو تو ضعیف ہی سمجھتے) ف مٹھی خاک پھینکنے کا قصہ کئی بار ہوا بدر میں۔ احد میں حنین میں۔ لیکن یہاں سیاق کلام سے بدر کا مراد لینا راجح ہے دُر منثور میں سب روایات موجود ہیں ربط اوپر واقعات بدر میں بطور تذکیر نعم کے مومنین کو خطاب تھا آگے اسی واقعہ میں کفار کو بطور تذکیر نقم کے خطاب ہے ایک مضمون خاص کا جس کا قصہ یہ ہوا کہ کفار قریش ابوجہل وغیرہ نے مقابلہ کیوقت یہ دعا کی تھی کہ یا اللہ آج ہمارا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا فیصلہ کردے جو حق پر ہو اس کو آج غالب کردے کذا فی الدر المنثور اسپر یہ آیت نازل ہوئی:

تذکیر بعض نقم کفار را

إِنْ تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَاءَكُمُ الْفَتْحُ سے لے کر قولہ تعالےٰ وَأَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ○ اگر تم لوگ فیصلہ چاہتے ہو تو تمہارے سامنے آموجود ہوا (کہ جو حق پر تھا اس کو غلبہ ہو گیا) اور اگر (اب حق زیادہ واضح ہونیکے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت سے) باز آجاؤ تو یہ تمہارے لئے نہایت خوب ہے اور اگر (اب بھی باز نہ آئے بلکہ) تم پھر وہی کام کروگے (یعنی مخالفت) تو ہم بھی پھر یہی کام کرینگے (یعنی تم کو مغلوب اور مسلمانوں کو غالب کردینا) اور (اگر تم کو اپنی جمعیت کا گھمنڈ ہو کہ اب کی بار اس سے زیادہ جمع کرلینگے تو یاد رکھو کہ) تمہاری جمعیت تمہارے ذرا بھی کام نہ آویگی گو کتنی زیادہ ہو اور واقعی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ (اصل میں) ایمان والوں کیساتھ (یعنی انکا مددگار) ہے (گو کسی عارض کی وجہ سے کسی وقت انکے غلبہ کا ظہور نہ ہو لیکن اصل محل غلبہ کے یہی ہیں اسلئے ان سے مقابلہ کرنا اپنا نقصان کرنا ہے) ربط اوپر آیت ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ الخ اور آیت إِنْ تَسْتَفْتِحُوا الخ میں اللہ و رسولؐ کی مخالفت کرنیوالے کفار کی مذمت تھی آگے مومنین کو اللہ و رسول کی اطاعت و موافقت کا حکم اطیعوا الخ میں اور مخالفت کرنے کی ممانعت لا تولوا الخ میں اور اس کی تاکید کے لئے ان کے ساتھ تشبیہ کرنے کی ممانعت لا تکونوا میں پھر مشبہ بہ کی مذمت ان شر الدواب میں اور اطاعت میں بندوں ہی کا نفع ہونا کہ حیات ابدی ہے اور اعراض میں ان ہی کا نقصان ہونا استجیبوا الخ میں اور اپنے ساتھ دوسروں کو بھی اللہ و رسول کے مطیع بنانے کی کوشش کرنا واتقوا میں اور ترغیب اطاعت کے لئے اپنی بعض نعمتیں یاد دلانا واذکروا میں اور اخلال فی الاطاعت کا خیانت مذمومہ ہونا لا تخونوا میں اور جو امور بعض اوقات اخلال فی الاطاعت کے اسباب ہو جاتے ہیں ان پر تنبیہ کرنا واعلموا میں اور اطاعت کی بعض برکات ان تتقوا میں اور ایک واقعہ متعلقہ ہجرت نبویہ کا یاد دلانا جسکا نفع عام مومنین کی طرف عائد ہوا واذ یمکر بک میں یہ سب مضامین خیر الماکرین تک مذکور ہیں اور انکا متناسب و متجاذب ہونا ظاہر ہے اور اہتمام کیلئے جابجا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا کو مکرر لائے ہیں:

اختلاف القراءۃ

وان اللہ بالکسر والترکیب ظاہر ۱۲

ملحقات الترجمۃ

لے قولہ فی ذٰلکم ایک بات ای ذٰلکم بعض الحکمۃ وان الآخران اللہ فقدر الخبر فی موضع والمبتدا فی موضع ۱۲ ہ ۲ قولہ فی ان تنتھوا زیادہ وانما افاد ہذا ان نفس الوضوح کان حاصلا من قبل بالبینات ۱۲ ہ ۳ قولہ فی ان اللہ بات اشارالی حذف مبتدأ ای الامران اللہ الخ ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا

اے ایمان والو اللہ کا کہنا مانو اور اسکے رسول کا اور اس کہنا ماننے سے روگردانی مت کرو اور تم سن لیتے ہی ہو اور تم ان لوگوں کی طرح مت ہونا جو دعویٰ تو کرتے ہیں

سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ

کہ ہم نے سن لیا حالانکہ وہ سنتے سناتے کچھ نہیں بیشک بدترین خلائق اللہ کے نزدیک وہ لوگ ہیں جو بہرے ہیں گونگے ہیں جو کہ ذرا نہیں سمجھتے اور اگر اللہ تعالیٰ ان میں

فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ۚ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ

کوئی خوبی دیکھتے تو انکو سننے کی توفیق دیتے اور اگر ان کو اب سنا دیں تو ضرور روگردانی کرینگے بے رخی کرتے ہوئے اے ایمان والو تم اللہ اور رسول کے کہنے کو بجا لایا کرو

اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ وَاتَّقُوْا فِتْنَةً

جبکہ رسول تم کو تمہاری زندگی بخش چیز کی طرف بلاتے ہوں اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ آڑ بن جایا کرتا ہے آدمی کے اور اسکے قلب کے درمیان میں اور بلاشبہ تم سب کو خدا ہی کے پاس جمع ہونا ہے اور تم ایسے وبال سے بچو

لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ

کہ جو خاص ان ہی لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں ان گناہوں کے مرتکب ہوئے ہیں اور یہ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں اور اس حالت کو یاد کرو جبکہ تم قلیل تھے

فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

سرزمین میں کمزور شمار کیے جاتے تھے اس اندیشہ میں رہتے تھے کہ تم کو لوگ نوچ کھسوٹ لیں سو اللہ تعالیٰ نے تم کو رہنے کو جگہ دی اور تم کو اپنی نصرت سے قوت دی اور تم کو نفیس نفیس چیزیں عطا فرمائیں تاکہ تم شکر کرو

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ

اے ایمان والو تم اللہ اور رسول کے حقوق میں خلل مت ڈالو اور اپنی قابل حفاظت چیزوں میں خلل مت ڈالو اور تم تو جانتے ہو اور تم اس بات کو جان رکھو کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد

فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ

ایک امتحان کی چیز ہے اور اس بات کو بھی جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے پاس بڑا بھاری اجر ہے اے ایمان والو اگر تم اللہ سے ڈرتے رہوگے تو اللہ تعالیٰ تم کو ایک فیصلہ کی چیز دیگا اور تم سے تمہارے گناہ دور کر دیگا اور تم کو بخش دیگا

ترغیب اطاعت و ترہیب معصیت

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (الی قولہ تعالیٰ) وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝ اے ایمان والو اللہ کا کہنا مانو اور اسکے رسول کا اور اس کہنا ماننے سے روگردانی مت کرو اور تم (اعتقاد سے) سُن تو لیتے ہی ہو (یعنی جیسا اعتقاد سے سن لیتے ہو ایسا ہی عمل بھی کیا کرو) اور تم (ترک اطاعت میں) اُن لوگوں کی طرح مت ہونا جو دعویٰ تو کرتے ہیں کہ ہم نے سُن لیا (جیسا کفار مطلق سماع کے اور منافقین سماع مع الاعتقاد کے مدعی تھے) حالانکہ وہ سنتے سناتے کچھ نہیں (کیونکہ تفہم اور اعتقاد دونوں میں مفقود ہے مطلب یہ کہ ثمرہ اعتقاد سننے کا عمل ہے جب عمل نہ ہوا تو بعض وجوہ سے مشابہ اسی کے ہوگیا کہ جیسے اعتقاد کیسا اور سنا ہی نہیں جس کو تم بھی سخت مذموم جانتے ہو) بیشک (یہ بات ضرور ہے کہ اعتقاد سے سُن کر عمل نہ کرنیوالے اور ایک بلا اعتقاد سُننے والے جو مثل نہ سننے کے ہے برے ہونے میں متفاوت ضرور ہیں کیونکہ کافر اور عاصی برابر نہیں چنانچہ) بدترین خلائق اللہ کے نزدیک وہ لوگ ہیں جو (حق بات کو اعتقاد کیساتھ سننے سے) بہرے ہیں (اور حق بات کے کہنے سے) گونگے ہیں (اور) جو کہ (حق بات کو) ذرا نہیں سمجھتے (اور باوجود اعتقاد کے جن سے عمل میں کوتاہی ہو جاتی ہے وہ بدتر نہیں ہیں گو بد ہیں سو بد بھی نہ ہونا چاہیئے) اور (جن کا حال مذکور ہوا کہ وہ اعتقاد سے نہیں سنتے وجہ اسکی یہ ہے کہ اُن میں

البلاغۃ قولہ اموالکم واولادکم قلت قدم الاموال مع کون الاولاد احب منہا الی الانسان لما ان المال یحتاج الیہ کثیرا ولان فی تحصیلہ شغلا کبیرا فحق لہ ان یہتم بہ ۱۲
ملحقات الترجمۃ ۱ قولہ فی لا تولوا عنہ اس کہنا ماننے سے اشارۃ الی عود الضمیر الی الاطاعۃ بتاویل الامر کما فی الروح او لکونہ مصدرا فالتذکیر ۱۲ ۲ قولہ فی تسمعون اعتقاد سے سُن تو لیتے ہی ہو ہو من المواہب ہو حال لان ترجمۃ الحال یکون ہکذا ۱۲ ۳ قولہ فی سمعنا جیسا کفار الخ فالسماع عام اللغوی والشرعی الذی یدعیہ المنافقون ۱۲ ۴ قولہ فی دواب خلائق رواہ فی الدر المنثور عن ابن زید قرأ وما من دابۃ الآیۃ ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ولو علم اللہ فیہم خیرا لاسمعہم الآیۃ ہم سماع تفہم ولو اسمعہم مع عدم علم الخیر فیہم لتولوا دلّ بمنطوقہ بدوام التولی ان الاشتغال العارض لا یزول وہم معرضون بالذات کذا فی الروح ولکن لما بعد من قولہ تعالیٰ واعلموا ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ فیزول الاستعداد فانتہی والاقرب ترکہ کذا فی الروح قولہ تعالیٰ واتقوا فتنۃ لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ بل تعمہم وغیرہم بشوم الصحبۃ کذا فی الروح ای مع المداہنۃ اھ

ترجمہ قولہ تعالیٰ ولو علم اللہ فیہم خیرا یعنی استعداد لاسمعہم مراد سماع تفہیم ہے ولو اسمعہم یعنی باوجود عدم علم بالخیر یعنی عدم خیر کے لتولوا یعنی منتفع نہ ہوں کیونکہ عارض کی شان یہی ہوتی ہے کہ زائل ہو جاتا ہے وہم معرضون یعنی بالذات کذا فی الروح پس اس میں اثبات ہے عدم استعداد کا اور اسی طرح بعد کی آیت واعلموا ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ کا حاصل بھی یہی ہے کہ پھر استعداد زائل ہو جاویگی پس فرصت کو غنیمت سمجھو کذا فی الروح قولہ تعالیٰ واتقوا فتنۃ لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ یعنی بلکہ تم کو اور دوسروں کو بوجہ شوم صحبت کے شامل ہوگا یعنی جبکہ مداہنت ہو

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ۭ وَيَمْكُرُوْنَ

اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے اور اس وقت کو بھی ذکر کیجیے جبکہ کافر لوگ آپکی نسبت تدبیریں سوچ رہے تھے کہ آپ کو قید کرلیں یا آپکو قتل کر ڈالیں یا آپ کو خارج وطن کردیں اور وہ تو اپنی تدبیریں کر رہے تھے

وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝

اور اللہ اپنی تدبیر کر رہے تھے اور سب سے زیادہ مستحکم تدبیر والا اللہ ہے۔

ایک بڑی خوبی کی کسر ہے اور وہ خوبی طلب حق ہے کیونکہ مبدأ اعتقاد کا بھی طلب اور تلاش ہے گو اُس وقت اعتقاد نہ ہو مگر کم از کم تردد تو ہو پھر اسی تردد و طلب کی برکت سے حق واضح ہو جاتا ہے اور وہ تردد اعتقاد بنجاتا ہے جس پر نجات کا نافع ہونا موقوف ہے سو ان میں یہی خوبی مفقود ہے چنانچہ) اگر اللہ تعالیٰ اِنمیں کوئی خوبی دیکھتے[سلہ] (مراد یہ کہ اُن میں وہ خوبی مذکور ہوتی کیونکہ خوبی کے وجود کیوقت علم آلہی کا تعلق لازم ہے پس لازم بولکر ملزوم مراد لے لیا اور کوئی خوبی اسلئے کہا کہ جب ایسی خوبی نہیں جس پر مدار نجات ہے تو گویا کوئی خوبی بھی نہیں یعنی اگر اُن میں طلب حق ہوتی) تو (اللہ تعالیٰ) اُن کو (اعتقاد کیساتھ) سننے کی توفیق دیتے (جیسا مذکور ہوا کہ طلب سے اعتقاد پیدا ہو جاتا ہے) اور اگر (اللہ تعالیٰ) اُنکو اب (حالت موجودہ[عسہ] میں کہ ان میں طلب حق نہیں ہے) سنا دیں[سہ] (جیسا کہ گاہ گاہ ظاہری کانوں سے سن ہی لیتے ہیں) تو ضرور روگردانی کرینگے بے رُخی کرتے ہوئے (یعنی یہ نہیں کہ تامل و تدبیر کے بعد بوجہ ظہور غلطی کے روگردانی کی ہو کیونکہ یہاں غلطی کا نام و نشان ہی نہیں بلکہ غضب تعجب یہ ہے کہ اُدھر توجہ ہی نہیں کرتے اور) اے ایمان والو تمہیں جو اوپر تم کو اطاعت کا حکم کیا ہے تو یاد رکھو اس میں تمہارا ہی فائدہ ہے کہ وہ حیات ابدی سبب ہے جب یہ بات ہے تو تم اللہ اور رسول کے کہنے کو بجالایا کرو جبکہ رسول (جن کا ارشاد خدا ہی کا ارشاد ہے) تم کو تمہاری زندگی بخش چیز کی طرف (یعنی دین کی طرف جس سے زندگی جاوید میسر ہوتی ہے) بلاتے ہوں (تو اس حالت میں جبکہ ہر طرح تمہارا ہی فائدہ ہے کوئی وجہ نہیں کہ تم عمل نہ کرو) اور (اسکے متعلق دو باتیں اور) جان رکھو (ایک بات یہ) کہ اللہ تعالیٰ آڑ بنجایا کرتا ہے آدمی کے اور اسکے قلب کے درمیان میں (دو طریق سے ایک طریق یہ کہ مومن کے قلب میں طاعت کی برکت سے کفر و معصیت کو نہیں آنے دیتا دوسرا طریق یہ کہ کافر کے قلب میں مخالفت کی نحوست سے ایمان و طاعت کو نہیں آنے دیتا اس سے معلوم ہوا کہ طاعت کی مداومت بڑی نافع چیز ہے اور مخالفت کی مواظبت بڑی مضر چیز ہے) اور (دوسری بات یہ جان رکھو کہ) بلاشبہ تم سب کو خدا ہی کے پاس جمع ہونا ہے (اُس وقت طاعت پر جزا اور مخالفت پر سزا ہوگی اس سے بھی طاعت کا نافع ہونا اور مخالفت کا مضر ہونا ثابت ہوا) اور (جس طرح تم پر اپنی اصلاح کے متعلق طاعت واجب ہے اسی طرح یہ بھی طاعت واجبہ میں داخل ہے کہ بقدر وسع دوسروں کی اصلاح میں بطریق امر بالمعروف و نہی عن المنکر۔ بالید یا باللسان ترک اختلاط یا نفرت بالقلب جو کہ آخری درجہ ہے کوشش کرو ورنہ در صورت مداہنت اُن منکرات کا وبال جیسا مرتکبین منکرات پر واقع ہوگا ایسا ہی کسی درجہ میں اُن مداہنت کرنیوالوں پر بھی واقع ہوگا جب یہ بات ہے تو) تم ایسے وبال سے بچو کہ جو خاص ان ہی لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں ان گناہوں کے مرتکب ہوئے ہیں (بلکہ اُن گناہوں کو دیکھکر جنہوں نے مداہنت کی ہے وہ بھی اس میں شریک ہونگے اور اُس سے بچنا یہی کہ مداہنت مت کرو) اور یہ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں (اُن کی سزا سے خوف کر کے مداہنت سے بچو) اور (اس غرض سے کہ نعمتوں کے یاد کرنے سے اطاعت منعم کا شوق ہوتا ہے خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو خاص کر) اُس حالت کو یاد کرو جبکہ تم (ایک وقت میں یعنی قبل ہجرت عدد میں بھی) قلیل تھے اور قوت کے (اعتبار سے بھی) سرزمین (مکہ) میں کمزور شمار کئے جاتے تھے (اور غائت ضعف حال سے) اس اندیشہ میں رہتے تھے کہ تم کو (مخالف) لوگ نوچ کھسوٹ نہ لیں سو (ایسی حالت میں) اللہ تعالےٰ نے تم کو (مدینہ میں اطمینان سے) رہنے کو جگہ دی اور تم کو اپنی نصرت سے قوت

ملحقات الترجمة [سلہ] قوله فی لو علم دیکھتے من الرؤیة القلبیة ۱۲ [سہ۵۲] قوله فی ولو اسمعهم اگر سنا دیں ولم یقل اگر سناتے اشارة الی ان لو بمعنی ان کقوله تعالیٰ ولو تری اذ وقفوا لا تدل علی انتفاء مدخولها وانما تفید الملازمة بین الامرین سواء وقعا او لم یقعا ۱۲ [سہ۵۳] قوله فی الذین ظلموا ان گناہوں زاد اسم الاشارة للاشارة الی الجواب عما یتوہم من لزوم العقاب بغیر ذنب حاصل الجواب ان نفی الخاص لا یستلزم نفی العام ۱۲ [سہ۵۴] قوله فی مستضعفین سرزمین میں کرکے اشارة الی تعلق الظرف بالمستضعفین لورودہ فی آیة اخری کذلک کقوله تعالیٰ کنا مستضعفین فی الارض ۱۲ [سہ۵۵] قوله فی یتخطفکم نوچ کھسوٹ کما فی البیضاوی فی العنکبوت بالاستلاب قتلا وسبیا ۱۲ [عسہ۵] ہناک حالت موجودہ اندفع بہذا ما یوہم من الشرطیتین من استلزام علم اللہ منہم خیرا لتولیہم بناء علی ان لازم اللازم لازم وجہ الاندفاع ظاہر فان الاسماع اللازم غیر الاسماع الملزوم وقد روایت التصریح بہذا المعنی فی الدر المنثور عن ابن زید نصہ بکذا ولو اسمعہم بعد ان یعلم ان لا خیر فیہم ما انتفعوا بعد ان نفذ علمہ بانہم لا ینتفعون بہ اھ ۱۲

دی (ساما ن سے بھی اور مردم شماری کو زیادہ کر دیئے بھی جس سے قلت اور استضعاف اور خوف اختطاف سب زائل ہوگیا) اور (صرف یہی نہیں کہ تمہاری مصیبت ہی کو دور کر دیا ہو بلکہ اعلیٰ درجہ کی خوش حالی بھی عطا فرمائی کہ دشمنوں پر تم کو غلبہ دیکر کثرت فتوحات سے) تم کو نفیس نفیس چیزیں عطا فرمائیں تاکہ تم (ان نعمتوں کا) شکر کرو (اور بڑا شکر یہ ہے کہ اطاعت کرو) اے ایمان والو (ہم مخالفت اور معصیت سے اسلئے ممانعت کرتے ہیں کہ اللہ اور رسول کے تم پر کچھ حقوق ہیں جن کا نفع تمہاری ہی طرف عائد ہوتا ہے اور معصیت سے اُن حقوق میں خلل پڑتا ہے جس سے واقع میں تمہارے ہی نفع میں خلل پڑتا ہے جب یہ بات ہے تو) تم اللہ اور رسول کے حقوق میں خلل مت ڈالو اور (باعتبار انجام کے اس مضمون کو اس طرح کہا جا سکتا ہے کہ تم) اپنی قابل حفاظت چیزوں میں (کہ وہ تمہارے منافع ہیں جو اعمال پر مُترتّب ہوتے ہیں) خلل مت ڈالو اور تم تو (اس کا مضر ہونا) جانتے ہو اور (اکثر اوقات مال و اولاد کی محبت مُخلِّ طاعت ہو جاتی ہے اس لئے تم کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ) تم اس بات کو جان رکھو کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد ایک امتحان کی چیز ہے (کہ دیکھیں کون انکی محبت کو ترجیح دیتا ہے اور کون اللہ تعالیٰ کی محبت کو ترجیح دیتا ہے سو تم اُن کی محبت کو ترجیح مت دینا) اور (اگر انکے منافع کی طرف نظر جاوے تو تم) اس بات کو بھی جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے پاس (اُن لوگوں کیلئے جو اللہ کی محبت کو ترجیح دیتے ہیں) بڑا بھاری اجر (موجود) ہے (کہ اسکے سامنے یہ فانی منفعتیں محض ہیچ ہیں اور) اے ایمان والو اطاعت کی اور برکات سُنو وہ یہ کہ) اگر تم اللہ سے ڈر کر اطاعت کرتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو ایک فیصلہ کی چیز دے گا (اس میں ہدایت اور نور قلب جس سے حق و باطل میں علمی فیصلہ ہوتا ہے اور غلبہ علی الاعداء اور نجات آخرت جس سے حق و باطل میں عملی فیصلہ ہوتا ہے سب آگیا) اور تم سے تمہارے گناہ دُور کردیگا اور تم کو بخشدیگا اور اللہ بڑے فضل والا ہے (خدا جانے اپنے فضل سے اور کیا کیا دیدے جو قیاس و گمان میں بھی نہ آتا ہو) اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کے سامنے تذکیر نعمت کیلئے) اُس واقعہ کا بھی ذکر کیجئے جبکہ کافر لوگ آپ کی نسبت (بُری بُری) تدبیریں سوچ رہے تھے کہ (آیا) آپ کو قید کرلیں یا آپ کو قتل کر ڈالیں یا آپ کو خارج وطن کردیں اور وہ تو اپنی تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ اپنی تدبیر (اُن تدبیروں کے دفع کرنے کے لئے) کر رہے تھے اور سب سے زیادہ مستحکم تدبیر والا اللہ ہے (جسکے سامنے ان کی ساری تدبیریں گاؤ خورد ہوگئیں اور آپ بال بال محفوظ رہے اور صحیح سالم مدینہ آ پہنچے چونکہ آپکا اس طرح بچ رہنا مومنین کے حق میں بے انتہا ابواب سعادات کی مفتاح ہے اس لئے اس واقعہ کے ذکر کا حکم فرمایا ف چند مضامین ضروری الذکر ہیں اول حدیث ترمذی سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی ابن کعب کو پکارا اور وہ نماز میں تھے تو انکے عذر پر آپ نے اُنکو آیت یاد دلائی معلوم ہوتا ہے کہ استجیبوا اپنے عموم سے اس صورت کو بھی شامل ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو پکاریں تو جواب دینا واجب ہے اور اپنے اطلاق سے اُس صورت کو بھی شامل ہے کہ شخص نماز میں مشغول ہو تو نماز ہی میں جواب دینا واجب ہے رہی یہ بات کہ وہ نماز باقی رہے گی یا فاسد ہو جائے گی اور اُس کا اعادہ کرنا پڑیگا یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اور اب اس میں گفتگو کرنے کا کوئی ثمرہ نہیں بخلاف بیان عموم استجابت کے کہ تبیین تفسیر کیلئے اس کی ضرورت ہے دوم یحول کی جو تفسیر اختیار کی گئی وہ دُر منثور میں حضرت ابن عباس رضہ سے موقوفاً و مرفوعاً مروی ہے اور جس کا حاصل معنی تصرف و تمکن تام ہے اور اس کو حیلولہ کہنا استعارہ تمثیلیہ ہے جیسا روح میں ہے کمن حال بین شخص ومتاعه فانه القادر على التصرف فيه دونه اھ لكن لك لايقد والعبد على التصرف فی خلبه كقد ره الله تعالى عليه اور یہاں قرینہ مقام سے دوام علی الایمان و دوام علی الکفر معلوم ہوتا ہے پس اس معنی کر یحول کلیہ نہ ہوگا ورنہ ایمان سے کفر کی طرف اور کفر سے ایمان کی طرف لوگوں کا آنا مشاہد ہے سوم واتقوا الخ میں یہ شبہ نہ ہو کہ دوسرے کے گناہ میں پکڑا جانا آیت لاتزر وازرۃ الخ کے خلاف ہے جواب یہ ہے کہ وہ گناہ تو اصل فاعل کا تھا مگر مداہنت کرنا تو اس کا گناہ ہے یہ اس گناہ میں پکڑا گیا چہارم آیۃ لاتخونوا الخ اور آیت واعلموا انما اموالکم الخ کو بعض مفسرین نے حضرت ابولبابہ کی شان میں کہا ہے کہ یہود بنی قریظہ نے اُن سے بوجہ تعلق سابق کے مشورہ چاہا کہ ہمارے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرینگے چونکہ اُنکے اہل وعیال اور اموال اُن ہی لوگوں کے پاس تھے اسلئے انہوں نے خیر خواہی کے طور پر اشارہ سے راز ظاہر کردیا کہ گلے پر ہاتھ پھیر کر بتلا دیا کہ ذبح کئے جاؤ گے پھر بہت پچھتائے اور توبہ کی اور وہ مقبول بھی ہوئی ذکرہ فی الروح عن الزهری والکلبی پنجم آیت واذ یمکر الخ میں جس قصہ کی

ملحقات الترجمۃ ۱ قولہ فی الطیبات نفیس نفیس حملالها على المعنى العام اللغوی ۱۲ ۲ قولہ فی امنتکم تمہارے منافع ماخذہ ما فی الدر المنثور عن ابن عباس لا تخونوا امانتکم تقول لاتنقضوها والامانۃ التی ائتمن اللہ علیها العباد اھ قلت ولعل عدم اعادۃ لا لذلک لان الخیانتین واحد فکنی نہی واحد ۱۲ ۳ قولہ فی فرقانا اس میں سب آگیا ذکرہ فی الروح ۱۲

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا قَالُوا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هَٰذَا ۙ إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۝ وَإِذْ

اور جب ان کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اگر ہم ارادہ کریں تو اسکی برابر ہم بھی کہہ لاویں یہ تو کچھ بھی نہیں صرف بے سند باتیں ہیں جو پہلوں سے منقول چلی آرہی ہیں اور جبکہ

قَالُوا اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ وَمَا

ان لوگوں نے کہا کہ اے اللہ اگر یہ قرآن آپ کی طرف سے واقعی ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسائیے یا ہم پر کوئی دردناک عذاب واقع کر دیجیے اور اللہ تعالیٰ

كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ۝ وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ وَهُمْ

ایسا نہ کریں گے کہ ان میں آپ کے ہوتے ہوئے انکو عذاب دیں اور اللہ تعالیٰ انکو عذاب دیں گے جس حالت میں کہ وہ استغفار بھی کرتے رہتے ہیں اور انکا کیا استحقاق ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ سزا نہ دے حالانکہ وہ لوگ

يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَهُ ۚ إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ ۝ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَمَا كَانَ

مسجد حرام سے روکتے ہیں حالانکہ وہ لوگ اس مسجد کے متولی نہیں اسکے متولی تو سوا متقیوں کے اور کوئی بھی اشخاص نہیں لیکن اُن میں اکثر لوگ علم نہیں رکھتے اور اُن کی نماز

صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَتَصْدِيَةً ۚ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنْفِقُونَ

خانہ کعبہ کے پاس صرف یہ تھی سیٹیاں اور تالیاں بجانا سو اس عذاب کا مزہ چکھو اپنے کفر کے سبب بلاشک یہ کافر لوگ اپنے مالوں کو

أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۚ فَسَيُنْفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ ۗ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ

اس لئے خرچ کر رہے ہیں کہ اللہ کی راہ سے روکیں سو یہ لوگ تو اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہی رہیں گے پھر وہ مال انکے حق میں باعث حسرت ہو جاوینگے پھر مغلوب ہو جاوینگے اور کافر لوگوں کو دوزخ کی طرف

يُحْشَرُونَ ۝ لِيَمِيزَ اللَّهُ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيثَ بَعْضَهُ عَلَىٰ بَعْضٍ فَيَرْكُمَهُ جَمِيعًا فَيَجْعَلَهُ فِي جَهَنَّمَ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝

جمع کیا جاویگا تاکہ اللہ تعالیٰ ناپاک کو پاک سے الگ کر دے اور ناپاکوں کو ایک دوسرے سے ملا دے یعنی اُن سب کو متصل کر دے پھر ان سب کو جہنم میں ڈالدے ایسے ہی لوگ پورے خسارہ میں ہیں

طرف اشارہ ہے اس کا تتمہ یہ ہے کہ اخیر رائے قتل پر ٹھیری آپ کو وحی سے معلوم ہو گیا آپ پوشیدہ نکل کر غار ثور میں جا چھپے اور وہاں سے بفراغ خاطر مدینہ طیبہ جا پہنچے فقط ربط اور ترغیب اطاعت و ترہیب معصیت سے پہلے آیت ذلک بانہم شاقوا اللہ الخ و آیت ان تستفتحوا الخ میں کفار کی مذمت تھی اور اُن کا اپنے ذمائم پر مستحق عذاب ہونا آگے بھی ختم رکوع ھم الخاسرون تک اسی مضمون کی کسی قدر تفصیل ہے۔

تفصیل ذمائم کفار و استحقاق شان عذاب را

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا الیٰ قولہ تعالے اُولٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝ اور (ان کفار کی یہ حالت ہے کہ) جب ان کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے سن (کر دیکھ) لیا (یہ تو کوئی معجزہ نہیں کیونکہ) اگر ہم ارادہ کریں تو اس کی برابر ہم بھی کہہ لاویں (بس) یہ (قرآن) تو (کلام الٰہی و معجزہ وغیرہ) کچھ بھی نہیں صرف بے سند باتیں ہیں جو پہلوں سے منقول چلی آرہی ہیں (کہ پہلے اہل ملل بھی یہی دعویٰ توحید و بعث وغیرہ کے کرتے آئے ہیں اُن ہی کے مضامین آپ نقل کر رہے ہیں) اور (اس سے بڑھ کر قابل ذکر وہ حالت ہے) جبکہ اُن لوگوں نے (اپنے اس جہل مرکب میں غایت صلابت و جلادت ظاہر کرنے کو یہ بھی) کہا کہ اے اللہ اگر یہ قرآن آپ کی طرف سے واقعی ہے تو ہم پر (اسکے نہ ماننے کی وجہ سے) آسمان سے پتھر برسائیے یا ہم پر کوئی (اور) دردناک عذاب واقع کر دیجئے (جو کہ خارق عادت ہو جیسے مثل بارش سنگ کے ہو اور جب ایسے عذاب واقع نہ ہوئے تو اپنی حقانیت پر ناز کرتے ہیں) اور (یہ نہیں سمجھتے کہ باوجود انکے بطلان کے خاص موانع کی وجہ سے یہ عقوبات مذکورہ نازل نہیں ہوتیں ان موانع کا بیان یہ ہے کہ) اللہ تعالےٰ ایسا نہ کریں گے کہ اُن میں آپ کے ہوتے ہوئے انکو (ایسا) عذاب دیں اور (نیز) اللہ تعالیٰ انکو (ایسا) عذاب نہ دینگے جس حالت میں کہ وہ استغفار بھی کرتے رہتے ہیں اگر وہ آخرت میں بوجہ ایمان نہ ہونیکے نافع نہ ہو لیکن آخر عمل صالح ہے دنیا میں تو کفار کو نافع ہو جاتا ہے مطلب یہ کہ ان عقوبات خارقہ سے دو امر مانع ہیں ایک حضور صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تشریف رکھنا مکہ میں یا دنیا میں اور دوسرا اُن لوگوں کا اپنے طواف وغیرہ میں یہ کہنا غفرانک جو کہ بعد ہجرت و

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ۔ وما کانوا اولیاءہ ان اولیاءہ الا المتقون فی الروح رجوع الضمیرین الی المسجد هو المتبادر والمروی عن ابی جعفر والحسن وقیل هما راجعان الیہ تعالیٰ فحینئذ المتقون حینئذ ما هو اخص من المسلمین لان ولایۃ اللہ تعالیٰ لا ینبغی ان یکون للمرتبۃ الثانیۃ من التقوی وان دخلت المرتبۃ منہا فی الولایۃ ولایۃ کبری وهذا اما اغتر من نفوس الشریعۃ المطهرۃ وغالب الجهلۃ الیوم علی ان الولی هو المجنون ویعبرون عنہ بالمجنون وکلما الطبق جنونہ وکثر هذیانہ وانتقص النفوس السلیمۃ احوالہ کانت ولایتہ اکمل وتصرفہ فی ملک اللہ تعالیٰ اتم وبعضهم یطلق الولی علیہ وعلی من ترک الاحکام الشرعیۃ ومرق من الدین المحمدی وحکم کمال القرب دقرنیا بزیهم ولیس منهم فی عیر ولا نفیر ولکن الحکم فیهم الشیخ الاکبر قدس سرہ فی الفتوحات بنحو ذلک وسالی الملامتیہ من بعض بلقرہ الی ان لیس منہم من بعض کما ہو لا ان نرترتق بکون ذلک المضمون تحت هذہ الآیۃ لکون هذا الاحتمال مرجوحا فلیجعل تحت آیۃ سورۃ یونس من قولہ تعالیٰ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا هم یحزنون الذین آمنوا وکانوا یتقون فان فیہا انما هی کون ولایۃ اللہ تعالیٰ خاصۃ بالمتقین

ترجمہ قولہ تعالیٰ ما کانوا اولیاءہ ان اولیاءہ الا المتقون بعض کے نزدیک اللہ تعالیٰ کیطرف ضمیر رجع ہے پس تقویٰ کا شرط ولایت ہونا منصوص ہے اور دوسری آیت سورہ یونس کی الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم الخ دوسرے مقام کے سمیں نفس سے آنکھ تارک شریعت

بعد وفات بھی باقی تھا اور ایک مانع حدیثوں میں ہے کہ حضور کی امت میں کسی کا ہونا گو اُمّتِ دعوت ہی ہو یہ مانع باوجود کسی کے استغفار نہ کرنیکے بھی باقی ہے پس یہ امور فی نفسہا مانع ہیں گو احیاناً مانع کے ہوتے ہوئے بھی کوئی عذاب خارق کسی عارض مصلحت سے واقع ہو جاوے جیسا قذف و مسخ وغیرہ کا قرب قیامت میں ہونا حدیثوں میں وارد ہے) اور (ان موانع کے سبب عذاب خارق نازل نہ ہونے سے بالکل ہی عذاب سے مطمئن نہ ہو جاویں کیونکہ جس طرح امور مذکورہ مانع عذاب ہیں اسیطرح انکی حرکتیں مقتضی عذاب بھی ہیں پس مانع کا اثر عذاب خارق میں ظاہر ہوا اور مقتضی کا اثر نفس عذاب میں ظاہر ہوگا کہ عذاب غیر خارق ان پر نازل ہوگا چنانچہ اس مقتضی کا بیان فرماتے ہیں کہ) ان کا کیا استحقاق ہے کہ انکو اللہ تعالیٰ (بالکل ہی معمولی) سزا (بھی) نہ دے حالانکہ (ان کی یہ حرکتیں مقتضی سزا کی ہیں مثلاً) وہ لوگ (پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کو) مسجد حرام (میں جانے اور اس میں نماز پڑھنے اور اس میں طواف کرنے) سے روکتے ہیں (جیسا حدیبیہ میں حقیقۃً روکا جسکا قصہ سورۂ بقرہ معاملہ سی و ہفتم میں گذر چکا اور زمانۂ قیام مکہ میں حکماً روکا کہ اسقدر تنگ کیا کہ ہجرت کی ضرورت ہوئی) حالانکہ وہ لوگ اُس مسجد کے متولی (بننے کے بھی لائق) نہیں (اور عابدین کو روکنا تو درکنار رہا جسکا اختیار خود متولی کو بھی نہیں ہوتا) اسکے متولی (بننے کے لائق) تو سوا متقیوں کے (کہ وہ اہل ایمان ہیں) اور کوئی بھی اشخاص نہیں لیکن اُن میں اکثر لوگ (اپنی نالائقی کا) علم نہیں رکھتے (خواہ علم ہی نہ ہو یا یہ کہ جب اس علم پر عمل نہ کیا تو وہ مثل عدم علم کے ہے غرض جو سچ مچ نمازی تھے انکو تو مسجد سے اس طرح روکا) اور (خود مسجد کا کیسا حق ادا کیا اور اس میں کیسی اچھی نماز پڑھی جس کا بیان یہ ہے کہ) ان کی نماز خانہ کعبہ (مذکور بعنوان مسجد حرام) کے پاس صرف یہ تھی سیٹیاں بجانا اور تالیاں بجانا (یعنی بجائے نماز کے اُن کی یہ نامعقول حرکتیں ہوتی تھیں) سو (ان حرکات کا ضرور مقتضا ہے کہ اُن پر کوئی نہ کوئی عذاب گو وہ معمولی اور عادی ہو نازل کرکے انکو خطاب کیا جاوے کہ لو) اس عذاب کا مزہ چکھو اپنے کفر کے سبب (جس کا ایک اثر وہ قول ہے لو نشاء الخ اور ایک اثر وہ قول ہے ان کان ھذا الخ اور ایک اثر وہ فعل ہے یصدون الخ اور ایک اثر وہ فعل ہے مکاء و تصدیۃ الخ چنانچہ غزوات متعددہ میں یہ سزا واقع ہوئی جیسا اس سورت کے رکوع دوم میں بھی ہے ذٰلکم فذوقوہ الخ بعد ذلک بانہم شاقوا الخ کے یہاں تک تو ان لوگوں کے اقوال و اعمال بدنیہ کا ذکر تھا آگے انکے اعمال مالیہ کا بیان ہے کہ) بلاشک یہ کافر لوگ اپنے مالوں کو اسلئے خرچ کر رہے ہیں کہ اللہ کی راہ سے (یعنی دین سے لوگوں کو) روکیں (چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ اور مخالفت کے سامان جمع کرنے میں ظاہر ہے کہ جو خرچ ہوتا تھا اُس میں یہی غرض تھی) سو یہ لوگ تو اپنے مالوں کو (اسی غرض کیلئے) خرچ کرتے ہی رہیں گے (مگر) پھر (آخر میں جب آثار ناکامی کے محسوس ہونگے) وہ مال اُنکے حق میں باعث حسرت ہو جاوینگے (کہ خواہ مخواہ خرچ کیا اور) پھر (آخر) مغلوب (بھی) ہو جاویں گے (جس سے حسرت ضیاع اموال کیساتھ یہ دوسری حسرت مغلوبیت کی جمع ہو جاویگی) اور (یہ سزا و حسرت و مغلوبیت تو اُنکی دنیا میں ہے باقی آخرت کی سزا وہ الگ ہے جسکا بیان یہ ہے کہ) کافر لوگوں کو دوزخ کی طرف (لیجانے کیلئے قیامت میں) جمع کیا جاویگا تاکہ اللہ تعالیٰ ناپاک (لوگوں) کو پاک (لوگوں) سے الگ کردے (کیونکہ جب دوزخیوں کو دوزخ کی طرف لائینگے ظاہر ہے کہ اہل جنت اُن سے علیحدہ رہ جاوینگے) اور (اُن سے الگ کرکے) ناپاکوں کو ایک دوسرے سے ملادے یعنی اُن سب کو متصل کردے پھر (متصل کرکے) اُن سب کو جہنم میں ڈالدے ایسے ہی لوگ پورے خسارہ میں ہیں (جس کا کہیں منتہی نہیں)۔ ف یہ قول لو نشاء الخ نضر بن حارث کا تھا اور یہ قول ان کان ھذا ھو الحق الخ نضر کا یا ابوجہل کا تھا چونکہ اور لوگ بھی راضی تھے اس لئے سب کی طرف نسبت کی گئی اور ان الذین کفروا ینفقون الخ کا مصداق کفار مقاتلین بدر اور اُنکے معاونین ہیں یہ سب روایات اور اسی طرح قول عفا اللہ الخ اور فعل مکاء و تصدیۃ یہ سب درمنثور میں منقول ہیں اگر کسی کافر کا اتفاق نتیجہ خیز دنیا میں ہو جاوے تو اسلئے اشکال نہیں کہ اس کا مصداق خاص مجمع تھا

ملحقات الترجمۃ سلہ قولہ فی وما لھم استحقاق کما فی الروح ای حظ لہم ۱۲
سلہ قولہ فی ان اولیاؤہ اس مسجد کے فیہ اشارۃ الی ان مرجع الضمیر ہو المسجد الحرام کما ہو المتبادر فان قیل ذکر فی المرقاۃ حدیث عن الدیلمی یدل بظاہرہ علی رجوع الضمیر الی اللہ تعالیٰ ولفظہ سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من آل محمد فقال کل تقی من آل محمد ثم قرء ان اولیاؤہ الا المتقون فما دلیلہ قلت تاویلہ ان یقال ان متولی المسجد لاینبغی ان یکون الا ولیاء اللہ تعالیٰ وہم لیسوا باولیاءہ تعالیٰ بل اولیاءہ انما ہم المتقون فلا یکون احد منہم متولیا للمسجد الحرام وانما یکون المتولی متقیا ۱۲

سلہ قولہ فی ما کانوا اولیاءہ جن کا اختیار الخ اندفع بہ ایراد ہو ان التقیید یوہم ان المتولی لہ المنع لعبد عن المسجد وجہ الاندفاع ان ہذا تاکید للذم ومبالغۃ لا تقیید واحتراز ۱۲
سلہ قولہ فی ما کان صلاتہم بجائے نماز تسمیتہ صلاۃ من قبیل قولہ تحیۃ بینہم ضرب وجیع ۱۲
سلہ قولہ فی فسینفقونہا اسی غرض کیلئے کذا فی الخازن ۱۲
سلہ قولہ فی فیرکمہ یعنی اشارۃ الی ان الفاء للتفسیر فافہم ۱۲

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ۝

آپ ان کافروں سے کہدیجئے کہ اگر یہ لوگ باز آجاویں گے تو انکے سارے گناہ جو پہلے ہوچکے ہیں سب معاف کردیئے جاویں گے اور اگر اپنی وہی عادت رکھیں گے تو کفار سابقین کے حق میں قانون نافذ ہوچکا ہے

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَاِنْ تَوَلَّوْا

اور تم ان سے اس حد تک لڑو کہ ان میں فساد عقیدہ نہ رہے اور دین اللہ ہی کا ہوجاوے پھر اگر یہ باز آجاویں تو اللہ تعالیٰ انکے اعمال کو خوب دیکھتے ہیں اور اگر روگردانی کریں

فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ۭ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝

تو یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہارا رفیق ہے وہ بہت اچھا رفیق ہے اور بہت اچھا مددگار ہے

اور مالہم ان لا یعذبہم کی تفسیر معمولی عذاب کے ساتھ کرنے سے تعارض ماسبق کا شبہ نہ رہا اور معمولی کی تعیین پر ذوقا قرینہ ہوسکتا ہے کہ دال ہے عذاب کے وقوع پر اور وقوع اسی معمولی کا ہوا تھا اور وجہ اسلئے لائے کہ بیت کے اندر نماز کم پڑھتے ہیں اکثر باہر ہوتی ہے اور وجہ تعذیب میں باوجودیکہ انکے کفریات مذکورہ لیتشاء الخ اور ان کان ھذا الخ زیادہ دخیل ہیں مگر تخصیص یصدون کی ان کفریات کی نفی کیلئے نہیں بلکہ انضمام کیلئے ہے یعنی وھم مع ماذکر یفعلون ماسیذکر اور حشر اور رکم میں یہ فرق ہے کہ اول کا حاصل پاس پاس کردینا دوسرے کا حاصل بالکل ملادینا پس دوسرے کا مع اپنے متعاطفات کے علت غائیہ اور اول کا معلل ہونا صحیح ہوا کیونکہ کفار کا حشر الی النار اسلئے ہوگا کہ فی النار کردیئے جاویں اور وماکان اللہ معذبہم وھم یستغفرون کے ایک معنے کشاف میں اور بیان کئے ہیں یعنی یہ جملہ حال ہے اور مقصود نفی استغفار ہے مطلب یہ کہ جیسا انت فیہم مانع ہے خاص عذاب سے اسی طرح خدا تعالیٰ انکو مطلق عذاب سے بچالیتا اگر یہ استغفار یعنی توبہ عن الشرک کرلیتے اور ایمان لے آتے پس یہ مانع ہے مطلق عذاب سے لقولہ تعالیٰ وماکان ربک لیھلک القریٰ بظلم واھلھا مصلحون۔ اور اب چونکہ یہ مانع موجود نہیں اسلئے ان کو مطلق عذاب کیوں نہ ہوگا جبکہ مقتضی موجود ہے جسکا آگے بیان ہے وما لہم ان لا یعذبہم اللہ وھم یصدون عن المسجد الحرام واللہ اعلم ربط اوپر کفار کے اقوال واعمال کفریہ کا بیان تھا انکے سننے کے بعد کفار کی دو حالتیں ہوسکتی ہیں اسلام لے آنا اور کفر پر قائم رہنا اسلئے آگے ان دو حالتوں کے متعلق احکام بیان فرماتے ہیں۔

احکام متعلقہ باسلام وعدم اسلام

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا الیٰ قولہ تعالیٰ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کافروں سے کہدیجئے کہ اگر یہ لوگ (اپنے کفر سے) باز آجاویں گے (اور اسلام قبول کرلیں گے) تو انکے سارے گناہ جو (اسلام سے) پہلے ہوچکے ہیں سب معاف کردیئے جاویں گے (یہ حکم تو حالت اسلام کا ہوا) اور اگر اپنی وہی (کفر کی) عادت رکھیں گے تو (انکو سنا دیجئے کہ) کفار سابقین کے حق میں (ہمارا) قانون نافذ ہوچکا ہے (کہ دنیا میں ہلاک اور آخرت میں عذاب وہی تمہارے لئے ہوگا چنانچہ قتل سے ہلاک بھی ہوئے اور غیر کفار عرب کا ہلاک ذمی ہونا بھی ہے تم جانو) اور (پھر انکا اس کافر رہنے کی صورت میں لئے مسلمانو) ان (کفار عرب) سے اس حد تک لڑو کہ ان میں فساد عقیدہ (یعنی شرک) نہ رہے اور (انکا) دین (خالص) اللہ ہی کا ہوجاوے (اور کسی کے دین کا خالصاً اللہ ہی کیلئے ہوجانا موقوف ہے قبول اسلام پر تو حاصل یہ ہوا کہ شرک چھوڑ کر اسلام اختیار کریں خلاصہ یہ کہ اگر اسلام نہ لاویں تو ان سے لڑو جب تک کہ اسلام نہ لاویں کیونکہ کفار عرب سے جزیہ نہیں لیا جاتا) پھر اگر یہ (کفر سے) باز آجاویں تو (انکے ظاہری اسلام کو قبول کرو دل کا حال مت ٹٹولو کیونکہ اگر یہ دل سے ایمان نہ لاویں گے تو) اللہ انکے اعمال کو خوب دیکھتے ہیں (وہ آپ سمجھ لیں گے تم کو کیا) اور اگر (اسلام سے) روگردانی کریں تو (اللہ کا نام لیکر انکے مقابلہ سے مت ہٹو اور) یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ (انکے مقابلہ میں) تمہارا رفیق ہے وہ بہت اچھا رفیق ہے اور بہت اچھا مددگار ہے (سو وہ تمہاری رفاقت اور نصرت کریگا) ف یہ تفسیر امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کی بنا پر ہے جسکا مفصل بیان ربع سیقول رکوع بشتم تلک عن الاھلۃ تحت آیت وقاتلوا فی سبیل اللہ الخ میں ہوچکا ہے

البلاغۃ قولہ سنۃ الاولین اضاف السنۃ تارۃ الی نفسہ وتارۃ الی الکفار کما ھھنا وتارۃ الی الرسل کقولہ سنۃ من قد ارسلنا فالاول حقیقۃ والثانی لجریانہا فیہم والثالث لجریانہا علی ایدیہم ۱۲ مختصر روح

ملحقات الترجمۃ ۱ قولہ فی مضت ہلاک وعذاب کذا فی المدارک ۱۲
۲ قولہ فی فتنۃ شرک رواہ الطبری عن ابن عباسؓ وغیرہ ۳ رجمۃ الطبری ۱۲ منہ

الجزء العاشر ۱۰

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ اِنْ

اور اس بات کو جان لو کہ جو شئے بطور غنیمت تم کو حاصل ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ کل کا پانچواں حصہ اللہ کا اور اسکے رسول کا ہے اور آپکے قرابت داروں کا ہے اور یتیموں کا ہے اور غریبوں کا ہے اور مسافروں کا ہے اگر تم

كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝

اللہ پر یقین رکھتے ہو اور اس چیز پر جس کو ہم نے اپنے بندہ پر فیصلہ کے دن جس دن کہ دونوں جماعتیں باہم مقابل ہوئی تھیں نازل فرمایا تھا اور اللہ ہر شئے پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں۔

اور بعض ائمہ کے نزدیک کفار عرب سے بھی جزیہ لیا جاتا ہے ان کے نزدیک فتنہ کی تفسیر فساد و حرب ہے اور معنی ان انتھوا کے یہ ہیں کہ جب حربی نہ رہیں ذمی ہو جاویں قتال سے رک جاؤ اور ان تولوا جا بعملون کی تقریر یہ ہو جاویگی کہ اگر وہ عقد ذمہ میں خداع کرینگے تو اللہ تعالیٰ خود دیکھ لیں گے تم کو ذمیت کے قبول کرنے سے انکار نہیں پہونچتا اور ان تولوا کے معنے یہ ہونگے کہ اسلام اور ذمیت دونوں سے انکار کریں الخ اور اس آیت میں کفار سے اسلام لانے پر وعدہ ہے گناہاں گذشتہ کی مغفرت کا پس کفار تو عام ہے اصلی اور مرتد کو لیکن مغفرت خاص ہے ذنوب کیساتھ اور حقوق اور زواجر سے ساکت ہے جسکے احکام کا فر اصلی و مرتد کے متعلق کتب فقہ میں مفصلاً مذکور ہیں اور ہر حکم کی مستقل جدا دلیل ہے خوب سمجھ۔ **ربط** اوپر آیت وقاتلوهم الخ میں قتال کا حکم تھا چونکہ گاہے قتال میں غنیمت بھی حاصل ہوتی ہے اسلئے آگے اُس کا حکم بیان فرماتے ہیں اور اگر ان آیتوں کا نزول غزوۂ بدر میں ہو جیسا کہ اکثر کا قول ہے تو یہ آیت شروع سورت کی آیت قل الانفال للہ الخ کی من وجہ تفصیل ہو جاویگی ؛

حکم غنائم

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ (الی قولہ تعالیٰ) وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ اور اس بات کو جان لو کہ جو شئے (کفار سے) بطور غنیمت کے تم کو حاصل ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ (اسکے کل پانچ حصے کئے جاویں جن میں سے چار حصے تو مقاتلین کا حق ہے اور ایک حصہ یعنی) کل کا پانچواں حصہ (پھر پانچ حصوں پر تقسیم ہوگا جن میں سے ایک تو) اللہ کا اور اسکے رسول کا ہے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملیگا جسکو دینا بمنزلہ اسکے ہے کہ حقتعالیٰ کے حضور میں پیش کر دیا) اور (ایک حصہ) آپکے قرابت داروں کا ہے اور (ایک حصہ) یتیموں کا ہے اور (ایک حصہ) غریبوں کا ہے اور (ایک حصہ) مسافروں کا ہے اگر تم اللہ پر یقین رکھتے ہو اور اُس چیز پر (یقین رکھتے ہو) جسکو ہم نے اپنے بندہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر فیصلہ کے دن (یعنی) جس دن کہ (بدر میں) دونوں جماعتیں (مومنین اور کفار کی) باہم مقابل ہوئی تھیں نازل فرمایا تھا مراد اس سے امداد غیبی بواسطۂ ملائکہ کے ہے یعنی اگر ہم پر اور ہمارے الطاف غیبیہ پر یقین رکھتے ہو تو اس حکم کو جان رکھو اور عمل کرو یہ اس لئے بڑھا دیا کہ خمس نکالنا شاق نہ ہو اور یہ سمجھ لیں کہ یہ ساری غنیمت اللہ ہی کی امداد سے تو ہاتھ آئی پھر اگر ہم کو ایک خمس نہ ملا تو کیا ہوا وہ چار خمس بھی تو ہماری طاقت سے خارج تھے بلکہ محض قدرت الٰہیہ سے حاصل ہوئے) اور اللہ (ہی) ہر شئے پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں (پھر تمہارا استحقاق تو اتنا بھی نہیں تھا یہ بھی بہت ملگیا **ف** فیصلہ کے دن سے مراد یوم بدر ہے کیونکہ اُس میں عملاً حق و باطل کا فیصلہ واضح ہو گیا۔ **مسئلہ** جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات فرما چکے اسلئے آپکا حصہ ساقط ہو گیا اور چونکہ آپکے اہل قرابت کا حصہ بوجہ آپ کی نصرت قدیمہ کے تھا اور وفات نبوی کے بعد نصرت باقی نہیں لہذا یہ حصہ بھی ساقط ہو گیا اب یہ خمس تین حصوں پر تقسیم ہو کر ایک یتامیٰ کو ایک مساکین کو ایک ابناء السبیل کو دیا جاوے **مسئلہ** ان مساکین میں مقدم مساکین ذوی القربیٰ کے ہونگے **مسئلہ** یہ لوگ خمس کے مصارف ہیں مستحق نہیں ہیں پس اگر ایک ہی مصرف میں صرف کر دیا جاوے تب بھی مثل زکوٰۃ کے جائز ہے کذا فی الهدایۃ والعنایۃ باقی تفصیل احکام غنیمت کی کتب فقہ میں مع دلائل موجود ہے **ربط** اوپر کی آیت میں یوم بدر کا ذکر تھا آگے اس کی صورت مخاطبین کے پیش نظر کر کے اسکے بعض واقعات کی حکمت اور اسکے ضمن میں اپنی نعمت و منت ظاہر فرماتے ہیں پس اس اعتبار سے گویا یہ متمم ہے اُن انعامات کا جن کا ذکر آیت کما اخرجک سے شروع ہوا تھا۔

ملحقات الترجمۃ ۱ے قولہ فی التمهید اکثر کا قول مقابلہ ما قال الواقدی کان الخمس فی غزوۃ بنی قینقاع بعد بدر بشهر وثلثۃ ایام للنصف من شوال علی راس عشرین شهرا من الهجرۃ کذا فی الروح فعلی ہذا کفی فی الربط ما ذکر اولا ۱۲ ۲ے قولہ فی فان حکم اشارۃ الی تقدیر المبتداء ای فالحکم ان اللہ الخ ۱۲ ۳ے قولہ فی للہ جسکو دینا اشارۃ الی ان ذکر اللہ تعالیٰ لتعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کما فی قولہ تعالیٰ واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ وعزاہ فی الروح الی الجمهور ۱۲ ۴ے قولہ فی جزاء ان کنتم جان رکھو الخ اشارۃ الی تقدیر جزاء ان کنتم ۱۲

اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ؕ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ

یہ وہ وقت تھا کہ جب تم اس میدان کے اِدھر والے کنارہ پر تھے اور وہ لوگ اس میدان کے اُدھر والے کنارہ پر تھے اور وہ قافلہ تم سے نیچے کی طرف کو تھا اور اگر تم اور وہ کوئی بات ٹھہراتے تو ضرور اس تقرر کے بارہ میں

فِی الْمِیْعٰدِ ۙ وَلٰكِنْ لِّیَقْضِیَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۙ۬ لِّیَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَیِّنَةٍ وَّیَحْیٰی مَنْ حَیَّ عَنْۢ بَیِّنَةٍ ؕ

تم میں اختلاف ہوتا لیکن تاکہ جو کام اللہ کو کرنا منظور تھا اس کی تکمیل کر دے یعنی تاکہ جسکو برباد ہونا ہے وہ نشان آئے پیچھے برباد ہو اور جس کو زندہ ہونا ہے وہ نشان آئے پیچھے زندہ ہو

وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۙ اِذْ یُرِیْكَهُمُ اللّٰهُ فِیْ مَنَامِكَ قَلِیْلًا ؕ وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِیْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ

اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ خوب سننے والے خوب جاننے والے ہیں وہ وقت بھی قابل ذکر ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپکے خواب میں آپکو وہ لوگ کم کرکے دکھلائے اور اگر اللہ تعالیٰ آپکو وہ لوگ زیادہ کرکے دکھلا دیتے تو تمہاری ہمتیں ہار جاتیں اور اس امر میں

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۙ وَاِذْ یُرِیْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَیْتُمْ فِیْۤ اَعْیُنِكُمْ قَلِیْلًا وَّیُقَلِّلُكُمْ فِیْۤ اَعْیُنِهِمْ

اللہ تعالیٰ نے بچا لیا بیشک وہ دلوں کی باتوں کو خوب جانتا ہے اور اس وقت کو یاد کرو جبکہ اللہ تعالیٰ تمہیں جبکہ تم مقابل ہوئے ان لوگوں کو تمہاری نظر میں کم کرکے دکھلا رہے تھے اور انکی نگاہ میں تم کو کم کرکے دکھلا رہے تھے

لِیَقْضِیَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۠ ع

تاکہ جو کام اللہ کو کرنا منظور تھا اس کی تکمیل کر دے اور سب مقدمے خدا ہی کی طرف رجوع کئے جاویں گے

حکایت وحکمت متضمنہ نعمت در بعض واقعات بدر

اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ **انعام سادس** وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِی الْمِیْعٰدِ (الی قولہ تعالیٰ) وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۙ **انعام سابع** اِذْ یُرِیْكَهُمُ اللّٰهُ فِیْ مَنَامِكَ قَلِیْلًا (الی قولہ تعالیٰ) اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۙ **انعام ثامن** وَاِذْ یُرِیْكُمُوْهُمْ (الی قولہ تعالیٰ) وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۙ یہ وہ وقت تھا کہ جب تم اس میدان کے اِدھر والے کنارہ پر تھے اور وہ لوگ (یعنی کفار) اس میدان کے اُدھر والے کنارہ پر تھے (اِدھر والے سے مراد مدینہ سے نزدیک کا موقع اور اُدھر والے سے مراد مدینہ سے دور کا موقع) اور وہ قافلہ (قریش کا) تم سے نیچے کی طرف کو (بچا ہوا) تھا (یعنی سمندر کے کنارے کنارے جا رہا تھا حاصل یہ کہ پورے جوش کا سامان جمع ہو رہا تھا کہ دونوں آپس میں آمنے سامنے کہ ہر ایک دوسرے کو دیکھ کر جوش میں آوے اُدھر قافلہ رستہ ہی میں جسکی وجہ سے لشکر کفار کو اسکی حمایت کا خیال ولنشین جس سے اور جوش میں زیادتی ہو غرض وہ ایسا شدید وقت تھا پھر بھی خدا تعالیٰ نے تم پر امداد غیبی نازل کی جیسا اوپر ارشاد ہوا ہے انزلنا علیٰ عبدنا اور (وہ تو مصلحت یہ ہوئی کہ اتفاقاً مقابلہ ہو گیا ورنہ) اگر (پہلے سے حسب معمول عادت) تم اور وہ (لڑائی کیلئے) کوئی بات ٹھہراتے (کہ فلاں وقت لڑینگے) تو (مقتضا حالت موجودہ کا یہ تھا کہ) ضرور اُس تقرر کے بارہ میں تم میں اختلاف ہوتا (یعنی خواہ صرف مسلمانوں میں باہم کہ بوجہ بے سروسامانی کے کوئی کچھ کہتا کوئی کچھ کہتا اور خواہ کفار کے ساتھ اختلاف ہوتا جس کی وجہ اسطرف کی بے سروسامانی اور اس طرف مسلمانوں کا رعب بہرحال دونوں طرح اس جنگ کی نوبت نہ آتی پھر اس میں جو فوائد ہوئے وہ ظہور میں نہ آتے جنکا بیان لیہلک میں آتا ہے) لیکن (اللہ تعالیٰ نے ایسا سامان کر دیا کہ اس کی نوبت نہیں آئی بلا قصد لڑائی ٹھن گئی) تاکہ جو کام اللہ کو کرنا منظور تھا اس کی تکمیل کر دے یعنی تاکہ (حق کا نشان ظاہر ہو جائے اور) جسکو برباد (یعنی گمراہ) ہونا ہے وہ نشان آئے پیچھے برباد ہو اور جسکو زندہ (یعنی ہدایت یافتہ) ہونا ہے وہ (بھی) نشان آئے پیچھے زندہ ہو (مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ کو منظور تھا لڑائی ہونا کیونکہ ایک خاص

اللغات قولہ العدوۃ شاطئ الوادی کذا فی القاموس ترجم بالحاصل لان الوادی یکون منخفضا وشاطئہ مرتفعا مستویا ۱۲ النحو قولہ اسفل منکم ظرف منصوب ای فی مکان اسفل منکم ۱۲ قولہ قلیلا نصب علی انہ مفعول ثالث عند الاجہوری او حال علی ما یفہم کلام غیرہ کذا فی الروح قلت وشاہد قولہ کثیرا وقولہ قلیلا فی الآیۃ الآتیہ ۱۲ البلاغۃ قولہ یقللکم لم یقل ویریکم قلیلا فی اعینہم لان المسلمین کانوا قلیلا فی الواقع لا فی روئیتہم فقط ۱۲ الروایات الدنیا القصوی من المدینۃ کذا فی حاشیۃ التفاسیر وفی الدر المنثور من مکۃ واللہ اعلم ۱۲

الملحقات الترجمۃ ۱ قولہ فی اذ انتم یہ وہ وقت اشارۃ الی کونہ بدلا من یوم الفرقان ولم یقدر اذکر کما قدر فی اذ یریکہم لان المقصود ہنا تصویر ذاک الیوم فناسب البدلیۃ ۱۲ ۲ قولہ فی منکم تم سے ای المسلمین کما فی الخازن ۱۲ ۳ قولہ فی تواعدتم تم اور وہ اشارۃ الی ان فی الکلام تغلیبا ۱۲ ۴ قولہ فی لاختلفتم مقتضا ظاہر ان التواعد قد وقع احیانا ولم یختلفوا ۱۲ ۵ قولہ فی المیعاد تقرر اشارۃ الی کونہ مصدرا بمعنی الوعد ۱۲ ۶ قولہ فی مفعولا منظور کما فی الروح عن الرازی ۱۲ ۷ قولہ فی لیقضی تکمیل لکن اقتصار بعض التمام ۱۲ ۸ قولہ فی لیہلک یعنی اشارۃ الی کونہ بدلا للتفسیر ۱۲ ۹ قولہ فی عن بینۃ پیچھے فہو بمعنی بعد کما فی الروح ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ اذ یریکہم اللہ فی منامک قلیلا دل علی انہ اخفی اللہ تعالیٰ بعض الواقعات فی بعض الاوقات عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فما ظنک بغیرہ صلی اللہ علیہ وسلم فما بال من یعتقد عدم تجویزہ فی شیخہ ویجزم بکشفہ ومنامہ وھذا کان فی المنام وکذا امکن ان یکون فی الیقظۃ کما فی آیۃ بعد ھذا اذ یریکموہم اذ التقیتم فی اعینکم قلیلا ویقللکم فی اعینہم

ترجمہ قولہ تعالیٰ اذ یریکہم اللہ فی منامک قلیلا آیت سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ بعض اوقات بعض واقعات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مخفی فرما لیتے ہیں اور غیر نبی کا تو کیا ذکر ہے جیسا اس واقعہ میں ہوا کہ اعداد قوی زیادہ اور حضور پر منکشف ہوئے کم سو اس شخص کا کیا حال ہے جو اسکو اپنے شیخ کیلئے جائز نہ سمجھے اور اسکے کشف اور خواب پر جزم کرے اور یہ واقعہ تو منام میں تھا اور ایسا ہی بیداری میں ممکن ہے جیسا اس کے بعد والی آیت میں مذکور ہے واذ یریکموہم اذ التقیتم فی اعینکم قلیلا ویقللکم فی اعینہم ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا

اے ایمان والو جب تم کو کسی جماعت سے مقابلہ کا اتفاق ہوا کرے تو ثابت قدم رہو اور اللہ کا خوب کثرت سے ذکر کرو امید ہے کہ تم کامیاب ہو اور اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کیا کرو اور نزاع مت کرو

فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ

ورنہ کم ہمت ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جاویگی اور صبر کرو بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہیں　اور ان لوگوں کے مشابہ مت ہونا کہ جو اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے

بَطَرًا وَّرِئَاۗءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝

اور لوگوں کو دکھلاتے ہوئے نکلے اور لوگوں کو اللہ کے رستے سے روکتے تھے　اور اللہ تعالیٰ انکے اعمال کو احاطہ میں لئے ہوئے ہے

طریق سے اسلام کا حق ہونا ظاہر ہو جاوے کہ اس قلت عدد و کم سامانی پر مسلمان غالب آئے جو کہ خارق عادت ہے جس سے معلوم ہوا کہ اسلام حق ہے پس اس سے حجتِ الٰہیہ تام ہو گئی اسکے بعد جو گمراہ ہوگا وہ وضوحِ حق کے بعد ہوگا کہ جسمیں عذاب کا پورا استحقاق ہو گیا اور عذر کی گنجایش ہی نہ رہی اسی طرح جس کو ہدایت ہونا ہوگا وہ حق کو قبول کریگا خلاصہ حکمت کا یہ ہوا کہ حق واضح ہو جاوے) اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ خوب سننے والے خوب جاننے والے ہیں (کہ اس وضوح کے بعد زبان اور قلب سے کون کفر کرتا ہے اور کون ایمان لاتا ہے اور) وہ وقت بھی قابل ذکر ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کی خواب میں آپ کو وہ لوگ کم دکھلائے (چنانچہ آپ نے صحابہؓ کو اس خواب کی خبر کی انکے دل خوب قوی ہو گئے) اور اگر اللہ تعالیٰ آپکو وہ لوگ زیادہ کر کے دکھا دیتے (اور آپ صحابہؓ سے فرما دیتے) تو (اے صحابہؓ) تمہاری ہمتیں ہار جاتیں اور اس امر (قتال) میں تم میں باہم نزاع (و اختلاف) ہو جاتا لیکن اللہ تعالیٰ نے (اس کم ہمتی اور اختلاف سے تم کو) بچا لیا بیشک وہ دلوں کی باتوں کو خوب جانتا ہے (اس کو معلوم تھا کہ اس طرح ضعف پیدا ہوگا اس طرح قوت اسلئے ایسی تدبیر کی) اور (صرف خواب ہی میں آپ کو کم دکھلانے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ تتمیم حکمت کیلئے بیداری میں مقابلہ کیوقت مسلمانوں کی نظر میں بھی کفار کم دکھلائی دیئے جیسا کہ بالعکس بھی ہوا جو کہ واقع کے مطابق بھی تھا چنانچہ فرماتے ہیں کہ) اسوقت کو یاد کرو جبکہ اللہ تعالیٰ تمہیں جبکہ تم مقابل ہوئے اُن لوگوں کو تمہاری نظر میں کم کر کے دکھلا رہے تھے اور (اسی طرح) اُن کی نگاہ میں تم کو کم کر کے دکھلا رہے تھے تاکہ جو کام اللہ کو کرنا منظور تھا اس کی تکمیل کر دے (جیسا پہلے بیان ہو چکا ہے لیھلک من ھلک الخ) اور سب مقدمے خدا ہی کی طرف رجوع کئے جاوینگے (وہ ہالک اور حی یعنی گمراہ اور مہتدی کو سزا و جزا دیں گے) **ف** سورۂ آل عمران رکوع دوم آیت قد کان لکم اٰیۃ الخ کی تفسیر میں اس کم دکھلانے کے متعلق تحقیق گذر چکی ہے ملاحظہ کر لیا جاوے ربط اوپر بدر کے واقعات تھے آگے ایسے مواقع قتال کے آداب ظاہری و باطنی کی مسلمان کو تعلیم ہے ؛

تعلیم بعضے آداب قتال

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا الیٰ قولہ تعالیٰ وَاللّٰہُ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطٌ ۝ اے ایمان والو جب تم کو (کفار کی) کسی جماعت سے (جہاد میں) مقابلہ کا اتفاق ہوا کرے تو (ان آداب کا لحاظ رکھو ایک یہ کہ) ثابت قدم رہو (یعنی بھاگو مت) اور (دوسرے یہ کہ) اللہ کا خوب کثرت سے ذکر کرو (کہ ذکر سے قلب میں قوت ہوتی ہے) امید ہے کہ تم (مقابلہ میں) کامیاب ہو (کیونکہ ثبات قدم اور ثبات قلب جب جمع ہوں تو کامیابی غالب ہے) اور (تیسرے یہ کہ تمام امور متعلقہ حرب میں) اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت (کا لحاظ) کیا کرو (کہ کوئی کاروائی خلاف شرع نہ ہو) اور (چوتھے یہ کہ اپنے امام سے اور باہم بھی) نزاع مت کرو ورنہ (باہمی نااتفاقی سے) کم ہمت ہو جاؤ گے (کیونکہ قوتیں منتشر ہو جاویں گی ایک کو دوسرے پر وثوق نہ ہوگا اور اکیلا آدمی کیا کر سکتا ہے) اور تمہاری ہوا اکھڑ جاویگی (ہوا خیزی سے مراد بارعبی کیونکہ دوسروں کو اس نااتفاقی کی اطلاع ہونے سے یہ امر لازمی ہے) اور

البلاغۃ قولہ تذھب ریحکم فی الروح الریح کما قال الاخفش مستعارۃ للدولۃ لشبہہا فی نفوذ امرہا وتمشیتہ من کلامہم ھبت ریاح فلان اذا دالت لہ الدولۃ وجری امرہ علی ما یرید ورکدت ریاحہ اذا ولت عنہ وادبر امرہ اھ۔

ملحقات الترجمۃ ۱؎ قولہ فی توضیح ببینۃ خاص طریق زادہ لعدم الحصر لاثبات الحق فیہ ۲؎ قولہ فی اٰخر ذاک التوضیح حق واضح کانی قولہ لیحق الحق ولا تکرار لاختلاف الفعل المعلل بہ وکذا لا تکرار فی لیقضی اللہ لھذا الاختلاف ایضاً ۳؎ قولہ فی تفلحون غالب افادہ لعل فلا یعتبر انہزام المسلمین لعلۃ وحکمۃ ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ولا تکونوا کالذین خرجوا من دیارھم بطرا ورئاء الناس الخ فیہ نھی للمومنین ان یکونوا امثالھم فی البطر والریاء وامرھم بان یکونوا اھل تقوی واخلاص من غیر تعرض لبعضھم کذا قال اللہ تعالیٰ بھذہ الاٰیۃ اولیائہ عن مشابھۃ اعدائہ اھ

ترجمہ

قولہ تعالیٰ ولا تکونوا کالذین خرجوا من دیارھم بطرا ورئاء الناس الخ اس میں مسلمانوں کو بطر اور ریا میں انکے مشابہ ہونے سے نہی کی گئی ہے پس اولیاء کو اعداء کی مشابہت سے منع فرمایا۔

وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَاۗءَتِ

اور اُسوقت کا اُن سے ذکر کیجئے جبکہ شیطان نے انکو انکے اعمال خوشنما کر کے دکھلائے اور کہا کہ لوگوں میں سے آج کوئی تم پر غالب آنیوالا نہیں اور میں تمہارا حامی ہوں پھر جب دونوں جماعتیں

الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰي عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّىْ بَرِيْۗءٌ مِّنْكُمْ اِنِّىْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّىْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ۭ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں تو وہ اُلٹے پاؤں بھاگا اور یہ کہا کہ میرا تم سے کوئی واسطہ نہیں میں ان چیزوں کو دیکھ رہا ہوں جو تم کو نظر نہیں آتیں میں تو خدا سے ڈرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے

اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَاۗءِ دِيْنُهُمْ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَي اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے کہ جب منافقین اور جنکے دلوں میں بیماری تھی یوں کہتے تھے کہ ان لوگوں کو انکے دین نے بھول میں ڈال رکھا ہے اور جو شخص اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والے ہیں

(پانچویں یہ کہ اگر کوئی امر ناگواری کا پیش آوے تو اُس پر) صبر کرو بیشک اللہ تعالیٰ صبر کرنیوالوں کیساتھ ہیں (اور معیت الٰہی موجب نصرت ہے) اور (چھٹے یہ کہ نیت خالص رکھو تفاخر اور نمائش میں) اُن (کافر) لوگوں کے مشابہ مت ہونا کہ جو (اسی واقعہ بدر میں) اپنے گھروں سے اِتراتے ہوئے اور لوگوں کو (اپنی شان و سامان) دکھلاتے ہوئے نکلے اور (اس فخر وریا کے ساتھ یہ بھی نیت تھی کہ) لوگوں کو اللہ کے رستہ (یعنی دین) سے روکتے تھے (کیونکہ مسلمان کو زک دینے چلے تھے جسکا اثر عام طبائع پر بھی دین سے تبعید ہوتا) اور اللہ تعالیٰ (اُن لوگوں کو پوری سزا دیگا چنانچہ وہ) انکے اعمال کو (اپنے علم کو) احاطہ میں لئے ہوئے ہے **ف** در منثور میں ان کفار قریش کے اعمال و اقوال تفاخر کے مروی ہیں آخر ساری شیخی خاک میں ملگئی **ربط** اوپر کفار کے بطر و ریا کا ذکر تھا آگے اسکی علت کہ تزئین شیطان ہے اور اُس علت کا ضعف مذکور ہے اور قصہ اسطرح ہوا تھا کہ قریش اور بنی کنانہ میں کچھ رنج چلا آتا تھا جب کفار قریش مکہ سے مسلمانوں کے مقابلہ کو چلنے لگے تو بنی کنانہ کی طرف سے گونہ اندیشہ ہوا اور جانے میں پس و پیش کرنے لگے اُسوقت ابلیس بصورت سراقہ رئیس بنی کنانہ کے ظاہر ہوا اور کہا کہ تم اندیشہ مت کرو میں بنی کنانہ کی طرف سے تمہارا ذمہ دار ہوں سب یہی سمجھے کہ یہ سراقہ ہے سب باطمینان بدر میں پہنچے جب لڑائی کا وقت آیا اور ملائکہ نازل ہونا شروع ہوئے اُسوقت اسکا ہاتھ حارث کے ہاتھ میں تھا چھڑا کر بھاگا حارث نے پوچھا تو جواب دیا انی بریء الخ غرض لوگوں میں سراقہ کی بدنامی کا چرچا ہوا سراقہ نے سن کر قسم کھائی کہ مجھ کو کچھ خبر نہیں اور وہ فی الدر المنثور عن ابن عباسؓ وفا عنه ابن رافع روح عن غیر واحد من المفسرین و فی الکمالین عن ابن اسحاق۔

ضعف کید شیطان

وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ (الٰی قولہ تعالیٰ) وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ اور اُسوقت کا ان سے ذکر کیجئے جبکہ شیطان نے ان (کفار) کو (بذریعہ وسوسہ) انکے اعمال (کفریہ عداوت و مخالفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) خوشنما کر کے دکھلائے (کہ انہوں نے ان باتوں کو اچھا سمجھا) اور (وسوسہ سے بڑھکر یہ کیا کہ بالمشافہہ اُنسے) کہا کہ (تم کو وہ قوت و شوکت ہے کہ تمہارے مخالف) لوگوں میں سے آج کوئی تم پر غالب آنیوالا نہیں اور میں تمہارا حامی ہوں (نہ بنی کنانہ جو دشمن ہیں ڈرو اور نہ ان دشمنوں سے اندیشہ کرو) پھر جب دونوں جماعتیں (کفار و مسلمین کی) ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں (اور اس نے ملائکہ کا نزول دیکھا) تو وہ اُلٹے پاؤں بھاگا اور یہ کہا کہ میرا تم سے کوئی واسطہ نہیں (میں حامی وامی کچھ نہیں بنتا کیونکہ) میں اُن چیزوں کو دیکھ رہا ہوں جو تم کو نظر نہیں آتیں (مراد فرشتے ہیں) میں تو خدا سے ڈرتا ہوں (کہیں کسی فرشتہ سے دنیا ہی میں میری خبر لوادے) اور اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں **ف** چونکہ نرا خوف بدون ایمان کے مقبول نہیں اسلئے شیطان کا خدا سے ڈرنا اگر واقعی بھی ہو کچھ محل اشکال نہیں **ربط** اوپر اس گمان کی غلطی کا بیان تھا کہ کفار کے غالب آنیکی اُمید تھی اور وہ مغلوب ہوئے آگے اس گمان کی غلطی کا بیان ہے کہ مسلمان مغلوب ہوتے نظر آتے تھے اور وہ برکت توکل سے غالب آئے۔

برکت و قوت توکل علی اللہ

اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ (الٰی قولہ تعالیٰ) فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے کہ جب منافقین

اللغات قولہ جار فی القاموس مجیر و مستجیر التراوی التلاقی۔
الروایات فی الدر المنثور بروایۃ البیہقی عن ابن عباسؓ انی اری ان ختم الآیۃ من مقول الشیطان واخرج ابن ابی حاتم عن ابی اسحٰق رح قولہ اذ یقول المنافقون والذین فی قلوبہم مرض قال ہم الفئۃ الذین خرجوا مع قریش احتبسہم آباءہم فخرجوا وہم علی الارتیاب فلما رأوا قلۃ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالوا غر ہؤلاء دینہم حین قدموا علی ما قدموا علیہ من قلۃ عددہم وکثرۃ عدوہم وہم فئۃ من قریش مسمون

خمسۃ قیس بن الولید بن المغیرۃ وابو قیس بن الفاکہ بن المغیرۃ المخزومیان والحارث بن زمعۃ وعلی بن امیۃ بن خلف والعاصی ابن منبہ کذا فی الدر المنثور قلت فالمرض یراد بالشک دون النفاق لکن قیل فی سورۃ المدثر المکیۃ ولیقول الذین فی قلوبہم مرض ۱۲
ملحقات الترجمۃ ۱ قولہ فی من الناس مخالف وہم المسلمون فلا یرد الفارس والروم فان غلبہم لم یکن معتدا بہ ۲ قولہ فی حامی بیر مشی اند فی الاول بیمع الی قولہ لا غالب والثانی الی قولہ انی جار ۱۲

شیطان کا خوف تھا اور مس زور خوف ہفاف اللہ کہا مطلب خوف ایمانی نہیں ہے ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ۔ فلما تراءت الفئتٰن نکص علی عقبیہ وقال انی بریء منکم انی اری ما لا ترون انی اخاف اللہ فی روح المعانی سیاق ابن عباس والکلبی والسدی وغیرہم تمثل لہم ابلیس بصورۃ سراقۃ بن مالک الکنانی وکان من اشراف کنانۃ الی اخر القصۃ قلت وفی الآیۃ مسائل الاول ان ابلیس قد یترک دعوۃ اللہ سبحانہ لکن ترکہ فی ہذا الوقت ما روی اولا بقولہ لا غالب لکم الیوم من الناس و انی جار لکم وہذا الترک انما یکون اذا امن الشأن یذنب بلا وسوسۃ والثانی ان الکشف لاہل الباطل ایضا ممکن کرؤیۃ الملئکۃ والثالث جواز التمثل حیث تمثل بصورۃ کنانۃ والرابع ان الخوف المطلوب من اللہ تعالیٰ لا یغنی شیئا انما المطلوب الخوف الایمانی فی الرجاء ایضا لکن تراہ لو سبقہ انما یکون حسنا اذا کان لجلال حبیبہ من اللہ تعالیٰ لا الخوف من البطش فقط الا لکن ذلک اھ ترجمۃ قولہ تعالیٰ فلما تراءت الفئتٰن نکص علی عقبیہ وقال انی بریء منکم انی اری ما لا ترون انی اخاف اللہ۔ اس قصہ میں ابلیس سراقہ بن مالک کنانی کی صورت میں متمثل ہو گیا تھا۔ اس آیت میں کئی مسئلوں پر دلالت ہے اول ابلیس کبھی گناہ کے وسوسہ کو ترک بھی کر دیتا ہے جیسے اس قصہ میں اول وسوسہ لا غالب لکم الیوم من الناس وانی جار لکم پھر انی بریء منکم کہکر اسکو ترک کر دیا اور یہ ترک اسوقت ہوتا ہے جب دیکھتا ہے کہ بدون میرے وسوسہ کے بھی انسان گناہ کریگا دوسرا مسئلہ اہل باطل کیلئے کشف کا ممکن ہونا چنانچہ ابلیس کو ملائکہ کا کشوف بھی ہو جسکی خبر اس قول میں دی گئی انی اری ما لا ترون تیسرا مسئلہ تمثل کا امکان جیسا وہ کنانہ کی صورت میں تمثل ہوا چوتھا مسئلہ خدا تعالیٰ سے خوف طبعی کا کافی نہ ہونا ہے

وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ذٰلِكَ بِمَا

اور اگر آپ دیکھیں جبکہ فرشتے ان کافروں کی جان قبض کرتے جاتے ہیں انکے منہ پر اور ان کی پشتوں پر مارتے جاتے ہیں اور یہ کہتے جاتے ہیں کہ آگ کی سزا جھیلنا یہ عذاب ان اعمال کی وجہ سے ہے

قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

جو تم نے اپنے ہاتھوں سمیٹے ہیں اور یہ امر ثابت ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم کرنیوالے نہیں انکی حالت ایسی ہے جیسے فرعون والوں کی اور ان سے پہلے کے لوگوں کی حالت تھی کہ انہوں نے آیات الٰہیہ کا انکار کیا سو خدا تعالیٰ نے

فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى

انکے گناہوں پر انکو پکڑ لیا بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑی قوت والے سخت سزا دینے والے ہیں یہ بات اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی ایسی نعمت کو جو کسی قوم کو عطا فرمائی ہو نہیں بدلتے جبتک کہ وہی لوگ اپنے ذاتی اعمال کو نہیں بدل ڈالتے

يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ

اور یہ امر ثابت ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے بڑے جاننے والے ہیں ان کی حالت فرعون والوں اور ان سے پہلے والوں کی سی حالت ہے کہ انہوں نے اپنے رب کی آیات کو جھٹلایا اس پر ہم نے انکو انکے گناہوں کے سبب

فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَاۤ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ۝

ہلاک کر دیا اور فرعون والوں کو غرق کر دیا اور وہ سب ظالم تھے۔

(مدینہ والوں میں سے) اور جنکے دلوں میں (شک کی) بیماری تھی (مکہ والوں میں سے مسلمانوں کا بے سروسامانی کیساتھ مقابلہ کفار میں آجانا دیکھ کر) یوں کہتے تھے کہ ان (مسلمان) لوگوں کو انکے دین نے بھول میں ڈال رکھا ہے (کہ اپنے دین کے حق ہونیکے بھروسے ایسے خطرہ میں آپڑے اللہ تعالیٰ جواب دیتے ہیں) اور جو شخص اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو وہ اکثر غالب ہی آتا ہے کیونکہ) بلاشبہ اللہ تعالیٰ زبردست ہیں (اسلئے اپنے اوپر بھروسہ کرنیوالے کو غالب کر دیتے ہیں اور احیاناً الیسا شخص مغلوب ہو جاوے تو اس میں کچھ مصلحت ہوتی ہے کیونکہ) وہ حکمت والے (بھی) ہیں (غرض ظاہری سامان و بے سامانی پر مدار نہیں قادر کوئی اور ہی ہے)
ف بعضے لوگ اہل مکہ میں مذبذب تھے وہ بھی بدر میں آئے تھے فریقین کی حالت کا موازنہ کر کے انہوں نے یہ کہا تھا کذا فی الدر المنثور ربط اوپر کفار کی تعذیب دنیوی مقتولیت و مغلوبیت کا بیان تھا آگے تعذیب برزخی و اُخروی کا اور ان سب عقوبات کی علت کا کہ مخالفت حق ہے بیان ہے۔

عقوبتِ کفار و علت آں

وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ سے لے کر قولہ تعالیٰ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ۝ اور اگر آپ اُس وقت کا واقعہ دیکھیں (تو عجیب واقعہ نظر آوے) جبکہ فرشتے ان (موجودہ) کافروں کی جان قبض کرتے جاتے ہیں (اور) انکے مُنہ پر اور انکی پشتوں پر مارتے جاتے ہیں اور یہ کہتے جاتے ہیں کہ (ابھی کیا ہے آگے چلکر) آگ کی سزا جھیلنا (اور) یہ عذاب اُن اعمال (کفریہ) کی وجہ سے ہے جو تم نے اپنے ہاتھوں سمیٹے ہیں اور یہ امر ثابت ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم کرنیوالے نہیں (سو اللہ تعالیٰ نے بے جُرم سزا نہیں دی پس) ان کی حالت (اس بارہ میں کہ کفر پر سزایاب ہوئے) ایسی ہے جیسی فرعون والوں کی اور اُن سے پہلے کے (کافر) لوگوں کی حالت تھی کہ انہوں نے آیاتِ الٰہیہ کا انکار کیا سو خدا تعالیٰ نے انکے (ان) گناہوں پر اُن کو (عذاب میں) پکڑ لیا بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑی قوت والے سخت سزا دینے والے ہیں (کہ انکے مقابلہ میں کوئی ایسی قوت نہیں رکھتا کہ انکے عذاب کو ہٹا سکے اور) یہ بات (کہ بلا جرم ہم

فائدہ مہمہ متعلقہ بالآیۃ

ان قلت ان فی قولہ ذلک فی الموضعین وقولہ کدأب وقولہ کفروا وکذبوا تکرارا قلت الاشارۃ بذلک الاول الی العذاب وبذلک الثانی الی مافیہم من ذلک الاول مع خبرہ من کون العذاب منوطا باعمالہم وکون الثانی سببا للاول باعتبار کونہ فرعا فان تغییر النعمۃ اعم من الکفر کما فی الروح سواء کانت احوالہم السابقۃ مرضیۃ صالحۃ او اہون من الحالۃ الحاضرۃ الخ فالجزئی مسبب والقانون الکلی سبب فلا تکرار وکذا التشبیہ فی الاول فی الکفر و فی الثانی فی التغییر وکذا ذکر الکفر فی الاول من حیث کونہ علۃ وفی الثانی من حیث کونہ تغییرا لما ان الکفروان کان حاصلا من قبل لکن بلا تکذیب لعدم مجئ رسول الیہم وکانوا انعم علیہم بالامہال فلما بعث الیہم رسول کذبوا فبدلوا حالہم فبدل اللہ تعالیٰ امہالہم وقضی آجالہم۔

فائدہ اُخریٰ

مفہوم الآیتین المصدرتین بذلک عدم وقوع العذاب والتغییر من غیر ذنب وتغییر لا وقوع العذاب والتغییر بعد الذنب والتغییر لا محالۃ فافہم ولہذہ الامور کلہا اشرت فی تقریر الترجمۃ فافہم واللہ یتولی ہداک ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ذلک بان اللہ لم یک مغیرا نعمۃ انعمہا علی قوم حتی یغیروا ما بانفسہم دخل فی عمومہ ما اذا انقطع عن السالک الانوار والبرکات المقصودۃ اذا صدر عنہ المعصیۃ او ترک شیئاً من الطاعۃ وفی روح المعانی من باب الاشارۃ او حتی یفسد استعدادہم ولا تبقی لہم مناسبۃ الخیر حینئذ یغیر بمجانسۃ النعمۃ الی النقمۃ الظلمانیۃ ایاہا بلباس الاستعداد والا فاللہ تعالیٰ اکرم من ان یسلب نعمۃ شخص مع بقائہ مستحقا لہا فیخذلہ ویکون فساد الاستعداد بلحوق الامور التی اما صالح للمعصیۃ واما لترک الطاعۃ فالی ما قلت

ترجمہ قولہ تعالیٰ ذلک بان اللہ لم یک مغیرا نعمۃ انعمہا علی قوم حتی یغیروا ما بانفسہم اس کے عموم میں وہ صورت بھی داخل ہو گئی جبکہ سالک سے کوئی معصیت صادر ہو جاتی ہے یا کوئی طاعت ترک ہو جاتی ہے تو اس سے انوار و برکات مقصودہ منقطع ہو جاتے ہیں۔

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ

بلاشبہ بدترین خلائق اللہ کے نزدیک یہ کافر لوگ ہیں تو یہ ایمان نہ لاویں گے جن کی یہ کیفیت ہے کہ آپ اُن سے عہد لے چکے ہیں پھر وہ ہر بار اپنا عہد توڑ ڈالتے ہیں

فِیْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا یَتَّقُوْنَ ۝ فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِی الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ یَذَّكَّرُوْنَ ۝ وَاِمَّا

اور وہ ڈرتے نہیں سو اگر آپ لڑائی میں ان لوگوں پر قابو پائیں تو ان کے ذریعہ سے اور لوگوں کو جو کہ ان کے علاوہ ہیں منتشر کر دیجئے تاکہ وہ لوگ سمجھ جاویں اور اگر آپ کو کسی قوم سے

تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِیَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَیْهِمْ عَلٰی سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْخَآىِٕنِیْنَ ۝ ع

خیانت کا اندیشہ ہو تو آپ وہ عہد ان کو اس طرح واپس کر دیجئے کہ آپ اور وہ برابر ہو جائیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے

سزا نہیں دیتے) اس سبب سے ہے (کہ ہمارا ایک قاعدہ کلیہ مقرر ہے اور بلاجرم سزا نہ دینا اُسی قاعدہ کی ایک فرع ہے اور وہ قاعدہ یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ کسی ایسی نعمت کو جو کسی قوم کو عطا فرمائی ہو نہیں بدلتے جب تک کہ وہی لوگ اپنے ذاتی اعمال کو نہیں بدل ڈالتے اور یہ امر ثابت ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے بڑے جاننے والے ہیں (پس وہ تغیر قولی کو سنتے ہیں تغیر فعلی کو جانتے ہیں سو ان کفار موجودین نے اپنی یہ حالت بدلی کہ ان میں باوجود کفر کے اول ایمان لانے کی استعداد قریب بھی انکار و مخالفت کر کر کے اس کو بعید کر ڈالا پس ہم نے اپنی نعمت امہال کو جو پہلے سے انکو حاصل تھی مبدل بدار و گیر کر دیا اُسکی وجہ یہ ہوئی کہ انہوں نے بطریق مذکور نعمت قرب استعداد کو بدل ڈالا پس اس امر تغیر میں بھی) انکی حالت فرعون والوں اور ان سے پہلے والوں کی سی حالت ہے کہ انہوں نے اپنے رب کی آیات کو جھٹلایا اس پر ہم نے ان کو انکے (ان) گناہوں کے سبب ہلاک کر دیا اور (اُن میں) فرعون والوں کو خاص طور پر ہلاک کیا کہ (اُن کو) غرق کر دیا اور وہ (فرعون والے اور پہلے والے) سب ظالم تھے **ف** اوپر کی آیات میں یہاں تک کفار مشرکین کے احوال و قتال کا بیان تھا آگے کفار اہل کتاب کے احوال اور قتال کا بیان ہے جیسا کہ تمہید سورت میں بھی اس طرف اشارہ کیا گیا ہے اور سبب نزول اس کا یہود بنی قریظہ کی عہد شکنی ہے کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد کیا تھا کہ ہم آپکے مخالفین کو مدد نہ دینگے اور پھر بھی غزوۂ احزاب میں مشرکین کو مدد دی اور بھی چند بار ایسا ہو چکا تھا ہر بار میں کہہ دیتے تھے کہ ہم بھول گئے پھر تازہ عہد کرتے تھے پھر ایسا ہی کرتے تھے اس پر ان آیتوں میں آپ کو حکم ہوا اُن سے قتال کا کذا فی الدر المنثور واللباب والروح۔

احوال و احکام قتال بعض اہل کتاب

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ تا قولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْخَآىِٕنِیْنَ ۝ بلاشبہ بدترین خلائق اللہ کے نزدیک یہ کافر لوگ ہیں (جب یہ علم الٰہی میں ایسے ہیں) تو یہ ایمان نہ لاویں گے جن کی یہ کیفیت ہے کہ آپ ان سے (کئی بار) عہد لے چکے ہیں (مگر پھر بھی) وہ ہر بار اپنا عہد توڑ ڈالتے ہیں اور وہ (عہد شکنی سے) ڈرتے نہیں سو اگر آپ لڑائی میں ان لوگوں پر قابو پائیں (اور یہ آپکے ہاتھ آئیں) تو ان (پر حملہ کر کے اس) کے ذریعہ سے اور لوگوں کو جو کہ ان کے علاوہ ہیں منتشر کر دیجئے تاکہ وہ لوگ سمجھ جاویں (کہ نقض عہد کا یہ وبال ہوا ہم ایسا نہ کریں یہ حکم تو اسوقت ہے کہ جب ان لوگوں نے عہد علانیہ توڑ دیا ہو) اور اگر (ابھی تک علانیہ تو نہیں توڑا لیکن) آپ کو کسی قوم سے خیانت (یعنی عہد شکنی) کا اندیشہ ہو تو (اجازت ہے کہ) آپ وہ عہد ان کو اسطرح واپس کر دیجئے (یعنی اُسطرح اُس عہد کے باقی نہ رہنے کی اطلاع کر دیجئے) کہ آپ اور وہ (اس اطلاع میں) برابر ہو جائیں (اور بدوں ایسی صاف

الروایات ذکرت فی المتن وانما اصرح بہنا بوحدۃ لفائدۃ وہی ما فی اللباب بنی ابو الشیخ عن ابن شہاب قال دخل جبرئیل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال قد وضعت السلاح وما زلت فی طلب القوم فاخرج فان اللہ اذن لک فی قریظۃ وانزل فیہم واما تخافن من قوم خیانۃ الآیۃ اھ والفائدۃ تحقیق ان الاذن یقتضی وقوع النقض منہم لا خوف النقض منہم فامعنی نزول واما تخافن فیہم والوجہ عندی ان الحکم ثابت بالدلالۃ ای لما کان محض الخوف سببا لجواز القتال ولو بعد النبذ فالنقض اولی بہ ولا حاجۃ الی النبذ فافہم ۱۲ ملحقات الترجمۃ **۱ قولہ فی الذین کفروا** ایۃ فالموصول للعہد بقرینۃ نزولہا فی قریظۃ وقرینۃ قولہ الذین عاہدت الخ **۲ قولہ فی الذین عاہدت**

جن کی یہ کیفیت اشارۃ الی کونہ نعتا وتحمل کونہ بدلا او خبر مبتدا وہو ہم وقولہ سناک ان سے عہد لے چکے فیہ اشارۃ الی ما فی الروح ان من (ای زیادۃ من ۱۲) للایذان بان المعاہدۃ التی ہی عبارۃ عن اعطاء العہد واخذہ من الجانبین معتبرۃ ہہنا من حیث اخذہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ ہو المناط لما نعی علیہم من النقض لا اعطاؤہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایاہم عہدہ کانہ قیل الذین اخذت منہم عہدہم والی ہذا یرجع قولہم ای من تضمین المعاہدۃ معنی الاخذ ای عاہدت آخذا منہم اھ وقولہ سناک کئی بار بقرینۃ کل مرۃ فان النقض کل مرۃ لا یکون الا بعد العہد کل مرۃ ۱۲ **۳ قولہ فی تثقفنہم** فا یوکما فی المدارک تظفرن بہم ومعنی کونہ شرطا عندی ان القدرۃ شرط الجہاد ۱۲ **۴ قولہ فی خلفہم** علاوہ لما فی الروح وراء ہم ۱۲ **۵ قولہ فی فانبذ**

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ۔ واما تثقفنہم فی الحرب فشرد بہم من خلفہم الٰی قولہ واعدوا لہم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل ترہبون بہ عدو اللہ دل علی ان تدبیر السیاسۃ لا ینافی الکمال فی الباطن کما یتوہم الغلاۃ من اہل الرہبانیۃ۔

ع ۷
۳

ترجمہ

قولہ تعالیٰ واما تثقفنہم فی الحرب فشرد بہم من خلفہم الٰی قولہ واعدوا لہم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل ترہبون بہ عدو اللہ اس میں دلالت ہے کہ سیاسی تدابیر کمال باطنی کے منافی نہیں جیسا بعض غلاۃ اہل رہبانیت خیال کرتے ہیں۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَبَقُوا ۚ إِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُونَ ۝ وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ

اور کافر لوگ اپنے کو یہ خیال نہ کریں کہ وہ بچ گئے یقیناً وہ لوگ عاجز نہیں کر سکتے اور ان کافروں کیلئے جس قدر تم سے ہو سکے ہتھیار سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے سامان درست رکھو

الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِن دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ ۚ وَمَا تُنفِقُوا

کہ اس کے ذریعے سے تم رعب جمائے رکھو ان پر جو کہ اللہ کے دشمن ہیں اور تمہارے دشمن ہیں اور ان کے علاوہ دوسروں پر بھی جن کو تم نہیں جانتے ان کو اللہ ہی جانتا ہے اور اللہ کی راہ میں جو کچھ بھی

مِن شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنتُمْ لَا تُظْلَمُونَ ۝

خرچ کرو گے وہ تم کو پورا پورا دیدیا جاوے گا اور تمہارے لئے کچھ کمی نہ ہوگی۔

اطلاع کے (ڈنا خیانت ہے اور) بلاشبہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنیوالوں کو پسند نہیں کرتے **ف** ایک ایسی ہی آیت ان شر الدواب اس سورت کے تیسرے رکوع کے مشرکین کے حق میں آچکی ہے چونکہ دوسرے عصاۃ سے بدتر ہونا سب کفار پر صادق آتا ہے لہذا دونوں آیتوں میں کچھ تعارض نہیں اور لا یومنون فرمانا اُن ہی کے اعتبار سے ہے جو علم الٰہی میں عمر بھر کافر رہنے والے تھے اور اس آیت میں جو تثقفن اور فانبذ کا خطاب خاص کیا گیا اسی طرح آگے مسئلہ صلح میں فاجنح لہا کا اس میں اشارہ ہے کہ عہد کا حل وعقد امام کی رائے پر ہے عوام کو اس میں دخل نہ دینا چاہیئے اور نبذ عہد میں جو خوف خیانت کی قید لگائی بنا بر علے الغالب ہے کہ اکثر ایسی صورت میں زائد حاجت ہوگی پس اگر بدون خوف خیانت کے بھی نبذ عہد میں مصلحت ہو تو جائز ہے کذا فی الہدایہ **ربط** اوپر مشرکین مکہ و یہود مدینہ کے قتال کا ذکر تھا چونکہ قتال میں بعضے بچ بھی جاتے ہیں آگے اُن کی نسبت فرماتے ہیں کہ خدا سے نہیں بچ سکیں گے ایک نہ ایک روز مبتلائے عذاب ہونا ہے۔

عدم تخلص کفار از دست قہار

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَبَقُوا ۚ إِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُونَ ۝ اور کافر لوگ اپنے کو یہ خیال نہ کریں کہ وہ بچ گئے یقیناً وہ لوگ (خدا تعالیٰ کو) عاجز نہیں کر سکتے (کہ اس کے ہاتھ نہ آویں یا تو دنیا ہی میں مبتلائے عقوبت کر دیگا ورنہ آخرت میں تو یقینی ہے) **ف** اوپر قتال کفار کا ذکر تھا آگے سامان قتال ہتھیار رکھنے کا حکم ہے۔

امر بہ تہیہ قتال

وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ والے قولہ تعالیٰ وَأَنتُمْ لَا تُظْلَمُونَ ۝ اور ان کافروں (سے مقابلہ کرنے) کیلئے جس قدر تم سے ہو سکے ہتھیار سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے سامان درست رکھو اس (سامان) کے ذریعے سے تم (اپنا) رعب جمائے رکھو ان پر جو کہ (کفر کی وجہ سے) اللہ کے دشمن ہیں اور (تمہاری فکر میں رہنے کی وجہ سے) تمہارے دشمن ہیں (جن سے شب و روز تم کو سابقہ پڑتا رہتا ہے) اور ان کے علاوہ دوسرے کافروں پر بھی (رعب جمائے رکھو) جنکو تم (بالتعیین) نہیں جانتے (بلکہ) اُنکو اللہ ہی جانتا ہے (جیسے کفار فارس اور روم وغیرہم جن سے اسوقت سابقہ نہیں پڑا مگر صحابہؓ کا ساز و سامان و فن سپہگری اپنے وقت میں اُنکے مقابلہ میں بھی کام آیا اور اُنپر بھی رعب جما بعض مقابل ہو کر مغلوب ہوئے بعض نے جزیہ قبول کیا کہ یہ بھی اثر رعب کا ہے) اور اللہ کی راہ میں (جس میں جہاد بھی آگیا) جو کچھ بھی خرچ کرو گے (جسمیں وہ خرچ بھی آگیا جو ساز و یراق درست کرنے میں کیا جاوے) وہ (یعنی اس کا ثواب) تم کو (آخرت میں) پورا پورا دے دیا جاوے گا اور تمہارے لئے (اسمیں) کچھ کمی نہ ہوگی **ف** حدیثوں میں تیراندازی کی مشق اور گھوڑوں کے رکھنے اور سواری سیکھنے کی بڑی فضیلت آئی ہے اب بندوق اور توپ قائم مقام تیر کے ہے اور عموم قوت میں یہ سب اور ورزش بھی داخل ہے **ربط** اوپر ارہاب کفار کا بیان تھا اس

النحو — علی قراءۃ الیاء التحتیۃ الفاعل الموصول والمفعول الاول محذوف ای انفسہم والثانی جملۃ سبقوا وعلی قراءۃ التاء الفوقیۃ الفاعل المخاطب والمفعول الذین کفروا و سبقوا۔
البلاغۃ قولہ القوۃ المصدر والمراد بالقوۃ مجاز قولہ رباط الخیل الرباط بمعنی المربوط ولما کان المربوط عاما لغۃ اضیف الی الخیل للبیان کما فی عین الشمس قولہ ترہبون لم یقل

تقاتلون لان غایۃ الارہاب اعدال امرین القتال والجزیۃ کما اشیر الیہ فی الترجمۃ ۱۲

ملحقات الترجمۃ

لے قولہ فی ھد و کم جن سے شب و روز لیحسن المقابلۃ مع آخرین الخ ۱۲
سے قولہ فی لا تعلمونہم بالتعیین لان اصل الاجمالی لعداوۃ الکفار جمیعا کان حاصلا ۱۲

وَإِن جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ وَإِن يُرِيدُوا أَن يَخْدَعُوكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ

اور اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو آپ بھی جھک جائیے اور اللہ پر بھروسہ رکھیئے بلاشبہ وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے اور اگر وہ لوگ آپکو دھوکہ دینا چاہیں تو اللہ تعالیٰ آپکے لئے کافی ہیں

اللَّهُ ۚ هُوَ الَّذِي أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِينَ ۝ وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ ۚ لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَّا أَلَّفْتَ بَيْنَ

وہ وہی ہے جس نے آپ کو اپنی امداد سے اور مسلمانوں سے قوت دی اور انکے قلوب میں اتفاق پیدا کر دیا اگر آپ دنیا بھر کا مال خرچ کرتے تب بھی انکے قلوب میں

قُلُوبِهِمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝

اتفاق پیدا نہ کر سکتے لیکن اللہ ہی نے اُن میں باہم اتفاق پیدا کر دیا بیشک وہ زبردست ہیں حکمت والے ہیں اے نبی آپ کیلئے اللہ کافی ہے اور جن مومنین نے آپکا اتباع کیا ہے وہ کافی ہیں

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ: لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبہم دل علے ان القاء صفۃ من الصفات المحمودۃ فی قلب المریدین لیس باختیار الشیخ ۔

ع ۸ / ۶ / ۲

ترجمہ

قولہ تعالیٰ: لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبہم سے ثابت ہے کہ قلب میں کسی صفت محمودہ کا پیدا کرنا باختیار شیخ نہیں ۔

ارہاب کے بعد احیاناً کفار کی طرف سے صلح کی درخواست ہو سکتی ہے اس لئے آگے آیت وان جنحوا میں اُس کا حکم بیان فرماتے ہیں اور چونکہ صلح میں بعض اوقات احتمال ہوتا ہے کہ شاید کفار نے فریب کیا ہو اسکے متعلق جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وان یریدوا میں وعدہ حفاظت اور تاکید وغیرہ کے لئے اپنے نعم سابقہ کی یاد دہانی کرتے ہیں۔

اذن قبول صلح و وعدہ حفاظت از شر کفار

وَإِن جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ (الیٰ قولہ تعالیٰ) وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ اور اگر وہ (کفار) صلح کی طرف جھکیں تو آپ (کو) بھی (اجازت ہے کہ اگر اسمیں مصلحت دیکھیں تو) اُس طرف جھک جائیے اور (اگر باوجود مصلحت کے یہ احتمال ہو کہ یہ ان کی چال نہ ہو تو) اللہ پر بھروسہ رکھیئے (ایسے احتمالوں سے اندیشہ نہ کیجئے) بلاشبہ وہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے (انکے اقوال اور احوال کو سنتا جانتا ہے اُن کا خود انتظام کر دیگا) اور اگر (واقع میں وہ احتمال صحیح ہو اور) وہ لوگ (سچ مچ صلح سے) آپ کو دھوکہ دینا چاہیں تو اللہ تعالیٰ آپ (کی مدد اور حفاظت کرنے) کے لئے کافی ہیں (جیسا کہ اسکے قبل بھی آپ کی کفایت فرماتے تھے چنانچہ) وہ وہی ہے جس نے آپ کو اپنی (غیبی) امداد (یعنی ملائکہ) سے اور (ظاہری امداد یعنی) مسلمانوں سے قوت دی اور (مسلمانوں کو ذریعہ امداد بنانے کیلئے) انکے قلوب میں اتفاق پیدا کر دیا (چنانچہ ظاہر ہے کہ اگر باہم اتفاق نہ ہو تو کوئی کام خصوص دین کی نصرت مل کر نہیں کر سکتے اور اُن میں بوجہ حب ریاست اور غلبہ بغض و عداوت اتفاق ایسا دشوار تھا کہ) اگر آپ (باوجودیکہ عقل و تدبیر بھی کامل رکھتے ہیں اور سامان بھی اس کیلئے آپکے پاس کافی ہوتا یہاں تک کہ) دنیا بھر کا مال (اس کام کیلئے) خرچ کرتے تب بھی انکے قلوب میں اتفاق پیدا نہ کر سکتے لیکن (یہ) اللہ ہی (کا کام تھا کہ اُس) نے اُن میں باہم اتفاق پیدا کر دیا بے شک وہ زبردست ہیں (کہ جو چاہیں اپنی قدرت سے کر دیں اور) حکمت والے ہیں (کہ جس طریق سے مناسب جانیں اُس کام کو کر دیں اور جب اللہ تعالیٰ کا اپنی غیبی امداد اور مؤمنین سے آپ کی نصرت فرمانا معلوم ہو گیا تو اے نبی (اس سے ثابت ہو گیا کہ) آپ کیلئے (حقیقت میں) اللہ کافی ہے اور جن مؤمنین نے آپ کا اتباع کیا ہے (ظاہراً) وہ کافی ہیں **ف** فاجنح لہا میں مصلحت کی قید لگا دی اور اس امر کو تخییر پر محمول کیا اس آیت کا منسوخ ہونا لازم نہ آیا جیسا بعض نے اختیار کیا ہے اور تمہید میں جو وعدہ حفاظت ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تخصیص کی گئی اس سے یہ شبہ رفع ہو گیا کہ بعض اوقات کفار کا خداع مومنین کے مقابلہ میں چل جاتا ہے اور آپ کے مقابلہ میں کبھی خداع میں کامیابی بعد نزول اس آیت کے ثابت نہیں ۔

ربط

اوپر صلح کے متعلق مضمون تھا آگے قتال کے متعلق ایک قانون ہے نیز اوپر کفایت و نصرت الٰہیہ کا مضمون تھا آیۂ آئندہ میں بطور تفریع کے امر بالقتال ہے ۔

النحو فاجنح لہا الضمیر للسلم اما لکونہ مؤنثا سماعیا واما لحملہ علی نقیضہا الحرب التی ہی مؤنث سماعی وحسبک فیہ احتمالان حسب بمعنی الکافی ای الکافیۃ ای کافیک ۱۲

لمحقات الترجمۃ ۱ قولہ فی من اتبعک وہ کافی ہیں اشارۃ الی عطفہ علی اللہ کما اختارہ الکسائی وروی فی الدر المنثور عن الشعبی قال حسبک اللہ وحسبک من اتبعک یرید وزنزلت الآیۃ فی الانصار او فی اسلام عمر کما فی الدر عن الزہری وابن عباس ولا یرد انہ لیس مراد الکافی شیء الا الکفایۃ جنسان حقیقی وظاہری فلا اشکال ہذا کما فی قولہ تعالیٰ قل کفی باللہ شہیدا بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتاب ۱۲

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ۭ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ

اے پیغمبر آپ مؤمنین کو جہاد کی ترغیب دیجئے　اگر تم میں کے بیس آدمی ثابت قدم رہنے والے ہونگے تو دو سو پر غالب آجاویں گے　اور اگر تم میں کے

مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ۝ اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا

سو آدمی ہونگے تو ایک ہزار کفار پر غالب آجاویں گے اس وجہ سے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو کچھ نہیں سمجھتے　اب اللہ تعالیٰ نے تم پر تخفیف کردی　اور معلوم کرلیا کہ تم میں ہمت کی کمی ہے

فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝

سو اگر تم میں کے سو آدمی ثابت قدم رہنے والے ہونگے تو دو سو پر غالب آجاویں گے اور اگر تم میں کے ہزار ہونگے تو دو ہزار پر اللہ کے حکم سے غالب آجاویں گے اور اللہ تعالیٰ صابرین کے ساتھ ہیں

قانون قرار و فرار در قتال کفار

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ (الیٰ قولہ تعالیٰ) وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ مؤمنین کو جہاد کی ترغیب دیجئے اور اُس کے متعلق یہ قانون سُنا دیجئے کہ) اگر تم میں کے بیس آدمی ثابت قدم رہنے والے ہونگے تو (اپنے سے دس گونہ عدد پر یعنی) دو سو پر غالب آجاوینگے اور (اسی طرح) اگر تم میں کے سو آدمی ہونگے تو ہزار کفار پر غالب آجاوینگے اس وجہ سے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو (دین کو) کچھ نہیں سمجھتے (اور اس وجہ سے کفر پر مصر ہیں اور اس سبب سے اُن کو غیبی امداد نہیں پہونچتی اس سبب سے وہ مغلوب ہوجاتے ہیں پس تم پر واجب ہے کہ اپنے سے دس گونہ کے مقابلہ سے بھی پس پا نہ ہو اول یہ حکم نازل ہوا تھا جب صحابہؓ پر شاق ہوا تو عرض کیا ایک مدت کے بعد یہ دوسری آیت جس سے وہ پہلا حکم منسوخ ہوگیا نازل ہوئی یعنی) اب اللہ تعالیٰ نے تم پر تخفیف کردی اور معلوم کرلیا کہ تم میں ہمت کی کمی ہے سو (اب یہ حکم دیا جاتا ہے کہ) اگر تم میں کے سو آدمی ثابت قدم رہنے والے ہونگے تو (اپنے سے دُوگنے عدد پر یعنی) دو سو پر غالب آجاوینگے اور (اسی طرح) اگر تم میں کے ایک ہزار ہونگے تو دو ہزار پر اللہ کے حکم سے غالب آجاوینگے اور (ہم نے جو صابر کی قید لگائی تو اسلئے کہ) اللہ تعالیٰ صابرین (یعنی جو دل اور قدم سے ثابت رہیں اُن) کے ساتھ ہیں (یعنی ان کی مدد کرتے ہیں) ف ہر چند کہ یہاں لفظاً صیغہ خبر کا ہے کہ اتنے آدمی اتنوں پر غالب آجاوینگے لیکن مقصود خبر نہیں بلکہ انشاء اور امر ہے یعنی قرار واجب ہے اور فرار حرام ہے اور بعنوان خبر تعبیر کرنے میں بطور کنایہ کے مبالغہ و تاکید ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جیسا غلبہ کی خبر یقینی ہونے پر ثبات واجب ہونا چاہیئے اسی طرح اب واجب ہے پس مدلول لفظی یعنی خبر مقصود ہی نہیں تو اُس پر صدق و کذب کا شبہ واقع نہیں ہوسکتا کہ بعض اوقات ہم اس غلبہ کو منتفی دیکھتے ہیں وجہ دفع یہ ہے کہ کنایہ میں انتقال ملزوم سے لازم کی طرف ہوتا ہے اور مقصود لازم ہوتا ہے اور ملزوم غیر مقصود اور غیر مقصود پر صدق و کذب متوجہ نہیں ہوتا خوب سمجھ لو اگرچہ یہاں خود ملزوم بھی فی نفسہ صادق ہے اسلئے کہ یغلبوا باذن اللہ کے ساتھ مقید ہے پس اگر کسی حکمت کی وجہ سے اذن نہ ہو تو غلبہ بھی نہ ہوگا اور ضعف کی وجہ احقر کے نزدیک یہ ہے کہ یہ قاعدہ طبعی ہے کہ جب کام کرنیوالے کم ہوتے ہیں اور کام ضروری سمجھا جاتا ہے تو اس وقت ہمت زیادہ ہوتی ہے ہر شخص جانتا ہے کہ میرے ہی کرنے سے ہوگا اور جب کام کرنے والے بڑھ جاتے ہیں تو ہر شخص کو خیال ہوتا ہے کہ کیا مجھی پر منحصر ہے اور بھی تو کام کرنے والے ہیں سب مل کر کیوں نہیں کرتے اس لئے جوش اور گرمی میں کمی ہوجاتی ہے پس اسلئے ابتداء اسلام میں مثلاً بدر میں ہمت کی اور حالت تھی جب ماشاء اللہ مردم شماری بڑھی تو طبیعت اور ہمت کا رنگ بدل گیا چنانچہ دُرِّ منثور میں بعض سلف سے اس پہلے حکم کا در بارۂ بدر کے

فائدہ و تقیید التخفیف بالآن ظاہر واما تقیید العلم بہ فباعتبار تعلقہ من حیث کون المعلوم واقعاً والحال لان العلم علی وفق المعلوم فافہم ۱۲

البلاغۃ ذکر فی الآیتین عددین للقلیل وعددین للکثیر ایذانا بانہ لا خصوصیۃ لعدد دون عدد بل باعتبار صفۃ المناسبۃ وقید التعلیلین بالصابرۃ لیقاس الکثیر علیہ وخص القلیل بہ لان الحاجۃ فیہ اظہر وقید الالف من الکفار بالذین کفروا والقیاس علیہ غیرہ وغلبتہم الفین باذن اللہ لیقاس علیہ

غیرہ واشار الی علۃ مغلوبیۃ الکفار بقولہ بانہم قوم والی علۃ غالبیۃ المؤمنین بقولہ واللہ مع الصابرین وزاد التعلیل الثانی علی التعلیل الاول فی الآیۃ الاولی بجست امثال وزاد فی الثانیۃ بعشرۃ امثال اشارۃ الی کون المسلمین فی بدو الامر قلیلاً کانہم لم یوجدوا بحیث یعدا عشرۃ الی عشرۃ اضعاف ولا کذلک آخراً فافہم وہذا الاخیر من المواہب ۱۲ ملحقات الترجمۃ

۱؎ قولہ قبل الآن مدت کے بعد وکذا فی الروح ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ الآن خفف اللہ عنکم وعلم ان فیکم ضعفا یؤخذ منہ ان الضعف مناط التخفیف فعلی الشیخ ان لا یأمر الضعیف بالمجاہدۃ فوق طاقتہ۔

ترجمہ قولہ تعالیٰ الآن خفف اللہ عنکم وعلم ان فیکم ضعفا سے مستنبط ہوتا ہے کہ ضعف مدار تخفیف ہے پس شیخ پر لازم ہے کہ ضعیف کو مجاہدہ قوت سے زیادہ نہ بتلاوے ۱۲

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُوْنَ لَهٗٓ أَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ ۭ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۭ

نبی کی شان کے لائق نہیں کہ ان کے قیدی باقی رہیں جب تک کہ وہ زمین میں اچھی طرح خونریزی نہ کرلیں تم تو دنیا کا مال اسباب چاہتے ہو اور اللہ تعالیٰ آخرت کو چاہتے ہیں

وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست بڑی حکمت والے ہیں اگر خدا تعالیٰ کا ایک نوشتہ مقدر نہ ہوچکتا تو جو امر تم نے اختیار کیا ہے اسکے بارہ میں تم پر کوئی بڑی سزا واقع ہوتی۔

ہونا اور دوسرے حکم کا بعد کیلئے ہونا منقول ہے اور یہ ایک امر طبعی ہے پس صحابہؓ پر یہ شبہ نہیں ہوسکتا کہ انکے ملکات باطنہ تو روزانہ روبہ ترقی تھے اور اس سے انحطاط کا شبہ ہوتا ہے۔ ربط اوپر قتال کا حکم ہے چونکہ قتال میں گاہے کفار قید ہو کرتے ہیں اسلئے آگے بعض اُسارئ بدر کے اُس کا حکم ہے اور سبب نزول ان آیات کا یہ ہے کہ بدر میں ستر کافر پکڑے ہوئے آئے تو آپ نے صحابہؓ سے انکے باب میں مشورہ کیا بعض نے مشورہ دیا کہ ان کو قتل کردینا چاہیئے بعض نے کہا ان سے کچھ مال لیکر چھوڑ دینا چاہیئے آپ پر وحی نازل ہوئی کہ ان صحابہؓ سے فرمادیجئے کہ تم کو اختیار دیا جاتا ہے خواہ ان کو قتل کردو خواہ اُن سے فدیہ لیکر چھوڑ دو مگر اس صورت میں اگلے سال ستر آدمی شہید ہونگے غرض اکثر صحابہ کی یہ رائے ہوئی کہ خیر ہم شہید ہوجاوینگے اس وقت انکو فدیہ لے کر چھوڑ دیا جاوے شاید یہ مسلمان ہوجاویں اور اس وقت مسلمانوں کو مالی مدد ملے آپ نے بھی بوجہ رحم دلی کے اسی رائے کو پسند فرمایا چنانچہ باستثنائے بعض کے وہ تو قتل کئے گئے جیسے عقبہ اور نضر اور طعمہ باقی سب قیدیوں سے فدیہ لیکر چھوڑ دیا گیا صرف حضرت ابوالعاصؓ کو کہ وہ بھی اُسوقت ان میں تھے صحابہ کی مرضی سے بدوں کچھ لئے ہوئے چھوڑ دیا اس کو اصطلاح شرع میں مَن کہتے ہیں اس پر یہ آیتیں ماکان لنبی تا عذاب عظیم نازل ہوئیں ان آیتوں سے صحابہؓ کو اس فدیہ کے حلال وحرام ہونیمیں شبہ ہوگیا تو آیت فکلوا الخ نازل ہوئی چونکہ بعض قیدی فدیہ دینے کے بعد مسلمان ہوگئے تھے جیسے حضرت عباسؓ وغیرہ اور انہوں نے آپ سے بوجہ فدیہ دینے کے مفلس ہوجانے کی شکایت کی اُس پر آیت یٰایہا النبی قل لمن فی ایدیکم الخ نازل ہوئی اور تتمہ قصہ کا مع بعض مسائل وتحقیقات متعلقہ تفسیر آیت کے بعد حرف ف کے تحت میں مذکور ہوگا۔

حکم اُسارئ بدر

مَاكَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى (الیٰ قولہ تعالیٰ) لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ (اے مسلمانو تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو ان قیدیوں سے کچھ لیکر چھوڑ دینے کا مشورہ دیا یہ بیجا تھا کیونکہ) نبی کی شان کے لائق نہیں کہ انکے قیدی باقی رہیں (بلکہ قتل کردیئے جاویں) جب تک کہ وہ زمین میں اچھی طرح (کفار کی) خونریزی نہ کرلیں (کیونکہ مشروعیت جہاد کی اصلی غرض دفع فساد ہے اور بدوں اس حد کے جس میں کہ بالکل شوکت کفار کی ٹوٹ جاوے دفع فساد ممکن نہیں پس اس نوبت سے پہلے قیدیوں کا زندہ چھوڑ دینا آپ کی شان اصلاح کے مناسب نہیں البتہ جب ایسی قوت ہوجاوے پھر قتل ضروری نہیں بلکہ اور صورتیں بھی مشروع ہیں جو ف کے تحت میں مذکور ہیں پس ایسی نامناسب رائے تم نے آپ کو کیوں دی) تم تو دنیا کا مال اسباب چاہتے ہو (اس لئے فدیہ کی رائے دی) اور اللہ تعالیٰ آخرت (کی مصلحت) کو چاہتے ہیں (اور وہ اسی میں ہے کہ کفار خوف سے مغلوب ہوجاویں جس میں آزادی سے اسلام کا نور وہدایت پھیلے اور بے روک ٹوک لوگ بکثرت مسلمان ہوویں اور نجات پاویں) اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست بڑی حکمت والے ہیں (وہ تم کو کفار پر غالب کرتے اور فتوحات کی کثرت سے تم کو مالدار کردیتے گو کسی حکمت کے سبب اُس میں دیر ہوتی جو فعل تم سے واقع ہوا ہے وہ ایسا ناپسندیدہ ہے کہ) اگر خدا تعالیٰ کا ایک نوشتہ مقدر نہ ہوچکتا (وہ یہ کہ ان قیدیوں میں لوگ مسلمان ہوجاوینگے جس سے فساد محتمل واقع نہ ہوگا اگر یہ نہ ہوتا) تو جو امر تم نے اختیار کیا ہے اسکے بارے میں تم پر کوئی بڑی سزا واقع ہوتی (لیکن چونکہ کوئی فساد نہ ہوا اور اتفاقاً تمہارا مشورہ صائب نکل آیا اسلئے تم سزا سے بچ گئے) ف تتمہ قصہ

اللغات الاثخان المبالغۃ فی الجرح والقتل الی ان یعز الاسلام ویذل الکفر واہلہ ۱۲

ملحقات الترجمۃ

سلہ قولہ فی ماکان اے مسلمانو وہذا اولی من المشہور ویویدہ قول بعضہم ان الکلام علی

تقدیر مضاف ای ماکان لاصحاب نبی کما فی الروح ۱۲

سلہ قولہ فی ان یکون باقی فالانکار علی کون الاسریٰ باقین احیاءً علی الاسر فالکون اما تامۃ ای یوجد بمعنی یستمر وجودہم وحیاتہم او ناقصۃ ای یکون الاسریٰ باقین احیاءً ابداً لانہ قرینۃ المقام ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ماکان لنبی ان یکون لہ اسریٰ حتی یثخن فی الارض الخ لما جاز علی المعصوم الخطاء فی الاجتہاد فکیف لغیر المعصوم ففیہ غلو لبعضہم من اعتقاد العصمۃ من الخطاء من شیوخہم قائلاً ان کل ما صدر عنہم ولو کان معصیۃ یکون فیہ سر غامض ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ولو قیل یکون فیہ سر کان احق مما قیل فیہ سر۔ قولہ تعالیٰ لولا کتٰب من اللہ سبق لمسکم الخ العتاب علی الخطاء فی الاجتہاد والذی ورد فیہ ان من اجتہد فاخطأ فلہ اجر دلیل لصحۃ ما قالوا ان حسنات الابرار سیئات المقربین

ترجمہ قولہ تعالیٰ ماکان لنبی ان یکون لہ اسریٰ حتی یثخن فی الارض جب معصوم پر خطا فی الاجتہاد جائز ہے تو غیر معصوم کا تو کیا پوچھنا پس شیوخ پر عصمت عن الخطاء کا اعتقاد اور انکی معصیت میں بھی سر غامض کا اعتقاد کسدرجہ غلو قبیح ہے قولہ تعالیٰ لولا کتٰب من اللہ سبق لمسکم الخ جس خطاء اجتہادی پر اجر وارد ہے اس پر عتاب بس مقولہ کی صحت کی دلیل ہے حسنات الابرار سیئات المقربین

کا یہ ہے کہ اسکے بعد بعض صحابہؓ نے آپ کو روتے ہوئے دیکھا پوچھا تو آپنے فرمایا کہ عذاب کے آثار بہت قریب آگئے تھے مگر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا کہ نازل نہیں ہوا
اور تحقیق ضروری اسکے متعلق یہ ہے کہ اس قصہ میں صحابہؓ نے آیا کسی نص کے ہوتے ہوئے قیاس کیا یا بدوں نص کے قیاس کیا شق اول پر تو یہ اشکال ہے کہ
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں موافقت فرمائی اور شق ثانی پر یہ اشکال ہے کہ عتاب کیوں ہوا خاص کر جبکہ وحی سے اختیار دے دیا گیا تھا پھر یہ کہ عتاب
میں صحابہؓ کی کیا تخصیص کی گئی جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی قبول کرنے میں شریک تھے جواب یہ ہے کہ ہم شق ثانی کو اختیار کرتے ہیں اور وجہ عتاب یہ ہے
کہ ایک جزو اس رائے کے مبنی کا مصلحت دنیویہ یعنی اخذ مال بھی تھا جسکے منشا یعنی حب دنیا کا مذموم ہونا پہلے سے معلوم تھا جس کی طرف تریدون عرض الدنیا
میں صاف اشارہ ہے رہا صحابہؓ کا پھر اس طرف مبادرت کرنا اس میں غلطی یہ ہوئی کہ دوسرا جزو اس میں مصلحت دینیہ یعنی احتمال انکے اسلام لے آنیکا
بھی ملگیا جیسا درمنثور میں خفادھم فیکون عونا لاصحابک ولعل اللہ ان یتوب علیہم سے مجموعہ دونوں مصلحتوں کا معلوم ہوتا ہے پس غالباً یوں سمجھے کہ جس امر
میں خواہش دنیا تمام علت ہو وہ تو برا اور جس امر میں جزو علت ہو اُس کا مضائقہ نہیں یہ خیال سبب مبادرت کا ہو سکتا ہے مگر پھر وجہ عتاب قلت
تامل ہے کیونکہ ادنیٰ تامل سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حسن اور قبیح سے مرکب قبیح ہوتا ہے اور دین میں دنیا ملجانے سے اخلاص و اجر فوت ہوتا ہے پس
مجموعہ خواہش دنیا و احتمال اسلام کا حسن نہ ہوگا اسی لئے تریدون عرض الدنیا پر اکتفا کیا گیا انکے احتمال اسلام کے خیال کو معتد بہ نہیں قرار دیا گیا
پس اشکال اول تو رفع ہو گیا رہا دوسرا اشکال کہ وحی سے اختیار دے دیا گیا تھا جواب یہ ہے کہ وہ صیغہ تخییر کا تھا مقصود تخییر نہ تھی کیونکہ جسطرح امر گاہے
توبیخ کیلئے ہوتا ہے اسی طرح صورت تخییر گاہے امتحان کیلئے ہوتی ہے وجہ یہ کہ تخییر مباحین میں ہوتی ہے ایک مباح اور ایک غیر مباح میں تخییر نہیں ہوا
کرتی اور یہاں قتل مباح تھا اور فداء بوجہ مذکور کہ غالب منشا اُس کا خواہش دنیا تھا اور نیز اس وجہ سے کہ اثر اس کا نشر مسلمانوں کا مارا جانا تھا جیسا
وحی میں یہ بات بتلادی گئی تھی غیر مباح تھا پس یہ صورۃً تخییر تھی اور معنےً شق غیر مرضی کے ضرر پر اطلاع دینا صحابہؓ کو صورت تخییر سے شبہ ہو گیا اسلئے مبادرت
کی مگر چونکہ شبہ ضعیف تھا ادنیٰ تامل سے زائل ہو سکتا تھا جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا اسلئے عتاب ہوا تیسرے اشکال کا جواب یہ ہے کہ جو مبنی انکے لئے مذموم
تھا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے محمود تھا کیونکہ ان کو تو مقصود نفع پہونچانا تھا اپنے نفس کو مال سے اور یہ غیر محمود ہے اور آپکا مقصود تھا
نفع پہنچانا اپنے غیر کو کہ وہ صحابہؓ ہیں اور یہ محمود ہے جیسا کہ ظاہر ہے کہ یہ قصد کرنا کہ مجھ کو اتنا روپیہ ملجاوے حرص ہے اور یہ قصد کرنا کہ فلاں غریب کو اتنا
ملجاوے شفقت اور جود و کرم ہے رہا آپ کا گریہ فرمانا یا تو غایت ہیبت سے ہے اور یا صحابہؓ کی محبت سے ہے کہ ان کو ضرر پہونچتا اور بعض روایات میں جو آیا ہے
کہ اگر عذاب نازل ہوتا تو کوئی نہ بچتا مراد یہ ہے کہ صحابہؓ میں کوئی نہ بچتا یہ نہیں کہ میں بھی نہ بچتا مگر خدا تعالیٰ نے عذاب ٹالدیا اور نصیحت فرمادی جو دلیل ہے عفو
کی اور حدیث میں اہل بدر کا مغفور ہونا اس سے زیادہ صریح الفاظ میں آیا ہے اب مسائل لکھتا ہوں مسئلہ حنفیہ کے نزدیک من اور فداء دونوں
ناجائز ہیں نہ کہ اس آیت کی وجہ سے کیونکہ حسب نقل صاحب اتقان سورۂ انفال کے بعد سورۂ محمدؐ نازل ہوئی اس میں من و فداء کی اجازت ہے
اس طرح کہ جب اثخان یعنی شوکت و قوت اسلام حاصل ہو جاوے اُس وقت من و فداء جائز ہے پس سورۂ محمدؐ کی آیت صورۃً عدم جواز من و فداء کی ناسخ
اور معنیً اس کی تفسیر اور بیان ہے پھر بقول اتقان اُسکے بعد سورۂ برأت نازل ہوئی جس میں آیت فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم الخ موجود ہے حنفیہ
کے نزدیک اس نے من و فداء کو منسوخ کر دیا پس اب یا تو قتل کیا جاوے یا غلام بنا لیا جاوے اور یا ذمی رعایا بنا کر رکھا جاوے اور دوسرے

ع۵ یہ ایک قول ہے اور اسی پر تفسیر مذکور کی گئی ہے اور اگر دوسرا قول لیا جاوے کہ سورۂ محمدؐ نزول میں سورۂ انفال سے مقدم ہے جیسا کہ بعض نے سورۂ محمدؐ کو مکیہ بھی کہا ہے تو اس وقت تفسیر آیت کی سہل یہ ہوگی کہ سورۂ محمدؐ میں اُساریٰ کے جواز من یا فداء کو مقید کیا گیا تھا اثخان کے ساتھ فی قولہ تعالیٰ حتی اذا اثخنتموھم فشدوا الوثاق فاما منا بعد واما فداء اور یہاں اثخان (تام) ہوا نہ تھا تو اس صورت میں فداء کو اختیار نہ کرنا چاہیئے تھا وہذا معنی قولہ تعالیٰ ما کان لنبی ان یکون لہ اسریٰ حتی یثخن فی الارض پھر دوسری آیت میں صحابہ کا عذر مقتضی للعفو ارشاد فرمایا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اگر ہمارا ایک حکم نوشتہ نہ ہو چکتا اور وہ یہ ہے کہ مخطی فی الاجتہاد کو عتاب نہیں ہوتا تو اس قصہ میں عذاب آتا اور کتاب سابق من اللہ سے سورۂ بقرہ کی یہ آیت مراد ہے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا۔ جو عموم مدلول انتفاء تکلیف ما لا یطاق و عدم مواخذہ علی الخطاء والنسیان کے اعتبار سے خطا فی الاجتہاد کو بھی شامل ہے اور یہاں خطاء اجتہادی یہ ہوئی کہ جو ستر رؤسائے کفار قتل کئے گئے تھے وہ زیادہ ذی اثر تھے یوں خیال ہوا کہ ان کے قتل سے اثخان معتد بہ متحقق ہو گیا اور اگر زیادہ غور کرتے تو سمجھتے کہ اثخان تام کا تحقق ان اساریٰ کے قتل پر بھی موقوف ہے اسی زائد غور نہ کرنے پر صورۃً عتاب متوجہ ہوا و بذا التوجیہ مما القی فی روعی عاشر ربیع الاول ۱۳۲۴ھ صباحا و للہ الحمد۔

۱۲ منہ

91 / 158

فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْۤ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰۤى

سو جو کچھ تم نے لیا ہے اس کو حلال پاک سمجھ کر کھاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے بڑی رحمت والے ہیں۔ اے پیغمبر آپکے قبضہ میں جو قیدی ہیں آپ اُن سے فرما دیجئے کہ

اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّاۤ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ

اگر اللہ تعالیٰ کو تمہارے قلب میں ایمان معلوم ہوگا تو جو کچھ تم سے لیا گیا ہے اس سے بہتر تم کو دیدیگا اور تم کو بخشدیگا اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے ہیں بڑی رحمت والے ہیں اور اگر یہ لوگ آپکے ساتھ خیانت کرنیکا ارادہ رکھتے

فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

تو اس سے پہلے انہوں نے اللہ کے ساتھ خیانت کی تھی پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو گرفتار کرا دیا اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے ہیں بڑی حکمت والے ہیں

ائمہ کے نزدیک نسخ نہیں ہوا بلکہ مجموعہ آیات سے مجموعہ صورتوں میں امام مخیر ہے مَن و فدا و استرقاق و ذمیت و قتل روایات تو کتب احادیث و درمنثور میں منقول ہیں اور تحقیقات حل اشکال کی مواہب الٰہیہ سے ہیں اور مسائل ہدایہ سے ہیں واللہ اعلم ربط تمہید آیت ماکان لنبی میں مذکور ہو چکا ؛

بیان حلّتِ فدائے اُساری بدر

فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (یعنی ہم نے اُس فدیہ کو مباح کر دیا) سو جو کچھ تم نے (اُنسے فدیہ میں) لیا ہے اس کو حلال پاک سمجھ کر کھاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو (کہ آئندہ ہر طرح کی احتیاط رکھو) بیشک اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے بڑی رحمت والے ہیں (کہ تمہارا گناہ بھی معاف کر دیا یہ مغفرت ہے اور فدیہ بھی حلال کر دیا یہ رحمت ہے) ربط تمہید آیت ماکان لنبی میں مذکور ہو چکا ؛

وعدہ مسلمین اُساری بنعم دارین بشرط اخلاص

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْۤ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰۤى (الیٰ قولہ تعالیٰ) وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ اے پیغمبر آپ کے قبضہ میں جو قیدی ہیں (اُن میں جو مسلمان ہو گئے ہیں) آپ اُن سے فرما دیجئے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو تمہارے قلب میں ایمان معلوم ہوگا (یعنی تم دل سے مسلمان ہوئے ہو گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم تو مطابق واقع کے ہوتا ہے اللہ تعالیٰ مُسلمان اسی کو جانیں گے جو واقع میں مسلمان ہوگا اور جو شخص غیر مسلم ہوگا اس کو غیر مسلم ہی جانیں گے پس اگر تم دل سے مسلمان ہو گے) تو جو کچھ تم سے (فدیہ میں) لیا گیا ہے (دُنیا میں) اس سے بہتر تم کو دیدیگا اور (آخرت میں) تم کو بخشدیگا اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے ہیں (اس لئے تم کو بخشدیں گے اور) بڑی رحمت والے ہیں (اسلئے تم کو نعم البدل دینگے) اور اگر (بالفرض) یہ لوگ (صدق دل سے مسلمان نہ ہوئے ہوں بلکہ اظہار اسلام سے محض آپ کو دھوکہ ہی دینا چاہیں اور دل میں) آپ کیساتھ خیانت کرنیکا (یعنی نقض عہد کر کے مخالفت و مقابلہ کا) ارادہ رکھتے ہوں تو اکچھ فکر نہ کیجئے اللہ تعالیٰ ان کو پھر آپ کے ہاتھوں میں گرفتار کرا دیگا جیسا) اس سے پہلے انہوں نے اللہ کے ساتھ خیانت کی تھی (اور آپ کی مخالفت اور مقابلہ کیا) پھر اللہ نے اُن کو (آپکے ہاتھوں میں) گرفتار کرا دیا اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے ہیں (کہ کون خائن ہے اور) بڑی حکمت والے ہیں (ایسی صورتیں پیدا کر دیتا ہے جس سے خائن مغلوب ہو جاوے) ف ان یریدوا سے کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ ان صاحبوں کا ایمان مشکوک فیہ تھا۔ یا نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کو دونوں احتمال تھے اصل یہ ہے کہ یہاں قضیہ شرطیہ سے مقصود خیانت پر فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ کا مرتب کرنا ہے کہ یہ اُسکے لوازم سے ہے تاکہ آپ کو تسلی رہے اور اخلاص کا شرط ہونا مؤکد ہو جاوے اور حضرت عباس رضی سے روایت ہے کہ مجھ کو بیس اوقیہ فدیہ میں دینے پڑے تھے ہر اوقیہ چالیس درہم یعنی تخمیناً دس روپیہ کا ہوتا ہے

البلاغۃ قولہ غنمتم لما کان حل الغنیمۃ معلوماً من قبل ولم یکن دخول الفداء فی الغنیمۃ معلوماً عبرہ بہا للتاکید الحل ولہذا التاکید زاد طیباً بعد قولہ حلالاً لئلا یبقی لہم ریب فی ذلک ما وقع فی الترمذی مرفوعاً لم تحل الغنائم لاحد من قبلکم فلما کان یوم بدر وقعوا فی الغنائم قبل ان تحل لہم فانزل اللہ لولا کتٰب الخ فعندی فیہ اختصار والمعنی لم تحل الغنائم من قبلکم ثم احلت لہم ای للصحابۃ رضی لکن لم تحل الغنائم الحاصلۃ ای بفداء فلما کان یوم بدر وقعوا فی الفداء قبل ان تحل لہم الخ ۱۲

ملحقات الترجمۃ ۱ قولہ فی ایدیکم من الاسری قبضہ الیٰ مسلمان اشارۃ الیٰ ان الایدی حقیقۃ لکونہم فی حکومتہ والاسری مجاز باعتبار ما کان وفیہ عہد للاختصاص الوعد لمن اسلم منہم ۱۲ ۲ قولہ فی جزاء ان یریدوا گرفتار کرا دیگا فالجزاء مقدر ای سیمکنک منہم ای یقدرک علیہم کما امکن فہذا لما فات ۱۲

مسائل السلوک قولہ تعالیٰ ان یعلم اللہ فی قلوبکم خیراً یؤتکم خیراً مما اخذ منکم ویغفر لکم یدل علی ان الطاعۃ تؤدی الی برکات الدنیا والآخرۃ سواءکانت فی صورۃ المال او فی صورۃ حال من احوال اہل الکمال والاجر الآخرۃ اکبر۔ ترجمہ۔ قولہ تعالیٰ ان یعلم اللہ فی قلوبکم خیراً یؤتکم خیراً مما اخذ منکم ویغفر لکم۔ اس میں دلالت ہے کہ طاعت سے دنیا اور آخرت دونوں کے برکات حاصل ہوتے ہیں خواہ مال کی صورت میں یا باطنی احوال کی صورت میں ؛

92 / 158

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ

بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت بھی کی اور اپنے مال اور جان سے اللہ کے رستے میں جہاد بھی کیا اور جن لوگوں نے ان کو جگہ دی اور مدد کی یہ لوگ باہم ایک دوسرے کے وارث ہوں گے

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا مَا لَكُم مِّن وَلَايَتِهِم مِّن شَيْءٍ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا وَإِنِ اسْتَنصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ إِلَّا عَلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَ

اور جو لوگ ایمان تو لائے اور ہجرت نہیں کی تمہارا ان سے میراث کا کوئی تعلق نہیں جب تک کہ وہ ہجرت نہ کریں اور اگر وہ تم سے دین کے کام میں مدد چاہیں تو تمہارے ذمے مدد کرنا واجب ہے مگر اس قوم کے مقابلہ میں نہیں کہ تم میں

بَيْنَهُم مِّيثَاقٌ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُن فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ

اور ان میں باہم عہد ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں کو دیکھتے ہیں اور جو لوگ کافر ہیں وہ باہم ایک دوسرے کے وارث ہیں اگر اس پر عمل نہ کرو گے تو دنیا میں بڑا فتنہ اور بڑا فساد پھیلے گا

كَبِيرٌ ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۚ

اور جو لوگ مسلمان ہوئے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہے اور جن لوگوں نے اپنے یہاں ٹھیرایا اور انکی مدد کی یہ لوگ ایمان کا پورا حق ادا کرنیوالے ہیں

لَّهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝

اُن کے لئے بڑی مغفرت اور بڑی معزز روزی ہے۔

بیس اوقیہ دو سو روپیہ کے کم و بیش ہوئے آج میرے پاس بیس غلام ہیں اور ہر ایک کے پاس بکثرت مال ہے اور ایک بار انکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اتنا مال دیا تھا جتنا یہ اٹھا سکے اور فرماتے ہیں کہ دوسرے وعدہ یعنی مغفرت کا مجھ کو انتظار اور امید ہے کذا فی الدر المنثور **ربط** اوپر کفار کے قتال اور صلح اور انکو قید کرنیکا ذکر تھا اور یہ تینوں مسلمانوں کے غلبہ اور شوکت کے وقت واقع ہوتے ہیں قتل اور قید تو ظاہر ہے اور صلح کی بھی کفار جب ہی درخواست کرتے ہیں جب کسی قدر مسلمانوں سے دبتے ہیں پس یہ احکام تو غلبہ کے متعلق ہوئے گاہے مسلمان مغلوب ہوتے ہیں کہ نہ قتل و قید پر قادر اور نہ ان سے کفار صلح کرنا چاہتے ہیں ایسے وقت ہجرت کی ضرورت واقع ہوتی ہے آگے ہجرت کے بعض احکام جو میراث کے متعلق ہیں اور بمناسبت مقابلہ بعض احکام غیر مہاجرین اور غیر مؤمنین کے باعتبار اُسی میراث کے بیان فرماتے ہیں حاصل تقسیم اور احکام کا یہ ہے کہ مکلف دو حال سے خالی نہیں یا مؤمن ہے یا کافر۔ کافر کا حکم یہ ہے کہ وہ باہم ایک دوسرے کے وارث ہونگے مسلمان اُن کا وارث نہ ہوگا نہ وہ مسلمان کے وارث ہونگے اور یہ حکم اب بھی باقی ہے اور مؤمن دو قسم کے ہیں ایک مہاجر یعنی جنھوں نے فتح مکہ سے پہلے مدینہ کی طرف ہجرت کی ہو کیونکہ فتح مکہ کے بعد عرب دار الاسلام ہوگیا تھا پھر سب جگہ رہنا برابر تھا اور دوسری قسم غیر مہاجر۔ مہاجر کا حکم یہ تھا کہ اُن میں اور انصار میں جنھوں نے مہاجرین کو رکھا تھا یا انکی خدمت اور نصرت کی بوجہ اسکے کہ مہاجرین کے اکثر اقارب اسلام سے مشرف نہ تھے مثل اقارب کے میراث جاری ہوتی تھی اور اس میں سب مہاجرین متساوی تھے خواہ مہاجرین اولین میں سے ہوں جنھوں نے زمانہ ہجرت نبویہ میں ہجرت کی یا غیر اولین سے ہوں البتہ ان میں باعتبار فضیلت کے باہم تفاوت ہوگا اور یہ حکم بعد فتح کے منسوخ ہوگیا اور غیر مہاجر کا یہ حکم تھا کہ اس میں اور اُس کے مہاجر رشتہ دار میں توارث نہ ہوتا تھا اور یہ حکم بھی منسوخ ہے اب تباین دارین اہل اسلام میں مانع توارث نہیں البتہ باہم کفار میں ہے اور باوجود عدم توارث کے اس غیر مہاجر کا یہ بھی حکم تھا کہ اگر وہ مہاجرین سے بمقابلہ کفار کے کسی مذہبی مقاتلہ میں طالب امداد ہو تو امداد اسکی واجب ہے لیکن اگر ایسی قوم کے مقابلہ میں طالب امداد ہو کہ مہاجرین میں اور ان میں باہم عہد و پیمان ہے تو لبقاء عہد تک اُن کو مدد نہ دی جاوے ہاں اگر عہد توڑ دیا جاوے تو پھر مدد جائز ہے رہا یہ کہ ایسے وقت عہد توڑ دینا واجب ہے یا نہیں اور حکم اخیر کیا ہے تو اس کی تحقیق کتب تفسیر و سیر و ناسخ و منسوخ و فقہ و احکام سے معلوم ہو سکتی ہے ان آیات میں یہی اقسام اور یہی احکام مذکور ہیں اور اس تمہید میں جو مضامین از قبیل روایت ہیں ماخذ اُن کا درمنثور سے صحابہ و تابعین کے اقوال ہیں۔

اقسام و احکام باعتبار ہجرۃ و اسلام

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا الی قولہ تعالیٰ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت بھی کی اور اپنے

وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡۢ بَعۡدُ وَهَاجَرُوۡا وَجٰهَدُوۡا مَعَكُمۡ فَاُولٰٓئِكَ مِنۡكُمۡ ؕ وَاُولُوا الۡاَرۡحَامِ بَعۡضُهُمۡ اَوۡلٰى بِبَعۡضٍ

اور جو لوگ بعد کے زمانہ میں ایمان لائے اور ہجرت کی اور تمہارے ساتھ جہاد کیا سو یہ لوگ تمہارے ہی شمار میں ہیں اور جو لوگ رشتہ دار ہیں کتاب اللہ میں ایک دوسرے کے زیادہ

فِیۡ كِتٰبِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ۝ ع

حقدار ہیں بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں۔

ربع

مال اور جان سے اللہ کے رستہ میں جہاد بھی کیا (جس کا وقوع لوازم عادیہ ہجرت سے تھا گو مدار حکم توارث نہیں اور یہ جماعت مہاجرین سے ملقب ہے) اور جن
لوگوں نے (ان مہاجرین کو) رہنے کو جگہ دی اور (انکی) مدد کی (اور یہ جماعت انصار سے ملقب ہے) یہ (دونوں قسم کے) لوگ باہم ایک دوسرے کے وارث
ہونگے اور جو لوگ ایمان تو لائے اور ہجرت نہیں کی تمہارا (یعنی مہاجرین کا) اُن سے میراث کا کوئی تعلق نہیں (نہ یہ اُنکے وارث نہ وہ ان کے) جب تک کہ
وہ ہجرت نہ کریں (اور جب ہجرت کرلیں پھر وہ بھی اسی حکم میں داخل ہو جاوینگے) اور گو ان سے تمہارا توارث نہ ہو لیکن) اگر وہ تم سے دین کے کام (یعنے
قتال مع الکفار) میں مدد چاہیں تو تمہارے ذمے (انکی) مدد کرنا واجب ہے مگر اس قوم کے مقابلہ میں نہیں کہ تم میں اور ان میں باہم عہد (صلح کا) ہو اور اللہ
تعالےٰ تمہارے سب کاموں کو دیکھتے ہیں (پس انکے مقررہ احکام میں خلل ڈالکر مستحق ناخوشی نہ ہونا) اور (جس طرح باہم تم میں علاقہ توارث کا ہے اسیطرح)
جو لوگ کافر ہیں وہ باہم ایک دوسرے کے وارث ہیں (نہ تم انکے وارث نہ وہ تمہارے وارث) اگر اس (حکم مذکور) پر عمل نہ کروگے (بلکہ باوجود تخالف دین
محض قرابت کی بنا پر مومن و کافر میں علاقہ توارث قائم رکھوگے) تو دنیا میں بڑا فتنہ اور بڑا فساد پھیلے گا (کیونکہ توارث سے سب ایک جماعت سمجھی جاوے
گی اور بدوں جدا جماعت ہوئے اسلام کو قوت و شوکت حاصل نہیں ہوسکتی اور ضعف اسلام سرمایہ تمامتر فتنہ و فساد عالم کا ہے جیسا کہ ظاہر ہے) اور
(اس حکم توارث بین المہاجرین والانصار میں ہر چند کہ سب مہاجرین برابر ہیں خواہ زمانہ ہجرۃ نبویہ میں انہوں نے ہجرت کی ہو یا بعد میں لیکن فضیلت و مرتبہ
میں باہم متفاوت ہیں چنانچہ) جو لوگ (اول) مسلمان ہوئے اور انہوں نے (ہجرت نبویہ کے زمانے میں) ہجرت کی اور (اول ہی سے) اللہ کی راہ میں جہاد
کرتے رہے اور جن لوگوں نے (ان مہاجرین کو) اپنے یہاں ٹھیرایا اور ان کی مدد کی یہ لوگ (تو) ایمان کا پورا حق ادا کرنیوالے ہیں (کیونکہ انکا حق یہی ہے
کہ اس کے قبول کرنے میں سبقت کرے) انکے لئے (آخرت میں) بڑی مغفرت اور (جنت میں) بڑی معزز روزی (مقرر) ہے اور جو لوگ (ہجرۃ نبویہ کے)
بعد کے زمانہ میں ایمان لائے اور ہجرت کی اور تمہارے ساتھ جہاد کیا (یعنی کام تو سب کئے مگر بعد میں) سو یہ لوگ (گو فضیلت میں تمہاری برابر نہیں لیکن تاہم)

فوائد جمة مهمة

الاولی کان التورث بالہجرۃ والایمان الی فتح مکۃ کما قال عکرمۃ رح الثانیۃ فسر الولایۃ بالوراثۃ ابن عباس رض الثالثۃ تفسیر قولہ والذین کفروا بما فسرت یؤیدہ شان النزول قال رجل من المسلمین
لنورثن ذوی القربی منا من المشرکین فنزلت والذین کفروا بعضہم قالہ ابن عباس رض الرابعۃ حمل قولہ تعالی من بعد علی ما بعد الہجرۃ النبویۃ اختارہ فی الکبیر الخامسۃ الحکم بالناسخیۃ علی آیۃ
الاحزاب دون ما ہہنا منقول عن قتادۃ وہو الارجح لانہ لو جعل قولہ تعالی واولوا الارحام الواقع ہہنا ناسخا فلا بد ان یتاخر نزولہ عن فتح مکۃ ثم لا یخلو اما ان یکون کل الآیۃ متاخرا او ہذا البعض خاصۃ
والثانی مستبعد لم یوجد لہ نظیر ولا یظہر لہ ارتباط بہذا الموضع والاول فیہ ان قولہ منکم الشرکۃ فی الحکم فلو ارید الشرکۃ فی حکم المیراث فلا یشترک الناسخ والمنسوخ فی الحکم ولو ارید الشرکۃ فی الفضل
لزم ان یتاخر ما قبلہ ایضا من قولہ تعالی والذین آمنوا وہاجروا الخ لان المعنی لا یتم بدون ان ینزلا معا والتزام ہذا البعید بل الظاہر من التامل فی ما سبق لہ الآیات نزولہا کلہا جملۃ واحدۃ
واللہ اعلم وان اشکل علیک ان الحکم المذکور قد نسخ فی زمان فتح مکۃ والاحزاب نزلت فی الخندق فکیف ہذا قلت یمکن ان بعض آیاتہا نزل بعد الخندق بزمان کثیر السادسۃ
فسر کتاب اللہ بالشرع او بآیۃ المیراث ویرد علی الثانی ان سورۃ النساء متاخرۃ عن الانفال فی النزول کما فی الاتقان ثم معنی الحوالۃ ویجاب بان المراد تاخر اکثرہا السابعۃ مدار حکم التوارث
علی الہجرۃ دون الجہاد ولکن لما کان من لوازمہ العادیۃ ذکر معہا الثامنۃ لا تکرار فی قولہ الذین آمنوا وہاجروا الخ لان المراد بالاول العام للاولین والآخرین بقرینۃ مقابلۃ قولہ ولم یہاجروا وبالثانی
الخاص بقرینۃ مقابلۃ قولہ من بعد کما یظہر من الترجمۃ وایضا الاول فی المیراث والثانی فی الفضل التاسعۃ ما ترجم بہ قولہ تعالی المؤمنون حقا اخذ بالحاصل ولم اترجم بالکامل ونحوہ لانہ یلزم منہ کون
الآخرین ناقصین فی الایمان وحاشاہم العاشرۃ قولہ تعالی ما لکم من ولایتہم من شیء فالمیراث ترجمۃ للولایۃ والمتعلق ترجمۃ لشیء فافہم واعلم ان ما ورد فی ہذہ الفوائد مما یتعلق بالروایات ماخوذ کلہ من الدر المنثور

البلاغة

انظر ما فی الترتیب بین الایمان وما بعدہ من الحسن لان الواقع کان اولا الایمان ثم الہجرۃ ثم التہیؤ للجہاد باعداد الآلات التی انفقوا فیہا الاموال ثم الجہاد بمباشرۃ القتال ۱۲

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّتِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّسِتَّ عَشَرَ رُكُوْعًا

عند البعض ۱۲

تمہارے ہی شمار میں ہیں (فضیلت میں تو من وجہ کیونکہ اعمال کے تفاوت سے مرتبہ میں تفاضل ہو جاتا ہے اور احکام میراث میں من کل الوجوہ کیونکہ اعمال کے تفاضل سے احکام شرعیہ میں تفاوت نہیں ہوتا) اور (ان بعد والے مہاجرین میں) جو لوگ (باہم یا مہاجرین سابقین کے) رشتہ دار ہیں (گو فضل و رتبہ میں کم ہوں لیکن میراث کے اعتبار سے) کتاب اللہ (یعنی حکم شرعی یا آیت میراث) میں ایک دوسرے (کی میراث) کے (بہ نسبت غیر رشتہ دار کے) زیادہ حقدار ہیں (گو غیر رشتہ دار فضل و رتبہ میں زیادہ ہوں) بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں (اس لئے ہر وقت کی مصلحت کے مناسب حکم مقرر فرماتے ہیں) ف مہاجر و انصار میں جو توارث تھا آیت اخیرہ میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں شرط یہ ہوگی کہ کوئی دوسرا رشتہ دار جو مثل مورث کے مہاجر یا انصاری ہو موجود نہ ہو ورنہ رشتہ دار مقدم ہوگا جیسا کہ اولوا الارحام کی تقریر سے واضح ہوتا ہے اور ہر چند کہ یہ حکم بعد والے مہاجرین کے ساتھ خاص نہ تھا لیکن مہاجرین سابقین میں اکثر کی حالت یہ تھی کہ ان میں وہ شرط موجود تھی جب کثرت سے لوگ مسلمان اور مہاجر ہونے لگے تو اکثر رشتہ دار ایک جگہ جمع ہو گئے اس لئے بہت سے لوگوں میں وہ شرط مفقود ہو گئی اسلئے جملہ اولوا الارحام اس قسم اخیر کیساتھ ذکر کیا گیا ورنہ نفس حکم کہ رشتہ دار مقدم اور وہ نہ ہو تو ہجرت اور نصرت سے توارث ہو یہ دونوں کیلئے مشترک اور عام تھا حتیٰ کہ فتح مکہ کے بعد آیت النبی اولیٰ بالمؤمنین الخ سے منسوخ ہوا اب مسلمان رشتہ دار خواہ دار الحرب میں ہو یا دار الاسلام میں وارث ہوگا جیسا تمہید میں بھی ذکر کیا گیا **تنبیہ** توجیہ تفسیر کی مفسرین نے اور اور طرح بھی کی ہے مگر احکام جو کہ اب شریعت میں معمول بہا ہیں وہ اسی طرح متعین ہیں جو احقر نے لکھے ہیں واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم ؁ وقد کمل بحمد اللہ تعالیٰ وعونہ ؁ وتوفیقہ وصونہ ؁ تفسیر سورۃ الانفال ؁ من کلام اللہ الکبیر المتعال ؁ للسابع والعشرین من الشہر الاجل ؁ ربیع الاول یوم الثلاثاء وقت الضحیٰ ؁ ۱۳۲۶ھ من الہجرۃ النبی سید الوریٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملا الثریٰ ؁ وکنت اذ ذاک ابن اربع واربعین سنۃ الا سبعۃ ایام ؁ بالحساب الہلالی المعتبر فی الاسلام نسئل اللہ تعالیٰ لنا حسن الختام ؁ وللتفسیر خیر التمام بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ سورۃ براءۃ مدنیۃ وقیل الا اٰیتین من اٰخرہا کذا فی البیضاوی ؁

فوائد ضروریہ متعلقہ سورت ہذا

فائدہ اول ربط اس سورت میں چند غزوات اور چند واقعات کہ حکماً وہ بھی غزوات ہیں مذکور ہیں اعلان نقض عہد لقبائل عرب۔ فتح مکہ۔ غزوۂ حنین اخراج کفار از حرم۔ غزوۂ تبوک اور ان ہی آیتوں کے ضمن میں تبعاً واقعہ ہجرت اور سورت سابقہ میں اکثر بدر کے اور کچھ قریظہ کے واقعات تھے پس مناسبت ظاہر ہے جس کی تصریح عنقریب فائدہ چہارم میں جامع قرآن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی آتی ہے ؁

فائدہ دوم کہ مثل فائدہ سوم کے موقوف علیہ حل تفسیر اور رافع اشکالات آیات و روایات ہے ان واقعات مذکورۂ مقصودہ میں فتح مکہ اول واقع ہوا ۸ھ میں پھر غزوہ حنین ۸ھ میں پھر تبوک رجب ۹ھ میں پھر اعلان نقض مع اعلان اخراج کفار ذی الحجہ ۹ھ میں اور فتح مکہ کے متعلق جو آیات ہیں ان کے مضمون میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قبل فتح نازل ہوئیں چنانچہ روح المعانی میں تحت آیت قاتلوھم یعذبھم اللہ کے اور کمالین میں جامع البیان سے اس کی تصریح بھی کی ہے اور روح المعانی میں ابن عباس رضہ کا قول اس کا مؤید نقل کیا ہے کہ یہ آیت ترغیب ہے فتح مکہ کی البتہ غزوہ حنین کے متعلق جو آیات ہیں وہ اسکے وقوع کے بعد کی ہیں جس کی تعیین میں مجاہد رضہ سے اتقان میں منقول ہے کہ یہ آیات بقیہ آیات سورۂ براءت سے مقدم ہیں اب رہ گئی تبوک و اعلان کی آیات سو اتقان ہی میں عامرؒ سے منقول ہے کہ اول آیات ترغیب غزوۂ تبوک کی انفروا خفافا یعنی مع سباق و سیاق کے نازل ہوئیں پھر بعد واپسی تبوک کے اور آیتیں یعنی آخر کی آیتیں جن میں تخلف تبوک پر ملامت و عتاب ہے نازل ہوئیں پھر اول کی آیتیں جن میں نقض و اخراج کا اعلان ہے نازل ہوئیں اور ان آخری آیات نازلہ کا جو بعض سلف سے عدد منقول ہے جس میں آیات فتح کی بھی داخل ہوئی جاتی ہیں غالب یہ ہے کہ قلت تامل سے اجتہادی خطا ہوئی ہے پس اس تقریر پر ترتیب نزول آیات کی یہ ہوئی کہ اول آیات متعلقہ فتح مکہ قبل فتح مکہ

ے ولتسمی سورۃ التوبۃ ۱۳

پھر آیات حنین بعد حنین پھر آیات ترغیب غزوہ تبوک قبل تبوک پھر آیات ملامت تخلف تبوک بعد تبوک پھر شروع کی آیات اعلان نقض کی جو کہ شوال سنہ ۹ھ میں نازل ہوئیں اور یہ جو بعض روایات میں آیا ہے کہ یہ سورۃ پوری نازل ہوئی مراد اُس سے زیادہ حصہ ہے اور اگر شبہ ہو کہ تقریر مذکور سے تو اکثر حصہ کا بھی نزول دفعۃً نہیں معلوم ہوتا تو جواب یہ ہے کہ حضرت حذیفہ رض سے مروی ہے کہ یہ سورت بہت بڑی تھی اور منافقین کا حال اس میں خوب پستہ وار تھا مگر اب بقدر ربع رہ گئی ہے باقی منسوخ التلاوۃ ہو گئی پس ممکن ہے کہ وہ تین ربع دفعۃً نازل ہوئے ہوں واللہ اعلم

فائدہ سوم عہد و نقض عہد کے متعلق جو مضامین اس میں مذکور ہیں ان کا ملخص یہ ہے کہ سنہ ۶ھ میں جب آپ نے عمرہ کا قصد فرمایا اور قریش نے مکہ میں نہ جانے دیا اور حدیبیہ میں اُن سے صلح ہوئی اُس صلح کی مدت حسب نقل صاحب روح دس سال کی تھی مکہ میں اور قبائل بھی تھے تکمیل صلح کیوقت یہ بات قرار پائی کہ جس کا جی چاہے اس صلح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذیل میں داخل ہو جاوے اور جس کا جی چاہے قریش کے ذیل میں آجاوے چنانچہ خزاعہ تو آپ کے ذیل میں آگئے اور بنی بکر قریش کے ذیل میں آگئے سال بھر تک کوئی بات نہیں ہوئی چنانچہ سنہ ۷ھ میں حسب قرارداد صلح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لائے اور اس فوت شدہ عمرہ کی قضا کر کے واپس تشریف لیگئے اسکے بعد پانچ چھ ماہ گذرے تھے یعنی صلح کیوقت سے سترہ اٹھارہ مہینے ہوئے تھے کہ بنی بکر نے خزاعہ پر شب کے وقت دفعۃً حملہ کر دیا قریش نے یہ سمجھ کر کہ اول تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دور ہیں آپ کو کیا خبر ہوگی پھر رات کا وقت کون دیکھتا ہے یہ سمجھ کر بنی بکر کو ہتھیار وغیرہ بھی دیئے اور انکے ہمراہ ہو کر خزاعہ سے لڑے بھی جس سے حسب قواعد واقعیہ جو انکے نزدیک بھی مسلم تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ جو اُن کی صلح تھی ٹوٹ گئی خزاعہ نے آپ کو اطلاع دی آپ نے ایسے طور پر کہ قریش کو اطلاع نہ ہو لشکر کی تیاری کر کے سنہ ۸ھ میں ان پر چڑھائی کی اور مکہ فتح کر لیا اور بہت سے رؤسا قریش اس میں مسلمان بھی ہو گئے جن کی جماعتوں کا شروع سورت میں ذکر ہے ان میں سے ایک جماعت تو یہی قریش ہیں جنہوں نے خود عہد شکنی کی دوسری جماعت بنی ضمرہ اور بنی مدلج دو قبیلے بنی کنانہ کے تھے جنہوں نے آپ سے معاہدہ کیا تھا اور نزول برأت کے وقت ان کی مدت معاہدہ کے ختم ہونے میں بقول خازن نو ماہ باقی رہ گئے تھے تیسری جماعت اور عام قبائل عرب میں سے جن سے عہد بلا تعیین مدت تھا چوتھی جماعت عام قبائل سے جن سے کچھ بھی عہد نہ تھا ان چاروں جماعتوں کے احکام سورۃ کے شروع میں مذکور ہیں چنانچہ پہلی جماعت کا حکم قبل فتح مکہ یہ فرمایا کہ جب تک یہ عہد پر قائم رہیں تم بھی قائم رہو جب یہ عہد توڑ دیں تم بھی قتال کرو دوسرے تیسرے رکوع میں ان ہی کا ذکر ہے اور ان کا بعد نزول برات کے بوجہ اسکے کہ انہوں نے خود عہد شکنی کی تھی اور اسلئے یہ مستحق کسی مہلت کے نہیں رہے ہے اور اس کا مقتضا یہ تھا کہ ان سے فوراً اعلان جنگ کر دیا جاتا لیکن وہ زمانہ اشہر حرم کا تھا جس میں قتال خواہ ناجائز تھا یا بنا بر مصلحت مذکورہ تفسیر اُس آیت کے منع کیا گیا اس لئے یہ حکم فرمایا کہ اشہر حرم گذر جاویں تو اُن سے قتال کی اجازت ہے فاذا انسلخ الاشہر الحرم میں یہی مضمون ہے اور اگر کسی کو شبہ ہو کہ گو قبل فتح مکہ انہوں نے نقض عہد کیا تھا فتح مکہ کے بعد سب کو امن ہو گیا تھا پھر انکے غیر مامون ہونے کے کیا معنے جواب یہ ہے کہ ہمارا یہ مطلب نہیں کہ یہ نزول برات کے وقت مامون نہیں تھے بلکہ مقصود یہ ہے کہ ان کا امن بلا مہلت کیوں رفع کیا گیا سو اس کی یہ وجہ بیان کرنا مقصود ہے کہ یہ ایک جرم عظیم کے مرتکب ہوئے تھے اسلئے اوروں کی برابر ان کی رعایت نہیں کی گئی خوب سمجھ لو۔ اور دوسری جماعت کا حکم یہ ہے کہ چونکہ انہوں نے نقض عہد نہیں کیا انکی مدت پوری کردو آیت اِلَّا الَّذِیْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ ثُمَّ لَمْ یَنْقُصُوْكُمْ الآیۃ میں ان ہی کا ذکر ہے صرح بہ فی الخازن اور تیسری چوتھی جماعت کا ایک حکم ہے کہ وقت اعلان سے چار ماہ کی مہلت ہے جہاں چاہیں چلے جائیں پھر مستحق قتل ہونگے بالکل شروع کی آیتوں میں ان کا ذکر ہے اور دوسری جماعت کا حکم بھی نو ماہ گذرنے کے بعد اس چوتھی کا سا ہو جاوے گا کہ امان مرتفع ہو جاوے گا یہ سب احکام سامان اُس کا ہے کہ سال بھر کے اندر اندر یہ بقعۂ مطہرہ کفار سے پاک ہو جاوے آپ نے سنہ ۹ھ میں حج کی تاریخوں میں حضرت صدیق رض و حضرت علی رض کی معرفت مکہ اور عرفات اور منیٰ میں کہ مجمع عام قبائل عرب کا وہاں مجتمع تھا جن کی معرفت تمام عرب میں اس کی شہرت ہو جانا لازمی امر تھا اس اعلان کو مشتہر کر دیا اور احتیاطاً حضرت علی رض کی معرفت یمن میں بالتخصیص اس کا اعلان کرا دیا اور ہر چند کہ مقصود اعلان ان ہی آیات کا تھا لیکن بعض روایات میں جو ختمہا آیا ہے وجہ اس کی غالباً یہ ہوگی کہ اور واقعات کا استحضار کفار کے زیادہ مرعوب ہونے کا سبب ہو جاوے گا۔ واللہ اعلم

پس اس حساب سے پہلی جماعت کو ختم محرم سنہ ۱۰ھ تک کہ خاتمہ اشہر حرم ہے اور دوسری جماعت کو دس رمضان سنہ ۱۰ھ تک اور تیسری

چوتھی جماعت کو دس ربیع الثانی سنہ ۱۰ھ تک خارج حدود ہو جانا چاہیئے پس اگلے حج تک کوئی کافر داخل حدود نہ رہنے پاویگا چنانچہ آیت لایقربوا المسجد الحرام الخ کے یہی معنے ہیں جس میں مسجد حرام سے مراد تمام حرم ہے اور حدیث لا یحج بعد العام مشرک کا یہی مطلب ہے، اور چونکہ تجارت زیادہ ان ہی مخرجین کے ہاتھ میں تھی اسلئے ان خفتم عیلۃ الخ سے مسلمانوں کے تردد کو رفع کیا گیا پس اگلے سال یعنی ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس حج کو تشریف لے گئے اور کسی مخالف کا غل وغش باقی نہ رہا اور یہی معنی ہیں ان روایات کے کہ ان آیات والوں سے قتال نہیں ہوا کیونکہ جنکو مسلمان ہونا نہ تھا وہ چلے گئے اور یہ بھی آیا ہے کہ آپنے اسکے بعد کسی مشرک سے عہد نہیں کیا بلکہ جزیرۂ عرب سے کفار کو خارج کرنے کا آپنے عزم فرمالیا لیکن بوجہ اسکے کہ قریب ہی زمانہ میں یعنی ربیع الاول سنہ ۱۱ھ میں آپنے وفات فرمائی یہ عزم پورا نہیں ہوا مگر صحابہؓ نے آپ کی وصیت پر اس کی تکمیل کر دی اس فائدہ دوم وسوم کی تقریر میں روایت کے متعلق جہاں ماخذ کی تصریح نہیں ہے وہ سب دُرِ منثور سے ماخوذ ہے اور محل تعارض روایات میں اقربیت الی الفاظ القرآن سے ترجیح دی گئی ہے ۵

فائدہ چہارم اس سورت کے شروع میں بسم اللہ نہ ہونیکی وجہ خود حضرت عثمان جامع القرآن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ ترمذی سے نقل کی جاتی ہے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان بن عفانؓ سے پوچھا کہ اس کا کیا باعث ہے کہ آپ حضرات نے انفال کو جو کہ مثانی سے ہے اور برات کو جو کہ مئین سے ہے ترتیب قرآنی میں پاس پاس رکھا اور دونوں کے بیچ میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں لکھی اور انفال کو سبع طوال میں رکھدیا اس کا کیا باعث ہے آپنے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک زمانہ میں کئی کئی سورتوں کا نزول ہوتا رہتا تھا جب کوئی آیت آتی آپ کسی کاتب کو بلا کر فرماتے کہ اس آیت کو فلاں سورت میں رکھدو اسی طرح جب دوسری آیۃ آتی تب بھی یوں ہی فرماتے کہ اس کو فلاں سورت میں رکھدو اور انفال اُن سورتوں میں سے تھی جو مدینہ میں اول اول نازل ہوئیں اور برات آخر قرآن سے تھی اور دونوں کا مضمون ملتا جلتا تھا میں سمجھا کہ یہ اسی کا جزو ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور آپنے اس کی تصریح نہ فرمائی اس لئے میں نے دونوں کو پاس پاس رکھدیا اور بیچ میں بسم اللہ نہیں لکھی اور انفال کو سبع طوال میں رکھدیا اور درمنثور میں افراد دارقطنی سے اتنا اور زیادہ ہے کہ جب تک بسم اللہ نازل نہ ہوتی آیات منزلہ کو سابقہ سورتوں کا جزو سمجھتے تھے جب بسم اللہ نازل ہوتی تو دوسری سورت شروع ہوئی اھ اور بیضاوی میں ہے کہ اختلاف صحابہؓ کی وجہ سے درمیان میں کسی قدر فصل چھوڑ دیا گیا حاصل سوال سمجھنے کیلئے پہلے یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ قرآن کی ترتیب میں یہ امر عرفی غالب ہے کہ بڑی بڑی سورتیں اول میں ہیں اور اُن سے چھوٹی انکے بعد اور سب سے چھوٹی اخیر میں اور مئین وہ سورتیں کہلاتی ہیں جن میں سو آیتوں سے زیادہ ہوں اور بقرہ سے برات کے بعد تک بجز انفال کے سب سورتوں میں سو آیتوں سے زیادہ ہیں پس یہ سب مئین ہیں اور انفال میں اور اسی طرح سورۂ یوسف کے بعد کی اکثر سورتوں میں سو آیتوں سے کم آیتیں ہیں اور یہ مثانی ہیں پس انفال بھی مثانی سے ہے اور بالکل اخیر کی سورتیں مفصل کہلاتی ہیں اور اول کی سات سورتیں بقرہ سے انفال تک سبع طوال کہلاتی ہیں اب حاصل سوال سمجھئے کہ حضرت عثمانؓ سے تین سوال کئے گئے اول یہ کہ انفال میں بوجہ اس کے کہ وہ مثانی سے ہے اور برات میں بوجہ اس کے کہ وہ مئین سے ہے تناسب نہیں پھر ان دونوں کو ایک جگہ کیوں رکھا دوسرا سوال یہ کہ جب یہ دو سورتیں ہیں تو مثل دوسری سورتوں کے انکے بیچ میں بسم اللہ کیوں نہیں لکھی تیسرا سوال یہ کہ سبع طوال میں رکھنے کی زیادہ مستحق بوجہ بڑے ہونیکے سورۂ برات تھی پھر انفال کو باوجود اسکے چھوٹے ہونیکے سبع طوال میں کیوں داخل کیا حاصل جواب حضرت عثمانؓ کا یہ ہے کہ بسم اللہ کا نازل ہونا علامت تھی مستقل سورت ہونے کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصریح کہ یہ آیت فلاں سورت کا جزو ہے علامت تھی جزو سورت ہونے کی سورۂ برات میں نہ بسم اللہ نازل ہوئی نہ آپ کی تصریح پائی گئی اس لئے اس کا حال مشتبہ رہا کہ یہ کسی سورت کا جزو ہے یا مستقل سورت ہے میں نے دونوں امر کی رعایت کی عدم تیقن استقلال کی وجہ سے بسم اللہ نہیں لکھی اور عدم تیقن جزئیت کی وجہ سے بیچ میں فصل چھوڑ دیا گیا اس سے جواب ہوگیا دوسرے سوال کا پھر جب اس کا جزو سورت ہونا محتمل ہوا تو اب جس سورت سے اس کو زیادہ مناسبت ومشابہت ہوگی وہ اس احتمال کا زیادہ محل ہوگی اور وہ انفال تھی اس لئے دونوں کو پاس پاس لکھدیا یہ جواب ہو گیا سوال اول کا رہا یہ کہ پاس ہونے کی یہ صورت بھی ہو سکتی ہے کہ برات کو مقدم کرتے کہ وہ سبع طوال میں ہو جاتی اور انفال کو مؤخر کرتے تو

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْۤا

اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے ان مشرکین سے دست برداری ہے جن سے تم نے عہد کر رکھا تھا سو تم لوگ اس سرزمین میں چار مہینے چل پھر لو اور یہ جان رکھو

اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ

کہ تم خدا تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے اور یہ کہ بیشک اللہ تعالیٰ کافروں کو رسوا کریں گے اور اللہ اور رسول کی طرف سے بڑے حج کی تاریخوں میں عام لوگوں کے سامنے اعلان کیا جاتا ہے

اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ۬ وَرَسُوْلُهٗ ۭ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ غَيْرُ

کہ اللہ اور اس کا رسول دونوں دست بردار ہوتے ہیں ان مشرکین سے پھر اگر تم توبہ کر لو تو تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر تم نے اعراض کیا تو یہ سمجھ رکھو کہ تم خدا کو

مُعْجِزِي اللّٰهِ ۭ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝

عاجز نہیں کر سکو گے اور ان کافروں کو ایک دردناک سزا کی خبر سنا دیجئے۔

اس کی ایک وجہ تو جواب سوال اول سے نکل آئی جس کو بوجہ غایت ظہور کے حضرت عثمان رضؓ نے ذکر نہیں فرمایا وہ یہ کہ اس صورت میں سورۂ برات میں رعایت احتمال جزئیت من الانفال کی نہ ہوتی بلکہ جس سورت کے بعد وہ رکھی جاتی اس کی جزئیت کا احتمال ہو جاتا جو خلاف مطلوب ہے مگر حضرت عثمان رضؓ نے ایک اور مستقل جواب بھی دیا کہ انفال نزولاً اول کی سورتوں میں تھی اور برات آخر کی سورتوں میں اور یہ مقتضی انفال کے تقدم اور برات کے تاخر کو ہے اور اس مقتضی سے کوئی مانع تھا نہیں پس انفال کا سبع طوال میں کہ مقدم ہیں داخل ہونا بہ نسبت برات کے زیادہ مناسب ہوا اور یہ جو حضرت علی رضؓ سے منقول ہے کہ بسم اللہ امان ہے اور یہ سورۃ رفع امان کے لئے آئی ہے سو یہ علت نہیں بلکہ بطور نکتہ کے ایک حکمت ہے اور اصل علت وہی ہے جو حضرت عثمان رضؓ سے نقل کیا گیا واللہ اعلم ؛

فائدہ پنجم مسئلہ جب اس پر بسم اللہ نہ ہونے کی وجہ معلوم ہو گئی کہ احتمال جزئیت سورت ہے تو ثابت ہوا کہ جو شخص خود سورت سے قرات شروع کرے یا اس کے درمیان سے کہیں شروع کرے ان دونوں حالتوں میں وہ بسم اللہ پڑھے اور جو اوپر سے پڑھتا آتا ہو وہ بدون بسم اللہ اس سورت کو شروع کر دے جیسا کہ مطلقاً سب سورتوں کے اجزاء کا یہی حکم ہے پس یہ جو آج کل حفاظ نے دستور نکالا ہے کہ پہلی دو حالتوں میں بھی بسم اللہ نہیں پڑھتے بلکہ تینوں حالتوں میں ایک تراشیدہ عبارت اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ پڑھا کرتے ہیں اس سے اول کی دو حالتوں میں دو بدعتیں لازم آتی ہیں ایک بسم اللہ نہ پڑھنا اور ایک وہ عبارت پڑھنا اور اخیر حالت میں ایک بدعت لازم آتی ہے یعنی وہ عبارت پڑھنا پس مجموعہ تین حالتوں میں پانچ بدعتوں کا ارتکاب ہوتا ہے جیسا کوئی اور کسی جزء سورت کے ساتھ یہی معاملہ کرنے لگے یقیناً وہ مخالف سنت ہو گا خوب سمجھ لو الحمد للہ کہ فوائد مقصودہ ختم ہوئے اب فائدہ دوم و سوم کو پیش نظر رکھ کر تفسیر ملاحظہ فرمایئے تاکہ اصلاً گنجلک نہ رہے انشاء اللہ تعالیٰ ؛

حکم جماعت سوم وچہارم

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ تا قولہ تعالیٰ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝ اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے ان مشرکین (کے عہد) سے دست برداری ہے جن سے تم نے (بلا تعیین مدت) عہد کر رکھا تھا (یہ جماعت سوم کا حکم ہے اور جماعت چہارم یعنی جن سے کچھ بھی عہد نہ تھا اُن کا یہی حکم اس سے بدرجۂ اولیٰ مفہوم ہو گیا کہ جب معاہدین سے رفع امان کر دیا تو غیر معاہدین میں تو کوئی احتمال امن کا پہلے سے بھی نہیں ہے) سو (ان دونوں جماعتوں کو اطلاع کر دو کہ) تم لوگ اس سرزمین میں چار مہینے چل پھر لو (اجازت ہے تاکہ اپنا موقع اور پناہ ڈھونڈھ لو) اور (اسکے ساتھ) یہ (بھی) جان رکھو کہ (اس مہلت کی بدولت صرف مسلمانوں کی دست برد سے بچ سکتے ہو لیکن) تم خدا تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے (کہ

اللغات قولہ اذان فعال بمعنی افعال ای الاعلام ۱۲
النحو الا الذین عاھدتم قیل استثناء من المشرکین الثانی کذا فی الروح قلت وہو المختار عندی

البلاغۃ
قولہ فی الارض للتعمیم ۱۲
ای ما فسرت ۱۲

إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوكُمْ شَيْئًا وَلَمْ يُظَاهِرُوا عَلَيْكُمْ أَحَدًا فَأَتِمُّوا إِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ إِلَىٰ مُدَّتِهِمْ

ہاں مگر وہ مشرکین مستثنےٰ ہیں جن سے تم نے عہد لیا پھر انہوں نے تمہارے ساتھ ذرا کمی نہیں کی اور نہ تمہارے مقابلہ میں کسی کی مدد کی سو انکے معاہدہ کو ان کی مدت تک پورا کر دو

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ۝ فَإِذَا انْسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ

واقعی اللہ تعالیٰ احتیاط رکھنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔ سو جب اشہر حرم گذر جاویں تو ان مشرکین کو جہاں پاؤ مارو پکڑو

وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ

باندھو اور داؤگھات کے موقعوں میں ان کی تاک میں بیٹھو پھر اگر توبہ کرلیں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو انکا رستہ چھوڑ دو۔ واقعی اللہ تعالیٰ

رَحِيمٌ ۝ وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْلَمُونَ ۝ ع ٦

بڑی مغفرت کرنے والے بڑی رحمت کرنے والے ہیں اور اگر کوئی شخص مشرکین میں سے آپ سے پناہ کا طالب ہو تو آپ اسکو پناہ دیجئے تاکہ وہ کلام الٰہی سن لے پھر اسکو اسکے امن کی جگہ میں پہنچا دیجئے یہ حکم اس سبب سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ پوری خبر نہیں رکھتے

اسکے قبضہ سے نکل سکو) اور یہ (بھی جان رکھو) کہ بیشک اللہ تعالیٰ (آخرت میں) کافروں کو رسوا کرینگے (یعنی عذاب دینگے تمہاری سیاحت اس سے نہیں بچا سکتی اور احتمال قتل دنیا میں الگ رہا اس میں ترغیب ہے توبہ کی) اور (پہلی دوسری جماعت کا حکم یہ ہے کہ) اللہ اور رسول کی طرف سے بڑے حج کی تاریخوں میں عام لوگوں کے سامنے اعلان کیا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کا رسول دونوں (بدون مقرر کرنے کسی میعاد کے ابھی) دست بردار ہوتے ہیں ان مشرکین (کو امن دینے) سے (جنھوں نے خود نقض عہد کیا مراد جماعت اول ہے مگر) پھر (بھی ان سے کہا جاتا ہے کہ) اگر تم (کفر سے) توبہ کرلو تو تمہارے لئے (دونوں جہان میں) بہتر ہے (دنیا میں تو اسلئے کہ تمہاری عہد شکنی معاف ہو جاوے گی اور قتل سے بچ جاؤ گے اور آخرت میں ظاہر ہے کہ نجات ہوگی) اور اگر تم نے (اسلام سے) اعراض کیا تو یہ سمجھ رکھو کہ تم خدا کو عاجز نہیں کر سکو گے (کہ کہیں نکل کر بھاگ جاؤ) اور (آگے خدا کو عاجز نہ کر سکنے کی تفسیر ہے کہ) ان کافروں کو ایک دردناک سزا کی خبر سنا دیجئے (جو آخرت میں واقع ہوگی یہ تو یقینی اور احتمال سزائے دنیا کا الگ مطلب یہ ہوا کہ اگر اعراض کیا تو سزا بھگتو گے) ہاں مگر وہ مشرکین (اس رفع امان و دست برداری سے) مستثنےٰ ہیں جن سے تم نے عہد لیا پھر انہوں نے (عہد پورا کرنے میں) تمہارے ساتھ ذرا کمی نہیں کی اور نہ تمہارے مقابلہ میں (تمہارے) کسی (دشمن) کی مدد کی (مراد اس سے جماعت دوم ہے) سو انکے معاہدہ کو ان کی مدت (مقررہ) تک پورا کر دو (اور بدعہدی نہ کرو کیونکہ) واقعی اللہ تعالیٰ (بدعہدی سے) احتیاط رکھنے والوں کو پسند کرتے ہیں (پس تم احتیاط رکھو گے تو تم بھی پسندیدہ حق ہو جاؤ گے آگے جماعت اول کے حکم کا تتمہ ہے کہ جب انکو کوئی مہلت نہیں تو گو ان سے ابھی قتال کی گنجائش ہو سکتی تھی لیکن ابھی محرم کے ختم تک اشہر حرم مانع قتال ہیں) سو (ان کے گذرنے کا انتظار کرلو اور) جب اشہر حرم گذر جاویں تو (اسوقت) ان مشرکین (جماعت اول) کو جہاں پاؤ مارو پکڑو باندھو اور داؤگھات کے موقعوں میں انکی تاک میں بیٹھو (یعنی لڑائی میں جو جو ہوتا ہے سب کی اجازت ہے) پھر اگر (کفر سے) توبہ کرلیں اور (اسلام کے کام کرنے لگیں یعنی مثلاً) نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو ان کا رستہ چھوڑ دو (یعنی قتل و قید مت کرو کیونکہ) واقعی اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت کرنے والے بڑی رحمت کرنے والے ہیں (اسواسطے ایسے شخص کا کفر بخشدیا اور اسکی جان بچالی اور یہی حکم بقیہ جماعات کا ہوگا ان کی میعادیں گذرنے کے بعد) اور اگر کوئی شخص مشرکین میں سے (زمانہ اباحت قتل میں بعد ختم میعاد امن کے توبہ و اسلام کے فوائد و برکات سن کر اس طرف راغب ہو اور حقیقت و تحقیق اسلام کی تلاش کی غرض سے آپکے پاس آکر) آپ سے پناہ کا طالب ہو (تاکہ اطمینان سے سن سکے اور سمجھ سکے) تو (ایسی حالت میں) آپ اس کو پناہ دیجئے تاکہ وہ کلام الٰہی (مراد مطلق دلائل دین حق کے ہیں) سن لے پھر (اس کے بعد) اس کو اس کی امن کی جگہ میں پہونچا دیجئے (یعنی

البلاغۃ قولہ فاتموا فیہ من مقابلۃ النقص ما لا یخفی من الحسن ۱۲

ملحقات الترجمۃ

سلہ قولہ فی یوم الحج تاریخوں حملا الیوم علی الجنس لما ثبت فی الروایات من الاعلان فی عرفۃ ومنی وغیرہما ۱۲ سلہ قولہ فی الی الناس عام لوگوں کے سامنے فالناس لیس ا من

بہذا البیہم بل من اعلموا النبذ اعم من الکفار والمسلمین کما فی الروح ۱۲

سلہ قولہ فی یحب تم بھی پسندیدہ اشارۃ الی ان المتعہد لیس مدح المشرکین الذین اوفوا العہد بکونہم متقین ۱۲

سلہ قولہ فی حتی یسمع تاکہ اشارۃ الی انہا للتعلیل ۱۲

پہنچا دیجئے تاکہ وہ سوچ سمجھ کر اپنی رائے قائم کرلے) یہ حکم (اتنی پناہ دینے کا) اس سبب سے (دیا جاتا) ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ پوری خبر نہیں رکھتے (اسلئے قدرے مہلت دینا ضروری ہے)۔ **ف تنبیہات متعلقہ تفسیر آیات بالا** آیت اول میں عاہدتم کو کسی مدت کے ساتھ مقید نہ کرنا قرینہ ہے جماعت سوم مراد لینے کا پس ان کا حکم تو مدلول بعبارۃ النص ہے اور جماعت چہارم کا حکم بدلالۃ النص ثابت ہو جاویگا جیسا اثنائے ترجمہ میں اس کی تقریر کی گئی اور آیت ثالث میں جو بریٓء من المشرکین آیا ہے یہ المشرکین مقابل ہے مابعد کی آیت کے جزو یعنے الا الذین عاہدتم من المشرکین ثم لم ینقصوکم کے اور قرینہ مقابلہ کا استثناء ہے اس مقابلہ سے معلوم ہوا کہ آیت سابقہ میں مراد مشرکین ناقضین عہد ہیں اور وہ جماعت اول ہیں اور آیت رابع میں لم ینقصوکم اور الی مدتہم قرینہ ہے کہ جماعت دوم مراد ہے اور جماعت اول کے ذکر میں برأت کیساتھ مدت اربعۃ اشہر نہ ہونا جیسا آیت اول میں مذکور ہے قرینہ ہے کہ انکے لئے کوئی مدت نہیں پھر آگے آیت خامس میں وجود مانع پر متنبہ کردیا گیا کہ گو انکیلئے کوئی میعاد امن کی نہیں مگر اشہر حرم کیوجہ سے سردست اجازت نہیں خواہ تو اس وجہ سے کہ اسوقت تک ان کی حرمت باقی ہوگی پھر منسوخ ہوگئی گو ناسخ ہمارے علم میں متعین نہ ہو لیکن اجماع نسخ پر دلیل ہے کہ کوئی ناسخ ہوگا جس کی وجہ سے سب کا اجماع منعقد ہوگیا کیونکہ اجماع علی الضلالۃ مستحیل شرعی ہے اور خواہ اس وجہ سے کہ گو اسوقت بھی ان کی حرمت باقی نہ ہو مگر اس مصلحت سے کہ قریش بلکہ تمام عرب میں ان کی حرمت پہلے سے مشہور و معمول تھی اور عنقریب ان کا اخراج حدود سے تجویز ہو ہی چکا تھا تو تھوڑے دنوں کیلئے کیوں مسلمان بدنام کئے جاویں جیسا کہ روح میں یہ احتمال نقل کیا ہے و نیز سب جماعتیں کچھ کچھ میعاد سے منتفع ہونگی سو مناسب ہے کہ ان کو بھی کچھ حصہ دیا جاوے گو ان کا استحقاق نہ ہو اور جماعت اول کے وجود حکم بیان کئے کہ بعد ارتفاع مانع کے جواز تقیید و تقتیل اور اسلام لے آنے کی صورت میں تخلیہ سبیل یہ دونوں حکم بقیہ جماعات میں بھی مشترک ہیں چنانچہ آیت ثانی و ثالث میں غیر معجزی اللہ اس ترہیب و ترغیب کی طرف مشیر ہے البتہ رابع میں شاید اس وجہ سے کہ کلام استثنائی ماقبل کا محتاج اور اسلئے اس کے ساتھ مثل متحد کے ہوتا ہے اور ماقبل میں یہ ترغیب و ترہیب مذکور رہی ہے وہاں ذکر نہ کی گئی ہو اور ترغیب و ترہیب کا دو جگہ اشارۃً مذکور ہونا اور ایک جگہ صراحۃً ہونا شاید اسلئے ہو کہ یہ لوگ بوجہ نقض عہد کے اس تصریح کے زیادہ محتاج ہیں اور یہاں حکم اسلام و اعراض پر اکتفا کرنا اور جزیہ کا ذکر نہ کرنا اس وجہ سے ہے کہ کفار عرب سے جزیہ نہیں لیا جاتا پس اخذ و حصر سے مراد مقاتلین کا استرقاق نہ ہوگا البتہ دوسرے کفار کا استرقاق اور دلائل شرعیہ سے کالشمس فی نصف النہار ثابت ہے اور جن کو چار ماہ کی مہلت تھی انکیلئے اس کی تصریح نہ ہونا کہ جب یہ چار ماہ گذر جاویں الخ جیسا کہ ناقضین کے لئے اذا انسلخ الاشہر فرمایا ہے اس وجہ سے ہے کہ وہاں حاجت نہ تھی کیونکہ اربعۃ اشہر کی قید خود اس پر دال ہے بخلاف ناقضین کے کہ عدم مہلت ان سے قتال فی الحال کو مقتضی تھا اس لئے مانع کی حد بتلائی غرض مطلق محتاج تقیید ہے نہ کہ مقید اور ہر چند کہ آیت اولیٰ میں بھی برأت کا اعلان عام مقصود ہے لیکن آیت ثالثہ میں اس کی تصریح شاید اسلئے ہو کہ اس میں ناقضین عہد کا بیان ہے یہاں اعلان عام کی تصریح لفظاً بھی مناسب ہے تاکہ ان کا غدر (بغین معجمہ و دال مہملہ) اور مسلمانوں کا عذر (بعین مہملہ و ذال معجمہ) تصریحاً مشتہر ہو جاوے اور ہر چند کہ اقامت صلوٰۃ وغیرہ قبول اسلام میں شرط نہیں لیکن یہ کنایہ ہے اظہار سے جس پر عند العباد مدار احکام ہے اور اقامت و ایتاء کی تخصیص تمثیلاً ہے اور برأت کی نسبت اللہ و رسول کی طرف باوجودیکہ عہد اور اس کا نباذ متعلق مسلمانوں کے ہے اس بناء پر ہے کہ یہ نبذ مثل احکام منصوصہ کے واجب ہوگیا تھا صحابہ اس میں مخیر نہ تھے جیسا عام عقود و فسوخ میں مخیر ہوتے ہیں اور یہ حکم مشترک بین الجماعات کہ پناہ دو اور پھر مامن میں پہنچا دو اب علماء کے نزدیک منسوخ ہے جیسا روح میں سعید بن عروبہ کا یہی قول منقول ہے اور ناسخ انہوں نے قاتلوا المشرکین کافۃ کو کہا ہے احقر کہتا ہے کہ ذلک بانہم الخ اسی کا مؤید ہے کیونکہ اب مضامین اسلام کی خبر عام ہوگئی عدم علم کی علت مرتفع ہوگئی اور مستحب ہے کہ مہلت دے مگر مقدار اس کی رائے امام پر ہے اور حج اکبر احتراز ہے عمرہ سے کہ حج اصغر کہلاتا ہے رواہ الطبری عن عطاء وعامر ومجاہد وعبد اللہ بن شداد وغیرہم ولقادہ اور اشہر حرم تفسیر مذکور میں اپنے ظاہری متبادر معنی پر محمول رہا اور کوئی تکلف بھی نہیں ہوا بخلاف اسکے کہ اشہر حرم کو معنی لغوی پر محمول کرکے ربیع الآخر کی دس تاریخ پر اس کو ختم سمجھا جاوے یا معنی متبادر لیکر اس کی ابتداء زمانہ نزول یعنی شوال سے لی جاوے کہ اول صورت میں تکلف ظاہر ہے اور دوسری صورت میں اربعۃ اشہر سے اسکا

ملحقات الترجمة: ۱ قولہ فی ابلغہ پہنچا دیجئے اشارۃ الی ان الابلاغ یراد بہ التمکن لا ما ہو المتبادر من الظاہر ۱۲

كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا

ان مشرکین کا عہد اللہ کے نزدیک اور اس کے رسول کے نزدیک کیسے رہیگا مگر جن لوگوں سے تم نے مسجد حرام کے نزدیک عہد لیا ہے سو جب تک یہ لوگ تم سے سیدھی طرح رہیں

لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۭ يُرْضُوْنَكُمْ

تم بھی ان سے سیدھی طرح رہو بلاشبہ اللہ تعالیٰ احتیاط رکھنے والوں کو پسند کرتے ہیں کیسے حالانکہ انکی حالت یہ ہے کہ اگر وہ تم پر کہیں غلبہ پاجائیں تو تمہارے بارے میں نہ قرابت کا پاس کریں اور نہ قول وقرار کا یہ

بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ اِنَّهُمْ سَاۗءَ

لوگ تم کو اپنی زبانی باتوں سے راضی کر رہے ہیں اور انکے دل نہیں مانتے اور ان میں زیادہ آدمی شریر ہیں انہوں نے احکام الٰہیہ کے عوض متاع ناپائدار کو اختیار کر رکھا ہے سو یہ لوگ اللہ کے رستے سے ہٹے ہوئے ہیں یقیناً یہ ان کا عمل

مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ۝ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ

بہت ہی برا ہے یہ لوگ کسی مسلمان کے بارے میں نہ قرابت کا پاس کریں اور نہ قول وقرار کا اور یہ لوگ بہت ہی زیادتی کر رہے ہیں سو اگر یہ لوگ توبہ کرلیں اور نماز پڑھنے لگیں

وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ۭ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَ

اور زکوٰۃ دینے لگیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہوجاویں گے اور ہم سمجھدار لوگوں کیلئے احکام کو خوب تفصیل سے بیان کرتے ہیں اور اگر وہ لوگ عہد کرنے کے بعد اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں

طَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ۝ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ

اور تمہارے دین پر طعن کریں تو تم لوگ اس قصد سے کہ یہ باز آجاویں ان پیشوایان کفر سے لڑو ان کی قسمیں نہیں رہیں تم ایسے لوگوں سے کیوں نہیں لڑتے جنھوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا

وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

اور رسول کے جلاوطن کردینے کی تجویز کی اور انہوں نے تم سے خود پہلے چھیڑ نکالی کیا ان سے ڈرتے ہو سو اللہ تعالیٰ اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ تم ان سے ڈرو اگر تم ایمان رکھتے ہو

مراد ہونا مخفی ہے جو وضع اعلان کے خلاف ہے ۰

حکم جماعت اوّل متعلق فتح مکّہ

كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖ الیٰ قولہ تعالیٰ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ (جماعت اول نے جو نقض عہد کیا تھا اسکے نقض عہد سے پہلے بطور پیشین گوئی کے فرماتے ہیں کہ) ان مشرکین (قریش) کا عہد اللہ کے نزدیک اور اسکے رسول کے نزدیک کیسے (قابل رعایت) رہے گا کیونکہ رعایت تو اس عہد کی ہوتی ہے جس کو دوسرا شخص خود نہ توڑے ورنہ رعایت نہیں باقی رہتی مطلب یہ کہ یہ لوگ عہد کو توڑینگے اسوقت اس طرف سے بھی رعایت نہ ہوگی) مگر جن لوگوں سے تم نے مسجد حرام (یعنی حرم) کے نزدیک عہد لیا ہے (مراد دوسری جماعت ہے جنکا استثنار اوپر بھی اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ میں آچکا ہے یعنی ان سے امید ہے کہ یہ عہد کو قائم رکھیں گے) سو جب تک یہ لوگ تم سے سیدھی طرح رہیں (یعنی عہد نہ توڑیں) تم بھی ان سے سیدھی طرح رہو (اور مدت عہد کی ان سے پوری کردو چنانچہ زمانہ نزول برات میں اس مدت میں نو ماہ باقی رہے اور بوجہ انکی عہد شکنی نہ کرنے کے انکی یہ مدت پوری کی گئی) بلاشبہ اللہ تعالیٰ (بدعہدی سے) احتیاط رکھنے والوں کو پسند کرتے ہیں (پس تم بھی احتیاط رکھنے سے پسندیدۂ حق ہوجاؤ گے یہ استثنار کرکے پھر عود ہے مضمون متعلق جماعت اول کی طرف کہ) کیسے (انکا عہد قابل رعایت رہے گا یعنی وہ لوگ عہد پر کب قائم رہیں گے) حالانکہ انکی یہ حالت ہے کہ اگر وہ تم پر کہیں غلبہ پاجائیں تو تمہارے بارے میں نہ قرابت کا پاس کریں اور نہ قول وقرار کا (کیونکہ ان کی یہ صلح مجبوری اور خوف جہاد سے ہے دل سے نہیں پس) یہ لوگ تم کو (صرف) اپنی زبانی باتوں سے راضی کر رہے ہیں اور

علے العہد ثم لم یفوا او طعنوا فی ایرادہ مع القتال من الحسن مالانخفی ۱۲	اللغات قولہ الا ال القرابۃ ۱۲
اختلاف القرارۃ فی قراءۃ لا ایمان مصدر من الافعال ای لا امن لہم او لا اسلام لہم ۱۲	البلاغۃ قولہ لا ایمان لہم لم یقل لا عہد لہم تاکید او مبالغۃ فان فیہ ایذانا بانہم اقسموا

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ واکثرہم فسقون اشتروا بایت اللہ ثمنا قلیلا فی الروح والجملۃ المتاخرۃ ہکذا قال العلامۃ الطیبی مستانفۃ کالتعلیل بقولہ تعالیٰ واکثرہم فاسقون فیہ ان من فسق تمن دکان سببہ جرم اتباع الشہوات والرکون الی اللذات اھ

ترجمہ

قولہ تعالیٰ واکثرہم فاسقون اشتروا بایت اللہ ثمنا قلیلا دوسرا جملہ مستانفہ ہے بطور تعلیل جملہ سابقہ کے پس اسمیں دلالت ہے کہ اتباع شہوات اور میلان الی اللذات سبب ہوجاتا ہے فسق و کفر کا

قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ ﴿١٤﴾ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوبِهِمْ

اُن سے لڑو اللہ تعالیٰ ان کو تمہارے ہاتھوں سزا دیگا اور ان کو ذلیل کریگا اور تم کو ان پر غالب کریگا اور بہت سے مسلمانوں کے قلوب کو شفا دیگا اور انکے قلوب کے غیظ کو دور کرے گا

وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ○ أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تُتْرَكُوا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنكُمْ

اور جس پر منظور ہوگا اللہ تعالیٰ توجہ فرما دیگا اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے بڑی حکمت والے ہیں کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ تم یوں ہی چھوڑ دیئے جاؤ گے حالانکہ ہنوز اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں کو دیکھا

وَلَمْ يَتَّخِذُوا مِن دُونِ اللَّهِ وَلَا رَسُولِهِ وَلَا الْمُؤْمِنِينَ وَلِيجَةً ۚ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ○ ع

اور اللہ اور رسول اور مومنین کے سوا کسی کو خصوصیت کا دوست نہ بنایا ہو — اور اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہے تمہارے سب کاموں کی۔

اُن کے دل (اُن باتوں کو) نہیں مانتے (پس جب دل سے اس عہد کے پورا کرنیکا عزم نہیں ہے تو کیا پورا ہوگا) اور ان میں زیادہ آدمی شریر ہیں (کہ عہد پورا کرنا نہیں چاہتے اور اگر ایک آدھ پورا کرنا بھی چاہتا ہو تو زیادہ کے سامنے ایک دو کی کب چلتی ہے اور وجہ اُنکے شریر ہونیکی یہ ہے کہ) انہوں نے احکام الٰہیہ کی عوض (دنیا کی) متاع ناپائدار کو اختیار کر رکھا ہے (جیسا کہ کفار کی حالت ہوتی ہے کہ دین کو چھوڑ کر دنیا کو اس پر ترجیح دیتے ہیں جب دنیا زیادہ محبوب ہوگی تو جب عہد شکنی میں دنیوی غرض حاصل ہوتی نظر آوے گی اُس میں کچھ باک نہ ہوگا بخلاف اُس شخص کے جو دین کو ترجیح دیتا ہے وہ احکام الٰہیہ وفائے عہد وغیرہ کا پابند ہوگا) سو (اس ترجیح دنیا علی الدین کی وجہ سے) یہ لوگ اللہ کے (رسید ھے) رستہ سے (جس میں وفائے عہد بھی داخل ہے) ہٹے ہوئے ہیں (اور) یقیناً یہ ان کا عمل بہت ہی برا ہے (اور ہم نے جو اوپر کہا ہے لا یرقبوا فیکم الخ سو اس میں تمہاری کچھ تخصیص نہیں ان کی تو یہ حالت ہے کہ) یہ لوگ کسی مسلمان کے بارے میں (بھی) نہ قرابت کا پاس کریں اور نہ قول و قرار کا اور یہ لوگ (خصوص اس باب میں) بہت ہی زیادتی کر رہے ہیں سو (جب انکے عہد پر اعتماد و اطمینان نہیں بلکہ احتمال عہد شکنی کا بھی ہے جیسا کہ اس کی جانب مخالف کا بھی احتمال ہے اسلئے ہم اُن کے بارے میں مفصل حکم سناتے ہیں کہ) اگر یہ لوگ (کفر سے) توبہ کرلیں (یعنی مسلمان ہو جاویں) اور (اس اسلام کو ظاہر بھی کردیں مثلاً) نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو (پھر ان کی عہد شکنی وغیرہ پر اصلا نظر نہ ہوگی خواہ انہوں نے کچھ ہی کیا ہو اسلام لانے سے) وہ تمہارے دینی بھائی ہو جاوینگے (اور پچھلا کیا ہوا سب معاف ہو جاویگا) اور ہم سمجھدار لوگوں (کو تبلانے) کیلئے احکام کو خوب تفصیل سے بیان کرتے ہیں (چنانچہ اس مقام پر بھی ایسا ہی کیا گیا ہے) اور اگر وہ لوگ عہد کرنیکے بعد اپنی قسموں (عہدوں) کو توڑ ڈالیں (جیسا کہ ان کی حالت سے غالب ہے) اور (عہد توڑ کر ایمان بھی نہ لاویں بلکہ اپنے کفر پر قائم رہیں جس کا ایک اثر یہ ہے کہ) تمہارے دین (اسلام) پر طعن (و اعتراض) کریں تو (اسحالت میں) تم لوگ اس قصد سے کہ یہ (اپنے کفر سے) باز آجاویں ان پیشوایان کفر سے (خوب) لڑو (کیونکہ اس صورت میں) ان کی قسمیں (باقی) نہیں رہیں (یہاں تک قبل نقض پیشین گوئی ہو چکی آگے بعد وقوع نقض کے قتال کی ترغیب ہے کہ) تم ایسے لوگوں سے نہیں لڑتے جنھوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا (اور بنی بکر کی بمقابلہ خزاعہ کے مدد کی) اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جلاوطن کردینے کی تجویز کی اور انہوں نے تم سے خود پہلے چھیڑ نکالی (کہ تمہاری طرف سے وفائے عہد میں کوئی کمی نہیں ہوئی انہوں نے بیٹھے بٹھائے خود ایک شوشہ چھوڑا پس ایسے لوگوں سے کیوں نہ لڑو) کیا ان سے (لڑنے میں) ڈرتے ہو (کہ انکے پاس سامان و جمعیت زیادہ ہے) سو (اگر یہ بات ہے تو ہرگز اُن سے مت ڈرو کیونکہ) اللہ تعالیٰ اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ تم اُن سے ڈرو اگر تم ایمان رکھتے ہو (اور اُن سے ڈرنے کا یہ مقتضا ہے کہ انکے حکم کے خلاف مت کرو اور وہ حکم دیتے ہیں قتال کا پس) ان سے لڑو (اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ) اُن کو تمہارے ہاتھوں سزا دے گا اور ان کو ذلیل (و خوار) کریگا اور تم کو ان پر غالب کریگا اور (ان کی اس تعذیب اور تمہاری نصرت سے) بہت سے (ایسے) مسلمانوں کے قلوب کو شفا دے گا اور اُنکے قلوب کے غیظ (و غضب) کو دور کرے گا (جو خود تاب مقابلہ کی نہیں رکھتے اور اُن کی حرکات کو دیکھ دیکھ کر دل ہی دل میں گھٹتے ہیں) اور (اُن ہی کفار میں سے) جس پر (توجہ و فضل کرنا) منظور ہوگا اللہ تعالیٰ توجہ (بھی) فرماوے گا (یعنی مسلمان ہونے کی توفیق دے گا چنانچہ فتح مکہ میں

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ قبل طعنوا کفر پر قائم ہو محاورۃ اللہ تعالیٰ لی ۱۲

لہ قولہ فی لعلھم اس قصد سے غایۃ للقتال باعتبار ترجیۃ العباد ای لاکیدن مقصود کم اتلاف الانفس والاموال ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ویشف صدور قوم مومنین ویذھب غیظ قلوبھم فیہ ابقاء الامور الطبیعیۃ فی الکاملین وان تجن آثارھا ع ۸ مطلوب قولہ تعالیٰ ولما یعلم اللہ الذین جاھدوا دل علی ان من عادۃ اللہ تعالیٰ اعطاء الثمرات بعد المجاھدات

ترجمہ۔ قولہ تعالیٰ ویشف صدور قوم مومنین ویذھب غیظ قلوبھم اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کاملین میں بھی امور طبعیہ رہتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ انکے بعض آثار مطلوب بھی ہیں ورنہ صحابہ میں غیظ وغیرہ نہ ہوتا۔ قولہ تعالیٰ ولما یعلم اللہ الذین جاھدوا اس پر دال ہے کہ عادت الٰہیہ یہ ہے کہ مجاہدات کے بعد ثمرات عطا کرتے ہیں۔

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ښ وَفِي النَّارِ

مشرکین کی یہ لیاقت ہی نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں جس حالت میں کہ وہ خود اپنے کفر کا اقرار کر رہے ہیں　ان لوگوں کے سب اعمال اکارت ہیں　اور دوزخ میں

بعضے لڑے اور ذلیل و مقتول ہوئے اور بعضے مسلمان ہوگئے) اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے بڑی حکمت والے ہیں (کہ علم سے ہر ایک کا انجام کہ اسلام ہے یا کفر جانتے ہیں اور اسی لئے اپنی حکمت سے احکام مناسبہ مقرر فرماتے ہیں اور تم جو لڑنے سے جی چراتے ہو گو بعضے ہی سہی تو) کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ تم یوں ہی (اسی حالت پر) چھوڑ دیئے جاؤ گے حالانکہ ہنوز اللہ تعالیٰ نے (ظاہری طور پر) ان لوگوں کو تو دیکھا ہی نہیں جنہوں نے تم میں سے (ایسے موقع پر) جہاد کیا ہو اور اللہ اور رسول اور مومنین کے سوا کسی کو خصوصیت کا دوست نہ بنایا ہو (جسکے ظاہر ہونے کا اچھا ذریعہ ایسے موقع کا جہاد ہے جہاں مقابلہ اپنے اعزہ و اقارب سے ہو کہ پورا امتحان ہو جاتا ہے کہ کون اللہ کو چاہتا ہے کون برادری کو) اور اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہے تمہارے سب کاموں کی (پس اگر جہاد میں چستی کروگے یا سستی کروگے اسی کے موافق تم کو جزا دیگا) **ف** اس رکوع میں جو الا الذین عٰهدتم الخ آیا ہے اس کی تفسیر بھی درمنثور میں جماعت دوم یعنی بنی ضمرہ و بنی کنانہ سے کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سے بھی حدیبیہ میں خاص گفتگو ہوئی ہوگی پس دونوں جگہ مستثنیٰ کا مصداق واحد ہے صرح بہ فی البیضاوی اور تکرار اس لئے نہیں کہ اس میں ظہور استقامت سے پہلے کا حال مذکور ہے اور اوپر ظہور استقامت کے بعد کا لقولہ تعالیٰ لم ینقصوکم واللہ اعلم اور قاتلوھم یعذبھم کی نسبت نزول قبل الفتح کو تمہید کے فائدہ دوم میں نقل کر چکا ہوں اور اس سے اوپر کی آیت میں اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا الخ کے مضمون سے اس کا نزول بھی قبل الفتح و بعد النکث معلوم ہوتا ہے اور اس سے پہلے ان نکثوا دال ہے نزول قبل النکث پر پس بدرجہ اولیٰ فتح مکہ کے قبل اس کا نزول ہوگا اور اس سے اوپر کی آیتیں اسی مضمون کے مناسب ہیں پس ان سب کا نزول بظن غالب قبل فتح ہے اسی لئے اول کی آیات کو پیشین گوئی پر محمول کیا گیا اور ان تابوا اور ان نکثوا کے علاوہ ایک تیسری شق بھی ان یدینوا الجزیة محتمل تھی لیکن چونکہ کلام کفار عرب میں ہے اس لئے اس شق کی گنجائش نہیں اسی وجہ سے ینتھون کی تفسیر انتہاء عن الکفر کے ساتھ کی گئی البتہ قبل نزول آیات براءت کے بطور صلح کے عہد کر لینا مشروع تھا ان آیات سے اُسکی مشروعیت بھی مرتفع ہوگئی اب یا اسلام ہے یا سیف چنانچہ درمنثور میں ہے کہ پھر آپ نے ان میں سے کسی سے عہد نہیں کیا اور گزشتہ عہد کو صاف جواب دیدیا اور کفار قریش نے صرف اجلاء وطن تجویز نہ کی تھی بلکہ قتل پر اخیر میں رائے قرار پائی تھی مگر اوروں کو اسلئے ذکر نہیں کیا کہ اخراج سب سے اخف ہے پس یہ بتلا دیا کہ جب عزم اخراج ہی امر منکر ہے تو اس سے اشد تو زیادہ منکر ہوگا التماس ان دو رکوع کی تفسیر میں کئی کئی سال گذرے کہ مجھکو پریشانی اور خلجان رہتا تھا اور جس قدر میں نے لکھا ہے یہ میری کوشش کا منتہا ہے اگر کسی کی نظر یا ذہن میں اس سے احسن اور اسہل تفسیر گذرے تو وہ اسی کو اختیار کر کے مجھ کو معذور سمجھے اور میری لغزش کے عفو کی دعا کرے ربط اوپر مشرکین کے شنائع مذکور تھے چونکہ اُن کو اپنے بعض اعمال پر جیسے مسجد حرام کی خدمت اور حجاج کا پانی پلانا وغیرہ افتخار تھا اس لئے آگے مضمون سابق کی تتمیم کے لئے انکے افتخار کا ان چند آیتوں میں جواب دیتے ہیں اور اُسی کے ضمن میں مسلمانوں کے ایک اختلافی مسئلہ کا جس میں اس وقت کلام ہوا تھا کہ ایمان کے بعد افضل الاعمال آیا عمارت مسجد حرام ہے یا سقایہ حاج یا جہاد آیت اجعلتم الخ میں جواب دیتے ہیں ؛

جواب افتخار مشرکین مع رفع اختلاف مومنین درباب تفاضل بعضے اعمال

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ الی قولہ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ مشرکین

کی یہ لیاقت ہی نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو (جن میں مسجد حرام بھی آگئی) آباد کریں جس حالت میں کہ وہ خود اپنے اوپر کفر (کی باتوں) کا اقرار کر رہے ہیں (چنانچہ وہ خود اپنا مشرب بتلانے کے وقت ایسے عقاید کا اقرار کرتے تھے جو واقع میں کفر ہیں مطلب یہ کہ عمارت مساجد گو عمل محمود ہے لیکن باوجود شرک کے کہ اس کا منافی ہے اس عمل کی اہلیت ہی مفقود ہے اور اسلئے وہ محض غیر معتد بہ ہے پھر فخر کی کیا گنجائش ہے) ان لوگوں کے

ملحقات الترجمہ ۱ قولہ فی لما یعلم اللہ ایسے موقع پر زاد بہذا القید لان القتال قد وقع قبل الفتح غیر مرة لکن لا بہذا الشان ۱۲ ۲ قولہ فی بالکفر کفر کی باتوں الخ فاندفع بہ ایراد علی ظاہرہ ان المشرکین لم یکونوا مقرین بہم کافرون ۱۲

هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا

وہ لوگ ہمیشہ رہینگے ہاں اللہ کی مسجدوں کو آباد کرنا انہی لوگوں کا کام ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لادیں اور نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں اور بجز اللہ کے کسی سے نہ ڈریں

اللّٰهَ فَعَسٰۤى اُولٰۤئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۝ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ

سو ایسے لوگوں کی نسبت توقع ہے کہ اپنے مقصود تک پہنچ جاوینگے کیا تم لوگوں نے حجاج کے پانی پلانے کو اور مسجد حرام کے آباد رکھنے کو اس شخص کی برابر قرار دے لیا

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

وقف لازم

جو کہ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لایا ہو اور اس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا ہو یہ لوگ برابر نہیں اللہ کے نزدیک اور جو لوگ بے انصاف ہیں اللہ تعالیٰ ان کو سمجھ نہیں دیتا جو لوگ

وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰۤئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝

ایمان لائے اور انہوں نے ترک وطن کیا اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کیا وہ درجہ میں اللہ کے نزدیک بہت بڑے ہیں اور یہی لوگ پورے کامیاب ہیں

يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝

ان کا رب ان کو بشارت دیتا ہے اپنی طرف سے بڑی رحمت اور بڑی رضامندی اور ایسے باغوں کی کہ ان کے لئے ان میں دائمی نعمت ہوگی ان میں یہ ہمیشہ ہمیشہ کو رہینگے بلاشبہ اللہ کے پاس بڑا اجر ہے

جو کہ مشرک ہیں) سب اعمال (نیک مثل عمارت مسجد وغیرہ) اکارت (اور ضائع) ہیں (بوجہ اسکے کہ انکی قبولیت کی شرط نہیں پائی جاتی اور ضائع عمل پر فخر ہی کیا) اور دوزخ میں وہ لوگ ہمیشہ رہیں گے (کیونکہ وہ عمل جو کہ اسباب نجات سے ہے وہ تو ضائع ہی ہوگیا تھا) ہاں اللہ کی مسجدوں کو آباد کرنا اُن لوگوں کا کام ہے (یعنی علی وجہ الکمال اُن سے مقبول ہوتا ہے) جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر (دل سے) ایمان لادیں اور (جوارح سے اس کا اظہار بھی کریں مثلاً اس طرح کہ) نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں اور (اللہ پر ایسا توکل رکھتے ہوں کہ) بجز اللہ کے کسی سے نہ ڈریں سو ایسے لوگوں کی نسبت توقع (یعنی وعدہ) ہے کہ اپنے مقصود (یعنی جنت ونجات) تک پہنچ جاوینگے (کیونکہ اُن کا عمل بوجہ ایمان کے مقبول ہوگا اس لئے آخرت میں نفع ہوگا اور مشرکین اس شرط سے محروم ہیں پس ثمرہ عمل سے بھی محروم ہیں اور عمل بے ثمر پر فخر لاحاصل) کیا تم لوگوں نے حجاج کے پانی پلانے کو اور مسجد حرام کے آباد رکھنے کو اُس شخص (کے عمل) کی برابر قرار دے لیا جو کہ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لایا ہو اور اس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا ہو (وہ عمل ایمان اور جہاد ہے یعنی یہ اعمال برابر نہیں اور جب اعمال برابر نہیں تو) یہ (عامل) لوگ (بھی باہم) برابر نہیں اللہ کے نزدیک (غرض عمل عمل باہم اور عامل

اللغات

قوله السقاية والعمارة مصدران ۱۲

البلاغة

قوله الذين آمنوا وهاجروا زاد فيه على ماقبله الهجرة وتفصيل الجهاد اشارة الى كون الهجرة والجهاد بكلا نوعيه من لوازم الايمان الكامل قوله مقيم معناه من لايرتحل ولايسافر فهو استعارة للدائم ۱۲

الروايات

فى الروح اخرج ابو الشيخ وابن جرير عن الضحاك انه لما اسر العباس عيره المسلمون بالشرك وقطيعة الرحم واغلظ عليه على كرم الله وجهه فى القول فقال تذكرون مساوينا وتكتمون محاسننا انا لنعمر المسجد الحرام ونحجب الكعبة ونسقى الحجيج ونفك العانى فنزلت قلت ويفهم من بعض الروايات ان العباس افتخر بها بعد ان اسلم فالوجه فيه ان الحسنات التى يعمل المرء فى الجاهلية يثاب عليها ان اسلم فلعل مراده انى لما اسلمت بقيت لى تلك الاعمال فاشتركنا نحن وانتم فى الاسلام ثم فقناكم بهذه الاعمال وكان يجزم منه حكمه بكونها افضل من الجهاد فكان تقرير الجواب كما ذكر فى المتن فى جواب المسلمين فافهم واخرج ابن ابى حاتم وابن مردويه عن ابن عباس رض ان المشركين قالوا عمارت بيت الله تعالى والقيام للسقاية خير من الايمان والجهاد

واخرج مسلم وابو داؤد وابن جرير وابن المنذر وجماعة عن النعمان بن بشير رض قال كنت عند منبر رسول الله صلى الله عليه وسلم فى نفر من اصحابه رض فقال ما ابالى ان لا اعمل عملا لله تعالى بعد الاسلام الا ان اسقى الحاج وقال آخر بل عمارة المسجد الحرام وقال آخر بل الجهاد فى سبيل الله خير مما قلتم فزجرهم عمر رض وقال لا ترفعوا اصواتكم عند منبر رسول الله صلى الله عليه وسلم وذلك يوم الجمعة ولكن اذا صليتم الجمعة دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم فاستفتيته فيما اختلفتم فيه فانزل الله تعالى الآية الى قوله سبحانه والله لايهدى القوم الظالمين اه قلت ولا يبعد الجمع بين هذه الروايات التى لاتعارض فى كونها جميعها سببا جعل الخطاب عاما والله اعلم ۱۲

ملحقات الترجمة ۱ قوله فى انما يعمر مقبول ہوتا ہے دل عليه مقابلة لقوله ما كان للمشركين بتغيير والذى ذكرناه ۲ قوله فى آمن ايمان لادیں رعاية لمعنى من ۱۲ ۳ قوله فى من اقام اظہار بھی کریں اشارة الى ان خصوصية الاعمال ليست مقصودا بل المراد اشتراط الاظهار لا للقبول بل لكماله لان الاخفاء بلا عذر اثم كبير والاثم مانع لكمال القبول ولاجله اشترط عدم الخشية ۴ قوله فى سقاية پلانے کو اشارة الى تقدير المضاف فى جانب المشبه به اى كعمل من آمن الخ ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ

اے ایمان والو اپنے باپوں اور اپنے بھائیوں کو رفیق مت بناؤ اگر وہ لوگ کفر کو بمقابلہ ایمان کے عزیز رکھیں اور جو شخص تم میں سے ان کے ساتھ رفاقت رکھے گا

فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَاۗؤُكُمْ وَاَبْنَاۗؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ

سو ایسے لوگ بڑے نافرمان ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیبیاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال

عامل باہم برابر نہیں مقصود بقرینہ سیاق یہ ہے کہ ایمان اور جہاد میں سے ہر واحد افضل ہے سقایہ و عمارت کے ہر واحد سے یعنی ایمان بھی دونوں سے افضل ہے اور اس سے جواب[۱] ہو گیا مشرکین کا کہ اُن میں ایمان نہ تھا اور جہاد بھی دونوں سے افضل ہے اس سے جواب ہو گیا بعض مومنین کا کہ جو بعد ایمان کے سقایہ اور عمارت کو جہاد پر تفصیل دیتے تھے) اور (یہ امر مذکور بہت ہی ظاہر ہے لیکن) جو لوگ بے انصاف ہیں (مراد مشرک ہیں) اللہ تعالیٰ اُن کو سمجھ نہیں دیتا اس لئے وہ نہیں مانتے بخلاف[۲] اہل ایمان کے کہ وہ اس تحقیق کو فوراً مان گئے آگے اس مضمون کی تصریح ہے جو اوپر لایستوٗن سے مقصود تھا یعنی) جو لوگ ایمان لائے اور (اللہ کے واسطے) انہوں نے ترک وطن کیا اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کیا وہ درجہ میں اللہ کے نزدیک (بمقابلہ اہل سقایہ و اہل عمارت کے) بہت بڑے ہیں (کیونکہ اگر اہل سقایت و اہل عمارت میں ایمان نہ ہو تب تو یہ بڑائی ان ہی مؤمنین مہاجرین مجاہدین میں منحصر ہے اور اگر اُن میں ایمان ہو تو گو وہ بھی بڑے ہیں مگر یہ زیادہ بڑے ہیں) اور یہی لوگ پورے کامیاب ہیں (کیونکہ اگر انکے مقابلین میں ایمان نہ ہو تب تو کامیابی کا ان ہی میں حصر ہے اور اگر ایمان ہو تو کامیابی مشترک ہے لیکن اُن کی کامیابی ان سے اعلیٰ ہے آگے اس درجہ اور فوز کا بیان ہے کہ) اُن کا رب اُنکو بشارت دیتا ہے اپنی طرف سے بڑی رحمت اور بڑی رضامندی کی اور (جنت کے) ایسے باغوں کی انکے لئے اُن (باغوں) میں دائمی نعمت ہو گی (اور) ان میں یہ ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے بلاشبہ اللہ کے پاس بڑا اجر ہے (اس میں سے ان کو دیا جاوے گا) **ف** آیت ما کان للمشرکین الخ کی جو تفسیر بندہ نے اختیار کی ہے اس بنا پر اس آیت کا حاصل صرف یہ ہوا کہ انکے یہ اعمال مقبول نہیں اور یہ بات کہ کافر اگر مسجد بناوے یا اُس کی خدمت وغیرہ کرے تو اس کو اجازت دی جاوے گی یا نہیں اس مسئلہ سے تعارض نہ ہوگا باقی خود اس مسئلہ کی تحقیق دوسرے دلائل سے یہ ہے کہ اگر وہ کافر اپنے مذہب کی رُو سے اس کو ثواب سمجھے تو اجازت دیدی جاویگی ورنہ نہیں کذا فی الہدایۃ کتاب الوصیۃ البتہ پہلی صورت میں اگر اجازت دینا کسی مصلحت اسلامی کے خلاف ہو تو اجازت نہ ہو گی۔ ربط اوپر ہجرت کا ذکر تھا جس میں وطن اور اقارب اور اموال و املاک سے قطع تعلق کرنا پڑتا ہے جو کہ طبعاً شاق معلوم ہوتا ہے جو کہ سبب ہو سکتا ہے ترک ہجرت کا اسلئے آگے ان تعلقات کے غلبہ کی مذمت فرماتے ہیں:

ذمِ ایثار تعلقات دُنیویہ بر تعلقات اُخرویہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ (الیٰ قولہ تعالیٰ) وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ اے ایمان والو اپنے باپوں کو اور اپنے بھائیوں کو (اپنا) رفیق مت بناؤ اگر وہ لوگ کفر کو بمقابلہ ایمان کے (ایسا) عزیز رکھیں (کہ ان کے ایمان لانے کی امید نہ رہے) اور

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین اٰمنوا لا تتخذوا اٰبآءکم الیٰ قولہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ فی الروح ثم انہ سبحانہ بین ان القرابۃ المعنویۃ والنسب المعنوی والوصلۃ الحقیقیۃ احق بالمراعاۃ من الاتصال الصوری مع فقد الاتصال المعنوی وخلاف الرابطۃ وذم سبحانہ المتعلقین بالامور الغیبیۃ وتقدیمہا علی المحبوب الحقیقی والمتعین الاول لہ والمراد رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم والسبب الاقوی الی الحضرۃ والمراد الجہاد وتوعد علیہم بما توعد نسال اللہ تعالیٰ التوفیق الی ما یقرب الیہ

ترجمہ

قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین اٰمنوا لا تتخذوا اٰبآءکم الیٰ قولہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ حق تعالیٰ نے بیان فرما دیا کہ تعلق مع اللہ بمقابلہ تعلق مع الخلق کے زیادہ رعایت کے قابل ہے۔

البلاغۃ قولہ ہم الظٰلمون الحصر ادعائی کان ظلم غیرہم کلا ظلم عند ظلمہم قولہ ابناؤکم لم یذکر الابناء والازواج فیما سلف وذکرہم ہہنا لان ما تقدم فی الاولیاء وہم اہل الرأی والمشورۃ والابناء والازواج تبع لیسوا کذلک وہنا فی المحبۃ وہم احب الی کل احد قولہ عشیرتکم ذکرہ للتعمیم ۱۲ قولہ اقترفتموہا تخشون ترضون التعرض للصفات المذکورۃ للایذان بانہا مع ما فیہا من موجبات المحبۃ لا یجوز ان تکون احب من

الروایات فی الروح عن الثعلبی عن ابن عباس رض نزلت فی المہاجرین فانہم لما امروا بالہجرۃ قالوا ان ہاجرنا قطعنا آباءنا وابناءنا وعشیرتنا وذہب تجاراتنا وہلکت اموالنا وخربت دیارنا وبقینا ضائعین فنزلت فہاجروا وفی حواشی الجلالین قال الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس رض لما امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالہجرۃ فمنہم من تعلق بہ اہلہ وولدہ ویقولون ننشدک باللہ ان تضیعنا فیرق لہم ویدع الہجرۃ فنزلت آہ ویؤیدہ ما فی لباب النقول اخرج الفریابی عن ابن سیرین قال قدم علی بن ابی طالب مکۃ وقال لقوم ما لکم الا تہاجروا الا تلحقوا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال نقیم مع اخواننا وعشائرنا ومساکننا فانزل اللہ قل ان کان آباؤکم الآیۃ کلہا واخرج عبد الرزاق عن الشعبی نحوہ آہ ۱۲

ملحقات الترجمۃ [۱] قولہ فی توضیح لا یستوٗن اس سے جواب ہو گیا مشرکین کا اشارۃ الی ان المخاطب فی اجعلتم المشرکون والمسلمون معا لکن باختلاف الاعتبار کما فی تقریر الترجمۃ فاجتمعت علی ہذا الروایات کلہا ۱۲ [۲] قولہ فی لا یہدی بخلاف فالجملۃ فیہا بیان حال الفریقین بمفہوم الموافقۃ وبمفہوم المخالفۃ فافہم ۱۲

105 / 158

اِقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ

جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس میں نکاسی نہ ہونے کا تم کو اندیشہ ہو اور وہ گھر جن کو تم پسند کرتے ہو تم کو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہوں

فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝٢٤ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ

تو تم منتظر رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم بھیجدیں اور اللہ تعالیٰ بے حکمی کرنیوالے لوگوں کو ان کے مقصود تک نہیں پہونچاتا۔ تم کو خدا تعالیٰ نے بہت موقعوں میں غلبہ دیا۔ اور

حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۝٢٥

حنین کے دن بھی جبکہ تم کو اپنے مجمع کی کثرت سے غرہ ہو گیا تھا پھر وہ کثرت تمہارے کچھ کارآمد نہ ہوئی اور تم پر زمین باوجود اپنی فراخی کے تنگی کرنے لگی پھر تم پیٹھ دیکر بھاگ کھڑے ہوئے

جو شخص تم میں سے انکے ساتھ رفاقت رکھے گا سو ایسے لوگ بڑے نافرمان ہیں (مطلب یہ کہ بڑا مانع ہجرت سے ان لوگوں کا تعلق ہے اور خود کی جائز نہیں پھر ہجرت میں کیا دشواری ہے آگے اسی مضمون کی زیادہ تفصیل ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ (ان سے) کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیبیاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جسمیں نکاسی نہ ہونے کا تم کو اندیشہ ہو اور وہ گھر جن (میں رہنے) کو تم پسند کرتے ہو (اگر یہ چیزیں) تم کو اللہ سے اور اسکے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیاری ہوں تو تم منتظر رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم (سزائے ترک ہجرت کا) بھیجدیں (جیسا دوسری آیت میں ہے ان الذین توفاهم الملئکة الی قوله فاولئك مأواهم جهنم) اور اللہ تعالیٰ بے حکمی کرنے والے لوگوں کو انکے مقصود تک نہیں پہونچاتا (یعنی ان کا مقصود تھا اُن چیزوں سے تمتع وہ بہت جلد خلاف انکی توقع کے موت سے منقطع ہو جاتا ہے) ف ہجرت سے یہی اندیشے ہوتے تھے کہ عزیز چھوٹ جاوینگے اموال و املاک پریشان و تلف ہو جاویں گے تجارت کا انتظام و سلسلہ بگڑ جاویگا یہ آرام کے گھر جن میں رہتے ہیں چھوٹ جاویں گے اور من اللہ ورسوله سے مراد چونکہ من العمل بامر اللہ ورسوله ہے اس میں ہجرت بھی آگئی اور جہاد کی تصریح سے مقصود مبالغہ ہے کہ ہجرت تو پھر سہل ہے مطلوب تو یہ ہے کہ جہاد کو بھی اشیاء مذکورہ پر ترجیح دی جاوے جس میں اپنی جان اور کبھی ان عزیزوں کی جان کو جبکہ اُن سے مقابلہ ہو جاوے بیقدر اور ہیچ سمجھنا پڑتا ہے پہلے پارہ والمحصنٰت کے نصف کے بعد رکوع ان الذین توفاهم کی تفسیر میں تحقیق مسئلہ ہجرت کی گذر چکی ہے ملاحظہ کر لیا جاوے اور استثنٰی کی جو تفسیر کی گئی ہے اس سے ایک مسئلہ مستنبط ہوا کہ جس کافر کے اسلام کی امید ہو اور اسی مصلحت سے اس سے تعلق رکھے جائز ہے اور ان اشیاء کا زیادہ پیارا ہونا جو بُرا ہے مراد اُس سے وہ محبت ہے جو احکام آلہیہ دُنیویہ پر عمل کرنے سے باز رکھے میلان طبعی مراد نہیں ہے ربط اوپر براءۃ اور غزوۂ فتح کا ذکر تھا آگے غزوۂ حنین کا ذکر ہے اور ان کا تناسب ظاہر ہے اور تمہید سورت کے فائدہ اول میں بھی مذکور ہوا ہے نیز اوپر قطع علائق ماسوی اللہ کا بیان تھا لا تتخذوا اباءکم میں قصۂ حنین سے اسکی تائید بھی ہوتی ہے کہ غیر اللہ پر نظر کرنے سے ضرر ہوا اور اللہ کا تعلق کافی اور نافع ہوا:

قصۂ غزوۂ حنین

حُنین ایک مقام ہے مکہ اور طائف کے درمیان میں یہاں قبیلہ ہوازن اور ثقیف سے فتح مکہ سے دو ہفتہ بعد لڑائی ہوئی تھی مسلمان بارہ ہزار تھے اور مشرکین چار ہزار بعض مسلمان اپنا مجمع دیکھکر ایسے طور پر کہ اس سے پندار مترشح ہوتا تھا کہنے لگے کہ ہم آج کسی طرح مغلوب نہیں ہو سکتے چنانچہ اول مقابلہ میں کفار کو ہزیمت ہوئی بعض مسلمان غنیمت کو جمع کرنے لگے اسوقت کفار لوٹ پڑے اور وہ تیر انداز بڑے تھے مسلمانوں پر تیر برسانے شروع کئے اس گھبراہٹ میں مسلمانوں کے پاؤں اُکھڑ گئے صرف رسول صلی اللہ علیہ وسلم مع چند صحابہؓ کے میدان میں رہ گئے آپ نے حضرت عباسؓ سے مسلمانوں کو آواز دلوائی پھر سب لوٹ کر دوبارہ کفار سے مقابل ہوئے اور آسمان سے فرشتوں کی مدد آئی آخر کفار بھاگ گئے اور بہت سے قتل ہوئے بہت سے قید ہوئے پھر ان قبائل کے بہت آدمی آپکی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے اور آپ نے انکے اہل و عیال جو پکڑے گئے تھے سب انکو واپس کر دیئے کذا فی الروح والدر وصحیح البخاری

آیت و تفسیر لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ (الی قوله تعالیٰ) وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ تم کو خدا تعالیٰ نے (لڑائی کے) بہت موقعوں

النحو قوله اقترفتموها وتخشون وترضون التعرض للصفات المذكورة للايذان بانها مع ما فيها من موجبات المحبة لا يجوز ان يكون احب من الله ورسوله الخ۔ قوله ضاقت فيه استعارة | تبعية اما العدم وجدان مكان يقرون به مطمئنين او انهم لا يجلسون في مكان كما لا يجلس في المكان الضيق۔ قوله ويوم حنين عامله مقدر ونصركم المعطوف على نصركم المذكور فيصح كونه اذ بدلا عن يوم لان الاعجاب

مسائل السلوک

ع ۸ ۳

قوله تعالیٰ۔ اذ اعجبتكم كثرتكم فلم تغن عنكم شيئا الی قوله ثم انزل الله سكينته على رسوله وعلى المؤمنين في الروح اشارة الی انه لا ينبغي للعبد ان يحجب بشيء عن مشاهدة الله تعالیٰ و التوكل عليه ومن احتجب بشيء وكل اليه ومن هنا قالوا استجلاب النصر في الذلة والافتقار والعجز وما ادى سبحانه ندمهم القوم على عجبهم بكثرتهم ردهم على ساحة جوده واليسهم انوار قربه وايدهم بجنود كما واليه الاشارة بقوله تعالیٰ ثم انزل الله سكينته على رسوله وعلى المؤمنين الاية ولهم في تعريف السكينة عبارات كثيرة متقاربة المعنى فقيل هي استحكام القلب عند جريان حكم الرب بنعت الطمانينة بخمود آثار البشرية بالكلية والرضا بالبادي من الغيب من غير معارضة واختيار وقيل هي القرار على بساط الشهود بشواهد الصحو والتادب باقامة صفاء العبودية من غير لحوق مشقة ولا تحرك عرق لمعارضة حكم وقيل هي المقام مع الله بفناء الحظوظ

ترجمة قوله تعالیٰ اذ اعجبتكم كثرتكم فلم تغن عنكم شيئا الی قوله ثم انزل الله سكينته على رسوله وعلى المؤمنين اس میں دلالت ہے کہ بندہ کو غیر اللہ پر نظر کرنا موجب حرمان ہے اور اس میں بھی دلالت ہے کہ ترک عجب نزول سکینہ کا سبب ہے جسکی تفصیل کا حاصل یہ ہے کہ قلب کا قرار پانا اور راضی رہنا احکام قضا پر اور فنا حظوظ کیساتھ

تم نقل کیا صفحہ کا مضمون تا ۱۲

106 / 156

ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ

اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر اور دوسرے مومنین پر اپنی تسلی نازل فرمائی اور ایسے لشکر نازل فرمائے جن کو تم نے نہیں دیکھا اور کافروں کو سزا دی۔

وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

اور یہ کافروں کی سزا ہے۔ پھر خدا تعالیٰ جس کو چاہیں توبہ نصیب کردیں اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت کرنے والے بڑی رحمت کرنیوالے ہیں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً

اے ایمان والو مشرک لوگ نرے ناپاک ہیں سو یہ لوگ اس سال کے بعد مسجد حرام کے پاس نہ آنے پاویں اور اگر تم کو مفلسی کا اندیشہ ہو

فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَاۗءَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

تو خدا تم کو اپنے فضل سے اگر چاہے گا محتاج نہ رکھے گا بیشک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے بڑا حکمت والا ہے۔

میں (کفار پر) غلبہ دیا (جیسے بدر وغیرہ) اور حنین کے دن بھی (جسکا قصہ عجیب غریب ہے تم کو غلبہ دیا) جبکہ (یہ واقعہ ہوا تھا کہ) تم کو اپنے مجمع کی کثرت سے غرہ ہوگیا تھا پھر وہ کثرت تمہارے کچھ کارآمد نہ ہوئی اور (کفار کے تیر برسانے سے ایسی پریشانی ہوئی کہ) تم پر زمین باوجود اپنی (اس) فراخی کے تنگی کرنے لگی پھر (آخر) تم پیٹھ دے کر بھاگ کھڑے ہوئے اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول (کے قلب) پر اور دوسرے مومنین (کے قلوب) پر اپنی (طرف سے) تسلی نازل فرمائی اور (مدد کے لئے) ایسے لشکر (آسمان سے) نازل فرمائے جنکو تم نے نہیں دیکھا (مراد فرشتے ہیں جسکے بعد تم پھر مستعد قتال ہوئے اور غالب آئے) اور (اللہ تعالیٰ نے) کافروں کو سزا دی (کہ ان پر ہزیمت اور قتل وقید واقع ہوا) اور یہ کافروں کی (دنیا میں) سزا ہے پھر خدا تعالیٰ (ان کافروں میں سے) جس کو چاہیں توبہ نصیب کردیں (چنانچہ بہت سے مسلمان ہوگئے) اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت کرنیوالے بڑی رحمت کرنیوالے ہیں (کہ جو شخص ان میں مسلمان ہوا اسکے سب پچھلے گناہ معاف کرکے مستحق جنت کا بنا دیا) **ف** اس قصہ میں جو غلبہ کے ساتھ یہ فرمایا کہ جبکہ یہ واقع ہوا تھا مراد اس سے صرف ثم ولیتم مدبرین تک کا مضمون نہیں کہ شبہ پڑے کہ اعجاب سے تو مغلوبیت ہوئی تھی بلکہ مراد مجموعہ قصہ اخیر تک ہے اور مجموعہ میں غلبہ کا ہونا یقینی ہے اور یہ جو فرمایا کہ رسول پر تسلی نازل ہوئی مراد اس سے مطلق تسلی نہیں وہ تو آپکو بلکہ جو صحابہ آپکے ساتھ رہ گئے تھے ان کو بھی حاصل تھی اسی وجہ سے ثابت قدم رہے بلکہ مراد اس سے خاص تسلی ہے جس سے غلبہ کی امید قریب ہوگئی اور مومنین پر جو تسلی نازل فرمانا ارشاد فرمایا ان میں جو آپکے ساتھ رہ گئے تھے ان پر نزول تسلی کے معنی تو ابھی معلوم ہوئے اور جو ہٹ گئے تھے ان پر نازل ہونا یہی ہے کہ پھر میدان میں آگئے اور یہ جو فرمایا کہ تم نے فرشتوں کو دیکھا نہیں یعنی عام طور پر پس اگر اتفاقاً کسی ایک آدھ کا دیکھنا ثابت ہوجاوے تو کچھ اشکال نہیں اور قتل وقید کو جو کافروں کی سزا فرمایا مطلب یہ ہے کہ جہاں واقع ہو سزا ہے اور یہ مطلب نہیں کہ وقوع ضروری ہے **ربط** اوپر شروع سورت میں اعلان برات کا تھا آگے اسی اعلان کا تتمہ مذکور ہے یعنی سال کے اندر اندر مشرکین کا خارج حدود کردینا اور اس اخراج کے حکم سے جو مسلمانوں کو تردد ہوا تھا کہ مال کی آمد بند ہوجانے گی ساتھ ہی اس بارہ میں تسلی ہے۔

تتمہ اعلان برات وتسلیہ مومنین

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ الیٰ قولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ اے ایمان والو مشرک لوگ (بوجہ عقائد خبیثہ کے) نرے ناپاک ہیں سو (اس ناپاکی پر جو احکام متفرع ہوئے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ) یہ لوگ اس سال کے بعد مسجد حرام (یعنی حرم) کے پاس (بھی)

البلاغۃ قولہ یتوب ہو علی معناہ ان نزلت قبل التوبۃ وعلی المضی ان بعد ہا ۱۲۔ فی قولہ تعالیٰ لا یقربوا مجاز لان المقصود النہی للمسلمین عن ان یدعوہم یقربوا ای یدخلوا لا نہی المشرکین کما ہو ظاہر لکن لما نودی المشرکون بہذا ناسب التعبیر بہذا العنوان کان المسلمین یقولون لا تقربوا لانا نبذنا الیکم العہد لا لانہ حکم شرعی فلا یلزم منہ کون الکفار مکلفا بالفروع فافہم ۱۲

الروایات فی الدر المنثور عن ابن عباس رض قال کان المشرکون یجیئون الی البیت ویجیئون معہم بالطعام یتجرون فیہ فلما نہوا عن ان یاتوا البیت قال المسلمون فمن این لنا الطعام فانزل اللہ وان خفتم عیلۃ الآیۃ آہ ۱۲ **ملحقات الترجمۃ سـ۱۵ قو** لہ فی یوم حنین عجیب الخ اشارہ الی ان تخصیصہ لا لفضلہ بل لکونہ عجیبا للظفر بعد الیاس ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام فی الآیۃ اشارۃ علی منہج القیاس الی من تدنس بالمیل الی السوی واشراک بعبادۃ الہوی لا یصلح لحضرۃ وفی الآیۃ اشارۃ الی منع الاختلاط مع المشرکین وقاس الصوفیۃ اہل الدنیا بہم وقال بعضہم صحبۃ المنکرین علی اولیاء اللہ تعالیٰ تورث تقلیب القلوب علی الخیاط مرتقۃ وتوثر شوقا الی الحظ ونصراہ ملخصا قولہ تعالیٰ وان خفتم عیلۃ فسوف یغنیکم اللہ من فضلہ ان شاء دال علی ان المصلحۃ الدنیویۃ لا ینبغی ان تکون قادحۃ فی تکمیل المصلحۃ الدینیۃ وان زحمت تزاحمہا بالتوکل المذکور فی قولہ ان شاء ترجمہ۔ قولہ تعالیٰ انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام اسی پر قیاس کرکے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ جس شخص میں میلان الی غیر اللہ کی گندگی ہوگی وہ حضرت حق کے لائق نہیں اور آیت میں جیسے اختلاط مشرکین سے ممانعت ہے اسی پر قیاس کیا جاتا ہے کہ اہل دنیا اور منکرین صوفیہ کی صحبت سخت مضر ہے قولہ تعالیٰ وان خفتم عیلۃ فسوف یغنیکم اللہ من فضلہ ان شاء اس میں دلالت ہے کہ مصلحت دنیویہ تکمیل مصلحت دینیہ میں مانع نہ ہونا چاہئے اور اگر مزاحم ہو تو توکل سے علاج کرنا چاہئے۔

قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ

اہل کتاب جو کہ نہ خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ قیامت کے دن پر اور نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جنکو خدا تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے حرام بتلایا ہے اور نہ سچے دین کو

۴ ع ۵ ۱۰ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّىٰ يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَن يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ ۝

قبول کرتے ہیں ان سے یہاں تک لڑو کہ وہ ماتحت ہو کر اور رعیت بن کر جزیہ دینا منظور کریں۔

نہ آنے پاویں (یعنی حرم کے اندر داخل نہ ہوں) اور اگر تم کو (اس حکم کے جاری کرنے سے بدیں وجہ مفلسی کا اندیشہ ہو کہ لین دین انہی سے زیادہ متعلق ہے جب یہ نہ رہیں گے تو کیسے کام چلے گا) تو (تم خدا پر توکل رکھو) خدا تم کو اپنے فضل سے اگر چاہے گا (انکا) محتاج نہ رکھیگا بیشک اللہ تعالیٰ (احکام کی مصلحتوں کو) خوب جاننے والا ہے (اور اُن مصلحتوں کی تکمیل کے باب میں) بڑا حکمت والا ہے (اس لئے یہ حکم مقرر کیا اور تمہارے افلاس کے انسداد کا سامان کر دیگا) ف سب کا اتفاق ہے کہ اس باب میں کفار اہل کتاب کا حکم مثل مشرکین[1] کے ہے اور درمنثور کی ایک روایت اس کی موید بھی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے یہودی کے ہاتھ کو مثل مشرک کے ہاتھ کے فرمایا اور مراد اس نجاست سے نجاست عقایہ ہے نہ کہ نجاست اعیان و اجسام چنانچہ سنن ابوداؤد کتاب الخراج میں وفد ثقیف کو مسجد میں ٹھیرانے کی روایت موجود ہے اور وہ مشرک تھے اور یہاں مقصود حکم لا یقربوا کا فرمانا ہے انما المشرکون میں اس کی ایک حکمت بتلادی کہ ایسے مقدس مقام میں ایسے ناپاک دل والوں کا کیا کام اور مسجد حرام سے تمام حرم مراد ہونا درمنثور میں عطا رضہ سے مروی ہے اور حدیثوں سے تمام جزیرۂ عرب کا یہی حکم ثابت ہے مشرکین کے لئے بھی اور یہود و نصاریٰ کے لئے بھی یہ روایتیں درمنثور میں بھی نقل کی ہیں چنانچہ حسب وصیت آپکے حضرت عمر رضہ کے زمانہ میں تمام جزیرہ عرب میں اس قانون کا نفاذ ہوگیا اور فقہ حنفی کی رو سے مراد اس سے قرب و دخول بطور توطن یا استیلاء کے ہے کہ یہ ناجائز ہے ورنہ مسافرانہ امام کی اجازت سے آنا اگر امام کے نزدیک خلاف مصلحت نہ ہو مضائقہ نہیں جیسا دوسری آیت ماکان لھم ان یدخلوھا الا خائفین - کی بعض علماء نے یہی تفسیر کی ہے اور قتادہ رضہ کا قول فلیس لاحد من المشرکین ان یقرب المسجد الحرام بعد عامہم ذلک الا صاحب الجزیۃ او عبد لرجل من المسلمین رواہ فی الدراس کا مؤید ہے اور جب حرم کے اندر آنے کی اجازت دینا جائز ہے مسجد حرام بھی اسی حکم میں ہے البتہ حج و عمرہ کی کفار کو اجازت نہیں بوجہ حدیث الا لا یحجن بعد العام مشرک کے اور جن روایتوں میں مشرک سے مصافحہ کرکے ہاتھ دھونا آیا ہے وہ محمول تغلیظ پر ہیں اور اس آیت میں جو اغناء کا وعدہ ہے وہ اللہ تعالیٰ نے اس طرح پورا کر دیا کہ تاجر قوموں کو مسلمان کر دیا وہ سب طرح کا مال مکہ میں لانے لگے اور ان شاء عدم تیقن و تبعید وعدہ کیلئے نہیں بلکہ تقریب وعدہ کے لئے ہے کہ اس وعدہ کے پورا کرنے کیلئے اللہ کو کچھ لمبا چوڑا سامان کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ صرف مشیّت کافی ہے خوب سمجھ لو ربط اوپر براءت و فتح مکہ و حنین میں قتال مشرکین کا بیان تھا آگے قتال اہل کتاب کا بیان ہے گویا غزوۂ تبوک کی تمہید ہے کہ وہ بھی اہل کتاب کے ساتھ معاملہ ہوا تھا چنانچہ مجاہد سے درمنثور میں اس آیت کا نزول غزوۂ تبوک ہی میں نقل کیا ہے۔

حکم قتال اہل کتاب

قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ ۔۔۔ حَتَّىٰ يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَن يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ ۝ اہل کتاب جو کہ نہ خدا پر (پورا پورا) ایمان رکھتے ہیں اور نہ قیامت کے دن پر (پورا ایمان رکھتے ہیں) اور نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے اور اس کے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نے حرام بتلایا ہے اور نہ سچے دین (اسلام) کو قبول کرتے ہیں ان سے یہاں تک لڑو کہ وہ ماتحت ہو کر اور رعیت بن کر جزیہ دینا منظور[2] کریں ف مسئلہ یہاں جزیہ میں جو اہل کتاب کی تخصیص کی ہے یہ بمقابلہ کل کفار کے نہیں بلکہ جن کا اوپر ذکر تھا یعنی مشرکین عرب

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ فی اول ف مثل مشرکین کے وجہ التخصیص لکون اکثر اہلہا مشرکین ۱۲

[2] قولہ فی یعطوا منظور لان الغایۃ ہو الالتزام لا الاعطاء بعربہ لان المقصود من الالتزام ہو الاعطاء فافہم ۱۲

ان کے مقابلہ میں یہ تخصیص ہے کیونکہ ان سے جزیہ نہیں لیاجاتا یا اسلام ہے یا سیف البتہ جنکے قتل کی اجازت نہیں جیسے عورتیں اور بچے وہ غلام لونڈی بنا کر رکھے جائیں گے اور حدیثوں سے ثابت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجوس سے بھی جزیہ لیا ہے اور مشرکین عجم مثل مجوس کے ہیں بلکہ آیت میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سے بدرجہ اولیٰ جزیہ لیاجاویگا کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ من الذین اوتوا الکتاب میں من بیانیہ ہے پس سب اہل کتاب ان ہی صفات سے موصوف ہونگے لایؤمنون الخ پس مدار وضع جزیہ کا یہ ٹھیرا اور ظاہر ہے کہ یہ صفات مشرکین میں بدرجہ اقوےٰ پائی جاتی ہیں کیونکہ اہل کتاب توحید اور معاد کا عقیدہ رکھتے ہیں گو اس میں غلطیوں کی وجہ سے لایؤمنون الخ فرمادیا ہے اور مشرکین تو خود ان عقائد کی اصل ہی میں مخالف ہیں پس جب مدار حکم ان میں اقویٰ ہے تو حکم بھی بدرجۂ اولیٰ ثابت ہوگا البتہ مشرکین عرب خاص دلیل سے اس عام سے مخصوص ہوگئے یہی مذہب ہے حنفیہ کا اور اس کی تائید ہوتی ہے ابن شہاب کے قول سے جو درمنثور میں منقول ہے کہ کفار قریش اور عرب کے بارے میں تو یہ حکم نازل ہوا قاتلوھم حتی لاتکون فتنۃ اور یہ آیت حتی یعطوا اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی اھ **مسئلہ** جزیہ بدل اسلام کا نہیں جیسا بعض معترضین کا زعم فاسد ہے پھر اعتراض کیا ہے کہ تھوڑے سے دام لیکر قرار علی الکفر اور اعراض عن الاسلام کی اجازت کیسے ہوگئی کہ عظمت اسلام کے خلاف ہے سو یہ اعتراض بناء الفاسد علے الفاسد ہے بلکہ یہ بدل ہے قتل کا یعنی اس کی وجہ سے . . . . . . اس کی جان بچ گئی سو یہ غایت عظمت وعزت ہے اسلام کی کہ اس نے ایسی رعایت کی اور یہی وجہ ہے کہ جو لوگ جہاد میں قتل نہیں کئے جاتے جیسے عورتیں اور بچے اور بہت بڈھے اور اپاہج اور رُہبان وتارکان دُنیا اُن پر جزیہ نہیں اور اگر بوجہ قرار علے الکفر کے ہوتا تو ان پر بھی ہوتا کیونکہ کفر مشترک ہے البتہ وجوب قتل میں باہم متفاوت ہیں اور اسی طرح بدل دفاع وحفاظت جان کا نہیں یعنی جزیہ کا یہ سبب نہیں ہے کہ ذمی اپنے سے مدافعت نہیں کرسکتے اور ہم دشمنوں سے اُن کی حفاظت کرتے ہیں کیونکہ حفاظت تو سب کی کی جاتی ہے اور جزیہ سب سے نہیں لیاجاتا بلکہ صرف ان ہی سے لیاجاتا ہے جو مستحق قتل تھے اس سے ثابت ہوگیا کہ یہ بدل ہے قتل کا و للہ در الفقہاء کیف وصلوا الی فہم الاسرار قالوا ھی لغۃ الجزاء لانہا جزت عن القتل کذا فی الدر المختار

مسئلہ عن ید کا حاصل یہ ہے کہ اُن کی شوکت نہ ہے اور صاغرون کا حاصل یہ ہے کہ وہ شریعت کے قوانین متعلقہ معاملات وسیاسیات کو اپنے ذمے رکھیں صغار کی یہ تفسیر روح میں امام شافعی سے نقل کی ہے پس اس طور پر جزیہ کے التزام کو غایت قتال فرمانے سے یہ ثابت ہوا کہ بدوں اس غایت کے وجوب قتال ساقط نہ ہوگا فی الروح عن الجصاص رح انہ لا یکون لہم ذمۃ اذا تسلطوا علی المسلمین بالولایۃ ونفاذ الامر والنہی اھ قلت ولکن لما کان الشیء حراما لا یباح دماءھم واموالہم اذا عاھدنا ھم مالم ننبذ الیہم ثم وجب النبذ ان خفنا دائی ننا ولکن ماذلک علی اللہ بعزیز اور تفصیل احکام ومقدار جزیہ کی کتب فقہ میں ہے **ربط** اوپر اہل کتاب کی نسبت لایؤمنون کا حکم فرمایا ہے آگے اُن کے عدم ایمان کی تفصیل ہے ؛

کفریات قولیہ وفعلیہ اہل کتاب

ملحقات الترجمۃ

سلہ قولہ فی تفسیر الید شوکت نہ ہے فالمراد بالید القہر والقوۃ ای اذلاء عاجزین او مقرونۃ بالذل وتفسیر الید ہہنا بالقہر والقوۃ اخرجہ ابن ابی حاتم عن قتادۃ کذا فی الروح قلت وہو حاصل ما فسرت بہ من قولہ ماتحت ہو کر فالید ہہنا الید الآخذۃ وعن سببیۃ وہو حال عن ضمیر یعطوا علی الاول او عن الجزیۃ علی الثانی ۱۲

عـــہ وما رواہ بعض اہل الاحداث کما افصح عنہ فی بعض رسائلہ من کتب الصحابۃ وخطبہم المشعرۃ بعدم اخذہم الجزیۃ ممن لم یحفظوھا ادرؤدعا علیہم فغایۃ ماثبت بہ کونہا مشروطۃ بالدفاع لا بدلا عنہ کالصلوٰۃ ہی مشروطۃ بالوضوء لا بدل عنہ واما عفوہم الجزیۃ عمن اعانوا المسلمین فہو لمکافاۃ منہم لاعانتہم ثم وضعہا عنہم لاعانۃ المسلمین لا یستلزم وضعہا عنہم للذب عن انفسہم الکافرۃ والمدعیٰ یتوقف علی الثانی واما وجود ہذا الاسم والرسم علی عہد کسری فلا مس لہ بالمدعیٰ کما اعترف بہ صاحب الرسالۃ نفسہ وما ادعاہ العقبار من انہا لفظۃ الجسنار یؤیدہ تسمیۃ الصحابۃ لہا فی تلک الکتب جزاء ۱۲ منہ

109 / 158

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُونَ

اور یہود نے کہا کہ عزیز خدا کے بیٹے ہیں　اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح خدا کے بیٹے ہیں　یہ ان کا قول ہے ان کے منہ سے کہنے کا یہ بھی

قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُونَ ۝ اِتَّخَذُوا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللّٰهِ

ان لوگوں کی سی باتیں کرنے لگے جو ان سے پہلے کافر ہو چکے ہیں خدا ان کو غارت کرے یہ کدھر الٹے جا رہے ہیں انہوں نے خدا کو چھوڑ کر اپنے علماء اور مشائخ کو رب بنا رکھا ہے

وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا اُمِرُوا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ يُرِيدُونَ

اور مسیح بن مریم کو بھی　حالانکہ ان کو صرف یہ حکم کیا گیا ہے کہ فقط ایک معبود کی عبادت کریں جسکے سوا کوئی لائق عبادت نہیں وہ انکے شرک سے پاک ہے　وہ لوگ یوں چاہتے ہیں

اَنْ يُّطْفِئُوا نُورَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّا اَنْ يُّتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُونَ ۝ هُوَ الَّذِىْ اَرْسَلَ رَسُولَهُ

کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں حالانکہ اللہ تعالیٰ بدوں اسکے کہ اپنے نور کو کمال تک پہنچا دے مانے گا نہیں گو کافر لوگ کیسے ہی ناخوش ہوں وہ اللہ ایسا ہے کہ اس نے اپنے رسول کو ہدایت

بِالْهُدٰى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ۝

اور سچا دین دیکر بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کر دے　گو مشرک کیسے ہی ناخوش ہوں۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ (الی قولہ تعالیٰ) وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ۝ اور یہود (میں سے بعض[1]) نے کہا کہ (نعوذ باللہ) عزیز (علیہ السلام) خدا کے بیٹے ہیں اور نصاریٰ (میں سے اکثر) نے کہا کہ مسیح (علیہ السلام) خدا کے بیٹے ہیں یہ الکا قول ہے انکے منہ سے کہنے کا (جس کا واقعہ میں کہیں نام ونشان نہیں) یہ بھی ان لوگوں کی سی باتیں کرنے لگے جو ان سے پہلے کافر ہو چکے ہیں (مراد مشرکین عرب جو ملائکہ کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے مطلب یہ کہ ان کو تو یہ بھی کافر سمجھتے ہیں پھر ان ہی کی سی کفر بات بکتے ہیں اور پہلے ہونا اس معنی کر ہے کہ مشرکین کی گمراہی قدیم تھی) خدا ان کو غارت کرے یہ کدھر الٹے جا رہے ہیں کہ خدا پر ایسے افتراء باندھتے ہیں یہ تو انکے اقوال کفریہ تھے آگے افعال کفریہ کا بیان ہے کہ) انہوں نے (یعنی یہود ونصاریٰ نے) خدا (کی توحید فی الطاعۃ) کو چھوڑ کر اپنے علماء اور مشائخ کو (باعتبار طاعت کے) رب بنا رکھا ہے (کہ ان کی اطاعت تحلیل اور تحریم میں مثل اطاعت خدا کے کرتے ہیں کہ نص پر انکے قول کو ترجیح دیتے ہیں اور ایسی اطاعت بالکل عبادت ہے پس اس حساب سے وہ انکی عبادت کرتے ہیں) اور مسیح بن مریم (علیہ السلام) کو بھی (ایک اعتبار سے رب بنا رکھا ہے کہ انکو ابن اللہ کہتے ہیں کیونکہ الوہیت اسکے لوازم سے ہے) حالانکہ انکو (کتب الہیہ میں) صرف یہ حکم کیا گیا ہے کہ فقط ایک معبود (برحق) کی عبادت کریں جسکے سوا کوئی لائق عبادت نہیں وہ انکے شرک سے پاک ہے (اور یہ تو بیان تھا اتباع باطل کا آگے بیان ہے اس کا کہ وہ دین حق کو رد کرتے ہیں کہ یہ بھی کفر ہے یعنی) وہ لوگ یوں چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور (یعنی دین اسلام) کو اپنے منہ سے (پھونک مار کر) بجھا دیں (یعنی منہ سے دو اعتراض کی باتیں اس غرض سے کرتے ہیں کہ دین حق کو فروغ نہ ہو) حالانکہ اللہ تعالیٰ بدوں اسکے کہ اپنے نور (مذکور) کو کمال تک پہنچا دے مانے گا نہیں گو کافر لوگ (جن میں یہ بھی آگئے) کیسے ہی ناخوش ہوں (چنانچہ) وہ اللہ ایسا ہے کہ (اسی اتمام نور کیلئے) اس نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہدایت (کا سامان یعنی قرآن) اور سچا دین (یعنی اسلام) دیکر (دنیا میں) بھیجا ہے تاکہ اس (دین) کو (کہ وہی نور مذکور ہے تمام (بقیہ) دینوں پر غالب کر دے (کہ یہی اتمام ہے) گو مشرک (جن میں یہ بھی داخل ہو گئے) کیسے ہی ناخوش ہوں ف احبار ورہبان کی

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ قاتلہم اللہ فی الروح دعاء علیہم بالاہلاک اھ ودل علی ان اللعن علی مستحقہ لا ینافی الحلم وحسن الخلق قولہ تعالیٰ اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا فی الروح فیہ اشارۃ الی ذم التقلید الذی ھو کذلک اعتقاد کالجملۃ اذ امنعتم من الرسوم تشبثوا بفعل مشائخہم قولہ تعالیٰ یریدون ان یطفؤا نور اللہ بافواہہم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ فیہ دلالۃ علی عدم الاکتراث بمخالفۃ المخالفین وحثہم بہ کل الاہتمام وکل الامر الی اللہ تعالیٰ فھو الکافی المدبر للامور ترجمہ قولہ تعالیٰ قاتلہم اللہ یہ بددعا ہے ہلاکت کی اور اسمیں دلالت ہے کہ مستحق پر بددعا کرنا حلم وحسن خلق کے منافی نہیں قولہ تعالیٰ اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا اسمیں نصوص کے مقابلہ میں (۱) تقلید کرنیکی مذمت ہے جیسے جاہلوں کی عادت ہے کہ جب رسوم منکرہ سے منع کیا جائے تو اپنے مشائخ سے تمسک کرتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ یریدون ان یطفؤا نور اللہ بافواہہم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ اس میں دلالت ہے کہ مخالفین کی زیادہ پروا نہ کرے اور خدا کے کارساز پر نظر رکھے کہ وہ کافی ہیں۔

البلاغۃ یضاھئون ای یضاہی قولہم قول الذین او یضاہئون فی قولہم قول الذین والمعنی علی التمیز ای یضاہئون باعتبار قولہم یعنی یضاہی قولہم فاہم قولہ قاتلہم دعاء علیہم او تعجب قولہ والمسیح ابن مریم اخر مع ان القیاس لکونہ اقوی تقدیمہ لانہ مختص بالنصاریٰ قولہ یطفؤا بافواہہم ای بافاویلہم ویجوز ان یکون فی الکلام استعارۃ تمثیلیۃ بان یشبہ حالہم بحال من یرید ان ینفخ فی نور عظیم منبث فی الآفاق لیقیمہ فعلی ہذا لعیم ما بہ الاطفاء افواہہم واقعا لہم ۱۲ اختلاف القراءۃ فی قراءۃ یضاہون بہاء مضمومۃ بعد ہا واو وقد جاء ضاہیت وضاہات بمعنی وہو المشابہۃ والموافقۃ قولہ عزیز ابن اللہ وفی قراءۃ بلا تنوین عزیز لالتقاء الساکنین وکونہ عجمیا تشبیہا النون بحرف اللین وہو مبتدا وابن خبرہ ۱۲

ملحقات الترجمۃ [1] قولہ فی الیہود بعض کما فی الدر المنثور اخرج ابن اسحٰق وابن جریر وابن ابی حاتم وابو الشیخ وابن مردویہ عن ابن عباس رض قال اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلام ابن مشکم ونعمان بن اوفی وابو انس وشاس بن قیس ومالک ابن الصیف فقالوا کیف نتبعک وقد ترکت قبلتنا وانت لا تزعم ان عزیرا ابن اللہ واخرج ابن المنذر عن ابن جریج قال رجل واحد اسمہ فنحاص اھ قلت فسقط قول من قال ان الیہود لیس فی عقائدہم ذلک واما التعبیر بجمیعہم فالانتساب الی الکل فتوجیہہ ما قال النیسابوری ہذا قول ناس من الیہود بالمدینۃ وما ہو بقول کلہم الا انہ جار علی عادۃ العرب فی ایقاع اسم الجماعۃ علی الواحد یقال فلان یرکب الخیل ویجالس الملوک ولعلہ لم یرکب الا فرسا ولم یجالس الا واحدا [2] قولہ فی لا الٰہ جیسے اشارۃ الی کونہ صفۃ ۱۲

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ ٱلْأَحْبَارِ وَٱلرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَٰلَ ٱلنَّاسِ بِٱلْبَٰطِلِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ

اے ایمان والو اکثر احبار اور رہبان لوگوں کے مال نامشروع طریقے سے کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے باز رکھتے ہیں

ٱللَّهِ ۗ وَٱلَّذِينَ يَكْنِزُونَ ٱلذَّهَبَ وَٱلْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِى نَارِ

اور جو لوگ سونا چاندی جمع کر کر رکھتے ہیں اور اُن کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے سو آپ انکو ایک بڑی دردناک سزا کی خبر سنا دیجئے جو کہ اس روز واقع ہوگی کہ ان کو دوزخ کی آگ میں

جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ ۖ هَٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُواْ مَا كُنتُمْ تَكْنِزُونَ ۝

تپایا جاوے گا پھر ان سے ان لوگوں کی پیشانیوں اور انکی کروٹوں اور انکی پشتوں کو داغ دیا جاوے گا یہ وہ ہے جس کو تم نے اپنے واسطے جمع کر کرکے رکھا تھا سو اب اپنے جمع کرنے کا مزہ چکھو۔

اطاعت مطلقہ کو اتخاذ ارباب فرمانا سورۂ آل عمران کی ایک ایسی ہی آیت میں مع دلیل گذر چکا ہے اور اتمام بمعنی اثبات وتقویت بالدلائل تو اسلام کیلئے ہر زمانہ میں عام ہے اور یہی مقابل ہے اطفاء بمعنی رد کا اور تصحیح تفسیر کے لئے کافی ہے اور مع اعتبار انضمام سلطنت مشروط ہے صلاح اہل دین کے ساتھ اور مع محو کل بقیہ ادیان واقع ہوگا زمانہ عیسےٰ علیہ السلام میں اور انکو کافر بوجہ انکار نبوت کے اور مشرک باعتبار اعتقاد ابنیۃ اور اتخاذ ارباب کے فرمایا گیا ربط اوپر یہود ونصاریٰ کی کفریات میں اتخاذ احبار ورہبان کا ذکر تھا آگے ان احبار ورہبان کی بعض حالتیں جن سے عوام میں گمراہی پھیلی مذکور ہوتی ہیں اور اس مضمون کا مخاطب مومنین کو شاید اس لئے بنایا ہو کہ یہ متنبہ ہوں اور ایسے کام نہ کریں۔

حرص وطمع احبار ورہبان

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ (الے قولہ تعالے) هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝ اے ایمان والو اکثر احبار ورہبان (یعنی یہود ونصاریٰ کے علماء اور مشائخ عوام) لوگوں کے مال نامشروع طریقے سے کھاتے (اڑاتے) ہیں (یعنی احکام حقہ کو پوشیدہ رکھ کر موافق مرضی عوام کے فتوے دیکر ان سے نذرانے لیتے ہیں) اور (اس کی وجہ سے وہ) اللہ کی راہ (یعنی دین اسلام) سے (لوگوں کو) باز رکھتے ہیں (کیونکہ اُنکے جھوٹے فتووں کے دھوکہ میں آکر گمراہی میں پھنسے رہتے ہیں اور حق کو قبول بلکہ طلب بھی نہیں کرتے) اور (غایت حرص سے مال بھی جمع کرتے ہیں جن کی نسبت یہ وعید ہے کہ) جو لوگ سونا چاندی جمع کر کر رکھتے ہیں اور انکو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے (یعنی زکوٰۃ نہیں نکالتے) سو آپ انکو ایک بڑی دردناک سزا کی خبر سنا دیجئے جو کہ اُس روز واقع ہوگی کہ انکو دوزخ کی آگ میں (اول) تپایا جاوے گا پھر ان سے اُن لوگوں کی پیشانیوں اور ان کی کروٹوں اور انکی پشتوں کو داغ دیا جاویگا (اور یہ جتلایا جاوے گا کہ) یہ وہ ہے جس کو تم نے اپنے واسطے جمع کر کرکے رکھا تھا سو اب اپنے جمع کرنے کا مزہ چکھو **ف** اگر کسی کو شبہ ہو کہ جسکے پاس لاکھوں کروڑوں روپیہ ہو تو اس سے داغ دینا دو حال سے خالی نہیں یا تو ایک دم سے سب کا داغ دیا جاویگا یا آگے پیچھے دیا جاویگا پہلی شق پر اُس کے جسم پر اتنی جگہ نہیں اور دوسری شق پر تھوڑے روپیہ والا اور زیادہ روپیہ والا عذاب میں برابر ہوا کیونکہ نئے روپیہ کا داغ اور پہلے روپیہ کا داغ برابر ہے جواب یہ ہے کہ پہلی شق پر ممکن ہے کہ اس کا جسم وسیع کردیا جاوے واختارہ فی الروح اور دوسری شق پر ممکن ہے کہ ہر روپیہ کا داغ ایک بار ہو پس قلیل والے کا داغنا جلدی ختم ہو جاوے گا اور کثیر والے کا زیادہ دیر تک رہے گا گو اثر میں دونوں جگہ امتداد ہے لیکن پھر بھی الم کے اشتداد میں تفاوت ہو واللہ اعلم ربط اوپر ذکر اہل کتاب سے

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ۔ یاایہا الذین آمنوا ان کثیرا (الے قولہ) ویصدون عن سبیل اللہ ھذا لحال من یلخذ الاموال من جہلۃ المریدین و یکتمون الحق عنہم خوفا من فوت للناقع علیہم قولہ تعالیٰ والذین یکنزون الذہب والفضۃ فی الروح ذم البخلاء ولا یخفی ان جمع المال وکنزہ وعدم الانفاق لا یکون الا لاستحکام رذیلۃ الشح اوملخصا

ترجمہ

قولہ تعالے یاایہا الذین آمنوا ان کثیرا (الے قولہ) ویصدون عن سبیل اللہ یہی حال اس شخص کا ہے جو جاہل مریدوں سے نذرانے لیتا ہے اور منافع کے فوت ہوجانے کے اندیشہ سے ان سے حق کو چھپاتا ہے۔

قولہ تعالیٰ والذین یکنزون الذہب والفضۃ اسمیں بخل جمع مال کی مذمت ہے۔

اللغات الکنز الجمع سواء دفن اولم یدفن من الروح ۱۲
البلاغۃ ینفقونہا لم یقل ینفقونہما موافقۃ لما قبلہ لان المراد لیس الجنسان بل الدراہم والدنانیر الکثیرۃ ۱۲۔
اختلاف القراءۃ
فی قراءۃ حسن ابن عامر تحمی بالفوقانیۃ لعود الضمیر الی النار ای توقد النار علیہا فی نار جہنم ۱۲
ملحقات الترجمۃ ۱؎ قولہ قبل والذین یکنزون یہ وعید اشارۃ الی ان الموصول عام و یدخلون فیہ دخولا اولیا ۱۲ ۲؎ قولہ لا ینفقون زکوٰۃ کذا جاء فی الحدیث مفسرا ۱۲

۳؎ قولہ فی عذاب بڑے افادہ التنوین ۱۲
۴؎ قولہ فی یوم واقع اشارۃ الی ان نصب یوم بواقع مقدر صفۃ للعذاب ۱۲
۵؎ یعنی فعل موثر میں تفاوت ہے کہ ایک جلدی ختم ہوا اور ایک دیر میں اسی طرح اس فعل موثر کے اثر میں یعنی الم جو کہ بعد میں بھی باقی رہتا ہے اس اثر میں بھی دونوں جگہ تفاوت ہے اور اس تفاوت کیلئے تفاوت فی الامتداد ضروری نہیں تفاوت فی الاشتداد کافی ہے گو مدت دونوں کی مساوی ہو تناہی ہونے پر بھی جیسا عصاۃ کیلئے ہوگا اور غیر تناہی ہونے پر بھی جیسا کفار کیلئے ہوگا ۱۲

پہلے مشرکین سے قتال کرنے کا بنا بر انکے کفر کے بعد نقض عہد کے بیان تھا آگے اُن کی اور بھی بعض کفریات و جہالات کا تاکید امر بالقتال کے لئے مع امر قتال کے بیان ہے اور قبل ذکر ان جہالات کے امر حق کی تعیین ہے تاکہ اس کے خلاف کا جہل ہونا ظاہر ہو جاوے پس اس میں عود ہے[1] مضمون سابق کی طرف :۔

عود بذکر بعض جہالات کفریہ مشرکین

اس جہالت کا حاصل تبدیل احکام متعلقہ زمان تھا جس کی یہ صورتیں تھیں ۱؎ چونکہ اشہر حرم میں بنا بر[4] اعتقاد ملت ابراہیمیہ قتل و غارت کو وہ بھی بُرا سمجھتے تھے اور کبھی اپنی نفسانی اغراض سے ان میں قتال کی ضرورت پڑتی یا لڑتے لڑتے شہر حرام آجاتا تو کہتے کہ اب کے سال یہ مہینہ حرام نہیں ہوا دوسرا مہینہ حرام ہوگا مثلاً محرم آگیا تو کہتے کہ اب کے صفر حرام ہوگا اگر صفر میں بھی ضرورت ہوتی تو کہتے کہ ربیع الاول حرام ہوگا غرض سال بھر میں چار مہینے کا عدد تو پورا کر دیتے لیکن تخصیص کا لحاظ نہ کرتے کہ واقع میں شہر حرام کونسا تھا اور ہم نے کس کو قرار دیدیا ۲؎ اور کبھی جب زیادہ ضرورت پڑتی مثلاً کسی سال میں برابر دس مہینہ تک لڑائی کی ضرورت ہوئی اور ٹالتے ٹالتے کہ اگلے مہینہ کو حرام سمجھ لیں گے دس مہینے گذر گئے آگے دو[5] ہی مہینے رہ گئے تو ایسے موقع پر سال کے مہینے عدد میں بڑھا لیتے یعنی یوں کہتے کہ یہ سال چودہ مہینے کا ہوگیا جس میں چار ماہ اشہر حرم ہیں اور اسی لئے ان کا حج مختلف مہینوں میں واقع ہوتا چنانچہ سنہ ۹ھ میں جب حضرت صدیق اکبرؓ نے حج کیا ہے جس میں اعلان برارت کا کیا گیا وہ مہینہ حساب صحیح سے تو ذی الحجہ تھا لیکن ان کے حساب سے ذی قعدہ تھا رہا یہ کہ وہ لوگ پھر حج کو کیوں جمع ہو گئے تھے تو وجہ اس کی یہ تھی کہ وہ لوگ ہر مہینے میں دو سال تک حج کرتے تھے مثلاً دو سال ذی الحجہ میں حج کیا پھر دو سال تک محرم میں کیا شاید اپنی اس کمی بیشی کی کسر نکالنے کو ایسا کرتے ہوں تو سنہ ۹ھ میں حج کرنے کے لئے ان کے حساب سے ذی قعدہ کا نمبر تھا وہ تو اس لئے جمع ہو گئے اور واقع میں وہ ذی الحجہ تھا اس لئے حضرت صدیقؓ حج کے لئے بھیجے گئے اور یہی وجہ ہے کہ اعلان برارت کا خاتمہ بعض روایات میں تو دسویں ربیع الثانی ہے جیسا احقر نے تمہید کے فائدۂ سوم میں نقل کیا ہے اور بعض روایات میں دسویں ربیع الاول آیا ہے یعنی ان کے ربیع الاول کی دسویں تک جو کہ واقع میں ربیع الثانی تھا پھر اسی قاعدے کے موافق اگلے سال ان کے حساب سے ذی الحجہ میں حج کرنے کا نمبر تھا اور وہ واقع میں بھی اور انکے حساب سے بھی ذی الحجہ تھا گو برات کی وجہ سے مشرکین کو آنا نصیب نہ ہوا مگر آپ نے اسی توافق حسابین کو اپنے ان الفاظ سے ظاہر فرما دیا الا ان الزمان قد استدار کھیئتہ اور آپ نے صحابہؓ سے شاید اسی واسطے یہ پوچھا ای الیس ذا الحجۃ اور انہوں نے جواب میں اللہ و رسولہ اعلم کہا اور آپ نے فرمایا الیس ذا الحجۃ ۳؎ اور بعض روایات میں ہے کہ محرم کو صفر کر دیتے تھے اس کے دو معنے ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ یوں کہہ دیتے ہوں گے کہ اب کے صفر پہلے آگیا اس میں قتال درست ہے محرم پیچھے آوے گا اُس میں قتال نہ کریں گے اور دوسرے یہ کہ صفر سے مراد مثل صفر یعنی محرم محرم ہے اور صفر صفر لیکن محرم بوجہ حرام نہ ہونے کے مثل صفر کے ہوگیا اور صفر بوجہ حرام ہونے کے مثل محرم کے ہوگا جیسا صورت اولیٰ میں بیان ہوا یہ حاصل تھا اُن کی جہالت کا یہ سب مضامین بجز دو[6] شاید والی جگہ اور نمبر ۳ کے روح المعانی سے منقول ہیں پس آیات آیندہ میں اس جہالت کی نفی ہے اور اسی لئے شروع میں مہینوں کا عدد بتلایا کہ نمبر ۲ کی نفی ہو اور آگے تاخیر حرمت یا تاخیر شہر حرام کی نفی فرمائی تاکہ نمبر ۱ و نمبر ۳ کی نفی ہو اور اسی لئے حدیث میں اشہر حُرم کی تعیین میں بہت اہتمام فرمایا ثلث متوالیات ذوالقعدہ و ذوالحجہ و محرم اور رجب کی نسبت فرمایا رجب مضر الذی بین جمادی و شعبان کیونکہ ربیعہ حسب نقل روح رمضان کو شہر حرام سمجھتے اور اس کو رجب کہا کرتے اب آیت کی تفسیر لکھی جاتی ہے ❖

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ فی الربط عود وسمعت مولانا الشیخ محمد المحدث التھانوی فی بعض مواعظہ وکنت اذ ذاک مابین اثنتی عشر سنۃ الی الخمسۃ عشر سنۃ ان الربط من حیث انہ ذکر فی الآیۃ السابقۃ حکم الزکوۃ وکان من شرائطہ حولان الحول فلذا ذکر تحقیق الحول اھ قلت لکن فیہ شئ من البعد ۱۲

[4] قولہ فی العنوان بنا بر اعتقاد ملت ابراہیمیہ کذا فی الخازن ۱۲

[5] یعنی بجز ان دو مہینوں کے جن کے اول میں حفظ مراتب ۱۲

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ مِنْهَاۤ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ

یقیناً شمار مہینوں کا کتاب الٰہی میں اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں جس روز اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین پیدا کئے تھے ان میں چار خاص مہینے ادب کے ہیں

ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ ۙ۬ فَلَا تَظْلِمُوْا فِیْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَ قَاتِلُوا الْمُشْرِكِیْنَ كَآفَّةً كَمَا یُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ؕ وَ اعْلَمُوْۤا

یہی دین مستقیم ہے سو تم ان سب مہینوں کے بارے میں اپنا نقصان مت کرنا اور مشرکین سے سب سے لڑنا جیسا کہ وہ تم سب سے لڑتے ہیں اور یہ جان رکھو

اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ ۝ اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ زِیَادَةٌ فِی الْكُفْرِ یُضَلُّ بِهِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّ یُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِّیُوَاطِـُٔوْا

کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کا ساتھی ہے یہ ہٹا دینا کفر میں اور ترقی ہے جس سے کفار گمراہ کئے جاتے ہیں کہ وہ اس حرام مہینے کو کسی سال حلال کر لیتے ہیں اور کسی سال حرام سمجھتے ہیں تاکہ

عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَیُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ؕ زُیِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ ۝

اللہ تعالیٰ نے جو مہینے حرام کئے ہیں اُن کی گنتی پوری کر لیں پھر اللہ کے حرام کئے ہوئے مہینے کو حلال کر لیتے ہیں ان کی بد اعمالیاں ان کو مستحسن معلوم ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے کافروں کو ہدایت نہیں دیتا

تفسیر آیت

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا الیٰ قولہ تعالیٰ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ یقیناً شمار مہینوں کا (جو کہ) کتاب الٰہی (یعنی احکام شرعیہ) میں اللہ کے نزدیک (معتبر ہیں) بارہ مہینے (قمری ہیں) ہیں (اور کچھ آج سے نہیں بلکہ) جس روز اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین پیدا کئے تھے (اُسی روز سے اور) ان میں چار خاص مہینے ادب کے ہیں (ذی قعدہ ذی الحجہ محرم رجب) یہی (امر مذکور) دین مستقیم ہے (یعنی ان مہینوں کا بارہ ہونا اور چار کا بالتخصیص اشہر حرم ہونا اور بخلاف عادت جاہلیت کے کبھی سال کے مہینوں کا عدد بڑھا دیتے اور کبھی اشہر حرم کی تخصیص چھوڑ دیتے کہ یہ بددینی ہے) سو تم ان سب مہینوں کے بارے میں (دین کے خلاف کر کے جو کہ موجب گناہ ہے) اپنا نقصان مت کرنا (یعنی اس عادت جاہلیت کے موافق مت کرنا) اور ان مشرکین سے (جبکہ یہ اپنی کفریات کو جن میں یہ خاص عادت بھی آگئی نہ چھوڑیں) سب سے لڑنا جیسا کہ وہ تم سب (مسلمانوں) سے لڑنے کو ہر وقت تیار (رہا کر) تے ہیں اور (اگر انکے جمعیت اور سامان سے اندیشہ ہو تو) یہ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کا ساتھی ہے (پس ایمان و تقویٰ کو اپنا شعار رکھو اور کسی سے مت ڈرو آگے اُن کی عادت جاہلیت کا بیان ہے کہ) یہ (مہینوں کا یا اُن کی حرمت کا آگے کو) ہٹا دینا کفر میں اور ترقی ہے جس سے (اور عام) کفار گمراہ کئے جاتے ہیں (اس طور پر) کہ وہ اس حرام مہینے کو کسی سال (نفسانی غرض سے) حلال کر لیتے ہیں اور کسی سال (جب کوئی غرض نہ ہو) حرام سمجھتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ نے جو مہینے حرام کئے ہیں (صرف) ان کی گنتی (بلا لحاظ تخصیص و تعیین) پوری کر لیں پھر (جب تخصیص و تعیین نہ رہی تو) اللہ کے

اللغات

النسیئ مصدر بمعنی التاخیر وفی قراءۃ النسیّ بالتشدید بابدال الہمزۃ یاء ثم الادغام ۱۲

لطیفہ

ومن عجائب الاتفاق انی یوم حررت ہذا المقام المتعلق بالشہور والسنۃ الرابع من ربیع الثانی ۱۳۲۳ من الہجرۃ اتی علی اربعۃ واربعون من السنین کما فی احسن الاتفاقین احکام السنۃ واتمام السنۃ واتفاق آخران الغد الذی اطعن فیہ فی العام الجدید من الولادۃ توافق فیہ التاریخ والیوم تاریخ ولادتی ویومہا فالتاریخان خامس ربیع الثانی والیومان اربعاء وہذا من الاتفاقات الغریبۃ ۱۲

ملحقات الترجمۃ ۵۱ قولہ فی یوم خلق آج سے اشارۃ الی المقصود من ذکر الظرف ۱۲ ۵۲ قولہ فی اربعۃ خاص لم یصرح بکونہا معینۃ لکونہا معہودۃ وعلی العہد مدار الانکار فی ما نقل عنہم ۱۲ ۵۳ قولہ فی ذلک یعنی امر اشارۃ الی ان الاشارۃ الی کل ما ذکر من العدۃ وکون الاشہر الحرم معینۃ ۵۴ قولہ ھنالک یہ بددینی اشارۃ الی ان الحصر فی ذلک الدین اضافی باعتبار فعلہم لا باعتبار سائر الامور الدینیۃ ۱۲ ۵۵ قولہ فی فیھن ان سب مہینوں کذا فی المنثور عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان الضمیر الی کل الاشہر ۱۲ ۵۶ قولہ فی المشرکین ان یعنی العرب لعدم الجزیۃ علیہم ۱۲ ۵۷ قولہ فی کافۃ سب اشارۃ الی کون حالا من المفعول ۱۲ ۵۸ قولہ فی یقاتلون تیار لان المشرکین لا یقاتلون بالفعل فی جمیع الاوقات ۱۲ ۵۹ قولہ فی یضل عام اشارۃ الی کون ہذا النسیئ من الرؤساء والاتباع من الاتباع (الاول مصدر والثانی جمع تابع) ۶۰ قولہ فی یحلونہ حرام مہینہ کو فالمرجع الشہر الحرام المدلول علیہ بانما النسیئ علی ان اللام عوض عن المضاف الیہ فان کان الشہر الحرام فظاہر وان کان الحرمۃ فالحرمۃ ایضاً یدل علی الحرام فافہم ۱۲ ۶۱ قولہ فی یحرمونہ سمجھتے لم یقل کر لیتے لان التحریم لم یکن حادثا فالانکار علی المجموع او علی عدم ضبطہم ویمکن ان یقال ان الانکار علی شیئین احلال الحرام وہو ظاہر وتحریم الحلال وصورتہ انہم زادوا مثلاً فی سنۃ واحدۃ شہرا واحدا بان اخروا رجب وقالوا ان السنۃ ثلثۃ عشر شہرا ویجیٔ رجب بعد ہذا الشہر فکان شعبان رجبا فی حسابہم فحرموا شعبان فی ہذا العام زعما منہم بانہ رجب فیقع فی العام الثانی رجب فی جمادی الآخرۃ فحرموہ علی انہ رجب فصدق انہم احلوا رجب فی العام الماضی وکان حراما وحرموا رجب فی العام المستقبل وہو کان حلالا لکونہ جمادی فی الواقع وکلا الامرین مذموم فافہم ۱۲

مسائل السلوک

ع ۵ ۸ ۱۱

قولہ تعالیٰ فلا تظلموا فیھن انفسکم ای فی الاشہر الحرم دل علی ان المعصیۃ فی الازمنۃ المبارکۃ ویقاس علیہا الامکنۃ المتبرکۃ اشد فی القبح فکیف بمن یعصی فی المشاہد المتبرکۃ من قبور الاولیاء والصلحین فی مواسم الاعراس التی ہی اضر شیء علی الناس

ترجمہ

قولہ تعالیٰ فلا تظلموا فیھن انفسکم ای فی الاشہر الحرم اس سے معلوم ہوا کہ ازمنہ مبارکہ میں اسی پر امکنہ مبارکہ کو قیاس کیا جاتا ہے معصیت کرنا قبح میں اشد ہے تو ان لوگوں کا کیا حال ہے کہ اولیاء کے مزارات پر فجور اور بدعات کرتے ہیں بالخصوص عرس کے موقعہ پر زیادہ صدور ہوتا ہے

عــہ ای لم یذکر فی القرآن لفظ دال علی کونہا معینۃ کتخصیصات وعلامات ونحوہا کما ذکرت فی الترجمہ لفظ خاص ۱۲ منہ

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ؕ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ

اے ایمان والو تم لوگوں کو کیا ہوا کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں نکلو تو تم زمین میں لگے جاتے ہو کیا تم نے آخرت کے عوض دنیا کی زندگی پر قناعت کر لی

حرام کئے ہوئے مہینہ کو حلال کر لیتے ہیں ان کی بداعمالیاں ان کو مستحسن معلوم ہوتی ہیں اور (ان کے اصرار علی الکفر بدرجہ عزم کرنا یہ سو دجہ ہے کیونکہ) اللہ تعالیٰ ایسے کافروں کو ہدایت (کی توفیق) نہیں دیتا (کیونکہ یہ خود راہ پر آنا نہیں چاہتے) **ف** لوند کا مہینہ جو تصحیح حساب موسم کے لئے بارہ پر بڑھا لیا جاتا ہے وہ اس آیت کی مخالفت نہیں اسی طرح دوسرے حسابوں کی اس میں نفی نہیں ہے جیسا بعض اہل زمانہ سے غلط فہمی ہوئی ہے کیونکہ ان حسابوں سے احکام شرعیہ میں تو فرق و خلل نہیں پڑتا اور مقصود آیت میں اس حساب کا ابطال ہے جس سے احکام شرعیہ میں اختلال یا غلطی ہونے لگے جیسا اہل جاہلیت کی عادت کا بیان کیا گیا البتہ چونکہ احکام شرعیہ کا مدار حساب قمری پر ہے اس لئے اس کی حفاظت فرض علی الکفایہ ہے پس اگر ساری امت دوسری اصطلاح کو اپنا معمول بنالیوے جس سے حساب قمری ضائع ہو جاوے سب گنہگار ہونگے اور اگر وہ محفوظ ہے تو دوسرے حساب کا استعمال بھی مباح ہے لیکن خلاف سنت سلف ضرور ہے اور حساب قمری کا برتنا بوجہ اُسکے فرض کفایہ ہونیکے لابد افضل و احسن ہے اور ہر چند کہ نسئ اور یحلونہ الخ اور یحلوا ما حرم الخ کے مفہومات کا حاصل ایک ہی ہے لیکن اختلاف عنوان سے اُنکی مذمت کی تاکید ہوگئی یعنی یہ عمل ان کا کئی حیثیت سے مذموم ہے اول یہ کہ اس میں مہینوں کی تقدیم و تاخیر ہے جو بلا تخصیص اشہر حرم مطلقاً مذموم ہے اور پھر عدم انضباط بھی ہے کہ ایک ماہ کا ایک سال اور حکم اور اسی کا دوسرے سال دوسرا حکم یہ بھی علامت ہے ہوائے نفسانی کی پھر تحلیل حرام سب سے بڑھ کر ہے خوب سمجھ لو اور اس کو ترقی فی الکفر اس لئے فرمایا کہ تحلیل حرام کفر ہے اور اس سے پیشتر بھی وہ کافر تھے پس اس تحلیل حرام سے اُنکے کفر میں زیادتی ہوگئی اور اس آیت کے نزول کے وقت اگر اشہر حرم کی حرمت بمعنے حرمت قتال باقی تھی تب تو کوئی خلجان نہیں اور اگر منسوخ ہو چکی تھی تو ان کے بیان کا اہتمام زیادت ضبط و تصحیح حساب و رفع خلط و خبط جاہلیت کے ہے گو حرمت قتال نہ ہو البتہ حرمت بمعنی برکت و فضیلت اب بھی باقی ہے جیسے یوم جمعہ و ماہ رمضان ربط اوپر بعض غزوات کا مع اُنکے متعلقات کے ذکر ہوا تھا آگے غزوۂ تبوک کا بیان ہے جس کی تمہید شروع رکوع بالا کے متصل آیت قاتلوا الذین لا یؤمنون الخ میں بھی آچکی ہے ۔

قصہ غزوۂ تبوک

تبوک ایک مقام ہے مُلک شام میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فتح مکہ و غزوۂ حنین وغیرہا سے فارغ ہوئے آپ کو خبر معلوم ہوئی کہ روم کا نصرانی بادشاہ مدینہ پر فوج بھیجنا چاہتا ہے اور وہ فوج تبوک میں کہ اس کی عملداری کے حدود میں ہے جمع کی جاوے گی آپ نے خود ہی قصد سفر کا مقابلہ کے لئے فرمایا اور مسلمانوں میں اسکا اعلان عام کر دیا چونکہ وہ زمانہ گرمی کی شدت کا تھا اور مسلمانوں کے پاس سامان بہت کم تھا اور سفر بھی دُور دراز تھا اس لئے اس غزوہ میں جانا بڑی ہمت کا کام تھا اس لئے ان آیات میں اس کی بہت ترغیب دی گئی ہے اور چونکہ منافقین بوجہ عدم ایمان و عدم اخلاص کے اس میں طرح طرح کے بہانے پیش لائے اور ان کی طرح طرح کی خباثتیں ظاہر ہوئیں اس لئے ان آیات میں اُن پر بھی بہت تشنیع ہوئی ہے غرض آپ اس مقام تبوک تک تشریف لے جا کر لشکر نصاریٰ کے منتظر رہے مگر وہ ایسے مرعوب ہوئے کہ اُن کا حوصلہ نہ پڑا اور آپ وہاں ایک عرصہ تک مقیم رہ کر خیر و عافیت کے ساتھ مدینہ منورہ تشریف لے آئے اور یہ واقع رجب ۹ھ میں ہوا من فتح المنان پہلے اس غزوہ کی ترغیب ارشاد فرمائی جاتی ہے اس طرح کہ اول کاہلی پر ملامت اور ترک غزوہ پر وعید اور ترہیب ہے اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منصور من اللہ ہونے کا کسی کے غزوہ پر موقوف نہ ہونا مذکور ہے پھر غزوہ کا امر اور بیان فضیلت سے وعدہ و ترغیب ہے ۔

ملامت بر کسل و ترہیب بر ترک غزوۂ تبوک يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ

البلاغة فی الروح الی الارض متعلق باثاقلتم علی تضمینہ معنی المیل والاخلاد ای الی الدنیا والی الاقامۃ بارضکم ۱۲

الاٰخِرَةِ ج فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ

سو دنیوی زندگی کا تمتع تو کچھ بھی نہیں بہت قلیل ہے۔ اگر تم نہ نکلو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو سخت سزا دیگا اور تمہارے بدلے دوسری قوم پیدا کر دیگا

وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ

اور تم اللہ کو کچھ ضرر نہ پہنچا سکو گے اور اللہ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے۔ اگر تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ آپکی مدد اسوقت کر چکا ہے جبکہ آپکو کافروں نے جلا وطن کر دیا تھا جبکہ دو آدمیوں میں ایک آپ تھے

اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا

جسوقت کہ دونوں غار میں تھے جبکہ آپ اپنے ہمراہی سے فرمارہے تھے کہ تم غم نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ہمراہ ہے سو اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنی تسلی نازل فرمائی اور آپکو ایسے لشکروں سے قوت دی جن کو تم لوگوں نے نہیں دیکھا

وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ۭ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِىَ الْعُلْيَا ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کی بات نیچی کر دی اور اللہ ہی کا بول بالا رہا اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

اِلَى الْاَرْضِ سے (الی قولہ تعالےٰ) وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اے ایمان والو تم لوگوں کو کیا ہوا کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں (یعنی جہاد کے لئے) نکلو تو تم زمین کو لگے جاتے ہو (یعنی اٹھتے اور چلتے نہیں) کیا تم نے آخرت کے عوض دنیاوی زندگی پر قناعت کر لی سو دنیوی زندگی کا تمتع تو کچھ بھی نہیں بہت قلیل ہے اگر تم (اس جہاد کیلئے) نہ نکلو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو سخت سزا دیگا (یعنی تم کو ہلاک کر دیگا) اور تمہارے بدلے دوسری قوم پیدا کر دیگا (اور ان سے اپنا کام لے گا) اور تم اللہ (کے دین) کو کچھ ضرر نہ پہنچا سکو گے اور اللہ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے **ف** یہاں سے آخر سورت تک آیات میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس غزوہ کے متعلق لوگوں کی کئی حالتیں ہو گئی تھیں اول جو بلا تردد ساتھ ہو لئے دوم جو بعد تردد ساتھ ہو لئے الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ میں یہ دونوں قسمیں مذکور ہیں سوم جو عذر کی وجہ سے نہ جا سکے لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاۗءِ الخ میں انکا بیان ہے چہارم وہ مومنین جو باوجود عذر نہ ہونے کے کاہلی کے سبب نہ جا سکے وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا اور وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ اور وَّعَلَي الثَّلٰثَةِ الخ میں ان کا بیان ہے پنجم اکثر منافقین جو باوجود عذر نہ ہونے کے نفاق کے سبب نہیں گئے آیات کثیرہ میں اُن کا ذکر ہے ششم بعض منافقین جو بقصد تجسس و شرارت ساتھ ہو لئے تھے وفیکم سماعون لھم ولئن سالتھم لیقولن وھموا بما لم ینالوا میں بعض تفاسیر پر اُن کا ذکر ہے پس آیت مذکورہ میں ظاہراً قسم دوم مذکور ہے ربط اوپر کی آیت کی تمہید میں مذکور ہو چکا۔

عدم توقف منصوریت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بر ناصریت کسے بضمن قصۂ ہجرۃ

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ (الی قولہ تعالےٰ) وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ اگر تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہ کرو گے تو (اللہ آپ کی مدد کریگا جیسا) اللہ تعالیٰ آپ کی مدد اُسوقت کر چکا ہے جبکہ (اس سے زیادہ مصیبت و پریشانی کا وقت تھا جبکہ) آپ کو کافروں نے (تنگ کر کر کے مکہ سے) جلا وطن کر دیا تھا جبکہ دو آدمیوں میں ایک آپ تھے (اور دوسرے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ آپکے ہمراہ تھے) جسوقت کہ دونوں (صاحب) غار (ثور) میں (موجود) تھے جبکہ آپ اپنے ہمراہی سے فرمارہے تھے کہ تم (کچھ) غم نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ (کی مدد) ہمارے ہمراہ ہے سو (وہ مدد یہ ہوئی کہ) اللہ تعالیٰ نے آپ (کے قلب) پر اپنی (طرف سے) تسلی نازل فرمائی اور آپ کو (ملائکہ کے) ایسے لشکروں سے قوت دی جن کو تم لوگوں نے نہیں دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کی بات (اور تدبیر) نیچی کر دی (کہ وہ ناکام رہے) اور اللہ ہی کا بول بالا رہا (کہ ان کی تدبیر اور حفاظت غالب رہی) اور اللہ

اللغات

ثانی اثنین ای احد اثنین سواء کان ثانیا او اولا وکذا معنے ثالث ثلاثۃ ورابع اربعۃ ونحوہما کذا فی الروح ۱۲

البلاغۃ قولہ من الاخرۃ ای بدلہا وقولہ فی الاخرۃ ای فی جنب الاخرۃ وفی ہذہ تسمی القیاسیۃ لان المقیس یوضع فی جنب المقاس بہ اھ ۱۲

ملحقات الترجمۃ ۱۰ قولہ فی لا تضروہ اللہ کے دین اشارۃ الی تقدیر مضاف ۱۲

۲ قولہ فی الا تنصروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان المقام یدل علی ذکرہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

۳ قولہ فی انزل اللہ وہ یہ ہوئی اشارۃ الی ان الفاء تفسیریۃ لقولہ نصرہ اللہ ۱۲

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ لَوْ كَانَ

نکل پڑو تھوڑے سامان سے اور زیادہ سامان سے اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم یقین رکھتے ہو اگر کچھ

عَرَضًا قَرِیْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْۢ بَعُدَتْ عَلَیْهِمُ الشُّقَّةُ ؕ وَسَیَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا

لگتے ہاتھ ملنے والا ہوتا اور سفر بھی معمولی سا ہوتا تو یہ لوگ ضرور آپ کے ساتھ ہولیتے لیکن انکو تو مسافت ہی دُور دراز معلوم ہونے لگی اور ابھی خدا کی قسمیں کھاجاویں گے کہ اگر ہمارے بس کی بات

مَعَكُمْ ۚ یُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝

ہوتی تو ہم ضرور تمہارے ساتھ چلتے یہ لوگ اپنے آپ کو تباہ کررہے ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ یہ لوگ یقیناً جھوٹے ہیں۔

زبردست حکمت والا ہے (اسی لئے اس کی بات اور حکمت غالب رہی) ف اس میں قصۂ ہجرت کی طرف اشارہ ہے یہ غار مکہ معظمہ سے قریب ہے اُس میں آپ اور حضرت صدیق رضؓ تین روز تک رہے کفار آپ کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے ایک قائف یعنی نشان شناس کے بتلانے سے اُس غار تک پہنچے اُس وقت حضرت صدیق رضؓ کو آپ کی وجہ سے فکر ہوئی آپ نے اُن کی تسلی کی لاتحزن ان اللّٰہ معنا چونکہ دہن غار پر عنکبوت نے جالا بنا رکھا تھا اس لئے کفار کو شبہ نہیں ہوا سب لوٹ گئے اور اس قائف کو بیوقوف بنایا پھر آپ وہاں سے نکل کر مدینہ طیبہ روانہ ہوئے اور صحیح و سالم وہاں پہنچ گئے یہ قوت قلب کی سکینۂ غیبی و نزول ملائکہ کا جو کہ سکینہ لیکر آتے ہیں اثر تھا اس کو اور کفار کے ناکام چلے جانے کو نصرۃ فرمایا یہ سب روائتیں دُرِ منثور میں ہیں ربط اوپر کی آیت سے پہلی آیت کی تمہید میں مذکور ہوچکا ؛

امر بغزوہ و ترغیب

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (جہاد کے لئے) نکل پڑو (خواہ) تھوڑے سامان سے (ہو) اور (خواہ) زیادہ سامان سے (ہو) اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم یقین رکھتے ہو (تو دیر مت کرو) ف آخرت کی بہتری یعنی ثواب و قرب تو یقینی ہے اور کبھی دنیا کی بہتری بھی ہوتی ہے یعنی فتح اور غنیمت اور عزت ربط اوپر اس غزوہ کے متعلق مومنین سے خطاب تھا آگے آخر سورۃ تک منافقین کے احوال اور اقوال مذکور ہیں جو باوجود عذر نہ ہونے کے نفاق کے سبب غزوہ میں شریک نہیں ہوئے اور درمیان درمیان کچھ اور مضامین مناسبہ آگئے ہیں ؛

احوال و اقوال منافقین متخلفین

لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِیْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ (الٰی قولہ تعالٰی) وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ اگر کچھ لگتے ہاتھ ملنے والا ہوتا اور سفر بھی معمولی سا ہوتا تو یہ (منافق) لوگ ضرور آپ کے ساتھ ہولیتے لیکن اُن کو تو مسافت ہی دُور دراز معلوم ہونے لگی (اس لئے یہاں ہی رہ گئے) اور ابھی (جب تم لوگ واپس آؤ گے تو) خدا کی قسمیں کھاجاویں گے کہ اگر ہمارے بس کی بات ہوتی تو ہم ضرور تمہارے ساتھ چلتے یہ لوگ (جھوٹ بول بول کر) اپنے آپ کو تباہ (یعنی مستحق عذاب) کررہے ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ یہ لوگ یقیناً جھوٹے ہیں (بلاشبہ ان کو استطاعت تھی اور پھر نہیں گئے) ف لٰکن کے ساتھ بعد شقہ فرمانے سے عرض قریب کی بھی نفی ہوگئی کیونکہ بعد شقہ سے قرب اور سہولت حصول مال کی باقی نہیں رہی اور سفر قاصد کی نفی ظاہر ہے اور اگر بعد شقہ سے ایک ہی کی نفی مفہوم ہو تب بھی مقصود حاصل ہے کیونکہ اتباع کی علت مجموعہ امرین تھا

اللغات العرض ما عرض لک من منافع الدنیا ومتاعها القریب سہل المأخذ قریب المنال الشقۃ المسافۃ التی تقطع بمشقۃ ۱۲
النحو قولہ کان ای ما یدعون الیہ بدلیل المقام ۱۲

لمحقات الترجمۃ ۱؎ قولہ فی ت اور کفار کے الخ اشارۃ الی کون جملۃ انزل واید وجعل تفسیر النصرۃ ۱۲ ۲؎ قولہ فی خفافا وثقالا سامان ہو احد الاقوال فی الآیۃ کما فی الروح خفافا من السلاح وثقالا منہ فلا نسخ علی ہذا التفسیر لاشتراط القدرۃ بدلیل آخر ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالٰی لو کان عرضا قریبا وسفرا قاصدا لاتبعوک فیہ لطف وہو ان امتحن نفسہ لعمل یحبہ اللّٰہ تعالٰی امر لا فعلیہ ان یراعیہا لو یکن فیہ منفعۃ دنیویۃ وکان فیہ شقۃ فان العمل المتضمن لمنفعۃ الدنیویۃ الذی لا سیما اذا کان سہلا لیس دلیلا للمحبۃ فلا یغتر بتحملہا مثل ہذا العمل قولہ تعالٰی ویحلفون باللّٰہ لو استطعنا لخرجنا معکم وکذلک تفعل النفس السالک بذکر اعذار الکاذبۃ والتلبیس علیہ فی الطاعات بالاعذار الباطلۃ فعل لہم کما قال اللّٰہ تعالٰی یہلکون انفسہم وکثیر من المدعین للصلاح یلبسون علی الناس بالتمویہات فی الدعاوی صریحا تارۃ وفی مطاوی حدیث اخری تارۃ والوعید علی کل منہم یتامل فی مدلول الآیۃ ترجمہ۔ قولہ تعالٰی لو کان عرضا قریبا وسفرا قاصدا لاتبعوک اس میں اپنے نفس کیلئے امتحان کا طریقہ ہے کہ آیا وہ اللہ تعالٰی کا محب ہے یا نہیں اور وہ طریقہ یہ ہے کہ جس امر میں کوئی نفع دنیوی نہ ہو اور مشقت ہو اسمیں دیکھنا چاہئے کہ کیا رنگ ہوتا ہے کیونکہ عمل متضمن نفع دنیوی دلیل محبت نہیں ؛ قولہ تعالٰی ویحلفون باللّٰہ لو استطعنا لخرجنا معکم اسی طرح جیسے جیسے منافقین مسلمانوں کو دھوکا دیتے تھے سالک کو اس کا نفس جھوٹے دعووں سے دھوکا دیتا ہے اور طاعات میں باطل عذر پیش کرتا ہے بس اس نفس کو یہی جواب دے جو حق تعالٰی نے ارشاد فرمایا یہلکون انفسہم اسی طرح بہت سے مدعیان صلاح و تقوی دعووں میں ملمع سازیاں کرکے لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں کبھی صریحاً کبھی دوسری باتوں کے ضمن میں ان سب کو وعید کہ اس آیت کے مضمون میں غور کریں ۱۲

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ

اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف کر دیا آپ نے انکو اجازت کیوں دیدی تھی جب تک کہ آپکے سامنے سچے لوگ ظاہر نہ ہو جاتے اور جھوٹوں کو معلوم نہ کر لیتے جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر

يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ۝ اِنَّمَا

ایمان رکھتے ہیں وہ اپنے مال اور جان سے جہاد کرنے کے بارہ میں آپ سے رخصت نہ مانگیں گے اور اللہ تعالیٰ ان متقیوں کو خوب جانتا ہے البتہ

يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ۝

وہ لوگ آپ سے رخصت مانگتے ہیں جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے اور انکے دل شک میں پڑے ہوئے ہیں سو وہ اپنے شکوک میں پڑے ہوئے حیران ہیں۔

ایک جزو کی نفی سے مجموعہ منفی ہو گیا مجموعہ کی نفی سے اتباع منفی ہو گیا ربط اوپر جن منافقین کا ذکر ہے انہوں نے آپکی روانگی کے وقت جھوٹے جھوٹے عذر تراش کر سفر میں ہمراہ نہ جانے کی اجازت حاصل کر لی تھی آپ نے اذن دیدیا تھا آگے اللہ تعالیٰ اس اذن کا مناسب ہونا اور انکے اس استیذان کا مذموم و مبنی بر نفاق ہونا بیان فرماتے ہیں۔

عدم اولویت اذن بایشان و مبنی بر نفاق بودن استیذان ایشان

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۔ تا قولہ تعالیٰ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ۝ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف (تو) کر دیا (لیکن) آپ نے ان کو (ایسی جلدی) اجازت کیوں دیدی تھی جب تک کہ آپ کے سامنے سچے لوگ ظاہر نہ ہو جاتے اور (جب تک کہ) جھوٹوں کو معلوم نہ کر لیتے (تا کہ وہ خوش تو نہ ہونے پاتے کہ ہم نے آپ کو دھوکہ دیدیا اور) جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں وہ اپنے مال اور جان سے جہاد کرنے کے بارہ میں (اس میں شریک نہ ہونے کی کبھی) آپ سے رخصت نہ مانگیں گے (بلکہ وہ حکم کے ساتھ دوڑ پڑینگے) اور اللہ تعالیٰ ان متقیوں کو خوب جانتا ہے (انکو اجر و ثواب دے گا) البتہ وہ لوگ (جہاد میں نہ جانے کی) آپ سے رخصت مانگتے ہیں جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے اور ان کے دل (اسلام سے) شک میں پڑے ہیں سو وہ اپنے شکوک میں پڑے ہوئے حیران ہیں (کبھی موافقت کا خیال ہوتا ہے کبھی مخالفت کا) ف معافی جیسے گناہ کی ہوتی ہے کبھی خلاف اولیٰ کی بھی ہوتی ہے اس سے شبہ گناہ کا نہ ہونا چاہیئے اور لم اذنت سے ماضی پر عتاب مقصود بالذات نہیں بلکہ آئندہ کیلئے ممانعت اذن دینے سے اصل مقصود ہے پس اس سے کوئی شبہ نہ کرنا چاہیئے اور غرض اس نصیحت سے یہ نہیں کہ آپ کی اجازت سے وہ رہ گئے ورنہ ان کا جانا مصلحت تھا وجہ یہ کہ آگے ان کے جانے کے مفاسد خود ہی مذکور ہوتے ہیں اور نیز اگر آپ اجازت نہ بھی دیتے تب بھی تو ان کی نیت جانے کی نہ تھی کذا فی الدر عن مجاہد بلکہ مطلب یہ ہے کہ رخصت ملنے سے جو ان کو ایک گونہ بے فکری ہو گئی یہ نہ ہوتی اگر رخصت منظور نہ ہوتی اور یہ تب بھی نہ جاتے تو ذرا ان کی خباثت تو علانیہ کھل جاتی اور الذین صدقوا کا یہ مطلب نہیں کہ ان میں سچے بھی تھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ دوسرے مومنین صادقین معذورین سے ان کی حالت متمیز ہو جاتی اور سورۂ نور کے اخیر میں جو مومنین کیلئے استیذان کو ثابت فرمایا ہے لم یذہبوا حتی یستاذنوہ سو وہ استیذان بالعذر ہے اور یہاں نفی استیذان بلا عذر کی ہے پس کوئی تعارض نہیں ربط اوپر منافقین کا تخلف اور عذر کاذب کا مذکور تھا آگے اس عذر کے کاذب ہونے کا قرینہ دلوا داداہیں اور انکے تخلف سے غم نہ کرنے کے لئے اس کی حکمت کہ یہ جاتے تو فساد ہی کرتے لوخرجوا میں اور اس حکم ترتب فساد کی تائید واقعات سابقہ سے لقد ابتغوا میں بیان فرماتے ہیں

ملحقات الترجمة

سلہ قولہ فی عفا کر دیا و حمله علی الاخبار من المواہب کما فی قولہ ولقد عفا اللہ عنہم و لو حمل علی الانشاء کما ہو المشہور لیوجہ بما قال النیسابوری انما جاء علی عادۃ العرب فی التعظیم والتوقیر فیقدمون امثال ذلک بین یدی الکلام یقولون عفا اللہ عنک ما صنعت فی امری رضی اللہ عنک

ما یجیٔ ایک عن کلامی اھ ۱۲ سلہ قولہ فی ان یجاہدوا اسمیں شریک نہ ہونے کی اشارۃ الی تقدیر فی لکن لا من حیث ان الجہاد ماذون فیہ بل من حیث انہ متعلق بالماذون فیہ و ہو التخلف ای لا یستاذنک فی التخلف فی باب الجہاد و ہو ایضا من المواہب و ہذا کما یقال ان الآیۃ نزلت فی الغناء ای متعلقا بالغناء و لو نہیا لانہ فی الامر بالغناء ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ عفا اللہ عنک لم اذنت لہم فی الخ عن سفیان بن عیینۃ انہ قال انظروا الی هذا اللطف بدأ بالعفو قبل ذکر المعفو عنہ فکذا معاملۃ اللہ تعالیٰ فی المرحومین المقبولین المحبوبین یوہیم لطفہ فی عین المعاتبۃ لئلا یتوحشوا وا فیہ تعلیم ادب الخطاب مع من یراعی حرمتہ کقولہم رضی اللہ عنک ما جوابک عن کلامی قولہ تعالیٰ لم اذنت لہم حتی یتبین لک الذین صدقوا فیہ ارشاد للشیوخ بالتیقظ فی قبول الاعذار من المریدین لئلا یشتبہ علیہم الحقیقۃ او فیہا فساد فکثیر من المریدین یجترئون علی شیوخہم بتمویہ فساد فی کثیر من امورہم فیختل نظامہم الدینی کما نشاہد بلا فی زماننا ہو قولہ تعالیٰ لا یستاذنک الذین یؤمنون باللہ الخ فیہ اشارۃ الی ان المؤمن اذا سمع بخیر بادر الیہ و لا یتلکأ و لا یحتاج الی امر و تحریض ... ہذا من الشوق فیہ اثبات لحال الشوق

ترجمہ قولہ تعالیٰ عفا اللہ عنک لم اذنت ... اسم عفو کو شکایت سے پہلے ذکر فرمایا اور حقتعالیٰ باطن میں مقبولین کیساتھ یہی معاملہ ہے کہ عین عتاب میں انکو اپنا لطف دکھلاتے ہیں تاکہ انکو وحشت نہ ہو اسمیں ایسے شخص کیساتھ خطاب کرنیکا ادب بھی بتلایا گیا ہے جس کی حرمت کی رعایت کیجاوے قولہ تعالیٰ لم اذنت لہم حتی یتبین لک الذین صدقوا اس میں شیوخ کو تعلیم ہے مریدوں کے عذر قبول کرنے میں بیداری سے کام لیں کہ وہ عذر سچے واقع کے مطابق ہے یا اسمیں فساد کی کچھ آمیزش ہے کہ بہت سے مرید دھوکہ بھی دیتے ہیں پھر اسکا انجام ... کے دین کی بے انتظامی ہے قولہ تعالیٰ لا یستاذنک الذین یؤمنون باللہ الخ تو اس میں ہے کہ اس میں ... ہے کہ مومن جب خیر کو سنتا ہے تو فوراً اسکی ... دوڑتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ حالت شوق سے پیدا ... ہے تو اس میں شوق کا اثبات ہے ۱۲۔

وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ○

اور اگر وہ لوگ چلنے کا ارادہ کرتے تو اس کا کچھ سامان تو درست کرتے لیکن اللہ تعالیٰ نے انکے جانے کو پسند نہیں کیا اسلئے انکو توفیق نہیں دی اور یوں کہدیا گیا کہ اپاہج لوگوں کے ساتھ تم بھی یہاں ہی

لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّلَاَاوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

اگر یہ لوگ تمہارے شامل جاتے تو سوا اسکے کہ اور دونا فساد کرتے اور کیا ہوتا اور تمہارے درمیان فتنہ پردازی کی فکر میں دوڑے دوڑے پھرتے اور تم میں انکے کچھ جاسوس موجود ہیں اور اللہ ان ظالموں کو خوب

بِالظّٰلِمِيْنَ ○ لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ○

سمجھے گا — انہوں نے تو پہلے بھی فتنہ پردازی کی فکر کی تھی اور آپ کیلئے کارروائیوں کی الٹ پھیر کرتے ہی رہے یہاں تک کہ سچا وعدہ آگیا اور اللہ کا حکم غالب رہا اور انکو ناگوار ہی گذرتا رہا

قرینہ لطلان عذر و حکمت تخلف و تائید مفسد بودن منافقین

وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ (الی قولہ تعالیٰ) وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ○ لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ○ اور اگر وہ لوگ (غزوہ میں) چلنے کا ارادہ کرتے (جیسا کہ وہ اپنے عذر کے وقت ظاہر کرتے ہیں کہ چلنے کا تو ارادہ تھا لیکن کیا کیا جاوے فلاں ضرورت پیش آگئی سو اگر ایسا ہوتا) تو اس (چلنے) کا کچھ سامان تو درست کرتے (جیسا کہ سفر کے لوازم عادیہ سے ہے) لیکن (انہوں نے تو شروع سے ارادہ ہی نہیں کیا اور اسی میں خیر ہوئی جیسا آگے آتا ہے لو خرجوا فیکم الخ اور اسکے خیر ہونے کی وجہ سے) اللہ تعالیٰ نے انکے جانے کو پسند نہیں کیا اس لئے انکو توفیق نہیں دی اور (بحکم تکوینی) یوں کہدیا گیا کہ اپاہج لوگوں کے ساتھ تم بھی یہاں ہی دھرے رہو (اور انکے جانے میں خیر نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ) اگر یہ لوگ تمہارے شامل جاتے تو سوا اسکے کہ اور دونا فساد کرتے اور کیا ہوتا اور (وہ فساد یہ ہوتا کہ) تمہارے درمیان فتنہ پردازی کی فکر میں دوڑے دوڑے پھرتے (یعنی لگائی بجھائی کر کے آپس میں تفریق ڈلواتے اور جھوٹی خبریں اڑا کر پریشان کرتے دشمن کا رعب تمہارے قلوب میں ڈالنے کی کوشش کرتے اس لئے ان کا نہ جانا ہی اچھا ہوا) اور (اب بھی) تم میں انکے کچھ جاسوس موجود ہیں (جن کو اس سے زیادہ فساد کی تدبیر میں مہارت نہیں) اور ان ظالموں کو اللہ خوب سمجھے گا (اور ان لوگوں کی مفسدہ سازی و فتنہ پردازی کچھ آج نئی نہیں) انہوں نے تو پہلے (جنگ اُحد وغیرہ میں) بھی فتنہ پردازی کی فکر تھی (کہ ساتھ ہو کر ہٹ گئے کہ مسلمان دل شکستہ ہو جاویں اور (اس کے علاوہ بھی) آپ کی (ضرر رسانی کے) لئے کارروائیوں کی الٹ پھیر کرتے ہی رہے یہاں تک کہ سچا وعدہ آگیا اور (اس کا آنا یہ ہے کہ) اللہ کا حکم غالب رہا اور اُن کو ناگوار ہی گذرتا رہا (اسی طرح آئندہ بھی ہوگا بالکل تسلی رکھیئے کچھ فکر نہ کیجئے) ف ان سماعین کو بعض مفسرین نے منافق کہا ہے مگر چونکہ یہ اہل الرائے نہ تھے اس لئے ان سے فساد کا خوف نہ تھا اس لئے اُن کا جانا خلاف حکمت نہ تھا بلکہ بعضی مصلحتیں تھیں کہ مسلمانوں کا استقلال اور غلبہ اور کفار کا ضعف اور عجز دیکھ کر اپنے رؤساء کو خبر دیں تو وہ اور زیادہ جلیں مریں اور انکے حوصلے ہمیشہ کو پست ہو جاویں واللہ اعلم اور اُحد میں ان منافقین کا عین وقت پر الگ ہو جانا پارہ لن تنالوا کے ربع شروع رکوع واذ غدوت الخ میں گذر چکا ہے ربط اوپر منافقین کے احوال مشترکہ کا بیان تھا آگے کئی آیتوں میں جو لفظ منہم سے شروع ہوئی ہیں بعض کے احوال و اقوال مختصہ اور درمیان درمیان احوال مشترکہ بھی مذکور ہیں۔

اللغات

الانبعاث الخروج والنهوض الخروج الایضاع الاسراع یقال اوضعت الناقة بالرفع واوضعت الناقة بالنصب خلالکم الخلال جمع خلل وهو الفرجة استعمل ظرفا بمعنی بین ۱۲

فائدہ

فی الکشاف کانت الفتحة تکتب الفا قبل الخط العربی اخترع قریبا من نزول القرآن وقد بقی من ذلک الالف اثر فی الطباع فکتبوا صورة الهمزة الفا وفتحتها اخری ۱۲

ملحقات الترجمۃ ۱؎ قولہ فی لکن انہوں نے الخ اشارۃ الی تقدیر المستدرک اقامۃ المذکور مقامہ ۲؎ قولہ فی ثبط توفیق تفسیر بالحاصل ۱۲ ۳؎ قولہ فی القاعدین اپاہج ای الذین قعد والعجز او ضعف او عذر ۱۲ ۴؎ قولہ فی لا اوضعوا یہ ہوتا اشارۃ الی کون العطف تفسیریا ۱۲ ۵؎ یعنی جاسوسی سے زیادہ اور اس صفت کے بڑھانے سے مقصود اس شبہ کا دفع کرنا

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ولو ارادوا الخروج لاعدوا لہ عدۃ فیہ دلیل علی ان التعطل والبطالۃ دلیل عدم الارادۃ کثیر ممن غرتھم انفسھم یظھرون الشوق والرغبۃ فی الطاعۃ ولکن لو افتقدتھم لوجدتھم الھوی اشد التعطیل

ترجمہ

قولہ تعالیٰ ولو ارادوا الخروج الی عدۃ اس میں دلیل ہے کہ تعطل علامت ہے عدم ارادہ کی جیسے بہت سے لوگ اپنے نفس کے دھوکہ میں پڑے ہوئے ہیں کہ طاعات کی رغبت کا دعویٰ ظاہر کرتے ہیں اور بالکل نکمے ہوتے ہیں حالانکہ اگر عشق ہوتا تو تدبیر کرتا۔

[illegible]

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ۭ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ۭ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ۝ اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ

اور ان میں بعضا شخص وہ ہے جو کہتا ہے کہ مجھکو اجازت دیدیجئے اور مجھ کو خرابی میں نہ ڈالئے خوب سمجھ لو کہ یہ لوگ خرابی میں تو پڑ ہی چکے اور یقیناً دوزخ ان کافروں کو گھیرے گی اگر آپ کو کوئی اچھی حالت پیش آتی ہے

تَسُؤْهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَآ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ ۝ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ

تو وہ ان کے لئے موجب غم ہوتی ہے اور اگر آپ پر کوئی حادثہ آپڑتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم نے تو پہلے سے اپنا احتیاط کا پہلو اختیار کر لیا تھا اور وہ خوش ہوتے ہوئے چلے جاتے ہیں آپ فرما دیجئے ہم پر کوئی حادثہ نہیں پڑ سکتا

اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ۭ

مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مقدر فرمایا ہے وہ ہمارا مالک ہے اور اللہ کے تو سب مسلمانوں کو اپنے سب کام سپرد رکھنے چاہئیں آپ فرما دیجئے کہ تم تو ہمارے حق میں دو بہتریوں میں سے ایک بہتری ہی کے منتظر رہتے ہو

وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِيْنَا ڮ فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ۝

اور ہم تمہارے حق میں اسکے منتظر رہا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ تم پر کوئی عذاب واقع کریگا اپنی طرف سے یا ہمارے ہاتھوں سے سو تم انتظار کرو ہم تمہارے ساتھ انتظار میں ہیں۔

بعض اقوال خاصہ منافقین

اس شخص کا نام جد بن قیس تھا اس نے یہ بہانہ تراشا تھا کہ میں عورتوں پر مفتون ہوجاتا ہوں اور رومیوں کی عورتیں حسین زیادہ ہیں جانے میں میرا دینی ضرر ہے اس لئے رخصت کا خواستگار ہوں کذا فی الدر المنثور آیت وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ۭ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ۭ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ۝ اور ان (منافقین متخلفین) میں بعضا شخص وہ ہے جو (آپ سے) کہتا ہے کہ مجھ کو (غزوہ میں نہ جانے کی اور گھر رہنے کی) اجازت دیدیجئے اور مجھ کو خرابی میں نہ ڈالئے خوب سمجھ لو کہ یہ لوگ خرابی میں تو پڑ ہی چکے (کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی اور کفر سے بڑھ کر اور کون سی خرابی ہوگی) اور یقیناً دوزخ (آخرت میں) ان کافروں کو گھیرے گی (ربط اوپر کی آیت کی تمہید میں بیان ہوچکا)۔

بعض احوال مشترکہ منافقین

اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ (الی قولہ تعالیٰ) فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ۝ اگر آپ کو کوئی اچھی حالت پیش آتی ہے تو وہ اُن کے لئے موجب غم ہوتی ہے اور اگر آپ پر کوئی حادثہ آپڑتا ہے تو (خوش ہوکر) کہتے ہیں کہ ہم نے تو (اسی واسطے) پہلے سے اپنا احتیاط کا پہلو اختیار کر لیا تھا (کہ ان کے ساتھ لڑائی وغیرہ میں نہیں گئے تھے) اور (یہ کہہ کر) وہ خوش ہوتے ہوئے چلے جاتے ہیں آپ (جواب میں اُن سے دو باتیں) فرما دیجئے (ایک تو یہ کہ) ہم پر کوئی حادثہ نہیں پڑ سکتا مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مقدر فرمایا ہے وہ ہمارا مالک ہے (پس مالک حقیقی جو تجویز کرے مملوک کو اُس پر راضی رہنا واجب ہے) اور (ہماری کیا تخصیص ہے) اللہ کے تو سب مُسلمانوں کو اپنے سب کام سپرد رکھنے چاہئیں (دوسری بات یہ) فرما دیجئے کہ (ہمارے لئے جیسے اچھی حالت بہتر ہے ویسے ہی حوادث بھی باعتبار انجام کے کہ اُسمیں رفع درجات و کفارہ سیئات ہوتا بہتر ہے پس) تم تو ہمارے حق میں دو بہتریوں میں سے ایک بہتری ہی کے منتظر رہتے ہو (یعنی تم جو ہماری حالت کے منتظر رہتے ہو کہ دیکھئے کیا ہو تو خواہ وہ حسنہ ہو یا مصیبت ہمارے لئے دونوں ہی میں بہتری ہے) اور ہم تمہارے حق میں اُسکے منتظر رہا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ تم پر کوئی عذاب واقع کرے گا (خواہ) اپنی طرف سے (دُنیا میں یا آخرت میں) یا ہمارے ہاتھوں سے (جب کہ تم اپنے کفر کو ظاہر کردو تو مثل دوسرے کفار کے قتل کئے جاؤ) سو تم (اپنے طور پر) انتظار کرو (اور) ہم تمہارے ساتھ (اپنے طور پر) انتظار میں ہیں ف پہلے جواب کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مالک اور حاکم ہیں حاکم

البلاغۃ فی التعبیر عن الافتتان بالسقوط فی الفتنۃ تنزیل لہا منزلۃ المہواۃ المہلکۃ کذا فی الروح
الروایات فی الدر اخرج ابن ابی حاتم عن جابر بن عبد اللہ قال جعل المنافقون الذین تخلفوا بالمدینۃ یخبرون عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخبار السوء یقولون ان محمدا واصحابہ قد جہدوا فی سفرہم وہلکوا فبلغہم تکذیب حدیثہم عافیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ فساءہم ذلک، فانزل اللہ تعالیٰ ان تصبک حسنۃ تسؤہم الآیۃ ۱۲ الملحقات الترجمۃ ۱؎ قولہ فی اصرنا احتیاط کا پہلو لان الامر عام فی کل شئ تخصص بالمذکور لقرینۃ المقام ویتاید بقول مجاہد قد اخذنا امرنا قد حذرنا کذا فی الدر ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ومنہم من یقول ائذن لی ولا تفتنی فی الروح ای لا توقعنی فی الفتنۃ بتسلیط الرجوع اھ وھکذا عند النفس فی تثبطہا عن الطاعۃ تخدع العامل بان فیہا کذا وکذا من الخطر الذی شرہ اعظم من الخیر فی الطاعۃ قولہ تعالیٰ قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا الخ مراقبۃ لمعنی یسہل التوکل وفیما بعدہ الامر بالتوکل صریحا۔

ترجمہ

قولہ تعالیٰ ومنہم من یقول ائذن لی ولا تفتنی یعنے نساء روم کے فتنہ میں مجھ کو واقع نہ کیجئے ایسی حالت ہے نفس کی کہ طاعات سے بہانہ یہ عذر کرتا ہے کہ اس طاعت میں ایسا ایسا خطرہ ہے جسکا شر اس طاعت کی خیر سے اعظم ہے۔ قولہ تعالیٰ قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا الخ اسمیں ایسے مضمون کا مراقبہ ہے جو توکل کو سہل کردے اور اس کے بعد توکل کا صریح امر ہے۔

119 / 158

قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ؕ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ○ وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ

آپ فرما دیجئے کہ تم خواہ خوشی سے خرچ کرو یا ناخوشی سے تم سے کسی طرح مقبول نہیں بلاشبہ تم عدول حکمی کرنیوالے لوگ ہو اور اُن کے خیر خیرات قبول ہونے سے اور کوئی چیز بجز اس کے مانع نہیں

اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ○

کہ انھوں نے اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور وہ لوگ نماز نہیں پڑھتے مگر ہارے جی سے اور خرچ نہیں کرتے مگر ناگواری کے ساتھ

فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ

سو انکے اموال اور اولاد آپ کو تعجب میں نہ ڈالیں اللہ کو صرف یہ منظور ہے کہ ان چیزوں کی وجہ سے دنیوی زندگی میں ان کو گرفتار عذاب رکھے اور ان کی جان

اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ○

کفر ہی کی حالت میں نکل جاوے

ہونے کی حیثیت سے اُن کو ہر تصرف کا اختیار ہے اس لیئے ہم راضی ہیں اور دوسرے جواب کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حکیم ہیں اُس مصیبت میں بھی ہمارے فائدہ کی رعایت کرتے ہیں اس لئے ہم ہر حال میں فائدہ میں ہیں بخلاف تمہارے کہ تمہاری خوشحالی کا انجام بھی وبال اور نکال ہے اگر دنیا میں نہیں تو آخرت میں ضرور ہے **ربط** اوپر جس کا قول آیا ہے لا تفتنی اس نے یہ بھی کہا تھا کہ میں خود تو نہ جاؤں گا لیکن مال سے آپ کی اعانت کر دونگا کذا فی الدر آگے اس اعانت مالی کا غیر مقبول ہونا بوجہ فقدان ایمان کے کہ شرط قبول ہے بیان فرماتے ہیں ؏

مقبول نبودن نفقات منافقین

قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ (الی قولہ تعالیٰ) وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ○ آپ (ان منافقین سے) فرما دیجئے کہ تم (جہاد وغیرہ میں) خواہ خوشی سے خرچ کرو یا ناخوشی سے (خرچ کرو) تم سے کسی طرح (خدا کے نزدیک) مقبول نہیں (کیونکہ) بلاشبہ تم عدول حکمی کرنیوالے لوگ ہو (مراد اس سے کفر ہے جیسا آگے آتا ہے) اور اُن کی خیر خیرات قبول ہونے سے اور کوئی چیز بجز اسکے مانع نہیں کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ اور اسکے رسول کے ساتھ کفر کیا (یہی کو اوپر عدول حکمی کہا تھا اور کافر کا کوئی عمل مقبول نہیں) اور (اس کفر باطنی کی علامت ظاہریں یہ ہے کہ) وہ لوگ نماز نہیں پڑھتے مگر ہارے جی سے اور (نیک کام میں) خرچ نہیں کرتے مگر ناگواری کے ساتھ (کیونکہ دل میں ایمان تو ہے نہیں جس سے اُمید ثواب ہو اور اس اُمید سے رغبت ہو محض بدنامی سے بچنے کیلئے ایسا کرتے ہیں) سو (جب یہ ایسے مردود ہیں تو) اُنکے اموال اور اولاد آپ کو اس تعجب میں نہ ڈالیں (کہ غیر مقبولین کو اتنے انعامات کس طرح عطا ہوئے سو یہ واقع میں نعمت نہیں بلکہ نقمت ہے کیونکہ) اللہ کو صرف یہ منظور ہے کہ ان (مذکورہ) چیزوں کی وجہ سے دُنیوی زندگی میں (بھی) ان کو گرفتار عذاب رکھے اور ان کی جان کفر کی حالت میں نکل جاوے (جس سے آخرت میں بھی گرفتار عذاب رہیں پس جس اولاد و اموال کا یہ انجام ہو وہ انعام کہاں ہوا پھر تعجب کیوں ہو) **ف** دنیا میں مال و اولاد کا عذاب ہونا جب دنیا کے لئے لازم ہے اول اُسکی تحصیل و تمنا میں کیسی کیسی کوفت جسمانی روحانی اٹھانا پڑتی ہے پھر حصول کے بعد ذرا نقصان ہوگیا ذرا مرض ہوگیا بس ایک کو دو غم سر پر سوار ہے سب حالتیں طبیعت کے موافق بھی ہوں تو اس کا اندیشہ کہ کوئی امر ناگوار پیش نہ آجاوے پھر مفارقت کے

فائدہ قولہ انفقوا طوعا او کرھا لا یدل علی انھم ینفقون طائعین لیلزم منافاتہ مع قولہ لا ینفقون الا وھم کارھون بل غایتہ انہ ردھم بین الامرین لافادۃ مساواتہما اما انھم کیف یتصور انفاقہم طائعین فالجواب اولاً انہ علی سبیل الفرض وثانیاً ان یراد بالطوع عدم الزامہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاھم الانفاق ۱۲

ملحقات الترجمۃ سلہ قولہ فی ما منعھم اُن کی خیر خیرات الخ اشارۃ الی کون ان تقبل بدل الاشتمال من ضمیر المفعول فی منعھم فاعل منع والی حیز الاستثناء ۱۲ سلہ قولہ فی لا یاتون علامت فلا یرد ان الاحاجۃ الی التعلیل بعدم اتیان الصلوٰۃ بعد التعلیل بالکفر سلہ قولہ فی ولا تعجبک تعجب اصلہ الفرح والسرور مع التعجب فاطلق واریدبہ الجزء ۱۲ محشہ سلہ اگر شبہ ہو کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو انفاق پر بعض اوقات مجبور کیا جاتا ہوگا ورنہ کرہا کے کیا معنے ہوں۔ یہ جبر جائز نہیں جواب اس کا آیات الاعراب اشد کفرا فاقا الخ کی تفسیر میں حسنہ کے تحت میں مذکور ہے ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ولا یاتون الصلوٰۃ الا وھم کسالیٰ فی الروح فیہ اشارۃ الی حرمانھم لذۃ طعم العبودیۃ واحتجابھم عن مشاھدۃ جمال معبودھم قال محمد بن الفضل من لم یعرف الآمر [illegible] علی حد الکسل ومن عرف الآمر قام الی الامر علی حد الاستقصاء [illegible] قولہ تعالیٰ فلا تعجبک اموالھم ولا اولادھم فی الروح فیہ تحذیر للمؤمنین ان یستحسنوا ما اعطی اھل الدنیا من الاموال الفانیۃ فیحتجبوا بذلک عن حال الآخرۃ [illegible] قولہ تعالیٰ انما یرید اللہ لیعذبھم بھا فی الحیوٰۃ الدنیا فیہ تنبیہ علی ان [illegible] المحجوبین فی تحجبھم عن الحق [illegible] انھم یکابدون تجمیعھا وحفظھا [illegible] ویقاسون فیھا الھموم [illegible] ولیس عندھم من الاعتقاد بالثواب [illegible] مع اللہ ما یھون علیھم [illegible]

ترجمہ قولہ تعالیٰ ولا یاتون الصلوٰۃ الا وھم کسالیٰ اس میں شاہد ہے کہ لوگ سستی حقیقت سے محروم اور مشاہدہ جمال معبود سے محجوب ہیں محمد بن فضل کا قول ہے کہ جس شخص کو آمر کی معرفت نہ ہوگی وہ امر کیطرف کسل کے ساتھ اٹھتا ہے اور جس شخص کو آمر کی معرفت ہوگی وہ امر کیطرف اسکو غنیمت اور راحت سمجھ کر اٹھیگا ؏

قولہ تعالیٰ فلا تعجبک اموالھم ولا اولادھم اس میں اہل ایمان کو اس سے تحذیر ہے کہ اہل دنیا کے اموال و زینت کو مستحسن سمجھیں [illegible] کے سبب آخرت کے حال سے محجوب ہو جاویں قولہ تعالیٰ [illegible]

وَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنَّهُمْ لَمِنكُمْ وَمَا هُم مِّنكُمْ وَلَٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَفْرَقُونَ ۝ لَوْ يَجِدُونَ مَلْجَأً أَوْ مَغَارَاتٍ أَوْ مُدَّخَلًا

اور یہ لوگ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ تم میں کے ہیں حالانکہ وہ تم میں سے نہیں لیکن وہ ڈرپوک لوگ ہیں ان لوگوں کو اگر کوئی پناہ کی جگہ مل جاتی یا غار یا کوئی گھس بیٹھنے کی ذرا جگہ

لَّوَلَّوْا إِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُونَ ۝ وَمِنْهُم مَّن يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ فَإِنْ أُعْطُوا مِنْهَا رَضُوا وَإِن لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَا إِذَا هُمْ

تو یہ ضرور منہ اٹھا کر ادھر چل دیتے اور انہی بعض وہ لوگ ہیں جو صدقات کے بارہ میں آپ پر طعن کرتے ہیں سو اگر ان صدقات میں سے انکو ملجاتا ہے تو وہ راضی ہوجاتے ہیں اور اگر ان صدقات میں سے انکو نہیں ملتا تو وہ

يَسْخَطُونَ ۝ وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ إِنَّا إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ ۝

ناراض ہوجاتے ہیں اور انکے لئے بہتر ہوتا اگر وہ لوگ اس پر راضی رہتے جو کچھ انکو اللہ نے اور اسکے رسول نے دیا تھا اور یوں کہتے کہ ہم کو اللہ کافی ہے آیندہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہم کو اور دیگا اور اسکے رسول بھی ہم اللہ ہی کی طرف راغب ہیں

وقت کس بلا کی حسرت اور صدمہ کہ خدا کی پناہ اور آخرت میں تو ظاہر ہے کہ کافر پر جتنی دنیوی نعمتیں ہونگی اسکا کفر دونا بڑھے گا جس پر عذاب آخرت موعود ہے رابط اوپر انکے کافر ہونے کا ذکر تھا آگے انکے دعوے ایمان کی وجہ بیان فرماتے ہیں کہ تقیہ اور نفاق ہے ۔

مضطر بودن منافقین در اظہار ایمان

وَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنَّهُمْ لَمِنكُمْ سے لے قولہ تعالیٰ لَوَلَّوْا إِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُونَ ۝ اور یہ (منافق) لوگ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ تم میں کے ہیں (یعنی مسلمان ہیں) حالانکہ (واقع میں) وہ تم میں کے نہیں لیکن (بات یہ ہے کہ) وہ ڈرپوک لوگ ہیں (اسوجہ سے ڈر کے مارے کہ بجالے کفر ظاہر ہونے پر بجا سابقہ دوسرے کفار کا سا برتاؤ نہ ہونے لگے اپنے کفر کو جھوٹی قسمیں کھا کر چھپاتے ہیں اور کہیں دوسری جگہ ٹھکانا نہیں جو آزادی سے جا رہیں ورنہ) ان لوگوں کو اگر کوئی پناہ کی جگہ مل جاتی یا (کہیں پہاڑ وغیرہ میں) غار (ملجاتے) یا کوئی گھس بیٹھنے کی ذرا جگہ (ملجاتی) تو یہ ضرور منہ اٹھا کر ادھر چل دیتے (اور اظہار ایمان نہ کرتے مگر اب کیا کریں بیچارے مجبور ہیں ناچار جھوٹی قسموں سے کارروائی کرتے ہیں) رابط اوپر تمہید آیت وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ ائْذَن لِّي میں گذر چکا۔

بعض اقوال خاصہ دیگر منافقین[1]

وَمِنْهُم مَّن يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ سے لے قولہ تعالیٰ إِنَّا إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ ۝ اور ان میں بعض وہ لوگ ہیں جو صدقات (تقسیم کرنے) کے بارہ میں آپ پر طعن کرتے ہیں (کہ اس تقسیم میں نعوذ باللہ عدل کی رعایت نہیں کی گئی) سو اگر ان صدقات میں سے ان کو (ان کی خواہش کے موافق) ملجاتا ہے تو وہ (آپ سے) راضی ہوجاتے ہیں اور اگر ان صدقات میں سے ان کو (انکی خواہش کے موافق) نہیں ملتا تو وہ (آپ سے) ناراض ہوجاتے ہیں (جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل منشاء ان کے اعتراض اور حرف گیری کا محض حرص دنیوی اور خود غرضی ہے پس ایسے اعتراض کا باطل ہونا ظاہر ہے) اور انکے لئے بہتر ہوتا اگر وہ لوگ اس پر راضی رہتے جو کچھ ان کو اللہ نے (دلوایا تھا) اور اسکے رسول نے دیا تھا اور (اس کی نسبت) یوں کہتے کہ ہم کو اللہ (کا دیا) کافی ہے (ہم کو اتنا ہی ملنا مناسب تھا اسی میں خیر و برکت ہوگی اور اگر پھر حاجت پیش آویگی اور مصلحت ہوگی تو) آئندہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل

ع ١٤ ١٣

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ولو انہم رضوا ما آتاہم اللہ ورسولہ الخ فی الروح فیہ اشارۃ الی آداب الصادقین والعارفین والمریدین وہ لازمۃ الرضی والنشاط بما استقبل من اللہ تعالیٰ والتلذذ بالبلاء ۱۲ ترجمہ قولہ تعالیٰ ولو انہم رضوا ما آتاہم اللہ ورسولہ روح میں ہے کہ اس میں صادقین و عارفین و مریدین کے آداب کی تعلیم ہے اور اہل رضا کی علامت یہ ہے کہ جو کچھ حق تعالیٰ کیطرف سے پہونچے اس پر شاد رہے اور بلا سے متلذذ رہے ۔

اللغات الملجأ ما یتجاء الیہ کالحصن والمغارات الغار فی الجبل والمدخل مکان یدخلون فیہ انفسہم الجموح الاسراع الذی لا یردہ شیٔ کالفرس الجموح الذی لا یردہ لجام اللمز العیب وقیل بانہ فی الوجہ والہمز فی الغیب وقیل بعکسہ ۱۲

الروایات فی الباب روی البخاری عن ابی سعید الخدری قال بینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقسم قسما اذ جاءہ ذو الخویصرۃ فقال اعدل فقال ویلک من یعدل فنزلت ومنہم من یلمزک فی الصدقات الآیۃ واخرج ابن ابی حاتم عن جابر نحوہ اہ فی الروح اخرج ابن مردویہ عن ابن مسعود رضہ قال لما قسم النبی صلی اللہ علیہ وسلم غنائم حنین سمعت رجلا یقول ان ہذہ القسمۃ ما ارید بہا وجہ اللہ الی

قولہ نزلت الآیۃ واخرج ابن جریر وغیرہ عن داود بن ابی عاصم قال اوتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بصدقۃ فقسمہا ہہنا وہہنا حتی ذہبت وورا رجل من الانصار فقال ما ہذا بالعدل فنزلت اہ قلت وفی بعض ہذہ الروایات صرح بکون ما قسم غنیمۃ وفی بعضہا صدقۃ وفی بعضہا لم یصرح فالوجہ ان یحمل الغنائم علی قسم خمس منہا حیث یقسم کالصدقۃ ۱۲

ملحقات الترجمۃ ت۱ قولہ فی سرخی منافقین ای الاعتقاد او عملا لان من نزلت فیہ لم ار التصریح بکونہ منافقا کما سیاتی من الروایات فبہذا التعمیم استقام الکلام علی کل من الاحتمالین ۱۲

ت۲ قولہ فی رضوا ما آتاہم اللہ دلوایا تھا اشارۃ الی توجیہ الاسناد الی اللہ تعالیٰ ۱۲

إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ

صدقات تو صرف حق ہے غریبوں کا اور محتاجوں کا اور جو کارکن ان صدقات پر متعین ہیں اور جن کی دلجوئی کرنا ہے اور غلاموں کی گردن چھڑانے میں اور قرضداروں کے قرضہ میں اور

سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

جہاد میں اور مسافروں میں یہ حکم اللہ کی طرف سے مقرر ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے بڑی حکمت والے ہیں

(وکرم) سے ہم کو اور دیگا اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) دینگے ہم (دل سے) اللہ ہی کی طرف راغب ہیں (اور اُس ہی سے سب اُمیدیں رکھتے ہیں)

ف اگر کسی کو شبہ ہو کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقات میں سے منافقین کو بھی ملا کرتا تھا جواب یہ ہے کہ اگر یہ صدقہ نفل تھا یا منافق عملی مراد ہو تب تو کوئی اشکال نہیں کیونکہ اول صورت میں اسلام شرط نہیں ثانی میں منتفی نہیں اور اگر صدقہ فرضی اور منافق اعتقادی ہو تو وجہ اس کی یہ ہو سکتی ہے کہ اسوقت جمیع احکام میں منافقین کے ساتھ برتاؤ مومنین کا سا کیا جاتا تھا اس میں بھی ایسا ہی کیا گیا ربط اوپر صدقات کے بارہ میں معترضین کے اعتراض کا جواب دیا تھا آگے اُسی جواب کی تائید کیلئے صدقات کے مصارف و مستحقین کا بیان فرماتے ہیں جس سے مقصود یہ ہے کہ صدقات کا مناط اوصاف خاصہ ہیں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دینے یا نہ دینے اور کم دینے یا زیادہ دینے میں ان اوصاف کے وجود یا عدم اور قوت یا ضعف کا لحاظ رکھتے ہیں معترض کوتاہ نظری سے اعتراض کرتا ہے اور ہر چند کہ آگے بالاجماع صدقات فرض کا بیان ہے اور ارتباط جواب کا ظاہراً موقوف معلوم ہوتا ہے صدقاتؔ کے عام ہونے پر کیونکہ اوپر کی آیت میں صدقات کا فرض ہونا ثابت نہیں لیکن ارتباط کی توجیہ اس طرح ہو سکتی ہے کہ جیسا صدقات فرض اوصاف و مصالح خاصہ پر مبنی ہیں اسی طرح دوسرے صدقات میں بھی خاص خاص مصالح مرعی ہیں قاسم امین صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو پیش نظر رکھتے ہیں پس تخصیص صدقات فرض کی ذکر میں بطور تمثیل کے ہوگی خوب سمجھ لو۔

مستحقین صدقات

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ والے قولہ تعالے، وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ (فرض) صدقات تو صرف (ان لوگوں کا) حق ہے غریبوں کا اور محتاجوں کا اور جو کارکن ان صدقات (کی تحصیل وصول کرنے) پر متعین ہیں اور جن کی دلجوئی کرنا (منظور) ہے اور غلاموں کی گردن چھڑانے میں (صرف کیا جاوے) اور قرضداروں کے قرضہ (ادا کرنے) میں اور جہاد کرنے (والوں کے سامان) میں اور مسافروں (کی امداد) میں یہ حکم اللہ کی طرف سے مقرر ہے اور اللہ تعالےٰ بڑے علم والے بڑی حکمت والے ہیں (مناسب نامناسب کو جانتے ہیں اور مناسب احکام مقرر کرتے ہیں) ف یہ کل آٹھ مصارف ہیں ان کے متعلق یہ مسائل ہیں مسئلہ مؤلفۃ القلوب کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں زکوٰۃ دی جاتی تھی گو وہ مسلمان نہ ہوں مگر اُنکے مسلمان ہونے کی اُمید ہو یا محض اُنکے شر و فتنہ سے بچنے کے لئے اور یا مسلمان ہوں مگر غریب نہ ہوں محض اُن کو اسلام سے محبت پیدا کرنے کے لئے صحابہؓ کے وقت میں اجماع ہو گیا اُنکے عدم استحقاق پر جو علامت ہے حکم سابق کے منسوخ ہو جانے کی اخرجہ ابن ابی شیبہ وابن المنذر وابن ابی حاتم وابو الشیخ والبخاری فی تاریخہ عن ابن جبیر والشعبی وعبیدۃ السلمانی رض کذا فی الدر المنثور البتہ اگر مسلمان اور غریب ہو تو دوسرے اصناف میں داخل ہو جاوے گا مسئلہ اسلام اور قدر نصاب فارغ عن الحوائج الاصلیۃ کا مالک و قابض نہ ہونا سب میں شرط ہے بجز عاملین و محصلین زکوٰۃ کے جو سلطان اسلام کی طرف سے مقرر ہوں کہ ان کو باوجود غنی ہونے کے بھی اُسی زکوٰۃ میں سے بطور اُجرت

البلاغۃ

اتی فی الاصناف الاربعۃ باللام وفی الباقیۃ بفی صرفا العطف ابن السبیل علی الاقرب اما للتفنن واما لنکتۃ وہی ان الاربعۃ المتقدمۃ کونہم ملاکا اظہر من المتاخرۃ لان المتاخرین حاجتہم منجزۃ والغالب صرفہم الیہا فوراً فالمال الذی یصرف فی الرقاب انما یتناولہ السادۃ وکذا لکا الغارمین انما یصرف نصیبہم لارباب دیونہم تخلیصا لہم وکذا فی سبیل اللہ وابن السبیل یصرفون فی العدۃ والزاد فوراً ۱۲

ع یعنی جو صدقات آگے مذکور ہونگے وہ عام ہوں فرض اور نفل کو ارتباط اسوقت ہوگا ورنہ اگر آیت لاحقہ میں صدقات فرض ہوں اور اوپر کی آیت میں جو صدقات مذکور ہیں کسی دلیل سے ثابت نہیں کہ وہ فرض تھے تو ارتباط کیسے ہوگا ۱۲ منہ

وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ

اور اُنہیں میں سے بعضے ایسے ہیں کہ نبی کو ایذائیں پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ ہر بات کان دیکر سن لیتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ وہ نبی کان دیکر تو وہی بات سنتے ہیں جو تمہارے حق میں خیر ہے کہ وہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور مومنین کا یقین کرتے ہیں

وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

اور آپ ان لوگوں کے حال پر مہربانی فرماتے ہیں جو تم میں ایمان کا اظہار کرتے ہیں اور جو لوگ رسول اللہ کو ایذائیں پہنچاتے ہیں ان لوگوں کیلئے دردناک سزا ہوگی

کے دینا جائز ہے باقی اصناف میں قید مذکور شرط ہے اور اس بنا پر صرف فقراء کہدینا کافی معلوم ہوتا تھا لیکن دوسرے عنوانات کے لانے سے یہ مقصود ہے کہ ان میں علاوہ فقر و مسکنت کے دوسرے اسباب استحقاق و دستگیری کے بھی ہیں **مسئلہ** بنی ہاشم میں سے نہ ہونا تمام اصناف میں شرط ہے **مسئلہ** فقیر اور مسکین کی تفسیر میں گو اختلاف ہے ایک کے معنی ہیں جس کے پاس کچھ نہ ہو ایک کے معنے ہیں جس کے پاس نصاب سے کم ہو لیکن حکم زکوٰۃ میں کچھ اختلاف نہیں البتہ حکم وصیت میں اختلاف ہے کہ اگر فقراء کیلئے وصیت کی تو کیسے لوگوں کو ملیگا یا مساکین کے لئے وصیت کی تو کیسے لوگوں کو ملیگا **مسئلہ** گردن چھڑانے کا مطلب یہ ہے کہ کسی غلام کو اُس کے آقا نے کہدیا ہو کہ تو اتنا روپیہ دیدے تو آزاد ہے اُس غلام کو زکوٰۃ دی جاوے تا کہ اپنے آقا کو دیکر آزاد ہو جاوے **مسئلہ** جس کے پاس دس ہزار روپیہ موجود ہو اور گیارہ ہزار کا مثلاً قرضدار ہو اس کو زکوٰۃ دینا درست ہے **مسئلہ** مجاہد اپنے گھر مال و سامان رکھتا ہے مگر گھر سے جدا ہے اور یہاں سامان نہیں اس کو زکوٰۃ دینا درست ہے یہی حکم مطلق مسافر کا **مسئلہ** سب مصارف مذکورہ میں یہ شرط ہے کہ جن کو زکوٰۃ دی جاوے ان کو مالک کر دیا جاوے بدون تملیک زکوٰۃ ادا نہ ہوگی **مسئلہ** یہ سب احکام صدقہ فرض کے ہیں نفل میں یہ قیدیں نہیں ہیں یہ سب مسائل ہدایہ میں ہیں ॥ ربط اوپر آیت ومنہم من یقول کی تمہید میں مذکور ہوا ہے۔

بعض احوال و اقوال خاصہ دیگر منافقین

اِس کا قصہ نزول یہ ہے کہ بعض منافقین نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی نازیبا بات کہی کسی دوسرے منافق نے کہا کہ ایسا مت کرو کہیں آپ کو خبر نہ ہو جاوے پھر ہماری خبر لیں وہ شخص بولا کہ نہیں کچھ فکر نہیں آپ ہر بات کان دیکر سُن لیتے ہیں اور ہر ایک کے دہوکہ میں آجاتے ہیں کچھ تحقیق نہیں کرتے اگر ایسا ہوا ہم جاکر باتیں بنا دینگے اور دھوکہ دے کر بری ہو جاوینگے رواہ فی الروح بروایۃ ابن ابی حاتم عن السدی **آیت** وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ (الی قولہ تعالے) وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ اور اُن (منافقین) میں بعضے ایسے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایذائیں پہنچاتے ہیں (یعنی آپ کی شان میں ایسی باتیں کہتے ہیں کہ سن کر آپ کو ایذا ہو) اور (جب کوئی روکتا ہے تو) کہتے ہیں کہ آپ ہر بات کان دے کر سُن لیتے ہیں (آپ کو جھوٹ بولکر دھوکہ دے دینا آسان ہے اس لئے کچھ فکر نہیں) آپ (جواب میں) فرما دیجئے کہ (تم کو خود دھوکہ ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی بات کو سُن لینا دو طور پر ہے ایک تصدیق کے طور پر کہ دل سے بھی اُس کو صحیح سمجھیں دوسرا خوش خلقی اور کریم النفسی کے طور پر کہ باوجود اس سمجھ جانے کے کہ یہ بات محض غلط ہے خلق و کرم جبلی سے اُس کو ٹال دیں اور راوی پر دار وگیر یا اُس کی صریح تکذیب نہ کریں سو) وہ نبی کان دیکر تو وہی بات سنتے ہیں جو تمہارے حق میں خیر (ہی خیر) ہے (جس کا حاصل اور نتیجہ یہ ہے کہ) وہ اللہ (کی باتیں وحی سے معلوم کر کے اُن) پر ایمان لاتے ہیں (جن کی تصدیق کا خیر ہونا تمام عالم کے لئے ظاہر ہے کیونکہ تعلیم اور عمل اُسی تصدیق پر موقوف

البلاغة

اذن جارحۃ معروفۃ اطلق علی ذی الاذن مجازاً مرسلاً للمبالغۃ ۱۲

ملحقات الترجمة

ـلـه قولہ فی اذن خیر دہی بات اشارۃ الی کون الاضافۃ بمعنی فی ای ہو اذن فی الخیر ولیس باذن فی غیر ذلک ویدل علیہ قراءۃ حمزۃ ورحمۃ فیما یاتی بالجر عطفاً علی خیر فان الجنس

وصف الاذن بالرحمۃ ویحسن ان یقال اذن فی الخیر والرحمۃ کذا فی الروح ولا یشکل علیک فی قراءۃ الجر التقسیم الذی جعلت فیہ الاذن مقابلاً للرحمۃ لان الاذن علی ہذا یکون عاماً فی قسمین قسم للتصدیق وقسم للرحمۃ فافہم ۱۲

عـــہ ہو فاعل لیشکل ۱۲ منہ

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ومنہم الذین یؤذون النبی ویقولون ہو اذن قیل ان مرادہم تکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام اذناً لقبل بکل ما یسمعہ من غیر فرق بین ما یلیق بالقبول لساعتہ لامارۃ الصدق لدیہ ومالا یلیق قل اذن خیر لکم ای ہو اذن فی الخیر والحق فیما یجب سماعہ وقبولہ لیس باذن فی غیر ذلک وقولہ ورحمۃ للذین آمنوا منکم ای للذین اظہروا الایمان حیث یقبلہ منہم لکن لا لتصدیقہ لہم فی ذلک بل رفقاً بہم وترحماً علیہم ولا یکشف اسرارہم ولا یہتک استارہم دفق عنہم تکرماً ثم حتی ظالوا انما قالوا لکرم النبی صلی اللہ علیہ وسلم حیث لم یشافہم بما یقبلون ومنہ یعلم وہو علیہ الصلوٰۃ والسلام الرحمۃ الواسعۃ وعن بعضہم انہ مثل من العاقل فقال الفطن المتغافل وانشد ولذا الکریم ایتہ تجدہ نیفر لایتہ فیما تردہ من الیسار وحرو فاعلم بانک لم تخادعہ جاہلا ان الکریم بفضلہ منقاد وحرو کذا فی الروح **ترجمہ** قولہ تعالیٰ ومنہم الذین یؤذون النبی ویقولون ہو اذن قل اذن خیر لکم یومن باللہ ویومن للمومنین ورحمۃ للذین امنوا منکم اذن سے کی مراد یہ تھی کہ ہر جا بات کو قبول کر لیتے ہیں خواہ واقعی ہو غیر واقعی اس میں فرق نہیں کرتے حق تعالیٰ نے اسکو دفع فرمایا کہ آپ صرف حق بات کو قبول کرتے ہیں تو غیر حق جو متکلم کے منہ پر رد نہیں فرماتے تو اسکی وجہ یہ نہیں کہ آپ فرق نہیں کرتے بلکہ وجہ یہ ہے کہ یہ شان رحمت کی ہے کسی کو رسوا نہیں کرتے الذین آمنوا سے مراد ظہور الایمان ہے

الثلثة

يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ لِيُرْضُوكُمْ ۚ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُرْضُوهُ إِنْ كَانُوا مُؤْمِنِينَ ○ أَلَمْ يَعْلَمُوا

یہ لوگ تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تم کو راضی کرلیں حالانکہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ حق رکھتے ہیں کہ اگر یہ لوگ سچے مسلمان ہیں تو اس کو راضی کریں کیا ان کو خبر نہیں

أَنَّهُ مَنْ يُحَادِدِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَأَنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا ۚ ذَٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيمُ ○

کہ جو شخص اللہ کی اور اسکے رسول کی مخالفت کریگا تو یہ بات ٹھیر چکی ہے کہ ایسے شخص کو دوزخ کی آگ اس طور پر نصیب ہوگی کہ وہ اس میں ہمیشہ رہے گا یہ بڑی رسوائی ہے۔

ہے) اور مومنین (مخلصین[۱]) کی باتوں) کا (جو بحیثیت ایمان و اخلاص ہوں) یقین کرتے ہیں (اس کا خیر کا ہونا بھی ظاہر ہے کہ مدار عام موقوف ہے احوال کی صحیح اطلاع پر اور اُس کا ذریعہ یہی مومنین مخلصین ہیں غرض کان دیکر اور سچا سمجھ کر تو اللہ کی اور مخلصین کی باتیں سنتے ہیں) اور (باقی تمہاری شرارت آمیز باتیں جو سُن لیتے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ) آپ اُن لوگوں کے حال پر مہربانی فرماتے ہیں جو تم میں ایمان کا اظہار[۲] کرتے ہیں (گو دل میں نہ ہو پس اس مہربانی اور خوش اخلاقی کی وجہ سے تمہاری باتیں سُن لیتے ہیں اور باوجود اس کی حقیقت سمجھ جانے کے درگذر اور خاموشی برتتے ہیں پس ان باتوں کا سُننا دوسرے طور کا ہے تم نے اپنی حماقت سے اس کو بھی اول طور پر محمول کر لیا خلاصہ یہ کہ تم یہ سمجھتے ہو کہ حقیقت کو حضرت نہیں سمجھتے اور واقع میں حقیقت کو تم ہی نہیں سمجھتے) اور جو لوگ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایذائیں پہنچاتے ہیں (خواہ[۳] اُن باتوں سے جن کے کہنے کے بعد ھو اذن کہا تھا یا خود اسی ھو اذن کے کہنے سے کیونکہ اس میں بھی توکسر شان ہے آپ کی فطانت اور ذکاوت کی تو) اُن لوگوں کے لئے دردناک سزا ہوگی ف اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ سے کبھی منافقین کی سخن سازی مخفی نہیں رہی بلکہ مطلب یہ ہے کہ آپ کے سکوت کی ہمیشہ یہ علت نہیں اور بعد نزول آیت لتعرفنہم فی لحن القول کے تو پھر اختفا ہوا ہی نہیں کما صرحوا فی تفسیرھا اور مومنین میں جو بحیثیت ایمان واخلاص کی قید لگائی گئی وجہ اُس کی یہ ہے کہ ہر مومن ہر بات میں تو واجب التصدیق نہیں ہوتا بلکہ حسب قواعد شرعیہ جو بات اُس کے ایمان واخلاص سے ناشی سمجھی جاوے گی اُس کی تصدیق واجب ہوگی اسی حیثیت میں صفات عدالت شہود کی بھی داخل ہیں۔ ربط اوپر منافقین کے بعض احوال واقوال مختصہ کا بیان تھا آگے بقیہ احوال مشترکہ کے بیان سے عود ہے سابق کی طرف جن میں[۵] سے ایک تو اغراض فاسدہ سے اُن کی جھوٹی قسمیں کھانا ہے۔

حلف کاذب منافقین بغرض فاسد

یَحْلِفُونَ بِاللّٰہِ لَکُمْ لِیُرْضُوکُمْ (الی قولہ تعالیٰ) ذٰلِکَ الْخِزْیُ الْعَظِیْمُ۔ یہ لوگ تمہارے (مسلمانوں کے) سامنے (جھوٹی) قسمیں کھاتے ہیں (کہ ہم نے فلاں بات نہیں کہی یا ہم غزوہ میں فلاں عذر سے نہ جا سکے) تاکہ تم کو راضی کرلیں (جس میں جان و مال محفوظ رہے) حالانکہ اللہ اور اُس کا رسول زیادہ حق رکھتے ہیں کہ اگر یہ لوگ سچے مسلمان ہیں تو اُس کو راضی کریں (جو کہ موقوف ہے اخلاص اور ایمان پر) کیا اُن کو خبر نہیں کہ جو شخص اللہ کی اور اس کے رسول کی مخالفت کریگا (جیسا[۶] یہ لوگ کر رہے ہیں) تو یہ بات ٹھیر چکی[۷] ہے کہ ایسے شخص کو دوزخ کی آگ اِس طور پر نصیب ہوگی کہ وہ اس میں ہمیشہ رہے گا (اور) یہ بڑی رسوائی (کی بات) ہے ف روایات میں مصرح ہے کہ وہ لوگ رسول اللہ

ملحقات الترجمة

[۱] قولہ فی للمومنین مخلصین للاطلاق المقتضی للکمال ۱۲

[۲] قولہ فی الذین اٰمنوا اظہار کذا فسرہ الزمخشری وایدہ فی الروح باسناد الایمان الیہم بصیغۃ الفعل بعد نسبتہ الی المومنین المخلصین بصیغۃ الفاعل المنبئ عن الرسوخ والاستمرار للایذان بان ایمانہم امر حادث مالہ من قرار اہ قلت وایضا یؤیدہ المقابلۃ وضمیر الخطاب لان المخاطب لمقول قل ہم السافقون لانہم ہم المقصودون بالجواب فافہم والتعبیر بالایمان عن اظہارہ موافق لما سیاتی من قولہ قد کفرتم بعد ایمانکم ۱۲

[۳] قولہ فی یؤذون رسول اللہ خواہ لان یقولون فسر احتمالان کونہ تفسیر الیوذون وکونہ مغایرا لہ ۱۲

[۶] قولہ فی یحادد جیسا اشارۃ الی تفسیر المحادۃ بالکفر فان محادۃ المنافقین کانت کذلک ۱۲

[۷] قولہ فی فان ٹھیر چکی اشارۃ الی تقدیر الکلام ہکذا فحق لہ ان لہ نار جہنم ۱۲

[۵] اور دوسرا تیسرا احوال وہ ہے جو ربط آئندہ میں مذکور ہے یعنی استہزاء اور تاویل لغو ۱۲ منہ

يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ۝

منافق لوگ اس سے اندیشہ کرتے ہیں کہ مسلمانوں پر کوئی ایسی سورت نازل ہو جائے جو انکو منافقین کے ما فی الضمیر پر اطلاع دیدے آپ فرمادیجئے کہ اچھا تم استہزاء کرتے رہو بیشک اللہ تعالیٰ اس چیز کو ظاہر کرکے رہیگا جس سے تم اندیشہ کرتے تھے

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝

اور اگر آپ ان سے پوچھئے تو کہدیں گے کہ ہم تو محض مشغلہ اور خوش طبعی کر رہے تھے　آپ کہدیجئے گا کہ کیا اللہ کے ساتھ اور اس کی آیتوں کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ تم ہنسی کرتے تھے

لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةًۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ۝ ع ۱۴

تم اب عذر مت کرو تم تو اپنے کو مومن کہہ کر کفر کرنے لگے۔　اگر ہم تم میں سے بعض کو چھوڑ بھی دیں تاہم بعض کو تو سزا دیں گے بسبب اس کے کہ وہ مجرم تھے

صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے جھوٹی قسمیں کھاتے تھے تاکہ آپ اُن سے صاف رہیں اور یہاں آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ انکا مقصود مسلمانوں کو راضی کرنا تھا آپ کو راضی کرنا مقصود نہ تھا سو بات یہ ہے کہ آپ کی رضا ایک تو بحیثیت عدم تعرض کے ہے اور اس اعتبار سے آپ کی رضا مثل رضاء دوسرے مومنین کے ہے اور دوسری رضا دل سے ہے اور اس اعتبار سے آپ کی رضا مثل رضا اللہ تعالےٰ کے ہے پس ان کا قصد ارضا پہلی حیثیت سے تھا اور مطلوب دوسری حیثیت سے ہے جو کہ مفقود تھی خوب سمجھ لو ربط اوپر بعض احوال مشترکہ کا بیان تھا ایک ان میں سے اُن کا استہزاء اور پھر اُس پر لغو تاویل کرنا ہے آگے اُس کا بیان ہے جس کا قصہ یہ ہے کہ انہوں نے باہم بعضی ایسی باتیں کیں جس میں دین کے ساتھ استہزاء اور بدنیتی تھی چونکہ اکثر اُن کی مخفیات کی اطلاع آپ کو بذریعہ وحی ہو جاتی تھی طبعًا یہ خیال ہوا کہ کہیں یہ بھی ظاہر نہ ہو جاوے چنانچہ وہ ظاہر ہوگئی تو آپ نے بلاکر پوچھا اس وقت انہوں نے تاویل کی نخوض ونلعب ؛

استہزاء واعتذار باطل منافقین

يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ (الی قولہ تعالےٰ) اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةًۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ؏

منافق لوگ (طبعًا) اس سے اندیشہ کرتے ہیں کہ مسلمانوں پر (بذریعہ وحی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) کوئی ایسی صورت (مثلاً یا آیت) نازل نہ ہو جاوے جو ان کو ان منافقین کے ما فی الضمیر پر اطلاع دیدے (یعنی انہوں نے جو استہزاء کی باتیں خفیہ کی ہیں کہ مسلمانوں کے اعتبار سے وہ مثل اسرار مکنون فی القلب کے ہے اُن کی خبر نہ ہو جاوے) آپ فرمادیجئے کہ اچھا تم استہزاء کرتے رہو (اسمیں اُنکے استہزاء پر مطلع ہو جانے کو جتلا دیا چنانچہ آگے خود ارشاد ہے کہ) بیشک اللہ تعالیٰ اس چیز کو ظاہر کرکے رہے گا جسکے (اظہار) سے تم اندیشہ کرتے تھے (چنانچہ استہزاء میں ظاہر کر دیا کہ تم استہزاء کر رہے تھے) اور (ظاہر ہو جانے کے بعد) اگر آپ اُن سے (اس استہزاء کی وجہ) پوچھئے تو کہہ دیں گے کہ ہم تو مشغلہ اور خوش طبعی کر رہے تھے (اُس کلام کے حقیقی معنے مقصود نہ تھے محض جی خوش کرنے کو جس سے سفر آسانی سے قطع ہو جو کہ غرض صحیح ہے ایسی باتیں صرف زبانی کر رہے تھے) آپ

اللغات الخوض الدخول ثم صار اسما لكل دخول فيه تلويث واذاء ۱۲

البلاغة قوله ان نعف ادر وعليه ان الشرط ليس سببب للجزاء ولا ملزوم له فكيف معنى الشرطية واجيب بوجه وعندي ان الجزاء مقدر والمعنى ان نعف عن طائفة منكم فهو لا يستلزم العفو عن الكل لانا نزيد تعذيب طائفة وتعذيب طائفة ينافي العفو عن الكل فصح نفي الاستلزام والمقصود بمثل هذا التركيب الجمع والمبالغة في التعذيب اقتضاء لمقام التوبيخ وهذا من المواهب ۱۲

الروايات عن مجاهد في قوله يحذر المنافقون يقولون القول فيما بينهم ثم يقولون عسى الله ان لا يفشي علينا هذا وعن قتادة رض قال بينما رسول الله صلى الله عليه وسلم في غزوته الى تبوك وبين يديه اناس من المنافقين فقالوا ايرجو هذا الرجل ان يفتح له قصور الشام وحصونها هيهات فاطلع الله نبيه صلى الله عليه وسلم على ذلك فقال صلى الله عليه وسلم احبسوا على هؤلاء الركب فاتاهم فقال قلتم كذا قلتم كذا قالوا يا نبي الله انما كنا نخوض ونلعب وعن كعب بن مالك في قوله تعالےٰ ان نعف قال فكان الذي عفا الله عنه مخشي بن حمير فتسمى عبد الرحمن وسال الله ان يقتل شهيدا فقتل باليمامة كذا في الدر المنثور قلت ولقول مجاهد تائيد ما اخترت في تفسير ما في قلوبهم ۱۲ ملحقات الترجمة

ل قوله في عليهم مسلمانوں نقله في الروح ولا يرد تفكيك الضمائر لعد قيام القرينة ۱۲

۲ قوله في سورة مثلاً زاده لان ما يحذر منه الاظهار سواء كانت بسورة او غيرها فكذلك الواقع ۱۲

۳ قوله في قلوبهم مثل اسرار ففي الكلام استعارة ۱۲

۴ قوله في استهزءوا مطلع ہو جانے کو هذا من المواهب ۱۲

125 / 158

الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ يَأْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ نَسُوا — وقف لازم

منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک طرح کے ہیں کہ بری بات کی تعلیم دیتے ہیں اور اچھی بات سے منع کرتے ہیں اور اپنے ہاتھوں کو بند رکھتے ہیں انہوں نے خدا کا خیال نہ کیا

اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

پس خدا نے اُن کا خیال نہ کیا بلاشبہ یہ منافق بڑے ہی سرکش ہیں اللہ تعالیٰ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کفر کرنیوالوں سے دوزخ کی آگ کا عہد کر رکھا ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے

هِيَ حَسْبُهُمْ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝ كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ

وہ ان کے لئے کافی ہے اور اللہ تعالیٰ انکو اپنی رحمت سے دور کردیگا اور انکو عذاب دائمی ہوگا تمہاری حالت اُن لوگوں کی سی ہے جو تم سے پہلے ہوچکے ہیں جو شدت قوت میں اور کثرت

اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ

اموال و اولاد میں تم سے بھی زیادہ تھے تو انہوں نے اپنے حصے سے خوب فائدہ حاصل کیا سو تم نے بھی اپنے حصے سے خوب فائدہ حاصل کیا جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں نے اپنے حصے سے فائدہ حاصل کیا تھا

وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

اور تم بھی بری باتوں میں ایسے ہی گھسے جیسا وہ لوگ گھسے تھے اور اُن لوگوں کے اعمال دنیا و آخرت میں ضائع گئے اور وہ لوگ بڑے نقصان میں ہیں

(اُن سے) کہہ دیجئے کہ کیا اللہ کے ساتھ اور اُس کی آیتوں کے ساتھ اور اُسکے رسول کے ساتھ تم ہنسی کرتے تھے (یعنی خواہ غرض کچھ بھی ہو مگر محل استہزاء تو دیکھو کہ کیسی چیزیں ہیں جنکے ساتھ استہزاء کسی غرض سے بھی درست نہیں) تم اب (یہ بیہودہ) عذر مت کرو (مطلب یہ کہ یہ عذر مقبول نہیں اور اس عذر سے استہزاء جائز نہیں ہو جاتا) تم اپنے کو مومن کہہ کر کفر کرنے لگے (کیونکہ استہزاء بالدین مطلقاً کفر ہے گو دل میں تو پہلے بھی ایمان نہ تھا البتہ اگر کوئی دل سے توبہ کرلے اور مومن مخلص بن جاوے تو البتہ کفر اور عذاب کفر سے چھوٹ جاوے لیکن اس کی بھی سب کو توفیق نہ ہوگی ہاں بعض البتہ مسلمان ہو جاوینگے اور وہ معاف کردیئے جاوینگے پس حاصل یہ ٹھہرا کہ) اگر ہم تم میں سے بعض کو چھوڑ بھی دیں (بوجہ اسکے کہ وہ مسلمان ہو جاویں گے) تاہم بعض کو تو (ضرور ہی) سزا دینگے بسبب اس کے کہ وہ (علم ازلی میں) مجرم تھے (یعنی چونکہ وہ مسلمان نہ ہوں گے) ف مسئلہ دین کے ساتھ قصداً استہزاء خواہ بد اعتقادی سے ہو یا بدوں بد اعتقادی کے ہو کفر ہے اور استہزاء باللہ و آیاتہ و رسولہ باہم تینوں متلازم ہیں اور ان نعف عن طائفۃ کے مصداق میں مخشی بن حمیر کا ذکر روایات میں آیا ہے اور طائفہ کا اطلاق واحد پر بھی آتا ہے اس لئے کوئی اشکال نہیں کذا فی الروح ربط اوپر منافقین کے قبائح متعددہ مذکور ہوئے ہیں آگے اُن کا باہم و نیز دوسرے کفار سابقین کے ساتھ قبائح میں تشابہ اور متماثل ہونا اور اُن قبائح پر وعید اور امم سابقہ کے قصص کی طرف اشارہ کرنے سے اُس وعید کی تاکید فرماتے ہیں ؛

تشابہ فی الذم مع وعید منافقین

الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ الیٰ قولہ تعالیٰ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝

منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک طرح کے ہیں کہ بُری بات کی (یعنی کفر و مخالفت اسلام کی) تعلیم دیتے ہیں اور اچھی بات سے (یعنی ایمان اور اتباع نبوی سے) منع کرتے ہیں اور (خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے) اپنے ہاتھوں کو بند رکھتے ہیں انھوں نے خدا کا خیال نہ کیا

النحو قولہ کالذی خاضوا ای کالخوض الذی خاضوہ فہو صفۃ مصدر محذوف ۱۲ البلاغۃ قولہ المنافقت والتعرض لاحوال الاناث فی الموضعین للایذان بکمال عراقتہم فی الکفر والنفاق ولعلہ لم یذکر المنافقات فی قولہ ان المنافقین ہم الفاسقون اکتفاء بقرب العہد قولہ یامرون مقرر لمضمون ماقبلہ ولذا زدت فی الترجمۃ کلمہ کہ قولہ فنسیہم فیہ مشاکلۃ قولہ ہم

الفاسقون المقصود بالحصر بیان کمالہم قولہ وعد فیہ تہکم قولہ حسبہم المراد عظم عقابہما لانفی غیرہ قولہ فاستمتعوا ذم الاولین تمہید لذم المخاطبین بمشابہتہم ولذا اختیر الاطناب ۱۲ الملحقات الترجمۃ ۱؎ قولہ فی لا تعتذروا ما مقبول فہو کنایۃ وہذا من المواہب ۱۲ ۲؎ قولہ فی بعضہم من بعض ایک طرح اشارۃ الی ان من اتصالیۃ ۱۲

أَلَمْ يَأْتِهِمْ نَبَأُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ وَقَوْمِ إِبْرَاهِيمَ وَأَصْحَابِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكَاتِ ۚ

کیا ان لوگوں کو ان کی خبر نہیں پہنچی جو ان سے پہلے ہوئے ہیں جیسے قوم نوح اور عاد اور ثمود اور قوم ابراہیم اور اہل مدین اور الٹی ہوئی بستیاں

أَتَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ ۖ فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝

کہ انکے پاس انکے پیغمبر صاف نشانیاں لیکر آئے سو اللہ تعالیٰ نے تو ان پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

(یعنی اطاعت نہ کی) پس خدا نے اُن کا خیال نہ کیا (یعنی اُن پر رحمت خاصہ نہ کی) بلاشبہ یہ منافق بڑے ہی سرکش ہیں اللہ تعالیٰ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور (علانیہ) کفر کرنے والوں سے دوزخ کی آگ کا عہد کر رکھا ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے وہ اُن کیلئے (سزا کے) کافی ہے اور اللہ تعالیٰ اُن کو اپنی رحمت سے دور کر دے گا اور اُن کو (حسب[۱] وعدہ مذکور) عذاب دائمی ہوگا (اے منافقو) تمہاری[۲] حالت (کفر اور استحقاق جزائے کفر میں) اُن لوگوں کی سی ہے جو تم سے پہلے (زمانہ میں) ہو چکے ہیں جو شدت قوت میں اور کثرت اموال و اولاد میں تم سے بھی زیادہ تھے تو انہوں نے اپنے (دنیوی) حصے سے خوب فائدہ حاصل کیا سو تم نے بھی اپنے (دنیوی) حصے سے خوب[۳] فائدہ حاصل کیا جیسا تم سے پہلے لوگوں نے اپنے (دنیوی) حصے سے فائدہ حاصل کیا تھا اور تم بھی بری باتوں میں ایسے ہی گھسے جیسا وہ لوگ (بری باتوں میں) گھسے تھے اُن لوگوں کے اعمال (حسنہ) دنیا اور آخرت (سب) میں ضائع گئے (کہ دنیا میں ان اعمال پر بشارت[۴] ثواب نہیں اور آخرت میں ثواب نہیں) اور (اس حبط فی الدنیا والآخرۃ کی وجہ سے) وہ لوگ بڑے نقصان میں ہیں (کہ دارین میں مسرت اور راحت سے محروم ہیں پس اسی طرح تم اُنکی طرح کفر کرتے ہو اُنہیں کی طرح خائب و خاسر ہو گے اور جیسا اُن کے اموال و اولاد اُن کے کام نہ آئے تم تو ان چیزوں میں اُن سے کم ہو تمہارے بدرجہ[۵] اولیٰ کام نہ آویں گے یہ تو ضرر آخرت کی وعید ہوئی آگے احتمال ضرر دنیا کے ذکر سے متنبہ فرماتے ہیں کہ) کیا اُن لوگوں کو اُن (کے عذاب و ہلاک) کی خبر نہیں پہونچی جو اُن سے پہلے ہوئے ہیں جیسے[۶] قوم نوح اور عاد اور ثمود اور قوم ابراہیم اور اہل مدین اور الٹی ہوئی بستیاں (یعنی قری قوم لوط) کہ ان کے پاس ان کے پیغمبر صاف نشانیاں (حق کی) لیکر آئے (لیکن نہ ماننے سے برباد ہوئے) سو (اس بربادی میں) اللہ تعالیٰ نے تو اُن پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے (اسی طرح ان منافقین کو بھی ڈرنا[۷] چاہیئے) ف اور قوموں کے قصص تو پارۂ ولو اننا کے اخیر کے رکوعوں میں گذر چکے ہیں قوم ابراہیم علیہ السلام کا قصہ یہ ہے کہ نمرود کے دماغ میں مچھر گھس گیا تھا اور سر پر مار پڑنے سے کچھ سکون ہوتا تھا اور اُس نے ایک عالیشان عمارت بنائی تھی اُس کے گرنے سے اس قوم کے بہت لوگ دب کر مر گئے کذا فی الدر المنثور تفسیر سورۃ النحل آیت قد مکر الذین من قبلہم ؂

ربط اوپر منافقین کے قبائح و فضائح مذکور تھے آگے زیادہ کشف مضمون کے لئے کہ الاشیاء تتبین باضدادہا اور تبشیر اضداد کے لئے مومنین کے بعض مدائح کا بیان ہے ؂

ملحقات الترجمة

[۱] قولہ فی عذاب مقیم حسب وعدہ اشارۃ الی انہ لا تکرار فیہ لان المقصود کان فی السابق ہو الوعد وہہنا الوقوع ۱۲

[۲] قولہ فی کالذین تمہاری حالت اشارۃ الی انہ خبر لمبتدأ مقدر ای انتم کالذین ۱۲، [۳] قولہ فی استمتعتم خوب لان الاستمتاع ابلغ من التمتع

[۴] قولہ فی حبطت فی الدنیا بشارت وہو من المواہب ۱۲

[۵] قولہ لعل الخسرون بدرجہ اولیٰ اشارۃ الی فائدۃ ذکر کونہم اکثر اموالا و اولادا ۱۲

[۶] قولہ فی قوم نوح جیسے اشارۃ الی کونہ بدلا ۱۲

[۷] قولہ فی اخر الآیۃ ڈرنا چاہیئے اشارۃ الی جواب سوال ہو انہ لم یقع العذاب بالمنافقین فکیف اوعدوا بالنبأ والجواب ان المقصود بالایعاد ان یجوز وا ذلک ۱۲

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ

اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں نیک باتوں کی تعلیم دیتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں

وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ وَعَدَ

اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانتے ہیں ان لوگوں پر ضرور اللہ تعالیٰ رحمت کریگا بالاشبہ اللہ تعالیٰ قادر ہے حکمت والا ہے۔

اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ

اللہ تعالیٰ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں سے ایسے باغوں کا وعدہ کر رکھا ہے جنکے نیچے سے نہریں چلتی ہونگی جن میں وہ ہمیشہ رہینگے اور نفیس مکانوں کا جو کہ ان ہمیشگی کے باغوں میں ہوں گے

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ

اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی سب سے بڑی چیز ہے یہ بڑی کامیابی ہے اے نبی کفار اور منافقین سے جہاد کیجئے اور ان پر سختی کیجئے

وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بری جگہ ہے۔

مدح وبشارت مؤمنین

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ سے لے قولہ تعالیٰ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے (دینی) رفیق ہیں نیک باتوں کی تعلیم دیتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانتے ہیں ان لوگوں پر ضرور اللہ تعالیٰ رحمت کریگا (جس کی تفصیل وعد اللہ میں عنقریب آتی ہے) بلاشبہ اللہ تعالیٰ قادر (مطلق) ہے (جزائے تام دے سکتا ہے) حکمت والا ہے (جزائے مناسب دیتا ہے اب اُس رحمت کا بیان ہوتا ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں سے ایسے باغوں کا وعدہ کر رکھا ہے جنکے نیچے سے نہریں چلتی ہونگی جنمیں وہ ہمیشہ رہیں گے اور نفیس مکانوں کا (وعدہ کر رکھا ہے) جو کہ ان ہمیشگی کے باغوں میں ہونگے اور (ان سب نعمتوں کے ساتھ) اللہ تعالیٰ کی رضامندی (جو اہل جنت سے ہمیشہ ہمیشہ رہے گی ان) سب (نعمتوں) سے بڑی چیز ہے یہ (جزائے مذکور) بڑی کامیابی ہے ربط اوپر ذکر مؤمنین سے پہلے منافقین کا ذکر تھا آگے پھر ان ہی کا خاص طور پر ذکر ہے کہ مضامین مذکورہ پر تفریع کے طور پر ان سے اور انکے ساتھ کفار سے مجاہدہ باللسان اور بالسنان کا حکم ہے اور انکے جہنمی ہونے کی خبر ہے اور اس کے بعد اور مضامین مثل مضامین مذکورہ کے بتائید و تعلیل مجموعہ تفریع کے مذکور ہیں۔

امر بجہاد کفار و منافقین

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کفار سے (بالسنان) اور منافقین سے (باللسان) جہاد کیجئے اور ان پر سختی کیجئے (دنیا میں تو یہ اسکے مستحق ہیں) اور (آخرت میں) انکا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بری جگہ ہے ربط ابھی آیت بالا کی تمہید میں گزر چکا۔

البلاغة قولہ اولیآء تغیر الاسلوب للاشارة الی تناصرہم وتعاضدہم بخلاف اولئک قولہ یامرون الخ یامرون وینہون مقابل لیامرون وینہون ویقیمون مقابل نسوا اللہ ویؤتون مقابل یقبضون ویطیعون مقابل لقولہ الفاسقون ویرحمہم مقابل لقولہ نسیہم ورضوان مقابل لقولہ لعنہم اللہ قولہ عدن لیس فیہ تکرار لقولہ خلدین لان المقصود بیان حالہم فی مقام وبیان حال الدار فی مقام آخر قولہ رضوان فیہ من المبالغة ما لیس فی الرضا ولعل عدم نظم ہذا الرضوان فی سلک الوعد علی طرز ما تقدم لاستمرارہ فی الدارین ١٢ الملحقات الترجمة ٥١ قولہ فی اولیاء دینی اشارة الی عدم لزوم المودة الطبیعیة فیما بین المذکور والاناث ١٢ ٥٢ قولہ فی جاہد باللسان فلایرد ان ظاہرہ یقتضی مقاتلة المنافقین وہو خلاف الواقع ١٢

وقف لازم

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ورضوان من اللہ اکبر فی الروح اعلم ان مبدأ الحصول دار الاقامة ووصول کل سعادة و کرامة وھو غایة ارب المحبین ومنتھی امنیة الراغبین فکان اکبر من ھاتیک الجنات والمساکین ای من جملتہ

9
ع
15

ترجمہ

قولہ تعالیٰ ورضوان من اللہ اکبر اس میں اسکی دلیل و بیان کی ہے کہ خود جنت میں جانے اور ہر قسم کی سعادت و کرامت پانے کا مبدأ یہی رضا ہے نیز عشاق کا غایت مقصود یہی رضا ہے اھ

128 / 158

يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا ۚ وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا ۚ وَمَا نَقَمُوا إِلَّا أَنْ

وہ لوگ قسمیں کھا جاتے ہیں کہ ہم نے فلانی بات نہیں کہی حالانکہ یقیناً انہوں نے کفر کی بات کہی تھی اور اپنے اسلام کے بعد کافر ہو گئے اور انہوں نے ایسی بات کا ارادہ کیا تھا جو ان کے ہاتھ نہ لگی اور یہ انہوں نے صرف اس بات کا بدلہ دیا ہے

أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ ۚ فَإِنْ يَتُوبُوا يَكُ خَيْرًا لَهُمْ ۖ وَإِنْ يَتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ عَذَابًا أَلِيمًا

کہ ان کو اللہ نے اور اس کے رسول نے رزق خداوندی سے مالدار کر دیا سو اگر توبہ کریں تو ان کے لئے بہتر ہوگا اور اگر روگردانی کی تو اللہ تعالیٰ ان کو دنیا اور آخرت میں

فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ۝

دردناک سزا دے گا اور ان کا دنیا میں نہ کوئی یار ہے اور نہ مددگار

تائید امر جہاد و تاکید مضامین سابقہ ببیان بعضے احوال منافقین

اس کے متعلق مختصر قصہ یہ ہے کہ تبوک سے واپسی میں چند منافقین نے کہ تعداد ان کی بارہ تک منقول ہے ایک شب کو صلاح کی کہ فلاں گھاٹی میں آپ کی سواری گذرے گی سب مل کر آپ کو دھکیل دیں پھر قتل کر دیں غرض سب اپنا منہ لپیٹ کر جمع ہو کر دفعۃً اس موقع پر آ پہنچے مگر آپ نے دیکھ کر ڈانٹا اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ و حضرت عمار رضی اللہ عنہ ساتھ تھے انہوں نے ہٹایا مگر پہچانے نہیں گئے آپ کو وحی سے معلوم ہوا آپ نے منزل پر پہنچ کر ان لوگوں کو بلا کر پوچھا کہ تم نے ایسا ایسا مشورہ کیا تھا اور ایسا ارادہ کیا تھا وہ سب قسمیں کھا گئے کہ نہ مشورہ ہوا نہ ارادہ ہوا ان میں سے بعض کے ساتھ آپ نے خاص طور پر مالی اعانت بھی فرمائی تھی جیسے جلاس بروزن غراب کہ آپ نے اس کا ایک بڑا قرضہ ادا کیا تھا اور ویسے بھی آپ کی تشریف آوری کے قبل اکثر محتاج تھے پھر غنائم کی کثرت ہوئی تو ان کو بھی ظاہری میل جول کی وجہ سے کچھ نہ کچھ ملتا ہی رہتا تھا جیسا نوکان عرضا قریبا سے بھی مفہوم ہوتا ہے اس قصہ میں یہ آیت نازل ہوئی اور اس کے نازل ہونے کے بعد جلاس رضی اللہ عنہ نے صدق و اخلاص سے اسلام قبول کیا کذا فی الدر المنثور الاحادیث الغنائم فانہ من الروح عن الکلبی اور درمنثور میں اسباب نزول اور قصے بھی نقل کئے ہیں اسی طرح ھموا بما لم ینالوا اور اغناھم کی تفسیر میں بھی دوسرے اقوال نقل کئے ہیں۔

آیت و تفسیر

یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰہِ مَا قَالُوْا (الیٰ قولہ تعالیٰ) وَمَا لَھُمْ فِی الْاَرْضِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ۝ وہ لوگ قسمیں کھا جاتے ہیں کہ ہم نے فلانی بات (مثلاً یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیں) نہیں کہی حالانکہ یقیناً انہوں نے کفر کی بات کہی تھی (کیونکہ آپ کے قتل کے باب میں گفتگو کرنے کا کفر ہونا ظاہر ہے) اور (وہ بات کہہ کر) اپنے اسلام (ظاہری) کے بعد (ظاہر میں بھی) کافر ہو گئے (گو اپنے ہی مجمع میں سہی جس کی خبر مسلمانوں کو بھی ہو گئی اور اس سے عام طور پر کفر کھل گیا) اور انہوں نے ایسی بات کا ارادہ کیا تھا جو ان کے ہاتھ نہ لگی (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنا مگر ناکام رہے) اور یہ انہوں نے صرف اس بات کا بدلہ دیا ہے کہ ان کو اللہ نے اور اس کے رسول نے رزق خداوندی سے مالدار کر دیا (اس احسان کا بدلہ ان کے نزدیک یہی ہوگا کہ برائی کریں) سو اگر (اس کے بعد بھی) توبہ کریں تو ان کے لئے (دونوں جہان میں) بہتر (اور نافع) ہوگا (چنانچہ جلاس رضی اللہ عنہ کو توبہ کی توفیق ہو گئی) اور اگر (توبہ سے) روگردانی کی (اور کفر و نفاق ہی پر جمے رہے) تو اللہ تعالیٰ ان کو دنیا اور آخرت (دونوں جگہ) میں دردناک سزا دے گا (چنانچہ عمر بھر بدنام اور پریشان اور خائف رہنا اور مرتے وقت مصیبت کا مشاہدہ کرنا یہ دنیوی عذاب تھا، اور آخرت میں دوزخ میں جانا ظاہر ہی ہے) اور ان کا دنیا میں نہ کوئی یار ہے اور نہ مددگار (کہ عذاب سے بچا لے اور جب دنیا ہی میں کوئی یار مددگار نہیں جہاں اکثر مدد ہو جاتی ہے تو آخرت میں

اللغات النقمۃ فی القاموس المکافاۃ بالعقوبۃ ۱۲

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی الارض دنیا والتعبیر بذلک للتعمیم ای فی جمیع بقاعہا وسائر اقطارہا ۱۲

سلہ قولہ فی ولی جب دنیا ہی میں اشارالی ان تخصیص الدنیا لانہ لاولی ولا نصیر لھم فی الآخرۃ قطعا فلا حاجۃ الی نفیہ ۱۲

129 / 158

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ

اور ان میں بعض آدمی ایسے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے عہد کرتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے فضل سے عطا فرما دے تو ہم خوب خیرات کریں اور ہم خوب نیک نیک کام کیا کریں سو جب اللہ تعالیٰ نے انکو اپنے

بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ

تو وہ اسمیں بخل کرنے لگے اور روگردانی کرنے لگے اور وہ تو روگردانی کے عادی ہیں سو اللہ تعالیٰ نے انکی سزا میں انکے دلوں میں نفاق کر دیا جو خدا کے پاس جانیکے دن تک رہیگا اس سبب سے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ سے اپنے وعدہ میں خلاف کیا

وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝

اور اس سبب سے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے کیا ان کو یہ خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو انکے دل کا راز اور انکی سرگوشی سب معلوم ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ تمام غیب کی باتوں کو خوب جانتے ہیں۔

مسائل السلوک تفسیر بیان

قولہ تعالیٰ ومنہم من عاھد اللہ لئن اٰتانا من فضلہ لنصدقن ولنکونن من الصّٰلحین فی الروح اشارۃ الی وصف المغرورین الذین ما ذاقوا طعم المحبۃ ولا ھبت علیہم نسیم العرفان ومن ھٰذا شحوا لانفسہم افعالا فقالوا بالنفس فلما اٰتاھم من فضلہ بخلوا بہ ای انہم نقضوا العھد لما ظہر لہم ما سألوہ والبخل کما قال ابو حفص ترک الایثار عند الحاجۃ الیہ ام

ترجمہ

قولہ تعالیٰ ومنہم من عاھد اللہ لئن اٰتانا من فضلہ لنصدقن ولنکونن من الصّٰلحین روح میں ہے یہ اشارہ ہے ان لوگوں کی حالت کیطرف جن میں ذوق محبت تو ہے نہیں اپنے نفوس کیلئے بعض مقامات کو حاصل سمجھ جاتے ہیں پھر امتحان کے موقع میں پورے نہیں اترتے۔

تو بدرجۂ اولیٰ منفی ہو گا **ف** ما نقصد الخ ایسا ہے جیسا ہماری بول چال میں کہتے ہیں کہ مجھ سے یہ خطا تو ہو گئی تھی کہ وقت پر آپکے کام آ گیا تھا اس کو تاکید الشئ بخلافہ کہا کرتے ہیں **ربط** اور پر تمہید آیت ومنہم من یقول ائذن لی میں گذر چکا۔

بعض احوال خاصہ بعضے منافقین

اس کا مختصر قصہ یہ ہے کہ ثعلبہ بن حاطب نامی ایک شخص نے آپ سے کثرت مال کی دعا کرائی آپ نے سمجھایا کہ مصلحت نہیں اس نے کہا کہ میں نیک کاموں میں صرف کیا کروں گا غرض آپ کی دعا سے وہ مالدار ہو گیا جب زکوٰۃ کا وقت آیا تو کہنے لگا کہ اس میں اور جزیہ میں کیا فرق ہے اور زکوٰۃ نہ دی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

آیت و تفسیر

ومنہم من عاھد اللہ (الیٰ قولہ تعالیٰ) الم یعلموا ان اللہ یعلم سرھم ونجوٰھم وان اللہ علّام الغیوب ۝ اور ان (منافقین) میں بعضے آدمی ایسے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے عہد کرتے ہیں (کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد کرنا اور خدا سے عہد کرنا برابر ہے) اور وہ عہد یہ تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے فضل سے (بہت سا مال) عطا فرمادے تو ہم (اس میں سے) خوب خیرات کریں اور ہم (اسکے ذریعہ سے) خوب نیک نیک کام کیا کریں سو جب اللہ تعالیٰ نے اُن کو اپنے فضل سے (بہت سا) دیدیا تو اس میں بخل کرنے لگے (کہ زکوٰۃ نہ دی) اور (اطاعت سے) روگردانی کرنے لگے اور وہ تو روگردانی کے (پہلے ہی سے) عادی ہیں سو اللہ تعالیٰ نے اُن (کے اس فعل) کی سزا میں انکے دلوں میں نفاق (قائم) کر دیا جو خدا کے پاس جانے کے دن تک (یعنی دم مرگ تک) رہے گا اس سبب سے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ سے اپنے وعدہ میں خلاف کیا اور اس سبب سے کہ وہ (اس وعدہ میں شروع ہی سے) جھوٹ بولتے تھے (یعنی نیت ایفاء کی اُس وقت بھی نہ تھی پس نفاق تو اس وقت بھی دل میں تھا جس کی فرع کذب و اخلاف ہے پھر اس کذب و اخلاف کے وقوع سے اور زیادہ مستحق غضب ہوئے اور اس زیادہ غضب کا اثر یہ ہوا کہ وہ نفاق سابق اب دائم اور غیر زائل ہو گیا کہ توبہ بھی نصیب نہ ہو گی اسی حالت پر مر کر ابد الآباد جہنم میں رہنا نصیب ہو گا اور باوجود کفر مضمر کے جو اسلام اور اطاعت کا اظہار کرتے ہیں تو) کیا ان (منافقین) کو یہ خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اُن کے دل کا راز اور اُن کی سرگوشی سب معلوم ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ تمام غیب کی باتوں کو خوب جانتے ہیں (اور اس لئے وہ ظاہری اسلام اور اطاعت اُن کے کام نہیں آ سکتا بالخصوص آخرت میں پس سزائے جہنم ضروری ہے) **ف** باوجودیکہ صاحب قصہ ایک شخص ہے پھر اتاھم وغیرہ میں جمع کی ضمیر اس لئے لائی گئی کہ دوسرے منافقین بھی من وجہٍ اس میں شریک تھے چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ دوسرے ہم مشربوں کو مال سے بھی نفع ہوتا ہے اور

اللغات فاعقبہم جعل اللہ تعالیٰ عاقبۃ فعلہم ذٰلک کذا فی الروح قلت وترجمتی اخذ بالحاصل ۱۲

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ من فضلہ بہت سا مال یحتمل توجیہین احدہما ان یقدر المفعول ویکون من علیہ والآخر ان یکون الفضل بمعنی المال الزائد مفعولا ویکون من زائدۃ ۱۲

الَّذِیْنَ یَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِیْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الصَّدَقٰتِ وَالَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَیَسْخَرُوْنَ

یہ ایسے ہیں کہ نفل صدقہ دینے والے مسلمانوں پر صدقات کے بارے میں طعن کرتے ہیں اور ان لوگوں پر جن کو بجز محنت و مزدوری کے اور کچھ میسر نہیں ہوتا یعنی ان سے تمسخر کرتے ہیں

مِنْهُمْ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ○

اللہ تعالیٰ ان کو اس تمسخر کا بدلہ دیگا اور انکے لئے دردناک سزا ہوگی۔

ایسے احوال و اقوال کو بھی وہ پسند کیا کرتے ہیں اور اعقبہم نفاقاً سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح طاعات سے ایمان کی نورانیت بڑھتی ہے اسی طرح معاصی سے کفر کی ظلمت بھی بڑھتی ہے پس کذب و اخلاف سے کفر سابق میں کہ ثم معترضون بھی اس کی طرف مشیر ہے یہ اشتداد ہوگیا کہ دم مرگ تک امتداد ہوگیا جس کے لئے جہنم لازم ہے پس اصل سزا خلود فی النار ہے تتمہ قصہ یہ ہے کہ ان آیتوں کے نازل ہونے کی خبر سن کر زکوٰۃ لیکر حضور میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تیری زکوٰۃ لینے سے منع فرمادیا ہے اس نے بہت ہائے واویلا کی پھر حضرت صدیق اکبرؓ کے خلافت میں زکوٰۃ لایا آپ نے بھی قبول نہ کی اسی طرح حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے بھی قبول نہ کی یہاں تک کہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں وہ مرگیا کذا فی الروح عن الطبرانی و دلائل البیہقی بروایۃ ابی امامۃ الباہلی۔ احقر کہتا ہے کہ اس کا زکوٰۃ لانا اور نہ لینے پر واویلا کرنا خلوص سے نہ تھا بلکہ دفع عار و بدنامی کے لئے تھا کیونکہ اعقبہم نفاقاً سے اس کا دائماً کافر رہنا معلوم ہوگیا پھر خلوص کا احتمال کب ہے اور شاید حیات نبوت قبول سے مراد حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی یہی ہو اس طرح کہ قبول صدقہ کے لئے ایمان شرط ہے اور شرط کا انتفاء منصوص ہے پس مشروط بھی منفی عنہ ہوگا اور عجب نہیں کہ الم یعلموا میں اسی کا اشارہ ہو کہ یہ شخص جو زکوٰۃ لایا ہے تو کیا اس کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ دل کا حال جانتا ہے جب دل میں ایمان نہیں تو کیسے قبول کیا جاوے گا اور چونکہ کسی جگہ منقول نہیں کہ پھر اس شخص نے مساکین کو خود زکوٰۃ دے دی ہو اس سے ظاہراً تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ نہیں دی یہ بھی ایک قرینہ ہے عدم خلوص کا ورنہ خود بھی تو دے سکتا تھا اور ممکن ہے کہ اس میں مستقل وحی بھی نازل ہوئی ہو اور خلفاء راشدین کا قبول نہ کرنا آپ کے قبول نہ فرمانے کی وجہ سے تھا اور اعقبہم سے استدلال کی صورت میں ضمیر جمع کا ظاہر اقتضا یہ ہے کہ اور منافقین کے ساتھ بھی یہ معاملہ کیا جاتا مگر ممکن ہے کہ اوروں کی تعیین نہ ہوئی ہو اس لئے ایسا برتاؤ نہ کیا گیا ہو یا اس حکم میں اس شخص کی خصوصیت بوجہ بانی و بادی ہونے کے ہو جیسا کہ بعض احکام مخصوص بھی ہوجایا کرتے تھے اور اب چونکہ کسی کا کفر مضمر متیقن نہیں اس لئے اب مظہر اسلام سے مسلم کا سا معاملہ کیا جاوے گا۔
ربط اوپر بعض احوال مختصہ کا بیان تھا آگے پھر بعض احوال مشترکہ کا بیان ہے جیسا پہلے سے اسی طرح سلسلہ چلا آتا ہے۔

بعض دیگر احوال مشترکہ منافقین

اسکے قصہ متعلقہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک بار آپ نے صدقہ کی ترغیب دی تو ایک صحابیؓ بہت سا مال لے آئے منافقین نے کہا کہ ریاکار ہے دوسرے صحابی غریب تھے بہت قلیل لائے منافقین نے کہا کہ یہ میاں اسواسطے لائے ہیں کہ میرا بھی نام ہوجاوے اس پر آیت نازل ہوئی کذا فی الدر عن البخاری وغیرہ

آیت و تفسیر

اَلَّذِیْنَ یَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِیْنَ سے قولہ تعالے وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ تک یہ (منافقین) ایسے ہیں کہ نفل صدقہ دینے والے مسلمانوں پر صدقات کے بارے میں طعن کرتے ہیں اور (خصوص) ان لوگوں پر (اور زیادہ) جن کو بجز محنت مزدوری (کی آمدنی) کے اور کچھ میسر نہیں ہوتا (اور وہ بیچارے

مسائل السلوک
قولہ تعالیٰ الذین یلمزون المطوعین من المومنین فی الصدقات والذین لایجدون الا جہدہم فیسخرون منہم فی الجلالین لما نزلت آیۃ الصدقۃ جاء رجل فتصدق بشیء کثیر فقال المنافقون مراء وجاء رجل فتصدق بصاع فقالوا ان اللہ غنی عن صدقۃ ھذا فنزل ھذ ھکذا احوال المنکرین لاولیاء اللہ یعیبونہم علی کل عمل وحال کبیرا کان او صغیرا۔

ترجمہ
قولہ تعالیٰ الذین یلمزون المطوعین من المومنین فی الصدقات والذین لایجدون الا جہدہم فیسخرون منہم یہی حال منکرین اولیاء کا ہے کہ ان کے ہر عمل و ہر حال پر عیب گیری کرتے ہیں خواہ بڑے درجہ کا ہو یا چھوٹے درجہ کا ہو۔

النحو والذین لایجدون معطوف علی المطوعین عطف خاص علی عام والضمیر فی سخرتہ منہم کما فی الروح الی الفریق الاخیر والکل واضح من ترجمتی وفی الصدقات متعلق یلمزون ۱۲

ملحقات الترجمۃ
لہ قولہ فی الذین یہ ایسے ہیں اشارۃ الی ان المبتدأ مقدر ہو ہم ۱۲

ج۴ ص۱۵۱

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ
بمع تعارف حصول کے لئے
ٹیلیگرام کے درج ذیل چینل پر
تشریف لائیں 👇

@TaleefatHakeemUlUmmatThanvi

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

صفحہ نمبر
۲۹ سے ۳۲
تک نہیں ملے

وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ

اور کچھ بہانہ باز لوگ دیہاتیوں میں سے آئے تاکہ اُن کو اجازت مل جاوے اور جنہوں نے خدا سے اور اُسکے رسول سے بالکل ہی جھوٹ بولا تھا وہ بالکل ہی بیٹھ رہے ان میں جو کافر رہیں گے

كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

اُن کو دردناک عذاب ہوگا۔

اللہ پر ایمان لاؤ اور اُس کے رسول کے ہمراہ ہو کر جہاد کرو تو اُن میں کے مقدور[1] والے آپ سے رخصت مانگتے ہیں اور (رخصت کا یہ مضمون[2] ہوتا ہے کہ) کہتے ہیں کہ ہم کو اجازت دیجئے کہ ہم بھی یہاں ٹھیرنے والوں کے ساتھ رہ جاویں (البتہ ایمان واخلاص کے دعوے میں کچھ کرنا نہیں پڑتا اُس کو کہدیا کہ ہم تو مخلص ہیں) وہ لوگ (غایت بے حمیتی سے) خانہ نشین عورتوں کے ساتھ رہنے پر راضی ہو گئے اور اُن کے دلوں پر مہر لگ گئی جس سے وہ (حمیت بے حمیتی کو) سمجھتے ہی نہیں ہاں لیکن رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کی ہمراہی میں جو مسلمان ہیں انہوں نے (البتہ اس حکم کو مانا اور) اپنے مالوں سے اور جانوں سے جہاد کیا اور ان ہی کے لئے ساری خوبیاں ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہیں (اور وہ خوبی اور کامیابی یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے اُنکے لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جنکے نیچے سے نہریں جاری ہیں (اور) وہ اُن میں ہمیشہ کو رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے ؞

ف اولو الطول کے ذکر سے تخصیص مقصود نہیں بلکہ غیر اولی الطول کا حال بدرجۂ اولیٰ معلوم ہوگیا کہ جب اہل مقدور کا یہ حال ہے تو بے مقدوروں کا تو ضرور ہی ہوگا اور باوجودیکہ ذکر رسول کی کوئی حاجت نہیں لیکن اس سے مقصود مومنین کی مدح ہے کہ جہاد میں اُن کا خلوص بھی کامل ہے جیسا آپ کا اکمل ہے ربط اوپر مدینہ کے منافقین کا ذکر تھا آگے دیہات کے منافقین کا ذکر ہے ؞

حال اعراب منافقین

وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ (الٰے قولہ تعالٰی) سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ اور کچھ بہانہ باز لوگ دیہاتیوں میں سے آئے تاکہ اُن کو (گھر رہنے کی) اجازت مل جاوے اور (اُن دیہاتیوں ہی میں سے) جنہوں نے خدا سے اور اسکے رسول سے (دعوے ایمان میں) بالکل ہی جھوٹ بولا تھا وہ بالکل ہی بیٹھ رہے (جھوٹے عذر کرنے بھی نہ آئے) ان میں جو (آخر تک) کافر رہیں گے اُن کو (آخرت میں) دردناک عذاب ہوگا (اور جو توبہ کر لیں وہ عذاب سے بچ جاویں گے) **ف** یوں تو دعوے ایمان میں سب ہی منافقین جھوٹے تھے مگر جو عذر کرنے آئے تھے اُنہوں نے اپنے دعوے کو ظاہرداری میں تو نباہا اور بعضے ایسے متکبر اور بیباک تھے جنہوں نے ظاہرداری بھی نہ برتی وہ جیسے دل میں جھوٹے تھے ظاہر میں بھی اُن کا جھوٹ کھل گیا بالکل جھوٹ بولنے کا مطلب یہ ہے اس طور پر ان دیہاتی منافقین کی دو قسمیں[3] ہو گئیں خوب سمجھ لو ربط اوپر جھوٹے عذر والوں کا اور اُنکے عذروں کے غیر مقبول ہونے کا بیان تھا آگے سچے عذر والوں اور اُن کے عذروں کے مقبول ہونے کا بیان ہے اور انما السبیل الخ میں تاکید مقبولیت عذر کے لئے مواخذہ کا انحصار اہل اعذار باطلہ میں فرما دیا گیا

اللغات

فی الخازن المعذرون المعتذرون وقیل ان الاصل فی ہذا اللفظ عند النحاة المعتذرون ادغمت التاء فی الذال لقرب مخرجیہما ای بعد نقل حرکة التاء الی العین والاعتذار فی کلام العرب علی قسمین یقال اعتذر اذا کذب فی عذرہ ومنہ قولہ تعالیٰ یعتذرون الیکم فرد اللہ تعالیٰ علیہم بقولہ لا تعتذروا ویقال اعتذر اذا اتی بعذر صحیح ومنہ قول لبید ومن یبک حولا کاملا فقد اعتذر ۱۲

ملحقات الترجمة

[1] قولہ فی الطول مقدور کما فی الروح قدرة مالیة ویعلم من ذالک المدینة بالقیاس وخصوا بالذکر لانہم الملومون کما بین فی ف ۱۲

[2] قولہ فی وقالوا یہ مضمون اشارة الی ان العطف تفسیری ولذا لم یقید الاستیذان بالقعود لاغنار قولہ مع القاعدین عنہ ۱۲

[3] قولہ فی ف دو قسمیں فہمت ذلک مما فی الخازن ویروی عن ابی عمرو بن العلاء انہ قال ان قوما تکلفوا عذرا باطل فہم الذین عناہم اللہ تعالیٰ بقولہ وجاء المعذرون وتخلف آخرون لا لعذر ولا لشبہة عذر جراءة علی اللہ تعالیٰ فہم المراد بقولہ وقعد الذین کذبوا وفیہ وانما قال منہم لانہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم ان منہم من سیؤمن فاستثناہم اللہ تعالیٰ ۱۲

لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

کم طاقت لوگوں پر کوئی گناہ نہیں اور نہ بیماروں پر اور نہ اُن لوگوں پر جن کو خرچ کرنے کو میسر نہیں جبکہ یہ لوگ اللہ اور رسول کے ساتھ خلوص رکھیں

مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ

ان نیکوکاروں پر کسی قسم کا الزام نہیں اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے بڑی رحمت والے ہیں اور نہ ان لوگوں پر کہ جسوقت وہ آپکے پاس اسواسطے آتے ہیں کہ آپ انکو سواری دے دیں

لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۪ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ۝

اور آپ کہدیتے ہیں کہ میرے پاس تو کوئی چیز نہیں جس پر میں تم کو سوار کر دوں تو وہ اس حالت سے واپس چلے جاتے ہیں کہ انکی آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے ہیں اس غم میں کہ انکو خرچ کرنیکو کچھ میسر نہیں

اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ اَغْنِيَآءُ ۚ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ ۙ وَطَبَعَ اللّٰهُ

بس الزام تو صرف ان لوگوں پر ہے جو باوجود اہل سامان ہونے کے اجازت چاہتے ہیں وہ لوگ خانہ نشین عورتوں کے ساتھ رہنے پر راضی ہوگئے اور اللہ نے ان کے دلوں پر

عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

مہر کردی جس سے وہ جانتے ہی نہیں۔

قبول اعذار صحیحہ و تاکید آں

لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ والٰے قولہ تعالٰی، وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ کم طاقت لوگوں پر کوئی گناہ نہیں اور نہ بیماروں پر اور نہ اُن لوگوں پر جن کو (سامان جہاد کی بیماری میں) خرچ کرنے کو میسر نہیں جبکہ یہ لوگ اللہ اور رسول کے ساتھ (اور احکام میں) خلوص رکھیں (اور دل سے اطاعت کرتے رہیں تو) ان[1] نیکوکاروں پر کسی قسم کا الزام (عائد) نہیں (کیونکہ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا) اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے بڑی رحمت والے ہیں (کہ اگر یہ لوگ اپنے علم میں معذور ہوں اور اپنی طرف سے خلوص و اطاعت میں کوشش کریں اور واقع میں کچھ کمی رہجائے تو معاف کردیں گے) اور نہ ان لوگوں پر (کوئی گناہ[2] اور الزام ہے) کہ جسوقت وہ آپ کے پاس اس واسطے آتے ہیں کہ آپ اُن کو کوئی سواری دے دیں اور آپ[3] (اُن سے) کہدیتے ہیں کہ میرے پاس تو کوئی چیز نہیں جس پر میں تم کو سوار کردوں تو وہ (ناکام) اس حالت سے واپس چلے جاتے ہیں کہ اُن کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے ہیں اس غم میں کہ (افسوس) اُن کو (سامان جہاد کی تیاری میں) خرچ کرنے کو کچھ میسر نہیں (نہ خود ہے نہ دوسری[4] جگہ سے ملا غرض ان معذورین مذکورین پر کوئی مواخذہ نہیں) بس الزام (اور مواخذہ) تو صرف اُن لوگوں پر ہے جو باوجود اہل سامان (و قوت[5]) ہونے کے (گھر رہنے کی) اجازت چاہتے ہیں وہ لوگ (غایت بے حمیتی سے) خانہ نشین عورتوں کے ساتھ رہنے پر راضی ہوگئے اور اللہ نے اُنکے دلوں پر مہر کردی جس سے وہ (گناہ و ثواب کو) جانتے ہی نہیں **ف** در منثور میں چند روائتیں لکھی ہیں جن میں ان سواری مانگنے والوں کا نام مذکور ہے اور دمنہ والخ پہلے بھی آیا ہے وہاں مطلق غزوات کے بیان میں یہ مضمون تھا اور یہاں خاص غزوہ تبوک کے بیان میں پس تکرار نہ رہا یا تکرار سے تاکید کا فائدہ ہے ربط اوپر ان منافقین کا ذکر تھا جنہوں نے روانگی کے وقت عذر تراشے تھے آگے اُن کا ذکر ہے جنہوں نے

ملحقات الترجمة

[1] قولہ فی المحسنین ان اشارة الی ان فیہ وضع المظہر موضع المضمر والفائدة فی نفی السبیل بعد نفی الحرج المبالغة لان المعنی لا سبیل لعاتب علیہم ای لا یمر بہم فضلا عن الاثم ۱۲

[2] قولہ فی ولا علی الذین اذا ما اتوک گناہ اور الزام اشارة الی صحة عطفہ علی الضعفاء او علی المحسنین فافہم ۱۲ [3] قولہ فی قلت اور آپ اشارة الی کونہ حالا و الجزاء تولوا ۱۲ [4] قولہ فی الا یجدوا دوسری جگہ سے اشارة الی ان قولہ ولا علی الذین اذا ما اتوک الخ من عطف الخاص علی العام لانہم داخلون فی ما سبق من قولہ الذین لا یجدون وفائدة العطف الایذان بانہم متمیزون منہم بانہم بالغوا فی الکد حتی انہم سألوا فلم یجدوا ۱۲

[5] قولہ فی اغنیاء و قوت لم یصرح بہ فی القرآن لوضوح امرہ و بقرینة المقابلة الدالة علی کونہم غیر ضعفاء و غیر مرضی فافہم ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالٰی. لیس علی الضعفاء ولا علی المرضی ولا علی الذین لا یجدون ما ینفقون حرج اذا نصحوا للہ و رسولہ فیہ دلالة علی ان من قصر عن العمل بعذر و کان من نیتہ ان یفعل لو قدر لا یحرم من البرکات

ترجمہ

قولہ تعالٰی لیس علی الضعفاء ولا علی المرضی ولا علی الذین لا یجدون ما ینفقون حرج اذا نصحوا للہ و رسولہ اس میں دلیل ہے اس پر کہ جو شخص کسی عذر کے سبب کسی عمل سے قاصر ہو مگر نیت یہ ہو کہ اگر مجھ کو قدرت ہوتی تو یہ عمل ضرور کرتا تو وہ برکات سے محروم نہیں رہتا ۱۲۔

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ؕ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ؕ وَسَيَرَى

یہ لوگ تمہارے سامنے عذر پیش کریں گے جب تم ان کے پاس واپس جاؤ گے آپ کہدیجئے کہ یہ عذر پیش مت کرو ہم کبھی تم کو سچا نہ سمجھیں گے اللہ تعالیٰ ہم کو تمہاری خبر دے چکے ہیں اور آئندہ بھی اللہ تعالیٰ

اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ سَيَحْلِفُوْنَ

اور اس کا رسول تمہاری کارگذاری دیکھ لیں گے پھر ایسے کے پاس لوٹائے جاؤ گے جو پوشیدہ اور ظاہر سب کا جاننے والا ہے پھر وہ تم کو بتا دیگا جو جو کچھ تم کرتے تھے ہاں وہ اب تمہارے سامنے

بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ اِنَّهُمْ رِجْسٌ ؗ وَّمَاْوٰىهُمْ

اللہ کی قسمیں کھاویںگے جب تم انکے پاس واپس جاؤ گے تاکہ تم ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دو سو تم اُن کو اُن کی حالت پر چھوڑ دو وہ لوگ بالکل گندے ہیں اور

جَهَنَّمُ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ

ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اُن کاموں کے بدلے میں جو کچھ وہ کیا کرتے تھے یہ اس لئے قسمیں کھاویں گے کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ سو اگر تم ان سے راضی بھی ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ

لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝

تو ایسے شریر لوگوں سے راضی نہیں ہوتا

واپسی کے وقت بہانے تصنیف کئے کہ ہم برابر عازم رہے مگر فلاں فلاں عوارض مانع ہو گئے یہ اگلی آیتیں واپسی کے قبل نازل ہوئیں جن میں اغراض فانیہ یعنی اعراض و رضا کی تحصیل کے لئے اُن کی بہانہ بازی کے متعلق یعتذرون میں پیشین گوئی ہے اور قل لا تعتذروا اور فاعرضوا میں اس عذر کے وقت اُن کے ساتھ قولاً و عملاً برتاؤ کی تعلیم ہے اور ساتھ ساتھ عذاب کی وعیدیں ان کو سنائی گئی ہیں ۔

اخبار از عذر منافقین و معاملہ با ایشاں در نشأتین

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ الیٰ قولہ تعالیٰ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝ یہ لوگ تمہارے (سب[1] کے) سامنے عذر پیش کرینگے جب تم اُن کے پاس واپس جاؤ گے (سوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ (سب[2] کی طرف سے صاف) کہدیجئے کہ (بس رہنے دو) یہ عذر پیش مت کرو ہم کبھی تم کو سچا نہ سمجھیں گے (کیونکہ) اللہ تعالیٰ ہم کو تمہاری (واقعی حالت کی) خبر دے چکے ہیں (کہ تم کو کوئی عذر صحیح نہ تھا) اور (خیر) آئندہ بھی اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول تمہاری کارگزاری دیکھ لیں گے (معلوم ہو جاوے گا کہ حسب زعم خود کتنے مطیع اور مخلص ہو) پھر ایسے کے پاس لوٹائے جاؤ گے جو پوشیدہ اور ظاہر سب کا جاننے والا ہے (جس سے تمہارا کوئی اعتقاد کوئی عمل مخفی نہیں) پھر وہ تم کو بتا دیگا جو جو کچھ تم کرتے تھے (اور اس کا بدلہ دے گا) ہاں وہ اب تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھاویں گے (کہ ہم معذور[3] تھے) جب تم اُن کے پاس واپس جاؤ گے تاکہ تم اُن کو اُن کی حالت پر چھوڑ دو (اور ملامت وغیرہ نہ کرو) سو تم (اُن کا مطلب[4] پورا کر دو اور) اُن کو اُن کی حالت پر چھوڑ دو (اس[5] غرض فانی کے حاصل ہونے سے اُن کا کچھ بھلا نہ ہوگا کیونکہ) وہ لوگ بالکل گندے ہیں اور (اخیر میں) انکا ٹھکانا دوزخ ہے اُن کاموں کے بدلے میں جو کچھ وہ (نفاق و خلاف وغیرہ) کیا کرتے تھے (نیز اس کا بھی مقتضا ہے کہ اُن کو اُن کے حال پر چھوڑ دیا جاوے کیونکہ تعرض سے مقصود ہے اصلاح اور اس کی

البلاغة قولہ اذا انقلبتم فی الروح فائدة تقیید حلفہم الایذان بانہ لیس لرفع ما خاطبہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بہ من قولہ تعالیٰ لا تعتذروا بل ہو امر مستمر ۱۲

ملحقات الترجمة

[1] قولہ فی الیکم سب کے اشارة الی ان الخطاب لہ علیہ السلام والمؤمنین ۱۲

[2] قولہ فی قل سب کی طرف سے اشارہ الی انہ علیہ السلام خص بذلک لما ان الجواب وظیفتہ علیہ السلام ۱۲

[3] قولہ فی سیحلفون ہم معذور اشارة الی حذف المحلوف علیہ لعلمہ من الکلام ۱۲

[4] قولہ فی فاعرضوا مطلب کذا فی المدارک و ہو ما شہد بہ ذوقی ۱۲

[5] قولہ قبل انہم رجس اس غرض و قولہ بعدہ نیز اشارة الی ان قولہ انہم تعلیل للامرین احدہما الاعراض کما قرر فیما بعد و ثانیہما ما فہم من الاعراض من عدم نفع الاعراض لہم کما قرر فیما قبل ۱۲

[6] لترضوا عنہم اور لترضوا عنہم میں مذکور ہے ۱۲ منہ

اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ

دیہاتی لوگ کفر اور نفاق میں بہت ہی سخت ہیں اور ان کو ایسا ہونا ہی چاہیئے کہ اُن کو اُن احکام کا علم نہ ہو جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر نازل فرمائے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے بڑی حکمت والے ہیں

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ ؕ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ؕ

اور ان دیہاتیوں میں سے بعض ایسا ہے کہ جو کچھ خرچ کرتا ہے اس کو جرمانہ سمجھتا ہے اور تم مسلمانوں کیواسطے گردشوں کا منتظر رہتا ہے برا وقت ان ہی پر پڑنے والا ہے

وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ

اور اللہ تعالیٰ سنتے ہیں جانتے ہیں اور بعضے اہل دیہات میں ایسے بھی ہیں جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس کو عند اللہ قرب حاصل ہونیکا

وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ؕ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ؕ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

ذریعہ اور رسول کی دعا کا ذریعہ بناتے ہیں یاد رکھو کہ انکا یہ خرچ کرنا بیشک ان کیلئے موجب قربت ہے ضرور اُن کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں داخل کرینگے اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے بڑی رحمت والے ہیں

ان کے خبث سے اُمید نہیں اور نیز) یہ اس لئے قسمیں کھاوینگے کہ تم ان سے راضی ہوجاؤ سو اوّل تو تم دشمنان خدا سے راضی ہی کیوں ہونے لگے لیکن بالفرض) اگر تم ان سے راضی بھی ہوجاؤ تو ان کو کیا نفع کیونکہ) اللہ تعالیٰ تو ایسے شریر لوگوں سے راضی نہیں ہوتا (اور بدون رضائے خالق کے رضائے خلق محض بے سود ہے) ف : عذر و حلف میں اُن کی دو غرضیں فرمائیں اعراض اور رضا اور اس کے متعلق تین حکم فرمائے ایک لَا تَعْتَذِرُوْا دوسرا لَنْ نُّؤْمِنَ تیسرا عدم رضا جو فَاِنْ تَرْضَوْا سے مفہوم ہوتا ہے سو ان اغراض کے جمع ہونے کی صورت تو یہ ہے کہ بعض کی غرض اعراض ہوگی بعض کی رضا یا سب کی غرض ظاہر میں اعراض اور باطن میں رضا یا اصلی غرض رضا ہوگی اور اخیر درجہ اعراض اور احکام ثلثہ کے جمع ہونے کی صورت یہ ہے کہ قلب سے عدم رضا اور قول سے اولا لَا تَعْتَذِرُوْا اور اس کے بعد اعراض اور حدیث میں جو آیا ہے قبل علانیتہم ووکل سرائرہم الی اللہ مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ بعد لا تعتذروا کے ایسا کیا جو کہ حاصل ہے اعراض کا واللہ اعلم ربط اوپر شروع رکوع میں دیہاتی منافقین کا ذکر تھا آگے بھی اُن کی مذمت ہے اور ان کے ساتھ اہل دیہات میں جو مومن مخلص تھے انکی مدح ہے۔

ذم منافقین و مدح مخلصین از اعراب

اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا الیٰ قولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (اَلْاَعْرَابُ منافقین ہیں جو) دیہاتی (ہیں وہ) لوگ (بوجہ سخت مزاجی کے) کفر اور نفاق میں بہت ہی سخت ہیں اور (بوجہ بُعد علماء و عقلاء کے) اُن کو ایسا ہونا ہی چاہیئے کہ اُن کو اُن احکام کا علم نہ ہو جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل فرمائے ہیں (کیونکہ جب جاننے والوں سے دُور دُور رہیں گے تو اُن کا جاہل رہنا تو اس کا لازمی نتیجہ ہے اور اسی وجہ سے مزاج میں سختی اور مجموعہ سے کفر و نفاق میں شدت ہوگی) اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے بڑی حکمت والے ہیں (وہ ان سب امور پر مطلع ہیں اور حکمت سے مناسب سزا دینگے) اور ان ہی (مذکورہ منافقین) دیہاتیوں میں سے بعض ایسا ہے کہ (کفر و نفاق و جہل کے علاوہ بخل و عداوت کے ساتھ بھی موصوف ہے حتیٰ کہ) جو کچھ (جہاد و زکوٰۃ وغیرہ کے مواقع میں مسلمانوں کی شرما شرمی) خرچ کرتا ہے

اللغات الاعراب صیغۃ جمع ولیست بجمع للعرب لئلا یلزم کون الجمع اخص من الواحد فان العرب ہذا الجیل المعروف مطلقا والاعراب سکان البادیۃ منہم ولذا نسب الی الاعراب علی لفظہ فقیل اعرابی احد رعیدی بالباء فالتقدیر بیان ۱۲

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی فان ترضوا اول تو دل علیہ کلمۃ ان مع ما ہم علیہ من الایمان المقتضی للحب والبغض فی اللہ وفیہ اشارۃ الی حذف الجزاء ای فرضاکم لاینتج لہم نفعا لان اللہ الخ ۱۲

۲ہ قولہ فی الاعراب ان الخ اشارۃ الی ان اللام للعہد فلا یعم الحکم کلہم وقیل للجنس باعتبار بعض الافراد کما فی قولہ کان الانسان کفورا ۱۲ ۳ہ قولہ فی اجدر ایسا ہونا ہی چاہیئے ہو حاصل معنی الخلیق ولم اترجم کغیری بلفظۃ قابل و لائق لانہ یوہم فی لساننا ان ترتب عدم العلم علی حالتہم مستحسن و ینبغی و ہو خلاف المراد ۱۲ ۴ہ قولہ فی الا یعلموا ای بسبب مزاج میں الخ اشارۃ الی ان المعطوف معلول من البعد کالعلۃ للاشدیۃ ۱۲ ۵ہ قولہ فی من الاعراب الاول ان الخ اشارۃ الی المذکورین لا المطلق وافراد بالذکر لزیادتہم فی صفۃ البخل والعداوۃ الذین یوجدان فی بعض دون بعض بعد اشتراک الکل فی الکفر والنفاق والجہل فہو من قبیل التخصیص بعد التعمیم وہذا من المواہب ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ الاعراب اشد کفرا ونفاقا فیہ اشارۃ الی ان البعد عن صحبۃ المصلحین سبب عظیم لقلۃ المناسبۃ بطریق الخیر ومن ثم اہل الطریق یہتمون بالصحبۃ اہتماما بلیغا ۱۲

قولہ تعالیٰ ومن الاعراب من یتخذ ما ینفق مغرما الخ فی الود حقیقۃ کل من یری الملک لنفسہ یکون ما ینفق عندہ حسنۃ وکل من یری الاشیاء ملکا للہ تعالیٰ ہی علامۃ عندہ یکون ما ینفق غنیمۃ ۱۲

ترجمہ قولہ تعالیٰ الاعراب اشد کفرا ونفاقا اس میں اشارہ ہے کہ صحبت صالحین سے بعید ہونے سے طریق خیر کے ساتھ مناسبت میں کمی ہوجاتی ہے اسی لئے اہل طریق صحبت کا اہتمام بلیغ کرتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ ومن الاعراب من یتخذ ما ینفق مغرما الخ حق یہ ہے جو شخص اپنے کو مالک سمجھیگا اسکو خرچ کرنا تاوان معلوم ہوگا اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو مالک سمجھیگا اور اپنے پاس اشیاء کو عاریت سمجھے گا اس کو خرچ کرنا غنیمت معلوم ہوگا۔

ع ۱۲ ۱۰ ۱

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ

اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں　اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ اُن کے پیرو ہیں اللہ اُن سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے

رَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ

اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے

اس کو مثل جرمانہ سمجھتا ہے (یہ تو بخل ہوا) اور (عداوت یہ ہے کہ) تم مسلمانوں کے واسطے (زمانہ کی) گردشوں کا منتظر رہتا ہے (کہ کہیں ان پر کوئی حادثہ پڑ جائے تو ان کا خاتمہ ہو سو) بُرا وقت انہی (منافقین) پر پڑنے والا ہے (چنانچہ فتوحات کی وسعت ہوئی کفار ذلیل ہوئے ان کی ساری حسرتیں دل ہی میں رہ گئیں اور تمام عمر رنج اور خوف میں کٹی) اور اللہ تعالیٰ (ان کے کفر و نفاق کی باتیں) سنتے ہیں (اور ان کے دلی خیالات اتخاذ مغرم و تربص دوائر کو) جانتے ہیں (پس اس سب کی سزا دیں گے) اور بعضے اہل دیہات میں ایسے بھی ہیں جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر (پورا پورا) ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ (نیک کاموں میں) خرچ کرتے ہیں اس کو عند اللہ قرب حاصل ہونے کا ذریعہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دعا (لینے) کا ذریعہ بناتے ہیں (کیونکہ آپ کی عادت شریف تھی کہ ایسے موقع پر خرچ کرنیوالے کو دعا دیتے تھے جیسا احادیث میں ہے) یاد رکھو کہ ان کا یہ خرچ کرنا بیشک اُن لوگوں کیلئے موجب قربت (عند اللہ) ہے (اور دعا کا ہونا تو یہ خود دیکھ سن لیتے ہیں اس کی خبر دینے کی ضرورت نہ تھی اور وہ قرب یہ ہے کہ) ضرور ان کو اللہ تعالیٰ اپنی (خاص) رحمت میں داخل کرلیں گے (کیونکہ) اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے بڑی رحمت والے ہیں (پس ان کی لغزشیں معاف کرکے اپنی رحمت میں لے لیں گے) **ف** اشد اور اجدر ہونے کی جو علت اثنائے ترجمہ میں مذکور ہے اس سے اعراب مومنین نکل گئے کیونکہ وہ خود اہل علم کے پاس آتے جاتے ہیں اس سے علم حاصل ہوتا ہے اور علم سے خشوع اور کمال ایمان پس یہ شبہ رہا کہ سخت مزاجی اور بُعد عن العلماء تو سب کیلئے عام ہے اور اتخاذ مغرم میں اگر یہ شبہ ہو کہ بدون طیب خاطر کے کسی کا مال حلال نہیں ہوتا اور اتخاذ مغرم منافی طیب خاطر کے ہے پھر ایسا مال کیوں لیا جاتا تھا جواب یہ ہے کہ اول تو یہ مسلم نہیں کہ ایسا مال لیا جاتا تھا چنانچہ روح المعانی میں آیت انفقوا طوعا او کرها لن یتقبل منکم کی تفسیر میں عدم تقبل کی ایک تفسیر عدم اخذ نقل کی ہے دوسرے یہ کراہت اعتقادی تھی بوجہ عدم اعتقاد ثواب کے اور چونکہ بمصلحت عقلیہ تقیہ کے ہوتا تھا جس کے منافع طبعاً ان کو مطلوب و مرغوب تھے اس لئے طیب خاطر کے ساتھ اجتماع ہوسکتا ہے اور ریا معطی موجب حرمت للاخذ نہیں تیسرے ممکن ہے کہ اپنے طور پر خرچ کرتے ہوں اور آخذ کو کراہت کا علم نہ ہو (ربط) اوپر مومنین اعراب کا ذکر تھا آگے تمام مومنین کا بتقدیم افضل کے مفضول پر ذکر ہے

فضیلت مہاجرین وانصار واتباع شان

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ (الی قولہ تعالیٰ) ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ اور جو مہاجرین[۱] اور انصار (ایمان لانے میں سب اُمت سے)

البلاغة السابقون الاولون　اقول هذا تاکید او یقال السابقون علی المعاصرین والاولون من غیرہم ۱۲

ملحقات الترجمة

۱ه قوله من الاعراب الثانی　اہل دیہات اشارة الی ان المراد ہنا مطلق الاعراب

۲ه قوله فی یؤمن　پورا اور دلالۃ الترجمۃ کانوا یہودا وکانوا یؤمنون بالتوحید والمعاد ۱۲

۳ه قوله فی ما ینفق الثانی　نیک قید به دلالۃ مطلق الانفاق لیس ہو موضوع القربات والصلوات

۴ه قوله فی قربات　ذریعہ اشارة الی ان المضاف مقدر ۱۲

۵ه قوله فی انها　خرچ کرنا اشارة الی ان التانیث باعتبار النفقة المدلول علیها بینفق ۱۲

۶ه قوله فی قربة　ضرورت نہ تھی ہذا من المواہب وفی الروح الاقتصار علی بیان کونها قربة لہم لانہا الغایة ... المقصودۃ وصلوات الرسول علیہ السلام من ذرائعہا ۱۲

۷ه قوله من المهاجرین　جو مہاجرین اشارة الی ان من بیانیة فدخل فیهم جمیع المهاجرین والانصار کما فی الروح فالمراد بالسابقین جمیع المهاجرین والانصار ومعنی کونہم سابقین انہم اولون بالنسبة الی سائر المسلمین وکثیر من الناس ذہب الی ہذا ویؤیدہ ما فی الدر المنثور عن حمید بن زیاد انہ قال الا تقرؤ السابقون الاولون الآیة اوجب لجمیع اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم الجنة والرضوان الخ ۱۲

۸ه قوله فی السابقون　ایمان لانے الخ والقرینة علیہ ما مر من قولہ تعالیٰ یؤمن باللہ والیوم الآخر ۱۲

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْأَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۛ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ۛ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ

اور کچھ تمہارے گرد وپیش والوں میں اور کچھ مدینے والوں میں ایسے منافق ہیں کہ نفاق کی حدِ کمال پر پہونچے ہوئے ہیں آپ ان کو نہیں جانتے

نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ إِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ

اُن کو ہم جانتے ہیں ہم ان کو دوہری سزا دینگے پھر وہ بڑے بھاری عذاب کی طرف بھیجے جاویں گے

سابق اور مقدم ہیں اور (بقیہ امت میں) جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ (ایمان لانے میں) ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا (کہ ان کا ایمان مقبول فرمایا جس پر جزا ملے گی) اور وہ سب اس (اللہ) سے راضی ہوئے (کہ طاعت اختیار کی جس کی جزا سے یہ رضا اور زائد ہو گئی) اور اللہ نے ان کے لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (اور) یہ بڑی کامیابی ہے ف سابقون الاولون میں سب مہاجرین وانصار آگئے اور والذین اتبعوھم میں بقیہ مومنین جن میں اول درجہ تو ان کا ہے جو صحابہ ہیں گو مہاجرین وانصار نہیں کیوں کہ اخیر میں ہجرت فرض نہ رہی تھی مسلمان ہوکر اپنے اپنے گھر رہنے کی اجازت تھی اور دوسرا درجہ تابعین بالمعنی الاصطلاحی کا ہے پھر غیر صحابہ و غیر تابعین کا پھر خود اس اخیر درجہ میں بھی تفاوت ہے کہ تبع تابعین فضل میں اوروں سے مقدم ہیں جس طرح صحابہ میں مہاجرین وانصار دوسرے صحابہ سے افضل ہیں اور اولیت کا موجب فضل ہونا معاصرین سے تو اس لئے کہ معاصرین باوجود قدرت کے متاخر رہے اور غیر معاصرین سے اس لئے کہ وہ حضرات بانی اور بادی ہوکر مصداق من سن سنۃ حسنۃ والدال علی الخیر کفاعلہ کے ہوئے گو یہ غیر معاصرین زمانہ متقدمہ میں بوجہ موجود نہ ہونے کے ایمان پر قادر نہ تھے اور جیسا جیسا تفاوت مراتب مذکورہ میں ہوگا ویسے ہی مراتب جزا میں ہوگا مثل رضوان جنت سابقین کے لئے اوروں سے اعلیٰ واسنیٰ ہوگی وعلیٰ ہذا القیاس۔ اور سابقون میں قید احسان کی اس لئے نہیں ذکر فرمائی کہ ان کا مہاجر اور ناصر ہونا کافی دلیل ہے وجود احسان کی۔ ربط اوپر آیات کثیرہ میں منافقین کے اقوال وافعال کا بیان چلا آتا ہے جنکے نفاق کا حال ان کے اقوال وافعال سے معلوم ہو گیا تھا آگے ان منافقین کا ذکر ہے جن کا منافق ہونا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم نہ تھا غرض اوپر معلوم النفاق لوگوں کا ذکر تھا آگے غیر معلوم النفاق لوگوں کا ذکر ہے۔

ذکر منافقین غیر معلوم النفاق

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْأَعْرَابِ (الیٰ قولہ تعالیٰ) ثُمَّ يُرَدُّوْنَ إِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ۝ اور کچھ تمہارے گرد وپیش والوں میں اور کچھ مدینہ والوں میں ایسے منافق ہیں کہ (اس قدر) نفاق کی حدِ کمال پر پہنچے ہوئے ہیں (کہ) آپ (بھی) ان کو نہیں جانتے (کہ یہ منافق ہیں بس) ان کو ہم ہی جانتے ہیں ہم ان کو (دوسرے منافقین کی نسبت آخرت سے پہلے بھی) دوہری سزا دیں گے (ایک نفاق کی دوسرے کمال نفاق کی اور پھر آخرت میں بھی) وہ بڑے بھاری عذاب (یعنی نار جہنم الخلود) کی طرف بھیجے جاوینگے ف آخرت سے پہلے میں دنیا اور قبر کہ مابین الدنیا والآخرۃ ہے دونوں داخل ہو گئیں دنیا میں اور منافقین سے دونا عذاب اس طرح ہوسکتا ہے کہ منافقین کو زیادہ پریشانی اس سے رہتی تھی کہ ہمارا نفاق نہ کھل جاوے سو ظاہر ہے کہ جن کا پتہ لگ چکا ان کی نسبت اخفا کی فکر ان کو زیادہ ہوگی جن کا اب تک پتہ نہیں لگا اور قبر میں

ملحقات الترجمۃ ۱ قولہ فی الذین اور بقیہ اشارۃ الی عطف الموصول علی السابقون والی شمولہ جمیع الامۃ ویؤیدہ ما فی الدر عن ابن زید فی قولہ والذین اتبعوھم قال من بقی من اھل الاسلام حتی تقوم الساعۃ وعن عصمۃ قال سألت سفیان عن التابعین قال ھم الذین ادرکوا اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولم یدرکوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم وسألتہ عن الذین اتبعوھم باحسان قال من یجیٔ بعدھم قلت الی یوم القیامۃ قال ارجو ۱۲ ۲ قولہ فی ومن کچھ الی قولہ ایسے اشارہ الی الترکیب من ان من اھل المدینۃ معطوف علی ممن حولکم مردوا صفۃ لمنافقون کذا فی الخازن والبیضاوی ۱۲ ۳ قولہ فی مردوا حد کمال نقل فی الروح عن القاموس ھو العتو وھو ان یبلغ الغایۃ التی یخرج بھا من جملۃ ما علیہ ذلک الصنف ۱۲ ۴ قولہ فی لا تعلمھم۔ کہ یہ قولہ یہ منافق ہیں اشارۃ الی امرین الاول ان قولہ لا تعلمھم بیان لتمردھم والثانی ان معنی لا تعلمھم نفی العلم بصفۃ النفاق لا بالاعیان ۱۲ ۵ قولہ فی نحن نعلمھم بس ہم ہی اشارۃ الی فائدۃ زیادۃ قولہ نعلمھم علی ما فی الروح من تقریرہ لما سبق من مہارتھم فی النفاق ای لا یقف علی سرائرھم الا من لا تخفی علیہ خافیۃ ۱۲ ۶ قولہ فی مرتین ایک نفاق الخ کذا فی الروح ۱۲

مع وقف منزل

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ لا تعلمھم نحن نعلمھم فی الروح استدل بالآیۃ علی انہ لا ینبغی الاقدام علی دعوی الامور الخفیۃ من اعمال القلب ونحوھا وھذہ الآیۃ ونحوھا اقوی دلیل فی الرد علی من یزعم الکشف والاطلاع علی المغیبات بمجرد صفاء القلب وتجرد النفس عن الشواغل ولبعضھم ینسا ھلون فی ھذا الباب جدا اھ ملخصا وردت الآیۃ فی نفی علم الغیب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صریحا

ترجمہ

قولہ تعالیٰ لا تعلمھم نحن نعلمھم روح میں ہے کہ اس آیت سے استدلال کیا گیا ہے کہ امور خفیہ مثل اعمال قلب وغیرہ پر مطلع ہونیکا دعویٰ نازیبا ہے اور اس قسم کی آیتیں قوی دلیل ہیں اس شخص کے اوپر جو مجرد صفائے قلب اور تجرد نفس کے کشف اور اطلاع علی المغیبات کا دعویٰ کرنے لگتا ہے اھ اور اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم غیب کی صریح نفی کی گئی ہے ۱۲

وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ۭ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ

اور کچھ اور لوگ ہیں جو اپنی خطا کے مقر ہو گئے جنہوں نے ملے جلے عمل کئے تھے کچھ بھلے اور کچھ برے اللہ سے امید ہے کہ ان پر توجہ فرما دیں

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ صَلٰوتَكَ

بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے بڑی رحمت والے ہیں آپ انکے مالوں میں سے صدقہ لے لیجئے جسکے ذریعے سے آپ ان کو پاک صاف کر دیں گے اور انکے لئے دعا کیجئے بلاشبہ آپکی دعا

سَكَنٌ لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ

ان کے لئے موجب اطمینان ہے اور اللہ تعالیٰ خوب سنتے ہیں خوب جانتے ہیں کیا ان کو یہ خبر نہیں کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور وہی صدقات کو قبول فرماتا ہے

تخفیف عذاب اور آخرت میں اوروں سے عظیم ہونے میں کوئی اشکال ہی نہیں، اور ان کو اور منافقین سے بڑھا ہوا اس لئے فرمایا کہ مدار نفاق کے نفاق ہونے کا اخفاء ہے اور یہ اس میں ایسے بڑھے ہوئے ہیں کہ باوجودیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکاوت و فطانت میں تمام جہان سے اکمل ہیں مگر انہوں نے آپ کو بھی پتہ نہ چلنے دیا اور لا تعلمہم کے ترجمہ میں لفظ بھی اسی مضمون کی طرف اشارہ ہے۔ ربط تمہید رکوع یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَا لَکُمْ اِذَا قِیْلَ لَکُمْ۔ واقع نصف پارہ واعلموا میں غزوہ تبوک کے متعلق لوگوں کا کئی جماعتوں کی طرف تقسیم ہونا بیان کیا تھا جن میں اوپر اکثر آیات میں جماعت پنجم یعنی منافقین کا زیادہ ذکر ہوا ہے آگے جماعت چہارم یعنی ان مومنین کا ذکر ہے جو کاہلی سے پیچھے رہ گئے مگر بہانے نہیں تراشے پھر ان میں دو قسمیں ہو گئی تھیں قسم اول جنہوں نے جس وقت سنا کہ آپ تشریف لے آئے تو اپنے کو مسجد کے ستونوں سے باندھ دیا کہ اگر آپ کھولیں گے تو خیر ورنہ یوں ہی ختم ہو جاوینگے اور قسم دوم جنہوں نے نہ عذر تراشا اور نہ اپنے کو باندھا بلکہ حاضر ہو کر سچ سچ بات عرض کر دی آیت اخرون اعترفوا میں پہلوں کا بیان ہے اس کے نزول پر آپ نے انکو کھول دیا تو وہ آپ کی خدمت میں کچھ مال لائے کہ ہماری طرف سے نیک راہ میں صرف فرما دیجئے اس پر آیت خذ من اموالہم الخ نازل ہوئی چنانچہ آپ نے قبول فرما لیا اور اخرون مرجون میں دوسروں کا بیان ہے اور ان کی توبہ قبول ہونے کا رکوع آئندہ کے ختم آیت لقد تاب میں بیان ہے کذا فی الدر عن ابن عباس رضؓ

ذکر مومنین متخلفین

وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ (الیٰ قولہ تعالیٰ) وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ اور کچھ اور لوگ ہیں جو اپنی خطا کے مقر ہو گئے جنہوں نے ملے جلے عمل کئے تھے کچھ بھلے (جیسے اعتراف جس کا منشا ندامت ہے اور یہی توبہ ہے اور جیسے اور غزوات جو پہلے ہو چکے ہیں غرض یہ کام تو اچھے کئے) اور کچھ برے (کئے جیسے تخلف بلا عذر سو) اللہ سے امید (یعنی ان کا وعدہ) ہے کہ اُن (کے حال) پر (رحمت کے ساتھ) توجہ فرما دیں (یعنی توبہ قبول کریں) بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے بڑی رحمت والے ہیں (جب اس آیت سے توبہ قبول ہو چکی اور وہ حضرات ستونوں سے کھل چکے تو اپنا مال آپ کی خدمت میں لے کر آئے اور درخواست کی کہ اس کو اللہ کی راہ میں صرف کیا جاوے تو ارشاد ہوا کہ) آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ (جس کو یہ لائے ہیں) لے لیجئے جس کے (لینے کے) ذریعہ سے آپ ان کو (گناہ کے آثار سے) پاک صاف کر

ملحقات الترجمہ	البلاغۃ
قبول التوبۃ والعفو عنہ عاماکل من خلطت حسنات سیئات او بالعکس لم یعد بالیاء نظرا لتقدیر خالطوا عملا صالحا بسیئی وسیئا بصالح فافہم ۲	
ملحقات الترجمہ لـ قولہ فی اخرون کچھ اور لوگ ہیں، اشارۃ الی الترکیب من ان اٰخرون صفۃ لقوم مقدر مبتدء والمنسوخ النکرۃ الموصوفۃ لہ والخبر اعترفوا او قولہ خلطوا حال ۲	قولہ عن عبادہ فی الروح تعدیۃ القبول بعن لتضمنہ معنی التجاوز والعفو وقیل بمعنی من قولہ خلطوا الاصل فی الخلط التعدیۃ بالباء، لکن بحیث یکون المفعول بلا واسطۃ مخلوطا والمفعول دما یجرہ الباء مخلوطا بہ فیقال خلط الماء باللبن ولا یقال خلط اللبن بالماء ولما کان حکم التائب والعاصی سی

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ واخرون اعترفوا بذنوبہم ہم الذین لم تو سخ فیہم ملکۃ الفساد فبقی فیہم نور الاستعداد ولہذا ادت شیمتہم خلطوا عملا صالحا واخر سیئا حیث الوافی لتبۃ النفس اللوامۃ التی لم یعولہا الصفا بالقرب بنورہا بنور ربہ ملکۃ لہا ولذا الاستعاد لہ تارۃ ولعل عملا صالحا لحزۃ وتنفعہ لخری دعی بما بین ہذہ ادام حتی یقوی اتصالہا بالقلب لیصیر ذالک ملکۃ لہا وحینئذ یعلو امرہا وتنجو من التلفقات ولعل قولہ سبحانہ عسی اللہ ان یتوب علیہم اشارۃ الی ذلک وقد یکون قوۃ حجابہ لاتصال بہا سببا تحکیما لیشیر الیہ قولہ سبحانہ وتعالیٰ خذ من اموالہم صدقۃ تطہرہم وتزکیہم بہا لان المال مادۃ الشہوات فامر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالتخفف من ذلک لیکون اول حالہم التجرد لتکسیر قوی النفس وتضعف ہواہا ثم امر بالصلٰوۃ علیہم بامداد الہمۃ وانتصار النور المعنوی بصلٰوتک سکن لہم ای سبب لنزول السکینۃ فیہم وضعوا السکینۃ نور یستقر فی القلب وبہ تثبت علی التوجہ الی الحق ویتخلص عن الطیش کذا فی روح المعانی۔ وفی الآیات فضل الاعتراف وقبول العذر من المعتذر وبرکۃ العمل من الصدقہ وبرکۃ الشیخ حیث نسب التزکیۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بواسطۃ الصدقۃ وارشاد للشیخ ان یسلی المریدین فی قولہ تعالیٰ ان صلٰوتک سکن لہم

ترجمہ قولہ تعالیٰ واخرون اعترفوا بذنوبہم یہ وہ لوگ تھے جنہیں گناہ کا ملکہ راسخ نہ تھا اور ان میں نور استعداد باقی تھا اور اسی واسطے انکی طبیعتیں نرم ہو گئیں اور انکی یہ شان بھی کہ خلطوا عملا صالحا و آخر سیئا جس کی وجہ یہ تھی کہ وہ لوگ نفس لوامہ کے مرتبہ میں تھے جسکا اتصال بالقلب اس کے نور سے منور ہونا اسکا ملکہ نہ ہوا تھا اور اسی لئے کبھی اسکا منقاد ہو کر اعمال صالحہ کرنے لگتا تھا اور کبھی اس سے ہٹ جاتا تھا اور وہ اسی بین بین حالت میں رہتا ہے جب تک کہ اسکا اتصال بالقلب قوی ہو کر اسکا ملکہ نہ ہو جاوے اور جب ایسا ہو جاوے تو پھر مخالفت سے نجات پا لیتا ہے کہ شاید یہ ارشاد کہ عسی اللہ ان یتوب علیہم اسی طرف اشارہ ہو کہ کبھی اسکے اتصال بالقلب کی جانب کو دیگر اسباب سے بھی ترجیح ہو جاتی ہے جیسا اس قول حق شانہ سے خذ من اموالہم صدقۃ تطہرہم وتزکیہم بہا کیونکہ مال ہی تمام شہوات کا مادہ ہے پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو انسے اموال لینے کا حکم کیا گیا تاکہ انکا اول مرتبہ تجرد ہو جس سے نفس کے قوی شکستہ ہوں اور اسکی خواہشیں اور صفات ضعیف ہوں

لطائف ۔ اور اضافہ انوار صحبت کا امر ہے اور ان صلوٰتک سکن لہم میں اسکا بیان ہے کہ یہ ہمت اور افاضہ انوار نزول سکینہ کا سبب ہے اور سکینہ کی تفسیر یہ کیگئی ہے کہ وہ ایک نور ہے جو دل میں مستقر ہوتا ہے اور توجہ الی الحق پر اس سے ثبات ہوتا ہے اور بے استقلالی سے امن رہے یہ سب مضمون روح المعانی میں ہے اور ان آیات میں یہ امور بھی ہیں اعتراف بالذنب کی فضیلت معترف کا قبول عذر اعمال خالصہ تصدق وغیرہ کی برکات شیخ کی برکات چنانچہ تزکیہ کو بواسطہ صدقہ کے آپکی طرف منسوب کیا گیا شیخ کو یہ ارشاد ہے کہ مرید کو تسلی دیا کرے

وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝ وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَیَرَی اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ وَسَتُرَدُّوْنَ

اور یہ کہ اللہ ہی توبہ قبول کرتے ہیں اور رحمت کرنے میں کامل ہیں اور آپ کہدیجئے کہ عمل کئے جاؤ سو ابھی دیکھے لیتا ہی تمہارے عمل کو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اور اہل ایمان

اِلٰی عٰلِمِ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ

اور ضرور تم کو ایسے کے پاس جانا ہے جو تمام چھپی اور کھلی چیزوں کا جاننے والا ہے سو وہ تم کو تمہارا سب کیا ہوا بتلادے گا — اور کچھ اور لوگ ہیں جن کا معاملہ

لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا یُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا یَتُوْبُ عَلَیْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ۝

خدا کے حکم آنے تک ملتوی ہی کہ ان کو سزا دیگا یا ان کی توبہ قبول کریگا اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہی بڑی حکمت والا ہے

دینگے، اور جب آپ لیں تو، ان کے لئے دعا کیجئے بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لئے موجب اطمینان (قلب) ہے اور اللہ تعالیٰ (ان کے اعتراف کو) خوب سنتے ہیں (اور ان کی ندامت کو) خوب جانتے ہیں (اس لئے ان کے اخلاص کو دیکھ کر آپ کو یہ احکام دیئے آگے ان اعمال صالحہ مذکورہ یعنی توبہ و ندامت و انفاق فی الخیر کی ترغیب اور اعمال سیئہ مثل تخلف وغیرہ سے آیندہ کیلئے ترہیب ہے پس اول ترغیب ہے یعنی) کیا ان کو یہ خبر نہیں کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور وہی صدقات کو قبول فرماتا ہے اور (کیا ان کو یہ خبر نہیں) کہ اللہ ہی (اس) توبہ قبول کرنے (کی صفت) میں اور رحمت کرنے (کی صفت) میں کامل ہے (اسی لئے ان کی توبہ قبول کی اور اپنی رحمت سے مال قبول کرنے کا حکم اور ان کے لئے دعا کرنے کا حکم فرمایا پس آیندہ بھی خطایا ذنوب کے صدور پر توبہ کرلیا کریں اور اگر توفیق ہو تو خیر خیرات کیا کریں) اور (ترغیب کے بعد آگے ترہیب ہے یعنی) آپ (ان سے یہ بھی) کہدیجئے کہ (جو چاہو) عمل کئے جاؤ سو (اول تو دنیا ہی میں) ابھی دیکھے لیتا ہے تمہارے عمل کو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اور اہل ایمان (پس برے عمل پر دنیا ہی میں ذلت اور خواری ہو جاتی ہے) اور (پھر آخرت میں) ضرور تم کو ایسے (اللہ) کے پاس جانا ہے جو تمام چھپی اور کھلی چیزوں کا جاننے والا ہے سو وہ تم کو تمہارا سب کیا ہوا بتلادے گا (پس برے عمل سے مثل تخلف وغیرہ کے آیندہ سے احتیاط رکھو یہ قسم اول کا بیان تھا آگے قسم دوم کا ذکر ہے) اور کچھ اور لوگ ہیں جن کا معاملہ خدا کے حکم آنے تک ملتوی ہے کہ (عدم اخلاص توبہ کی وجہ سے) ان کو سزا دے گا یا (اخلاص کی وجہ سے) ان کی توبہ قبول کرے گا اور اللہ تعالیٰ (خلوص و عدم خلوص کا حال) خوب جاننے والا ہے (اور) بڑا حکمت والا ہے (پس بمقتضائے حکمت خلوص کی توبہ قبول کرتا ہے اور بغیر خلوص کے قبول نہیں کرتا اور اگر کبھی بلا توبہ معاف کرنے میں حکمت ہو تو ایسا بھی کر دیتا ہے)۔ ف۔ یہاں چند تحقیقات ہیں اول جب توبہ سے گناہ معاف ہو گیا تو صدقہ کے آلۂ تطہیر و تزکیہ ہونے کے کیا معنی سو وجہ اس کی یہ ہے کہ توبہ سے گناہ معاف ہو جاتا ہے لیکن گاہے اس کی ظلمت و کدورت کا اثر باقی رہ جاتا ہے اور گو اس پر مواخذہ نہیں لیکن اس سے آیندہ اور گناہوں کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے پس صدقہ سے خصوصاً بوجہ حدیث الصدقۃ تطفی غضب الرب اور دیگر اعمال صالحہ سے عموماً یہ ظلمت اور کدورت مندفع ہو جاتی ہے۔ دوم جب جہاد فرض کفایہ ہے تو جو لوگ کاہلی سے نہ گئے ان کو گناہ کیوں ہوا جسکے لئے قسم اول کی طرف عمل سیئی کو منسوب فرمایا، اور قسم دوم کے حق میں احتمال تعذیب کا فرمایا سو وجہ اس کی یہ ہے کہ فی نفسہ تو فرض کفایہ ہے مگر جب آپ نے سبکو چلنے کا حکم فرما دیا تو اب فرض عین ہو گیا تھا بلکہ ہر امام اسلام جب حکم عام دیدیگا تو یہی حکم ہو گا سوم صدقہ لیکر امام کو اور غیر جسکو دیا جاوے دعا دینا مستحب ہے صل علیہم کے یہی معنی ہیں مگر لفظ صلوٰۃ سے نہ ہو یعنی اسطرح نہ کہے کہ اللھم صل علی زید کیونکہ عرفاً اس سے ایہام نبوت کا لازم آتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جو منقول ہے وہ باعتبار معنی لغوی کے ہے اور اس وقت یہ عرف مذکور نہ تھا چہارم تائبین کیلئے دو احتمال قبول توبہ و تعذیب کے بایں وجہ ہیں کہ توبہ کبھی شرائط کے موافق نہیں ہوتی پس اس کو آیات تشبیہ توبہ کے ساتھ کچھ تعارض نہیں مثلاً اوپر ہی کی آیت الم یعلموا تیجم تقسیر مذکور پر یہ شبہ نہ رہا کہ بدوں توبہ کے معافی نہیں ہو کیونکہ

ملحقۃ الترجمۃ ۵ قولہ تطہرھم پاک صاف اشارہ الی عطف تزکیہم علی تطہرہم وتقیید المعطوف علیہ بالقید بہ المعطوف والجمع بینہا عندی عن کید ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ وقل اعملوا فسیری اللہ عملکم ورسولہ والمومنون فی قولہ والمومنون اشارۃ الی ما قالوا فی حد التوبۃ انہ ظہور سیماء الصالحین علی التائب حتی انہ هو الذی یراہ المومنون قولہ تعالیٰ واخرون مرجون لامر اللہ فیہ اصل لجعل امر المریدین معلقا دائرا بین الخوف والرجاء لا یصرح بالقبول العن رحمتہ ولا بردہ فان الاول غیر متعین الزم النصح والثانی غیر الوحشۃ ثم الیاس ثم البعد وکلا هما وفی هذا التعلیق مصالح لہ

ترجمہ

قولہ تعالیٰ۔ وقل اعملوا فسیری اللہ عملکم ورسولہ والمومنون میں اشارہ ہے اس قول کیطرف جو حد توبہ میں علماء نے فرمایا کہ تائب پر سیماء صالحین ظاہر ہونے لگے کیونکہ مومنین کی رؤیت اس سے متعلق ہو سکتی ہے قولہ تعالیٰ واخرون مرجون لامر اللہ اس میں اسکی اصل ہے کہ بعض اوقات مرید کے معاملہ کو خوف و رجا کے درمیان معلق چھوڑ دیا جاتا ہے اسکے عذر کو نہ صریحا قبول کیا جاتا ہے کہ اسمیں نصیحت کا اثر ضعیف ہو جاتا ہے اور نہ صریحا رد کیا جاتا ہے کہ اس اول تو وحشت ہوتا ہے پھر یاس پھر بعد جیسے کہ اس کیلئے مضر ہیں اور اس معلق رکھنے میں اسکی بہت سی مصلحتیں

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَ

اور بعضے ایسے ہیں جنہوں نے ان اغراض کے لئے مسجد بنائی ہے کہ ضرر پہنچاویں اور کفر کی باتیں کریں اور ایمانداروں میں تفریق ڈالیں اور اس شخص کے قیام کا سامان کریں جو اسکے قبل سے

رَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ

خدا اور رسول کا مخالف ہے اور قسمیں کھا جاویں گے کہ بجز بھلائی کے اور ہماری کچھ نیت نہیں اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بالکل جھوٹے ہیں آپ اس میں کبھی کھڑے نہ ہوں

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ

البتہ جس مسجد کی بنیاد اول دن سے تقوے پر رکھی گئی ہے وہ اس لائق ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں اس میں ایسے آدمی ہیں کہ وہ خوب پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ

يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝ اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ

خوب پاک ہونے والوں کو پسند کرتا ہے پھر آیا ایسا شخص بہتر ہے جس نے اپنی عمارت کی بنیاد خدا سے ڈرنے پر اور خدا کی خوشنودی پر رکھی ہو یا وہ شخص جس نے اپنی عمارت کی بنیاد

عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ

کسی گھاٹی کے کنارہ پر جو کہ گرنے ہی کو ہو رکھی ہو پھر وہ اس کو لیکر آتش دوزخ میں گر پڑے اور اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو سمجھ ہی نہیں دیتا ان کی یہ عمارت جو انہوں نے

بَنَوْا رِيْبَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّآ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ ع

بنائی ہے ہمیشہ ان کے دلوں میں کھٹکتی رہیگی ہاں مگر ان کے دل ہی اگر فنا ہو جاویں تو خیر اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے بڑی حکمت والے ہیں

چنانچہ علیم حکیم کے ترجمہ میں اُس کی تقریر کردی گئی کہ گا ہے یہی معافی مقتضائے حکمت ہوتی ہے **ربط** اوپر بار بار منافقین کا ذکر ہوا ہے آگے انکے ایک مسجد بنانیکا اور اسکے متعلقات کا بیان ہے جس کا ملخص قصہ یہ ہے کہ شہر مدینہ کے قریب ایک محلہ ہے قبا اسکا نام ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے ہیں تو اول اسی محلہ میں قیام فرمایا پھر شہر میں تشریف لے آئے تھے تو زمانہ قیام میں جس جگہ آپ نماز پڑھتے تھے وہاں اس محلہ کے مؤمنین مخلصین نے ایک مسجد بنالی۔ اور اس میں نماز پڑھتے منافقین ایک شخص ابو عامر راہب سے جوکہ اسلام کا سخت دشمن تھا میل رکھتے تھے باہم یہ صلاح ٹھیری کہ ایک مکان مسجد کے نام سے جداگانہ بنایا جاوے اسمیں سب جمع ہوکر اسلام کی ضرر رسانی کے مشورے کیا کریں اور اس سارے مجمع کا سرگروہ ابو عامر رہے وہ جب مدینہ آیا کرے تو اسی مکان میں ٹھیرا کرے اور ابو عامر نے کہا کہ میں ہرقل شاہ روم سے ملکر اسلام کے مقابلہ کیلئے لشکر لاونگا اور اسلام سب نیست و نابود ہو جاویگا غرض مسجد کی شکل پر وہ مکان تیار ہوا تو ایک جماعت خدمت میں حاضر ہوکر درخواست کی کہ آپ وہاں چلکر نماز پڑھ لیجئے تو پھر وہاں جماعت ہونے لگے آپ نے جداگانہ مسجد بنانیکی وجہ پوچھی کہنے لگے کہ ہماری نیت بالکل نیک محض عام مسلمانوں کو آسائش کی غرض سے بنالی ہے کہ وسعت لبسہولت ہو گرمی سردی میں سایہ کی ضرورت ہوتی ہے ایک مسجد میں سب سما نہیں سکتے اس سے گنجائش ہوگی۔ کوئی بیمار ضعیف دور نہ جاسکے تو پاس کے پاس اسمیں نماز پڑھ لے آپ نے بنا برحسن ظن تصدیق فرماکر وعدہ کر لیا کہ تبوک سے واپس آکر اسمیں نماز پڑھونگا اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں آپکو حقیقت حال کی اطلاع کردی اور وہاں نماز پڑھنے کی غرض سے جانے سے منع فرمادیا چنانچہ آپ نے بوجہ اسکے کہ وہ مسجد کی نیت سے نہ بنائی گئی تھی۔ اور اوپر سے مفاسد کثیرہ اس سے ناشی ہوتے تھے صحابہ کو بھیجکر اسکو آگ لگوادی اور منہدم کردیا اس مسجد کا لقب مسجد ضرار مشہور ہے بوجہ اسکے کہ سبب ضرر کا تھا۔ کذا ذکر فی الدر المنثور وغیرہ ان آیات میں اس مسجد کا اور مقابلہ میں مسجد مؤمنین کا جو مسجد قبا کے لقب سے مشہور ہے بیان ہے۔

ذکر مسجد ضرار

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا الی قوله تعالیٰ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ اور بعضے ایسے ہیں جنہوں نے ان اغراض کے لئے مسجد بنائی ہے۔

اللغات بنیان مصدر بمعنی المبنی شفا جرف وطرفہ جرف البیر التی لم تطو وقیل ہو الہوۃ وما یجرفہ السیل ھار ساقط لفت بحرف اصلہ ہائر او ہاور نحو مقلوب کذا فی الروح ۱۲

البلاغۃ قوله الذی بنوا فی الروح وصف بنیانہم بالوصف للایذان بکیفیۃ بنائہم لہ وتاسیسہ علی باطلیۃ تاسیسہ ... وللاشعار بعلۃ الحکم قوله لا تقاتلوا ای لا تقتل ۱۲

مسائل السلوک

قوله تعالیٰ والذین اتخذوا مسجدا
ضرارا لیخذ منه شناعة فعل من
یتخذ الدین آلة لغرضه الفاسد
قوله تعالیٰ لا تقم فیه ابدا حیث
یوجه الامر لقیامک فیه دلیل علی
التحرز من التسبب للمکروه الشرعی
قوله تعالیٰ لمسجد اسس علی
التقوی من اول یوم احق ان تقوم
فیه الرجل ان التنفس ... بعضا
الوقت وطیب المحال وذوق الوجدان
بجذب ما اذا کان مبنیا علی ضد
ذلک فانهما تتاثر فیه بالکدورة
الظلمة والقبض واصل ذلک ان
عالم الملک تحت تصرف عالم الملکوت
تتخیره فیلزم ان یکون لما النفوس
وھیأتها تاثیرا فیما تباشر من الاحوال
الاخری کعبة کیف شرفت وعظمت
جعلت محلا للتبرک لما انها کانت
مبنیة بید خلیل الله تعالیٰ علیه
الصلوة والسلام بنیة صادقة
ونفس شریفة ونحن نجد ایضا اثر
الصفاء والجمعیة فی بعض المواضع
البقاع ونحن ذلک فی بعضها نبه
رجال یحبون ان یتطهروا ای اهل
ارادة وسعی فی التطهر عن الذنوب
وهواشارة الی ان صحبة الصالحین
لها اثر عظیم فی التخصص من هذا و
ما فیه الاشارة الی انه ینبغی رعایة
المکان والاخوان فی حصول الجمعیة
وحلو عن القوم انه یحب صلواته ذلک
جمعوا ماله النعمان فی حصول ما
... حمیة قوله

کر (اسلام کو) ضرر پہنچاویں اور (اس میں بیٹھ بیٹھ کر) کفر (یعنی عداوت رسول) کی باتیں کریں اور (اس کی وجہ سے) ایمانداروں (کے مجمع) میں تفریق ڈالیں (کیونکہ جب دوسری مسجد بنتی ہے اور ظاہر کیا جاوے کہ خوش نیتی سے بنی ہے تو ضرور ہے کہ پہلی مسجد کا مجمع کچھ نہ کچھ منتشر ہو ہی جاتا ہے) اور (یہ بھی غرض ہے کہ) اس شخص کے قیام کا سامان[۱] کریں جو اس (مسجد بنانے) کے قبل سے خدا اور رسول کا مخالف ہے (مراد ابو عامر راہب ہے) اور (پوچھو تو) قسمیں کھاجاویں گے (جیسا ایکدفعہ پہلے بھی پوچھنے پر کھاچکے ہیں) کہ بجز بھلائی کے اور ہماری کچھ نیت نہیں (بھلائی سے مراد آسائش اور گنجائش) اور اللہ گواہ ہے کہ وہ (اس دعوی میں) بالکل جھوٹے ہیں (جب اس مسجد کی یہ حالت ہے کہ وہ واقع میں مسجد ہی نہیں بلکہ مضر اسلام ہے تو) آپ اس میں کبھی (نماز کے لئے) کھڑے نہ ہوں البتہ جس مسجد کی بنیاد اول دن سے (یعنی روز تجویز[۲] سے) تقوی (اور اخلاص[۳]) پر رکھی گئی ہے (مراد مسجد قبا ہے) وہ (واقعی) اس[۴] لائق ہے کہ آپ اس میں (نماز کے لئے) کھڑے ہوں (چنانچہ گاہ گاہ آپ وہاں تشریف لیجاتے اور نماز پڑھتے) اس (مسجد قبا) میں ایسے (اچھے) آدمی ہیں کہ وہ خوب پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالے خوب پاک ہونے والوں کو پسند کرتا ہے (جب دونوں مسجدوں کے بانیوں کا حال معلوم ہوگیا تو) پھر (سمجھ لو) آیا ایسا شخص بہتر ہے جس نے اپنی عمارت (یعنی مسجد) کی بنیاد خدا سے ڈرنے پر اور خدا کی خوشنودی[۵] پر رکھی ہو یا وہ شخص (بہتر ہوگا) جس نے اپنی عمارت (یعنی مسجد) کی بنیاد کسی گھاٹی (یعنی غار) کے کنارہ پر جو کہ گرنے ہی کو ہو رکھی ہو (مراد اس سے اغراض باطلہ کفریہ ہیں ناپائیداری میں اس کے ساتھ تشبیہ دی گئی) پھر وہ (عمارت) اس (بانی) کو لے کر آتش دوزخ میں گر پڑے (یعنی وہ عمارت تو گری بوجہ اس کے کنارہ پر ہے جب وہ کنارہ پانی سے کٹ کر گرے گا وہ عمارت بھی گرے گی۔ اور بانی گرا اس لئے کہ اس عمارت میں رہتا تھا۔ اور چونکہ مراد اس سے اغراض کفریہ ہیں جو موصل الی النار ہیں اس لئے یہ فرمایا کہ وہ اس کو لے کر جہنم میں جاگری) اور اللہ تعالے ایسے ظالموں کو (دین کی) سمجھ ہی نہیں دیتا (کہ بنائی تو مسجد کے نام سے جو کہ دین کے شعائر میں سے ہے اور غرضیں اس میں کیسی کیسی فاسد کرلیں) ان کی یہ عمارت (یعنی مسجد) جو انہوں نے بنائی ہے ہمیشہ انکے دلوں میں (کانٹا سا) کھٹکتی رہے گی (کیونکہ جس غرض سے بنائی تھی وہ پوری نہ ہوئی اور قلعی کھل گئی سو الگ اور پھر اوپر سے منہدم کردی گئی غرض کوئی ارمان نہ نکلا اس لئے ساری عمر اس کا افسوس اور ارمان باقی رہے گا) ہاں مگر ان کے (وہ) دل ہی (جن میں وہ ارمان ہے) اگر فنا ہوجاویں تو خیر (وہ ارمان بھی اسوقت ختم ہوجاوے) اور اللہ تعالے بڑے علم والے بڑے حکمت والے ہیں (ان کی حالت کو جانتے ہیں اور اسی کے مناسب سزا دیں گے)

ف الا ان تقطع قلوبھم کا یہ مطلب نہیں کہ بعد فنا موت کے راحت ہوجاوے گی بلکہ یہ محاورات میں کنایہ ہے دوام حسرت سے اور یہ بھی کہنا ممکن ہے کہ حقیقۃً دوام حسرت کو مفید ہو کیونکہ میت سے محل ادراک یعنی قلب حقیقی کو موت نہیں آتی پس تقطع کبھی متحقق ہی نہ ہوگا اس لئے حسرت بھی کبھی منقطع نہ ہوگی یہاں ایک علمی شبہ ہے وہ یہ کہ حدیثوں میں مصرح ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے اہل مسجد قبا سے پوچھا تم کیا تطہر کرتے ہو کہ تمہاری ثنا کی گئی انہوں نے کہا کہ ہم استنجا ڈھیلے سے کر کے پانی بھی لیتے ہیں آپ نے فرمایا یہی بات ہے اس سے اور نیز سیاق آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد اسس علی التقوی سے مراد مسجد قبا ہے۔ پھر اس حدیث کے کیا معنی کہ دو صحابیوں کی اس میں گفتگو ہوئی اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس سے مراد

ملحقات الترجمة

[۱] قوله فی ارصادا سامان لما فی القاموس ارصدت له اعددت له وکافاته بالخیر او بالشر ۱۲

[۲] قوله فی من اول یوم تجویز ای من اول یوم بنائه لان بنائه کان علی غیر تقوی ثم تابوا واخلصوا وقیل من اول یوم الهجرة ۱۲

[۳] قوله فی تقوی اور اخلاص مشار بالعطف الی التفسیر یکون المراد بالتقوی بعض شعبه ۱۲

[۴] قوله فی احق اس لائق فاحق بمعنی حقیق ۱۲

[۵] قوله فی تقوی و رضوان خدا کی خوشنودی مبنی علی تقیید المعطوف بما قید به المعطوف علیه من الله صفة لتقوی والمعنی تقوی الله کما فی الخازن ۱۲

145 / 158

إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۭ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَ

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں کو اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض میں خرید لیا ہے کہ انکو جنت ملیگی وہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں جس میں قتل کرتے ہیں اور

يُقْتَلُوْنَ ۣ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ۭ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ

قتل کئے جاتے ہیں، اس پر سچا وعدہ کیا گیا ہے توریت میں، اور انجیل میں اور قرآن میں اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنیوالا ہے تو تم لوگ اپنی اس بیع پر جس کا تم نے

الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ۭ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ اَلتَّاۗىِٕبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّاۗىِٕحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ

معاملہ ٹھیرایا ہے خوشی مناؤ اور یہ بڑی کامیابی ہے وہ ایسے ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں عبادت کرنے والے حمد کرنیوالے روزہ رکھنے والے رکوع اور سجدہ کرنیوالے

السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

نیک باتوں کی تعلیم کرنیوالے اور بری باتوں سے باز رکھنے والے اور اللہ کی حدود کا خیال رکھنے والے اور ایسے مؤمنین کو آپ خوشخبری سنا دیجئے۔

یہ میری مسجد یعنے مسجد نبوی ہے۔ جواب یہ ہے کہ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں جو ظاہراً متبادر ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ مسجد نبوی بھی ہے اور مقصود اس جواب سے رد کرنا ہے دعوی اختصاص بمسجد قباء کو رہا یہ کہ سیاق اس سے آبی ہے۔ جواب یہ ہے۔ کہ مدلول لعبارۃ النص تو مسجد قبا ہی ہے مگر مدلول بدلالۃ النص مسجد نبوی بھی ہے۔ کیونکہ جب صحابہؓ کے بانی ہونے سے وہ ان اوصاف کی مصداق بن گئی۔ تو جس مسجد کے حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم بانی ہونگے وہ ظاہر ہے کہ بدرجہ اولیٰ اس کی مصداق ہوگی اور نفی کرنا مسجد قبا کی آپ کا مقصود نہیں خوب سمجھ لو۔ واللہ اعلم **مسئلہ** اس قصہ سے جو بعض علما نے مستنبط کیا ہے کہ جو مسجد تفاخر و ریا کے لئے بنائی جاوے وہ مسجد نہیں مجھ کو اس میں کلام ہے کیونکہ مقیس علیہ میں تو درحقیقت مسجد بنانے ہی کی نیت نہ تھی کیونکہ انکے اعتقاد میں مسجد بنانا موجب تقرب نہ تھا بخلاف مقیس کے کہ وہ مسجد بنانے کو موجب تقرب سمجھتا ہے گو اس میں نیت فاسد ہو تو فساد نیت کو فساد عقیدہ پر قیاس کرنا مع الفارق ہے اور مجتہد مذہب سے یہ جزئی کہیں منقول نہیں دیکھی گئی اس لئے احکام ظاہری میں وہ مسجد ہے گو عند اللہ مقبول نہ ہو مسجدیت اور مقبولیت میں تلازم نہیں نہ ایک جانب سے نہ دونوں جانب سے واللہ اعلم ربط اوپر متخلفین عن الجہاد کی مذمت تھی آگے مجاہدین کی فضیلت پھر ان میں سے خاص کاملین کی جن میں دوسرے اوصاف ایمانیہ بھی ہوں منقبت مذکور ہے

فضل مجاہدین عموماً و کاملین خصوصاً

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ الی قولہ تعالیٰ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں کو اور اُن کے مالوں کو اس بات کی عوض میں خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی (اور خدا کے ہاتھ مال و جان کے بیچنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ اللہ کی راہ میں (یعنے جہاد میں) لڑتے ہیں جس میں (کبھی) قتل کرتے ہیں اور (کبھی) قتل کئے جاتے ہیں (یعنے وہ بیع جہاد کرنا ہے خواہ اس میں قاتل ہونے کی نوبت آئے یا مقتول ہونے کی) اس (قتال) پر (ان سے جنت کا) سچا وعدہ کیا گیا ہے توریت میں (بھی)

اللغات السائحون من السیاحۃ وفسر بالصیام مرفوعا اخرجہ ابن مردویہ عن ابن مسعود والی ہریرۃ ۱۲ لان الصوم یعوق عن الشہوات کما ان السیاحۃ تمنع منہا فی الاکثر وقیل المہاجرون وقیل المجاہدون وقیل طلبۃ العلم اخرجہ ابو الشیخ عن عکرمۃ قولہ والناھون اتی بالواو للمقابلۃ مع الامر ہو اصل جمعنی ۱۲ **النحو** وعدا مفعول مطلق مقدر دل علیہ قولہ بان لہم الجنۃ قولہ ومن اوفی اعتراض

موکد ۱۲ **البلاغۃ** فی فاستبشروا التفات ۱۲ **ملحقات الترجمۃ** ۱؎ **قولہ** فی یقاتلون مطلب شرۃ دلے انہ بیان لما قبلہ من اشتری ۱۲ ۲؎ **قولہ** فی فیقتلون جس میں الخ اشارۃ الی ان اجماع لیس لشرط بل المدار ہو القتال فقط وتترتب علیہ القاتلیۃ مرۃ والمقتولیۃ اخری ۱۲ ۳؎ **قولہ** فی التورىۃ وعدہ کیا گیا ہے توریت میں اشارۃ الی تعلق الجار بالوعد ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ۔ التائبون العابدون الی قولہ تعالیٰ وبشر المؤمنین فی الآیۃ نعی علی اناس ادعوا الانتظام فی حزب اللہ تعالیٰ وزمرۃ اولیائہ وھم قد ضیعوا الحدود وخرقوا سفینۃ الشریعۃ وتکلموا بالکلمات الباطلۃ حتی عند الصوفیۃ اھ

ترجمہ

قولہ تعالیٰ۔ التائبون العابدون الی قولہ وبشر المؤمنین۔ درج میں ہے کہ اس آیت میں ان لوگوں کے بدحال کا اظہار ہے جو اپنے کو سالکین کے زمرہ میں داخل سمجھتے ہیں اور حدود کو ضائع کرتے ہیں اور ایسے کلمات کے ساتھ تکلم کرتے ہیں جو صوفیہ کے نزدیک بھی باطل ہیں۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ

پیغمبر کو اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کے لئے مغفرت کی دعا مانگیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی ہوں اس امر کے ظاہر ہوجانے کے بعد کہ یہ لوگ

أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ۝ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَنْ مَوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ

دوزخی ہیں اور ابراہیم کا اپنے باپ کے لئے دعائے مغفرت مانگنا وہ صرف وعدہ کے سبب سے تھا جو انہوں نے اس سے وعدہ کرلیا تھا پھر جب ان پر یہ بات ظاہر ہوگئی کہ وہ خدا کا دشمن ہے

تَبَرَّأَ مِنْهُ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ ۝

تو وہ اس سے محض بے تعلق ہوگئے واقعی ابراہیم بڑے رحیم المزاج حلیم الطبع تھے

اور انجیل میں (بھی) اور قرآن میں (بھی) اور (یہ مسلم ہے کہ) اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنیوالا ہے (اور اس لئے اس بیع پر وعدہ جنت کا کیا ہے) تو (اس حالت میں) تم لوگ (جو کہ جہاد کررہے ہو) اپنی اس بیع (مذکور) پر جس کا تم نے (اللہ تعالیٰ سے) معاملہ ٹھیرایا ہے خوشی مناؤ (کیونکہ اس بیع پر تم کو حسب وعدہ مذکورہ جنت ملیگی) اور یہ (جنت ملنا) بڑی کامیابی ہے (تو ضرور تم کو یہ سودا کرنا چاہیئے) وہ (مجاہدین ایسے ہیں جو علاوہ جہاد کے ان اوصاف کمال کے ساتھ بھی موصوف ہیں کہ گناہوں سے) توبہ کرنیوالے ہیں (اور اللہ کی) عبادت کرنیوالے ہیں اور (اللہ کی) حمد کرنیوالے (ہیں اور) روزہ رکھنے والے (ہیں اور) رکوع اور سجدہ کرنیوالے (ہیں یعنی نماز پڑھتے ہیں اور) نیک باتوں کی تعلیم کرنیوالے ہیں (اور) بری باتوں سے باز رکھنے والے (ہیں) اور اللہ کی حدوں کا (یعنی احکام کا) خیال رکھنے والے (ہیں) اور ایسے مومنین کو (جن میں جہاد اور یہ صفات ہوں) آپ خوشخبری سنا دیجئے (کہ ان سے جنت کا وعدہ مذکورہ ہے) **ف** ان صفات کی قید لگانے کا یہ مطلب نہیں کہ بدوں ان صفات کے جہاد کا ثواب نہیں ملتا کیونکہ نصوص کثیرہ میں صرف جہاد پر بشارات وارد ہیں البتہ ایمان شرط ضروری ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان سب کے اجتماع پر ثواب اور فضیلت میں اور کثرت اور قوت ہوجاتی ہے تاکہ نرے جہاد پر نہ بیٹھ جاویں۔ بلکہ ان عبادات کو بھی ہمیشہ بجالاویں۔ اور چونکہ جہاد میں اکثر مال بھی خرچ ہوتا ہے۔ اور جان کا خرچ کرنا زیادہ اہم ہے اسلئے شروع آیت میں تو انفس واموال دونوں کا ذکر فرمایا اور اسکی تفصیل میں صرف بذل النفس یعنی قتال پر اکتفا فرمایا اور بذل نفس سے مراد یہی قتال ہے کہ اسمیں جان سے کام لیا جاتا ہے۔ یہ ضرور نہیں کہ جان کام آوے یعنی مقتول ہوجاوے اس سے یہ شبہ بھی جاتا رہا کہ جان تو بعد مرنے کے بھی باقی رہتی ہے پھر اسکے بذل کے کیا معنی اور مشہور ہے کہ انجیل میں جہاد کا حکم نہیں ہے پھر انجیل میں اس وعدہ کے ہونیکے کیا معنی سو یا تو اس میں اس امت کا ذکر ہوگا کہ ان کے لئے قتال مشروع ہوگا۔ اور ان سے یہ وعدہ ہوگا اور یا مطلق بذل مال ولنفس کی اس میں فضیلت ہوگی جس کے عموم میں جہاد بھی داخل ہے اور اگر اب یہ مضامین اس میں نہ ہوں تو شبہ نہ کیا وے کیونکہ اصلی کتب سابقہ مفقود ہیں ربط زیادہ تر حصہ سورت کا تبری عن الکفار میں ہے چنانچہ آغاز کیا گیا بَرَاءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ الخ سے اور جہاد کا حکم ہوا یہ سب معاملات متعلق حیات کے تھے۔ آگے اسی تبری کی تاکید کے لئے کفار کیواسطے استغفار کرنے سے نہی ہے جو کہ متعلق بالعد الموت کے ہے کہ اس میں بالکل ہی قطع ہے تعلقات غیر ضروریہ کا جیسا کہ اوپر منافقین کے جنازہ پر نماز کی ممانعت تھی اور وجہ اس نہی کی یہ ہوئی کہ ابو طالب کی وفات کے بعد آپنے فرمایا کہ جبتک مجھ کو ممانعت نہ ہوگی انکے لئے استغفار کرونگا۔ اسپر اور مسلمانوں نے بھی اپنے مشرک اموات کے لئے استغفار شروع کیا۔ تو آیت ماکان للنبی الخ میں اس کی ممانعت آئی۔ بعض کو شبہ ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی تو اپنے باپ کے لئے استغفار فرمایا تھا اسپر آیت وما کان استغفار ابراهیم الخ میں اس کا جواب نازل ہوا اخرجہ ابو الشیخ وابن عساکر من طریق سفیان بن عیینة عن عمرو بن دینار هکذا فی الروح واخرج سبب نزول الآیة الاولی الشیخان

نہی از استغفار برائے مشرکین مع جواب شبہ متعلقہ آن

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا الی قولہ تعالیٰ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ ۝ پیغمبر (صلے اللہ علیہ وسلم) کو اور دوسرے مسلمانوں کو

اللغات قولہ الاواہ مبالغۃ من اٰہ ... البلاغۃ قولہ ... الحقات ... الترجمۃ

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ۔ ماکان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی فیہ نفی عدم نفع البرکات بدون الایمان فای برکۃ تکون اعظم من برکۃ قرابۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم ثم قال تعالیٰ ماقال قولہ تعالیٰ وماکان استغفار ابراهیم لابیہ الا عن موعدۃ الخ دلیل علی بیان الشیخ عذرہ اجمالاً او تفصیلاً عند المریدین اذا احتمل منہ الاقتداء فی فعل نہاہ الشیخ عنہ۔ **ترجمہ قولہ تعالیٰ** ماکان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی اس میں تصریح ہے کہ بدون ایمان کے محض برکات کام نہیں آتے دیکھو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی قرابت سے بڑھ کر کونسی برکت ہوگی پھر بھی یہ حکم دیا گیا۔ **قولہ تعالیٰ** وماکان استغفار ابراهیم لابیہ الا عن موعدۃ یہ دلیل ہے اسپر کہ اگر شیخ کسی فعل سے مرید کو منع کرے اور کسی عارض سے وہی فعل خود کرنا پڑے تو مرید کے سامنے اپنا عذر اجمالاً یا تفصیلاً بیان کردے تاکہ وہ اس کا اقتدار نہ کرے

جائز نہیں کہ مشرکین کے لئے مغفرت کی دعاء مانگیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی (کیوں نہ) ہوں اس امر کے ظاہر ہوجانے کے بعد کہ یہ لوگ دوزخی ہیں (اس وجہ سے کہ کافر ہوکر مرے ہیں) اور (اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصہ سے شبہ ہو کہ انہوں نے اپنے باپ کے لئے دعاء مغفرت کی تھی تو اس کا جواب یہ ہے کہ) ابراہیم (علیہ السّلام) کا اپنے باپ کے لئے دعاء مغفرت مانگنا وہ اس کے قبل تھا کہ اس کا دوزخی ہونا ظاہر ہوجاوے اور وہ (بھی) صرف وعدہ کے سبب سے تھا جو انہوں نے اس سے وعدہ کرلیا تھا (اس قول میں ساستغفر لک ربی غرض جواز تو اس لئے تھا کہ اس کا دوزخی ہونا ظاہر نہ ہوا تھا اور وقوع کو اس سے نیز صحیح ہوگئی تھی کہ وعدہ کرلیا تھا ورنہ باوجود جواز کے بھی وقوع نہ ہوتا) پھر جب ان پر یہ بات ظاہر ہوگئی کہ وہ خدا کا دشمن (یعنی کافر ہوکر مرا) ہے تو وہ اس سے محض بے تعلق ہوگئے (کہ استغفار بھی چھوڑ دیا کیونکہ اس وقت دعائے مغفرت کرنا بے معنے ہے کیونکہ کافر میں احتمال مغفرت کا ہے ہی نہیں بخلاف حالت حیات کے کہ دعائے مغفرت کے معنی اس وقت طلب توفیق ہدایت ہو سکتے ہیں کہ توفیق ہدایت کے لئے مغفرت لازم ہے اور رہا یہ کہ وعدہ کیوں کرلیا تھا تو وجہ اس کی یہ ہے کہ) واقعی ابراہیم (علیہ السّلام) بڑے رحیم المزاج حلیم الطبع تھے (کہ باوجودیکہ ان کو باپ نے کیسی کیسی سخت باتیں کہیں مگر حلم سے کام لیا اور مزید برآں یہ کہ شفقت کے جوش سے وعدہ کرلیا اور احتمال نفع تک اس وعدہ کو پورا فرمایا جب یاس ہوگیا ہار کر چھوڑ دیا بخلاف تمہارے استغفار کے کہ مشرکین کے مرنے کے بعد ہو رہا ہے جن کا حالت شرک پر مرنا بظاہر مشاہدہ سے معلوم ہے اور احکام شرعیہ میں ایسا ظاہر کافی ہے پھر قیاس کب صحیح ہے اور اس قیاس پر شبہ کب مبنی ہوسکتا ہے) ف اس سے معلوم ہوا کہ قرآن میں جو ابراہیم علیہ السّلام کی دعا آئی ہے واغفر لابی اس کے معنی یہ ہیں واھد ابی اور انہ کان من الضالین اسکے بہت ہی مناسب ہے اور ایک آیت میں جو والدین کے لئے مغفرت کی دعا ہیں یوم یقوم الحساب فرمایا ہے وہاں یہ مطلب ہے اھدھما لیغفر لہما یوم قیام الحساب اور حدیث بخاری میں جو آیا ہے کہ ابراہیم علیہ السّلام قیامت میں عرض کرینگے اللہ وعدتنی ان لا تخزنی یعنی یوم یبعثون فای خزی اخزی من ابی الابعد اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا انی حرمت الجنۃ علی الکافرین اور پھر ارشاد ہوگا ماتحت رجلیک اور ان کو وہ بشکل کفتار نظر آوے گا پھر دوزخ میں پھینک دیا جاویگا سو اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ آپ اس وقت اس کی مغفرت چاہیں گے بلکہ مطلب یہ ہوگا کہ آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ تم کو قیامت کی رسوائی سے بچاؤں گا اور اس میں بھی ایک گونہ رسوائی ہے کہ میرا باپ اس حالت میں ہو تو اس سے مجھ کو بچائیے اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا حاصل یہ ہوگا کہ رسوائی سے بچانے کا ایک طریق تو وہ نہیں سکتا کہ اس کی مغفرت کردیجاوے ہم دوسری صورت تجویز کرتے ہیں کہ اس کو مسخ کرتے ہیں کہ کوئی اس کو پہچانے نہیں اور تم کو شرمندگی نہ ہو خوب سمجھ لو اور جاننا چاہئے کہ ابراہیم ؑ کا استغفار کرنا جس طرح پر واقع ہوا ہے اسی طرح اوروں کو بھی جائز ہے پھر جو سورۂ ممتحنہ میں فرمایا گیا ہے الا قول ابراھیم یعنی اس قول میں آپ کا اقتداء نہ کرنا مطلب یہ ہے کہ اس قول کا جو مطلب تم سمجھ رہے ہو کہ اس کو اطلاق پر محمول کر رکھا ہے اس میں اقتداء مت کرنا خوب سمجھ لو ربط اوپر کی آیت میں مشرکین کے لئے استغفار کرنے کو ناجائز فرمایا تھا چونکہ ناجائز افعال کا خاصہ ہے کہ ان کے کرنے سے قلب میں ایک ظلمت پیدا ہوجاتی ہے جس سے گمراہی کا مادہ قریبہ پیدا ہوجاتا ہے اور بار بار کرنے سے اس میں اور قوت ہوتی ہے جیسا آیت بل ران علی قلوبھم الخ کی تفسیر میں ترمذی اور نسائی نے حضرت ابوہریرہ رض سے مرفوعاً یہ مضمون روایت کیا ہے اس پر نظر کرکے مؤمن خائف کو توہم ہوسکتا ہے کہ ہم کو اس استغفار ناجائز سے کہیں ضرر مذکور نہ پہنچا ہو اس کے متعلق آگے تسلی فرماتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ اثر کسی فعل میں اس کے ممنوع ہونے کے بعد ہے نہ کہ قبل ممنوع ہونے کے کیونکہ عدم جواز بعد نہی کے حادث ہے اگر نہی کے قبل ہوتا اور نہی سے صرف اس کا ظہور ہوتا تو اس احتمال کی گنجائش تھی کہ اثر تو اس میں ہے ہی اس لئے ضرر ہوا ہوگا اور تسلی کے بعد اپنا صفات کمال کے ساتھ موصوف ہونا بیان فرماتے ہیں تاکہ نہی اور تسلیہ سب کی تاکید ہوجاوے ٭

ملحقات الترجمۃ

لے قولہ فی معانی جائز نہیں یعنی الآن انتفی الجواز فلا یرد انہ صلے اللہ علیہ اللہ علیہ وسلم والمؤمنین ما تبرؤا ما لا یجوز ۱۲ لے قولہ قبل الامیعد تہ اس کے قبل تھا اشارۃ الی ان اصل الجواب ہو ان الاستغفار کان قبل التبیین واستغفارکم بعد التبیین فاقیم حدیث تسبب عن الموعدۃ مقام ظاہر ان بازو لم تکن ہذا الموعدۃ لما استغفر معکونہ جائزا وتفسیری لہذہ الآیۃ بما قررت بہ انحل کثیر من الاشکالات المتعلقۃ بہا واذا خالجک اشکال رایت جوابہ فیہ ان شاء اللہ تعالیٰ ۱۲

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ إِذْ هَدٰهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ

اور اللہ ایسا نہیں کرتا کہ کسی قوم کو ہدایت کئے پیچھے گمراہ کر دے جب تک کہ ان چیزوں کو صاف صاف نہ بتلا دے جن سے وہ بچتے رہیں بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں بلاشبہ اللہ ہی کی

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۭ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى

سلطنت ہے آسمانوں اور زمین میں وہی جلاتا اور مارتا ہے اور تمہارا اللہ کے سوا نہ کوئی یار ہے نہ مددگار ہے اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کے حال پر توجہ فرمائی

النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ

اور مہاجرین اور انصار کے حال پر بھی جنھوں نے ایسی تنگی کے وقت پیغمبر کا ساتھ دیا بعد اس کے کہ ان میں سے ایک گروہ کے دلوں میں کچھ تزلزل ہو چلا تھا

ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَّعَلَي الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ۭ

پھر اللہ نے ان کے حال پر توجہ فرمائی بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان سب پر بہت ہی شفیق مہربان ہے اور ان تین شخصوں کے حال پر بھی جنکا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا تھا

تسلیۂ مؤمنین متعلق نہی مذکور و اوصاف باریتعالیٰ بتاکید تسلیۂ نہی

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا (الیٰ قولہ تعالیٰ) وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ اور اللہ ایسا نہیں کرتا کہ کسی قوم کو ہدایت کئے پیچھے گمراہ کر دے جبتک کہ ان چیزوں کو صاف صاف نہ بتلا دے جن سے وہ بچتے رہیں (پس جب ہم نے تم مسلمانوں کو ہدائت کی اور اسکے قبل استغفار للمشرکین کی ممانعت بتلائی نہ تھی تو اسکے کہنے سے تم کو یہ سزا نہیں دیجاویگی کہ تم میں گمراہی کا مادہ پیدا کر دیا جاوے) بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں (سو وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ بدوں ہمارے بتلائے ہوئے ایسے احکام کو کوئی نہیں جان سکتا اسلئے ان افعال سے مضرت بھی نہیں پہنچے دیتے اور) بلاشبہ اللہ ہی کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمین میں وہی جلاتا اور مارتا ہے (یعنے ہر طرح کی حکومت اور قدرت اسی کے لئے خاص ہے اسلئے جو چاہے حکم دے سکتا ہے اور جس ضرر سے چاہے بچا سکتا ہے) اور تمہارا اللہ کے سوا نہ کوئی یار ہے نہ مددگار ہے (بلکہ وہی یار مددگار ہے اسلئے قبل نہی تم کو ضرر سے بچاتا ہے اور اگر تم نے بعد نہی اطاعت نہ کی تو اور کوئی بچانے والا نہیں) ف اور جو ضلالۃ قبل الابتلاء ہوتی ہے جیسے کفار مصرین میں ہوتی ہے وہ بھی بعد ایضاح حق ہی کے ہوتی ہے کما یدل علیہ قولہ تعالیٰ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا پس یہ تخصیص باعتبار خصوص واقعہ کے ہے ربط اوپر آیات کثیرہ قصہ تبوک کے متعلق تھیں آگے بھی اسی قصے کے متعلق شریک ہونیوالوں کی اور شریک نہ ہونے والوں میں سے سچ بولنے والوں اور توبہ کرنیوالوں کی مدح اور انکا مقبول و مرحوم ہونا بیان فرماتے ہیں جنمیں سے بعض کا ذکر اجمالا اوپر آیت وآخرون مرجون میں بھی گذر چکا ہے اور یہ تین بزرگ تھے کعب بن مالک مرارہ بن الربیع ہلال بن امیہ ان کا قصہ جسکی طرف اس آئیت میں اشارہ ہے بخاری کی حدیث میں آیا ہے کہ آپ نے ان سے ارشاد فرما دیا کہ جاؤ اللہ کا جو حکم تمہارے بارہ میں ہوگا کیا جاویگا اور آپ نے مسلمانوں کو انکے ساتھ کلام کرنے سے منع فرما دیا۔ اور اسی حالت میں انپر پورے پچاس دن گذر گئے حتی کہ غائیت پریشانی سے تمام عالم انکی نظروں میں تنگ و تاریک نظر آنے لگا آخر یہ آئیت نازل ہوئی جس میں قبول توبہ کی بشارت دی گئی مفصل قصہ حدیث میں ہے اور بڑی وقعت اور اثر کا قصہ ہے ۰

مقبولیت مجاہدین و تائبین در تبوک

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَي النَّبِيِّ (الیٰ قولہ تعالیٰ) اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ اللہ تعالےٰ نے پیغمبر (صلے اللہ علیہ وسلم) کے حال پر توجہ

الروایات فی الدر المنثور عن المجاہد فی قولہ وما کان اللہ لیضل قوما بعد اذ ہداہم حتی یبین لہم ما یتقون قال بیان اللہ للمؤمنین فی الاستغفار للمشرکین خاصۃ وفی بیانہ طاعتہ ومعصیتہ عامۃ ما فعلوا او ترکوا

اھ قلت ولقولہ طاعتہ ومعصیتہ عامۃ صح ما روی فی سبب النزول غیر ما ذکر فانہ لا تنافی بین الانباء ۱۲

ع یعنی آیت میں جو لیضلہم کے ساتھ بعد اذ ہداہم کی قید لگائی ہے ۱۲ منہ ع وفی الطبری فی فعلوا او ذرو

حَتّٰۤی اِذَا ضَاقَتْ عَلَیْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَ ضَاقَتْ عَلَیْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَ ظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَیْهِ ؕ

یہاں تک کہ جب زمین باوجود اپنی فراخی کے اُن پر تنگی کرنے لگی اور وہ خود اپنی جان سے تنگ آ گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ خدا سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی بجز اسکے کہ اسی کی طرف رجوع کیا جاوے

ثُمَّ تَابَ عَلَیْهِمْ لِیَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۠ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ۝

پھر ان کے حال پر توجہ فرمائی تاکہ وہ آئندہ بھی رجوع رہا کریں بیشک اللہ تعالیٰ بہت توجہ فرمانے والے بڑے رحم کرنے والے ہیں اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور (عمل میں) سچوں کے ساتھ رہو

فرمائی (کہ آپ کو نبوت اور امامت جہاد اور تمام خوبیاں عطا فرمائیں) اور مہاجرین اور انصار کے حال پر بھی (توجہ فرمائی کہ ان کو ایسی مشقت کے جہاد میں مستقیم رکھا) جنہوں نے ایسی تنگی کے وقت میں پیغمبر کا ساتھ دیا۔ بعد اسکے کہ ان میں سے ایک گروہ کے دلوں میں کچھ تزلزل ہو چلا تھا (اور جہاد میں جانے سے ہمت ہارنے کو تھے۔ مگر پھر اللہ نے ان (گروہ) کے حال پر توجہ فرمائی (کہ ان کو سنبھال لیا اور آخر ساتھ ہو ہی لئے پس) بلاشبہ اللہ تعالیٰ سب پر بہت ہی شفیق مہربان ہے (کہ اپنی مہربانی سے ہر ایک کے حال پر کس کس طرح توجہ فرمائی) اور ان تین شخصوں کے حال پر بھی (توجہ فرمائی) جنکا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا تھا یہاں تک کہ جب (انکی پریشانی کی یہ نوبت پہنچی کہ) زمین باوجود اپنی (اتنی بڑی) فراخی کے ان پر تنگی کرنے لگی اور وہ خود اپنی جان سے تنگ آ گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ خدا (کی گرفت) سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی بجز اس کے کہ اسی کی طرف رجوع کیا جاوے (اس وقت وہ خاص توجہ کے قابل ہوئے) پھر ان کے حال پر (بھی خاص) توجہ فرمائی تاکہ وہ آئندہ بھی (ایسے مواقع معصیت و معصیت میں اللہ کی طرف) رجوع رہا کریں بیشک اللہ تعالیٰ بہت توجہ فرمانے والے بڑے رحم کرنے والے ہیں ف نصف پارہ و اعلموا آیت یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِیْلَ کے ذیل میں اس غزوہ کے متعلق جو چھ جماعتوں کا بیان کیا گیا تھا یہاں ان میں سے جماعت اول اور دوم اور چہارم کا ذکر ہے چنانچہ مضمون کے انطباق سے معلوم ہو سکتا ہے اور اس مقام پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ آپ کی محبوبیت خاصہ اظہر من الشمس و معلومات ضروریہ دینیہ سے ہے مگر اول تو نمبر کا پھر صحابہ کے تطییب قلب کے لئے کہ ہم بھی اس عنایت خاصہ کے فیض سے محروم نہ رہیں گے۔ جو آپ کی ذات مقدسہ پر متوجہ ہے اور اس غزوہ کے زمانہ کو ساعۃ عسرۃ اس واسطے فرمایا کہ گرمی شدید کا وقت تھا سفر دراز تھا مقابلہ قواعد دان لشکر سے تھا سواری کی بہت کمی تھی کھانے پینے کے سامان رسد کی کمی اس درجہ تھی کہ ایک ایک خرما دو دو شخصوں میں تقسیم ہوتا تھا بعض دفعہ ایک چھوارے کو آگے پیچھے کئی کئی آدمی چوستے تھے سواری کے اونٹ ذبح کرنے پڑے ان کی آلائش کو نچوڑ کر پینا پڑا کذا فی الدر المنثور مسئلہ کسی شخص کو بوجہ ارتکاب امر خلاف شرع کے یہ سزا دینا کہ اس سے ترک سلام و کلام کر دیں جائز ہے۔ اور حدیثوں میں جو ممانعت آئی ہے کہ تین روز سے زیادہ ترک کلام نہ کرے مراد اس سے وہ ہے جس کا سبب کوئی دنیوی رنج ہو واللہ اعلم ربط اوپر مجاہدین اور تائبین کی مدح اور مقبولیت مذکور تھی چونکہ یہ مقبولیت بدولت تقویٰ و صدق و اخلاص کے ہے اسلئے آگے عامہ مومنین کو اس کا امر فرماتے ہیں۔

امر تقویٰ و صدق

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور (عمل میں) سچوں کے ساتھ رہو (یعنی جو نیت اور بات میں سچے ہیں ان کی راہ چلو کہ تم بھی صدق اختیار کرو) ربط اوپر متخلفین پر ملامت اور مجاہدین کی فضیلت الگ الگ مذکور تھی۔ آگے دونوں کو مجتمعاً اسطرح فرماتے ہیں کہ دوسرے مضمون سے پہلے مضمون پر استدلال بھی ہو جاوے

ملحقات الترجمہ لہ قولہ فی تاب علیہم ان گروہ اشارۃ الی عود الضمیر الی الفریق کما یدل علیہ قولہ یزیغ ۱۲ ۲ہ قولہ فی خلفوا معاملہ فالاسناد مجازی ای خلف النحو قولہ حتی غایۃ لقولہ خلفوا لان التخلیف کان منتہیا الیہ ثم نزل الحکم فیہم ۱۲

امر ہم ۱۲ ۳ہ قولہ بعد ظنوا التوجہ کی قابل اشار بہذا الی تقدیر الجزاء ای صلحوا للتوبۃ بمعنی الرحمۃ المختصۃ ثم لعد العلو حتاب علیہم ۱۲ ۴ہ قولہ فی الصادقین نیت اثبات کما فی الروح الذین صدقوا فی الدین نیۃ وقولا وعملا ۱۲

مسائل السلوک

۱۴ ع ۸ ۳
قولہ تعالیٰ حتی اذا ضاقت علیہم الارض الخ ودلت القصۃ علی جواز التشدید علی المرید حسب ما یراہ الشیخ من المصلحۃ قولہ تعالیٰ ثم تاب علیہم فی الروح وقد جرت عادتہ تعالیٰ مع اہل محبتہ اذا صدر منہم ما ینافی مقامہم یؤدبہم بنوع من الحجاب حتی اذا ذوقہم الغایۃ واحتجبوا عن المشاہدۃ وعرفہم ما عراہم اطلع علیہم وبدل سحاب الکدورۃ واشرق علی آفاقہم انوار الفتح وقربہم بعد ایاسہم و تین علیہم بعد قنوطہم قولہ تعالیٰ یاایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین۔ فی الروح قیل خالطوہم لتکونوا مثلہم تخلقوا بالمقادن لیقتدی بہم (ترجمہ) فیہ ترغیب لصحبۃ الصالحین ۱۲ قولہ تعالیٰ حتی اذا ضاقت علیہم الارض الخ بہ قصہ اس پر دال ہے کہ مرید پر حسب مصلحت شیخ کو تشدد جائز ہے۔ قولہ تعالیٰ ثم تاب علیہم حق تعالیٰ کی عادت اپنے محبین کے ساتھ جاری ہے کہ جب ان سے کوئی امر انکے مقام کے منافی صادر ہو جاتا ہے تو ایک نوع کے حجاب سے انکی تادیب کیجاتی ہے اور جب وہ اسکی تلخی چکھ چکتے ہیں تو ابر کرم کی بارش فرمائی جاتی ہے کذا فی الروح ملخصا ۱۲ قولہ تعالیٰ یاایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین بعض تفسیر نے صحبت کی تفسیر خالطت اور مخالطت سے کی ہے کذا فی الروح اس سے صحبت کی ترغیب ...

مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ وَلَا يَرْغَبُوا بِأَنْفُسِهِمْ

مدینہ کے رہنے والوں کو اور جو دیہاتی ان کے گرد و پیش میں ہیں اُن کو یہ زیبا نہ تھا کہ رسول اللہ کا ساتھ نہ دیں اور نہ یہ کہ اپنی جان کو ان کی جان سے عزیز سمجھیں

عَنْ نَفْسِهِ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ وَلَا نَصَبٌ وَلَا مَخْمَصَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَطَئُونَ مَوْطِئًا يَغِيظُ

یہ اس سبب سے ہے کہ ان کو اللہ کی راہ میں جو پیاس لگی اور جو ماندگی پہنچی اور جو بھوک لگی اور جو چلنا چلے جو کفار کے لئے موجب غیظ ہوا ہو

الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ نَيْلًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝ وَلَا يُنْفِقُونَ نَفَقَةً

اور دشمنوں کی جو خبر لی ان سب پر ان کے نام ایک ایک نیک کام لکھا گیا یقیناً اللہ تعالیٰ مخلصین کا اجر ضائع نہیں کرتے اور جو کچھ چھوٹا بڑا انہوں نے

صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً وَلَا يَقْطَعُونَ وَادِيًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

خرچ کیا اور جتنے میدان ان کو طے کرنے پڑے یہ سب بھی ان کے نام لکھا گیا تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے کاموں کا اچھے سے اچھا بدلہ دے

ملامت متخلفین بضمن فضیلت مجاہدین

مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ الی قولہ تعالیٰ لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ مدینہ کے رہنے والوں کو اور جو دیہاتی اُنکے گرد و پیش میں (رہتے) ہیں اُن کو یہ زیبا نہ تھا کہ رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کا ساتھ نہ دیں اور نہ یہ (زیبا تھا) کہ اپنی جان کو اُن کی جان سے عزیز سمجھیں (کہ آپ تو تکلیف سہیں اور یہ آرام سے بیٹھیں رہیں بلکہ آپ کے ہمراہ جانا ضروری تھا اور) یہ (ساتھ جانے کا ضروری ہونا) اس سبب سے ہے کہ (علاوہ ادائے حق محبت رسول کے ان مجاہدین کو بات بات پر ثواب حاصل ہوا ہے اگر یہ اخلاص کے ساتھ جاتے ان کو بھی ملتا چنانچہ) اُن کو اللہ کی راہ (یعنی جہاد) میں جو پیاس لگی اور جو ماندگی پہنچی اور جو بھوک لگی اور جو چلنا چلے جو کفار کے لئے موجب غیظ ہوا ہو اور دشمنوں کی جو کچھ خبر لی اُن سب پر انکے نام ایک ایک نیک کام لکھا گیا (باوجودیکہ بعض امور افعال اختیاریہ نہیں مگر یہ مقتضائے مقبولیت و محبوبیت ہے کہ امور اضطراریہ بھی مثل اعمال اختیاریہ کے موجب ثواب قرار دیئے گئے اور اس میں احتمال تخلف کا نہیں کیونکہ) یقیناً اللہ تعالیٰ مخلصین کا اجر ضائع نہیں کرتے (پس جب وعدہ کرلیا تو ضائع نہ ہوگا) اور (نیز) جو کچھ چھوٹا یا بڑا انہوں نے خرچ کیا اور جتنے میدان ان کو طے کرنے پڑے یہ سب بھی ان کے نام (نیکیوں میں) لکھا گیا تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو اُن کے (ان سب) کاموں کا اچھے سے اچھا بدلہ دے (کیونکہ جب ثواب لکھا گیا تو بدلہ ملے گا **ف** لا یضیع میں مخلصین کی تخصیص اس لئے ہے کہ بدوں اخلاص کے تو اجر ہی نہیں ملتا

ربط اوپر جو متخلفین کے باب میں ملامت کے مضامین نازل ہوئے اس سے آئندہ کے لئے شبہ ہو سکتا تھا کہ ہمیشہ کیلئے سب کے ذمہ جہاد میں جانا ضروری ہوگا اس لئے آگے ہر شخص کے جانے کا فرض نہ ہونا بیان فرماتے ہیں اور تبوک میں جو سب حاضرین کے ذمہ فرض تھا اُس کی وجہ آیت لاتخرجوا لفتدفوا کی تفسیر میں گذر چکی ہے پس خلاصہ مجموع آیتین کا یہ ہوا کہ فی نفسہ جہاد فرض کفایہ ہے مگر امام کے حکم سے ہر مخاطب پر فرض عین ہو جاوے گا

اللغات

قولہ ینالون فی الروح لا یاخذون شیئا من الاخذ کالقتل والاسر ١٢

البلاغة قولہ کتب لہم بہ قال النسفی وحد الضمیر لانہ لما تکررت لا صار کل واحد منہا علی البدل منفردا بالذکر منصودا بالوعد کذا فی الروح **قولہ** صغیرة ولا کبیرة فی الروح ظاہر العکس فی الترتیب الترتیب باعتبار کثرة الوقوع وقلتہ وفیہ فصل ہذا واخر لانہ اہون مما قبلہ وفیہ وصف النفقة بالصغیرة والکبیرة دون القلیلة والکثیرة حملا للطاعة علی المعصیة الموصوفة بالصغیرة والکبیرة ١٢

ملحقات الترجمة

ا قولہ یرغبوا عزیز اخذ بالحاصل ١٢ **۲ قولہ** فی ذلک یہ ساتھ ہم ما قبل ای وجوب المتابعة ١٢ **۳ قولہ** قبل بانہم علاوہ بشہر بہ قولہ لا یرغبوا کما یشہد بہ الذوق ١٢ **۴ قولہ** بعد کا اخلاص کے ساتھ جاتے علاوہ ان المنافقین لا یکتب لہم اجر ولو نفروا والدلیل علی ہذا القید قولہ اجر المحسنین ١٢ **۵ قولہ** نے چلنا، فمارنہ الی کونہ مصدرا ١٢ **۶ قولہ** وادیا میدان استعمل فیہ مجازا کما فی الروح ١٢ **۷ قولہ** احسن اچھے سے لم علی معنی ان اعمالہم جزاء حسنا و احسن وہو تعالی یفضلہم احسن جزاء کذا فی الروح ١٢

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا

اور مسلمانوں کو یہ نہ چاہئے کہ سب کے سب نکل کھڑے ہوں سو ایسا کیوں نہ کیا جاوے کہ ان کی ہر ہر بڑی جماعت میں سے ایک چھوٹی جماعت جایا کرے تاکہ باقیماندہ لوگ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرتے رہیں اور تاکہ

قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا

قوم کو جب کہ ان کے پاس آویں ڈراویں تاکہ وہ احتیاط رکھیں ۔ اے ایمان والو ان کفار سے لڑو جو تمہارے آس پاس ہیں اور ان کو تمہارے اندر سختی پانا چاہئے

فِيكُمْ غِلْظَةً ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ۝ وَإِذَا مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَٰذِهِ إِيمَانًا

اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کے ساتھ ہے اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو بعض منافقین کہتے ہیں کہ اس سورت نے تم میں سے کس کے ایمان میں ترقی دی

فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ۝

سو جو لوگ ایمان دار ہیں اس سورت نے ان کے ایمان میں ترقی دی ہے اور وہ خوش ہو رہے ہیں

فرض کفایہ بودن نفیر برائے جہاد

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً (الی قولہ تعالیٰ) لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ۝ اور (ہمیشہ کے لئے) مسلمانوں کو یہ (بھی) نہ چاہئے کہ (جہاد کے واسطے) سب کے سب (ہی) نکل کھڑے ہوں (کہ اس میں بھی بعض اوقات مسلمانوں کا ضرر ہے) سو ایسا کیوں نہ کیا جاوے کہ ان کی ہر ہر بڑی جماعت میں سے ایک ایک چھوٹی جماعت (جہاد میں) جایا کرے (اور کچھ اپنے وطن میں رہجایا کریں) تاکہ (یہ) باقیماندہ لوگ (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں آپ سے اور آپکے بعد علمائے شہر سے) دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرتے رہیں اور تاکہ یہ لوگ اپنی (اُس) قوم کو (جو کہ جہاد میں گئے ہیں) جبکہ وہ ان کے پاس واپس آویں (دین کی باتیں سنا کر خدا کی نافرمانی سے) ڈراویں تاکہ وہ (اُن سے دین کی باتیں سُن کر بُرے کاموں سے) احتیاط رکھیں ف باقیماندہ لوگوں کے رہجانے میں جو مصلحتیں ہیں اُن میں سے ایک بڑی مصلحت کو کہ دینی مصلحت ہے ذکر فرمایا اس کے علاوہ دنیا کی بھی مصلحتیں ہیں جو ظہور کی وجہ سے محتاج ذکر نہیں مثلاً سب کے چلے جانے میں خود دار الاسلام کا قبضہ سے نکل جانا غیر مستبعد ہے اور تفقہ فی الدین کی تخصیص فرقہ باقیماندہ کے ساتھ اس لئے ہے کہ غالباً تحصیل علم حضر اور شہر ہی میں ہوتا ہے ربط اوپر چند آیتوں میں جہاد کی ترغیب تھی آگے اس کی ترتیب مع اسکے بعض متعلقات کے مذکور ہے:۔

ترتیب جہاد يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ۝ اے ایمان والو اُن کفار سے لڑو جو تمہارے آس پاس (رہتے) ہیں اور اُن کو تمہارے اندر سختی پانا چاہئے (یعنی جہاد کے وقت بھی مضبوط رہنا چاہئے اور ویسے بھی غیر زمانہ صلح میں اُن سے ڈھیلا پن نہ برتنا چاہئے) اور یہ یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ (کی امداد) متقی لوگوں کے ساتھ ہے (پس ان سے ڈرو و دبو مت) ف حاصل ترتیب کا ظاہر ہے کہ اول پاس والوں سے نبٹنا چاہئے پھر بقایا میں جو سب سے پاس کے ہوں وعلیٰ ہذا القیاس اور اس ترتیب کے عکس میں جو مفاسد ہیں ظاہر ہیں چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے جو باختیار خود غزوات فرمائے اور صحابہؓ نے بھی سب میں یہی ترتیب ملحوظ رہی ربط اوپر آیات کثیرہ میں منافقین کے ذمائم مذکور ہوئے ہیں منجملہ اُنکے آیات منزلہ کے ساتھ تمسخر اور اُن سے تنفر ہے آگے اس کا بیان ہے مع جواب و عتاب کے

ذکر تمسخر منافقین با آیات منزلہ و نفرشان از انہا مع جواب و عتاب

وَإِذَا مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ (الی قولہ تعالیٰ) صَرَفَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ ۝ اور جب کوئی سورت (جدیدہ) نازل کی

الروایات اخرج ابو الشیخ عن عبد اللہ بن عمیر قال کان المؤمنین لحرصہم علی الجہاد اذا بعث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سریۃ خرجوا فیہا وترکوا النبی صلے اللہ علیہ وسلم فی رقۃ من الناس فانزل اللہ تعالیٰ وما کان المؤمنین لینفروا کافۃ امروا اذا بعث النبی صلے اللہ علیہ وسلم سریۃ ان تخرج طائفۃ وتقیم طائفۃ فیحفظ المقیمون علی الذین خرجوا ما انزل اللہ من القرآن وما سن من السنن فاذا رجع اخوانہم اخبروہم بذلک وعلموہم واذا خرج رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لم یتخلف عنہ احد الا باذن او عذر واخرج ابن جریر وابن المنذر عن عکرمۃ قال لما نزلت الا تنفروا یعذبکم عذابا الیما وما کان لاہل المدینۃ الآیۃ قال المنافقون ہلک اہل البدو الذین تخلفوا عن محمد صلے اللہ علیہ وسلم وقد کان اناس خرجوا الی البدو والی قومہم یفقہونہم فانزل اللہ تعالیٰ وما کان المؤمنین لینفروا الآیۃ اھ قلت وقد افترت بکامل کلا السببین فی التمہید ۱۲ ملحقات الترجمہ ۱؎ قولہ فی فلولا کیوں نہ کیا جاوے اشارۃ الی ان فی الروح وہو ان لولا ہہنا للتحضیض وہی مع الماضی یفید التوبیخ لکن اللوم علی الترک فیما یمکن تلافیہ قد یفید الامر بہ فی المستقبل ای فلینفر ۱۲ ۲؎ قولہ فی فرقۃ وطائفۃ بڑی چھوٹی فی الروح ماخوذ من السیاق ومن التبعیضیۃ لان المبعض فی الغالب اقل من الباقی ولا فالجوہری لم یفرق بینہما ۱۲ ۳؎ قولہ فی لیتفقہوا باقیماندہ فی الروح عائد الی الفرقۃ الباقیۃ المفہومۃ من الکلام وقیل لابد من اضمار وتقدیرا ای فلولا نفر من کل فرقۃ طائفۃ واقام طائفۃ لیتفقہوا الخ ۱۲

مسائل السلوک

۱؎ قولہ تعالیٰ وما کان المؤمنون لینفروا کافۃ الخ دلیل ان المطلوب ان یکون ع 15 نظام المہم الدینی بحیث لا یخل بہم مہم لنحو من المہم المعاش ولا یجب ۲؎ قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار ای الذین یقربون منکم ویحتمل منہ ان الاقرب من الحبیب النفس کما ورد اعدی عدوک نفسک التی بین جنبیک فکن مبتدئا باصلاحہ کما قیل ؎ ابدأ بنفسک فانہہا عن غیہا فاذا انتہت عنہ فانت حکیم ۔ ترجمہ قولہ تعالیٰ وما کان المؤمنون لینفروا کافۃ اس میں دلیل ہے کہ مہم دینی کا انتظام ایسا ہونا چاہیے کہ دوسری ضروریات میں جیسے امر معاش بھی ہے مخل نہ ہوں قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار اس سے مستنبط ہوتا ہے کہ چونکہ سب سے قریب تر نفس ہے ابتداء اس سے مجاہدہ کرے ۱۲

۴؎ قولہ فی یجدوا یعنی اشارہ الی ان المامور بہم الکفار لفظا والمؤمنون معنی ۱۲ ۵؎ قولہ فی نون پھر بقایا میں اشارہ الی ان قولہ یلونکم یدخل فیہ الکفار جمیعا بہذا الاعتبار والا بعد التحقیق شاذ ۱۲

وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوا وَهُمْ كَافِرُونَ ۝ أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ

اور جن کے دلوں میں آزار ہے اس سورت نے ان میں ان کی گندگی کے ساتھ اور گندگی بڑھادی اور وہ حالت کفر ہی میں مرگئے اور کیا ان کو نہیں دکھلائی دیتا کہ یہ لوگ ہر سال میں

فِي كُلِّ عَامٍ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ ۝ وَإِذَا مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ نَظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَى

ایکبار یا دو بار کسی نہ کسی آفت میں پھنستے رہتے ہیں پھر بھی باز نہیں آتے اور نہ وہ کچھ سمجھتے ہیں اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو ایک دوسرے کو دیکھنے لگتے ہیں

بَعْضٍ هَلْ يَرَاكُمْ مِنْ أَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوا صَرَفَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ ۝

کہ تم کو کوئی دیکھتا تو نہیں پھر چل دیتے ہیں خدا تعالیٰ نے ان کا دل پھیر دیا ہے اس وجہ سے کہ وہ محض بے سمجھ لوگ ہیں

جاتی ہے تو بعض منافقین (غربا مسلمین سے بطور تمسخر) کہتے ہیں کہ (کہو) اس سورت نے تم میں سے کس کے ایمان میں ترقی دی (آگے حق تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ تم جواب چاہتے ہو سو (سنو) جو لوگ ایماندار ہیں اس سورت نے انکے (تو) ایمان میں ترقی دی ہے اور وہ (اس ترقی کے ادراک سے) خوش ہو رہے ہیں (مگر چونکہ وہ امر قلبی ہے اور تم کو نصیب نہیں اس لئے اس کا ادراک بھی نصیب نہیں اور تمسخر کرتے ہو) اور جنکے دلوں میں (نفاق کا) آزار ہے اس سورت نے ان میں انکی (پہلی) گندگی کیسا تھ اور (نئی) گندگی بڑھادی (کیونکہ پہلے ایک حصہ قرآن کا انکار تھا۔ اب اس جدید حصہ کا انکار مزید ہوا) اور وہ حالت کفر ہی میں مرگئے (یعنے جو ان میں مرچکے ہیں وہ کافر مرے اور جو اسی اصرار پر رہیں گے وہ کافر مریں گے۔ حاصل جواب یہ ہوا کہ قرآن میں ایمان کو ترقی دینے کی بیشک خاصیت ہے لیکن محل میں قابلیت بھی تو ہو اور اگر پہلے سے خباثت مستحکم ہے تو اور بھی اُس کو استحکام ہو جاویگا۔ در باغ لالہ روید و در شورہ بوم و خس) اور کیا ان کو نہیں دکھلائی دیتا کہ یہ لوگ ہر سال میں ایک بار دو بار کسی نہ کسی آفت میں پھنستے رہتے ہیں (مگر) پھر بھی (اپنی حرکات شنیعہ سے) باز نہیں آتے اور نہ وہ کچھ سمجھتے ہیں (جس سے باز آنے کی آئندہ امید ہو یعنے ان حوادث سے اُن کو عبرت پکڑنا اور عبرت پکڑکر اپنی اصلاح کر لینا چاہیئے تھا یہ تو اُن کے تمسخر کا بیان ہوا جو اپنی مجالس میں کرتے تھے آگے تنفر کا بیان ہے جو مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ان سے صادر ہوتا تھا۔ چنانچہ ارشاد ہے) اور جب کوئی سورت (جدید) نازل کی جاتی ہے تو ایک دوسرے کو دیکھنے لگتے ہیں (اور اشارہ سے باتیں کرتے ہیں) کہ تم کو کوئی (مسلمان) دیکھتا تو نہیں (کہ اٹھنا سوا دیکھ لے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جا لگائے) پھر (اشارہ ہی اشارہ میں باتیں کرکے وہاں سے اُٹھ کر) چل دیتے ہیں (یہ لوگ مجلس نبوی سے کیا پھرے) خدا تعالےٰ نے اُن کا دل (ہی ایمان سے) پھیر دیا ہے۔ اس وجہ سے کہ وہ محض بے سمجھ لوگ ہیں (کہ اپنے نفع سے کھاگتے ہیں) ف مرۃ او مرتین سے مراد خاص عدد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ کبھی ایک بار کبھی متعدد بار ایسا ہو جاتا ہے اور مراد آفات و حوادث سے یا تو عام ہے مگر عاقل اُن سے بھی متنبہ ہو کر اپنی اصلاح کرتا ہے۔ یا خاص وہ واقعات مراد ہیں جو ان کے نفاق کی بنا پر پیش آتے تھے مثلاً انکے دوست کفار مغلوب ہو گئے۔ کبھی اُن کے نفاق کی باتیں کھل گئیں۔ اُس پر لیشانی اور باز پرس کے اندیشہ میں مبتلا رہے وعلی ہذا سو ان سے عبرت حاصل کرنا خصوصیت کے ساتھ ضروری تھا۔ ربط چونکہ یہ سورت قرآن کی آخری سورتوں میں سے ہے اسلئے اس کے خاتمہ پر اقامت حجت و اتمام دعوت کے لئے آپ کی رسالت اور بعض اوصاف کمال کی توضیح مناسب ہوئی اور نہ ماننے کی صورت میں اظہار توکل و توحید سے کہ وہ بھی اصول مہمہ سے ہے آپ کی اظہار جلادت مستحسن ہوئی بالخصوص اس سورت کے ساتھ اس وجہ سے یہ مضمون زیادہ چسپاں ہے کہ اس میں تبریہ سے اتمام حجت کر دیا گیا پس ایک اتمام دوسرے اتمام کا مؤکد ہو جاویگا۔

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ اولا یرون انہم یفتنون فی کل عام مرۃ او مرتین ثم لا یتوبون الخ فی الروح ای یختبرہم بالبلاء لیتوبوا وفی العرائس یسوط من سیاط اللّٰہ تعالیٰ لیسوق بہ عبادہ الیہ وان البلاء یکسر سورۃ النفس فیلین القلب فیرجع الی مولاہ اھ ترجمہ۔ قولہ تعالےٰ اولا یرون انہم یفتنون فی کل عام مرۃ او مرتین ثم لا یتوبون اس سے بلا کی حکمت معلوم ہوتی ہے کہ مولا کی طرف توجہ ہو جاوے ۱۲

ملحقات الترجمہ

ك قولہ یعنے کافر ہی ان حاصل جواب اشارۃ الی ان الجواب قد تم لقولہ تعالیٰ فاما الذین آمنوا الخ و زید علیہ قولہ واما الذین فی قلوبہم الخ اظہار المشار استہزائہم من جہلہم بطلان ذاکہم المسبب من رجسہم الذی زاد بالسورۃ فکیف یتوقع منہم الادراک ۱۲

ك قولہ فی ہل یراکم اشارہ سے اشارۃ الی تقدیر القول لکن باشارۃ لان المحادثۃ کانت فی المجلس النبوی ۱۲

153 / 158

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○

تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں جنکو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گذرتی ہے جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں ایمانداروں کے ساتھ بڑے ہی شفیق مہربان ہیں

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○ ع

پھر اگر روگردانی کریں تو آپ کہہ دیجئے کہ میرے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہے اُس کے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کرلیا اور وہ بڑے بھاری عرش کا مالک ہے

رسالت وکمالات رسالت مع اظہار جلادت

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ (الی قولہ تعالیٰ) عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ (اے لوگو) تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس (بشر) سے ہیں (کہ تم کو نفع حاصل کرنا آسان ہو) جنکو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گذرتی ہے (چاہتے ہیں کہ تم کو کوئی ضرر نہ پہنچے) جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں (یہ حالت تو سب کے ساتھ ہے پھر بالخصوص) ایمانداروں کے ساتھ (تو) بڑے ہی شفیق (اور) مہربان ہیں (ایسے رسول سے مستفید نہ ہونا بڑی محرومی ہے) پھر اگر (اس پر بھی آپ کو رسول ماننے سے اور آپ کے اتباع کرنے سے) روگردانی کریں تو آپ کہہ دیجئے (میرا کیا نقصان ہے) میرے لئے (تو) اللہ تعالیٰ (حافظ و ناصر) کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں (پس معبودیت اُس کے ساتھ مختص ہے تو لامحالہ سارے کمالات علم وقدرت اس میں بے مثل ہونگے پھر مجھ کو کسی کی مخالفت سے کیا اندیشہ) میں نے اُسی پر بھروسہ کرلیا۔ اور وہ بڑے بھاری عرش کا مالک ہے (تو اور چیزیں تو بالاولے اُس کی مملوک ہونگی پس اس پر بھروسہ کرنے کے بعد مجھ کو کوئی اندیشہ نہیں البتہ تم اپنی فکر کرلو۔ حق کا انکار کرکے کہاں رہوگے۔) **ف** عرش کا عظیم ہونا اس لئے ظاہر ہے کہ آفتاب زمین سے ڈیڑھ سو حصہ سے بھی بڑا ہے۔ اور آسمان میں کتنی ذراسی جگہ میں موجود ہے پس آسمان کتنا بڑا ہوا پھر دوسرا آسمان اس سے اور تیسرا اُس سے وعلیٰ ہذا القیاس کس قدر بڑا ہوگا۔ اور سب آسمان کرسی کے سامنے ایسے ہیں جیسے بڑی ڈھال میں سات درہم ڈال دیئے جاویں۔ پھر کرسی عرش کے سامنے ایسی ہی چھوٹی ہے اس سے اندازہ کرلیا جاوے اہل رصد جسکو فلک الافلاک کہتے ہیں مرکز عالم سے اُس کے مقعر تک حسب نقل روح المعانی تین کروڑ پینتیس لاکھ چوبیس ہزار چھ سو نو فرسنگ کا فاصلہ ہے اور فرسنگ تین کوس کا ہوتا ہے تو فاصلہ مذکورہ دس کروڑ پانچ لاکھ تہتر ہزار آٹھ سو ستائیس کوس کا ہوا یہ اس دائرہ سطح مقعر کا نصف قطر ہوا۔ اس سے سطح مقعر کی عظمت کا اندازہ کرنا چاہئیے اور محدب تک کا فاصلہ اہل رصد کو معلوم نہیں ہوا تھا لانکہ اہل ہیئت یہ ثابت نہیں کرسکے کہ فلک الافلاک سے اوپر کچھ نہیں اور روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ عرش سے اوپر کوئی جسم نہیں پس اگر فلک الافلاک عرش کے علاوہ کوئی چیز ہے تو عرش اُس سے بھی اوپر ہوگا تو اس کی عظمت کا کیا حساب ہوسکتا ہے۔ وہ عدد عربی میں ان الفاظ سے لکھا ہے ثلاثة وثلثون الف الف وخمسمائة واربعة وعشرون الفاوستمائة وتسع فراسخ واللہ اعلم وقد تم تفسیر سورة البراءة لسبع عشرة خلت من ربیع الثانی یوم الاثنین سنہ ١٣٢٣ھ من الهجرة النبوية صلى الله على صاحبها ما لا يحد ولا يحصى من سلام وتحية اللهم فوفقني لاتمام تفسير لقية القرآن ببركة هذا النبي سيد الانس والجان۔

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ لقد جآءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم الخ ع ١٦ ما کان الشیخ من نوابہ صلی اللہ علیہ وسلم ینبغی ان یکون فیہ نحو صفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم التی ذکرت فی ھذہ الآیۃ تحت سورۃ التوبۃ

ترجمہ

قولہ تعالیٰ لقد جآءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم الخ یہ صفات ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور چونکہ شیخ بھی نائب ہوتا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اس لئے یہ صفات اس میں بھی ہونا ضروری ہیں سورۃ توبہ ختم ہوئی۔

النحو عزیز علیہ خبر مقدم وما عنتم بتاویل المصدر مبتدا ١٢

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں جنکو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گذرتی ہے جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں ایمانداروں کے ساتھ بڑے ہی شفیق مہربان ہیں

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ ع

پھر اگر روگردانی کریں تو آپ کہہ دیجئے کہ میرے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے اُس کے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کرلیا اور وہ بڑے بھاری عرش کا مالک ہے

رسالت و کمالات رسالت مع اظہار جلادت

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ (الی قولہ تعالیٰ) عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ (اے لوگو) تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس (بشر) سے ہیں (کہ تم کو نفع حاصل کرنا آسان ہو) جنکو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گذرتی ہے (چاہتے ہیں کہ تم کو کوئی ضرر نہ پہنچے) جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں (یہ حالت تو سب کے ساتھ ہے پھر بالخصوص) ایمانداروں کے ساتھ (تو) بڑے ہی شفیق (اور) مہربان ہیں (ایسے رسول سے مستفید نہ ہونا بڑی محرومی ہے) پھر اگر (اس پر بھی آپ کو رسول ماننے سے اور آپ کے اتباع کرنے سے) روگردانی کریں تو آپ کہہ دیجئے (میرا کیا نقصان ہے) میرے لئے (تو) اللہ تعالیٰ (حافظ و ناصر) کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں (پس معبودیت اُس کے ساتھ مختص ہے تو لامحالہ سارے کمالات علم و قدرت اس میں بے مثل ہونگے پھر مجھ کو کسی کی مخالفت سے کیا اندیشہ) میں نے اسی پر بھروسہ کرلیا۔ اور وہ بڑے بھاری عرش کا مالک ہے (تو اور چیزیں تو بالاولےٰ اُس کی مملوک ہونگی پس اس پر بھروسہ کرنے کے بعد مجھ کو کوئی اندیشہ نہیں البتہ تم اپنی فکر کرلو۔ حق کا انکار کرکے کہاں رہوگے۔) **ف** عرش کا عظیم ہونا اس لئے ظاہر ہے کہ آفتاب زمین سے ڈیڑھ سو حصہ سے بھی بڑا ہے۔ اور آسمان میں کتنی ذراسی جگہ میں موجود ہے پس آسمان کتنا بڑا ہوا پھر دوسرا آسمان اس سے اور تیسرا اُس سے وعلیٰ ہذا القیاس کس قدر بڑا ہوگا۔ اور سب آسمان کرسی کے سامنے ایسے ہیں جیسے بڑی ڈھال میں سات درہم ڈال دیئے جاویں۔ پھر کرسی عرش کے سامنے ایسی ہی چھوٹی ہے اس سے اندازہ کرلیا جاوے اہل رصد جسکو فلک الافلاک کہتے ہیں مرکز عالم سے اُس کے مقعر تک حسب نقل روح المعانی تین کروڑ پینتیس لاکھ چوبیس ہزار چھ سو نو فرسنگ کا فاصلہ ہے اور فرسنگ تین کوس کا ہوتا ہے تو فاصلہ مذکورہ دس کروڑ پانچ لاکھ تہتر ہزار آٹھ سو ستائیس کوس کا ہوا یہ اس دائرہ سطح مقعر کا نصف قطر ہوا۔ اس سے سطح مقعر کی عظمت کا اندازہ کرنا چاہئے اور محدب تک کا فاصلہ اہل رصد کو معلوم نہیں ہوا حالانکہ اہل ہیئت یہ ثابت نہیں کرسکے کہ فلک الافلاک سے اوپر کچھ نہیں اور روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ عرش سے اوپر کوئی جسم نہیں پس اگر فلک الافلاک عرش کے علاوہ کوئی چیز ہے تو عرش اُس سے بھی اوپر ہوگا تو اس کی عظمت کا کیا حساب ہوسکتا ہے۔ وہ عدد عربی میں ان الفاظ سے لکھا ہے ثلاثۃ وثلثون الف الف وخمسمأتۃ واربعۃ وعشرون الفا وستمأتۃ وتسع فراسخ واللہ اعلم وقد تم تفسیر سورۃ البراءۃ لسبع عشرۃ خلت من ربیع الثانی یوم الاثنین سنۃ ١٣٢٣ھ من الھجرۃ النبویۃ صلی اللہ علی صاحبہا ما لا یحد ولا یحصی من سلام وتحیۃ اللھم فوفقنی لاتمام تفسیر لبقیۃ القراٰن ببرکۃ ھذا النبی سید الانس والجان۔

النحو عزیز علیہ خبر مقدم وما عنتم بتاویل المصدر مبتدا ١٢

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم الخ ما کان الشیخ من نواب صلی اللہ علیہ وسلم ینبغی ان یکون فیہ نحو صفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم التی ذکرت فی ھذہ الایۃ تمت سورۃ التوبۃ

ترجمہ

قولہ تعالیٰ لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم الخ یہ صفات ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور چونکہ شیخ بھی نائب ہوتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس لئے یہ صفات اس میں بھی ہونا ضرور ہے تاہیں

سورۃ توبہ ختم ہوئی ۔

وجوہ المثانی متعلقہ جلد چہارم بیان القرآن

سورۃ الاعراف

قوله تعالیٰ قليلاً ما يتذكرون فيه ثلث قراءات الاولى بياء قبل التاء وتخفيف الذال لابن عامر والثانية بتخفيف الذال ولا ياء قبل التاء لحفص وحمزة والكسائى والثالثة بتشديد الذال ولا ياء قبل التاء للباقين قوله تعالىٰ منها تخرجون فيه قراءتان الاولى بفتح التاء وضم الراء لابن ذكوان و حمزة والكسائى والثانية بضم التاء وفتح الراء للباقين قوله تعالىٰ ولباس التقوىٰ قراءتان الاولى بنصب لسين لنافع وابن عامر والكسائى عطفا على لباسًا والثانية بالرفع للباقين قوله تعالىٰ ويحسبون فيه قرءتان الاولى بفتح السين لابن عامر وعاصم وحمزة والثانية بالكسر للباقين قوله تعالىٰ خالصة فيه قراءتان الاولىٰ برفع التاء على انه خبر بعد خبر لنافع والثانية بالنصب على الحال من الضمير المستتر فى الجار والمجرور للباقين قوله تعالىٰ ما لم ينزل فيه قراءتان الاولىٰ بالتخفيف لابن كثير وابى عمرو والثانية بالتشديد للباقين۔

قوله تعالىٰ جاء تهم رسلنا فيه قراءتان الاولى بسكون السين لابى عمرو والثانية بالضم للباقين قوله تعالىٰ ولكن لا تعلمون فيه قراءتان الاولىٰ بالياء على الغيبة لشعبة والثانية بالتاء على الخطاب للباقين قوله تعالىٰ لا تفتح لهم فيه ثلث قراءات الاولىٰ بتاء التانيث وقبل الفاء وسكون الفاء وتخفيف التاء بعدها لابى عمرو والثانية بالياء على التذكير وسكون الفاء وتخفيف التاء لحمزة والكسائى والثالثة بالتاء التانيث وفتح الفاء وتشديد التاء للباقين قوله تعالىٰ وما كنا فيه قراءتان الاولى بحذف الواو قبل ما لابن عامر والثانية بالواو للباقين۔

قوله تعالىٰ قالوا نعم فيه قراءتان الاولى بكسر العين للكسائى والثانية بالفتح للباقين والكسر لغة فيه نسبت الى كنانة وهذيل۔

قوله تعالىٰ ان لعنة الله فيه قراءتان الاولىٰ بتشديد ان ونصب التاء للبزى وابن عامر وحمزة والكسائى والثانية بتخفيف ان ورفع التاء للباقين قوله تعالىٰ يغشى فيه قراءتان الاولى بفتح الغين وتشديد الشين لشعبة وحمزة والكسائى من التفعيل والثانية بسكون الغين وتخفيف الشين للباقين من الافعال قوله تعالىٰ والشمس والقمر والنجوم مسخرات۔ فيه قراءتان الاولىٰ برفع الاربعة لابن عامر والثانية بالنصب للباقين الا ان مسخرات منصوب بالكسرة والرفع على الابتداء والخبرية والنصب على العطف على السموات والحالية قوله تعالىٰ خفية فيه قراءتان الاولى بكسر الخاء لشعبة والثانية بالضم للباقين وهما لغتان قوله تعالىٰ يرسل الريح۔ فيه قراءتان الاولى بالتوحيد لابن كثير وحمزة والكسائى والثانية بالجمع للباقين قوله تعالىٰ بشرا۔ فيه اربع قراءات الاولى بالباء الموحدة وسكون الشين لعاصم والثانية بالنون مفتوحة وسكون الشين لحمزة والكسائى والثالثة بالنون مضمومة وسكون الشين لابن عامر والرابعة بضم النون والشين للباقين وهو على الاولى مخفف بشرا بضمتين جمع بشير اى مبشرات وعلى الثانية مصدر فى موقع الحال بمعنى ناشرات او مفعول مطلق فان الارسال والنشر متقاربان وعلى الثالثة مخفف الرابعة جمع نشور بفتح النون بمعنى ناشر قوله تعالىٰ لبلد ميت۔ فيه قراءتان الاولى بتخفيف الياء لابن كثير وابى عمرو وابن عامر وشعبة والثانية بالتشديد للباقين قوله تعالىٰ من اله غيره۔ فيه قراءتان الاولى بخفض الراء والهاء والكسائى والثانية برفع الراء وضم الهاء للباقين وهو على الاول صفة لاله باعتبار لفظه وعلى الثانى صفة له باعتبار محله قوله تعالىٰ انى اخاف فيه۔ قراءتان الاولى بفتح الياء لنافع وابن كثير وابى عمرو والثانية بالسكون للباقين قوله تعالىٰ تذكرون۔ فيه قراءتان الاولى بتخفيف الذال لحفص وحمزة والكسائى والثانية بالتشديد للباقين قوله تعالىٰ ابلغكم۔ فى الحرفين قراءتان الاولىٰ بسكون الباء وتخفيف اللام لابى عمرو والثانية بفتح الباء وتشديد اللام للباقين قوله تعالىٰ بصطة۔ قرأ نافع والبزى وشعبة والكسائى بالصّاد وابو عمرو وهشام و قنبل وحفص وخلف بالسين وامام ابن ذكوان وخلاد فقرءا بالصّاد والسين والمرسوم بالصّاد قوله تعالىٰ بيوتا۔ فيه قراءتان الاولى بضم الباء لورش وابى عمرو وحفص والثانية بالكسر للباقين قوله تعالىٰ مفسدين وقال الملأ فيه قراءتان الاولى بالواو قبل قال لابن عامر والثانية بلا واو للباقين قوله تعالىٰ من اله غيره۔ فيه ما تقدم قوله تعالىٰ لفتحنا۔ فيه قراءتان الاولى بتشديد التاء لابن عامر والثانية

بالتخفیف للباقین قوله تعالیٰ اوامن۔ فیه قراءتان الاولی بسکون الواو عطفا علی امن السابق بالتردید لنافع وابن کثیر وابن عامر والثانیة
بفتح الواو للباقین قوله تعالیٰ حقیق علی ان لا اقول۔ فیه قراءتان الاولی علیّ بتشدید الیاء والثانیة بالسکون للباقین ومعنی الاول ظاهر
وتوجیه الثانی ان علی بمعنی الباء وحقیق خبر مبتدء محذوف ای انا جدیر بان لا اقول الخ قوله تعالیٰ ارجه۔ فیه ست قراءات الاولی
ارجئه بهمزة ساکنة وضم الهاء موصولة بواو لابن کثیر وهشام والثانیة ارجئه بهمزة ساکنة وضم الهاء مختلسة لابی عمرو والثالثة ارجئه
بهمزة ساکنة وکسر الهاء مختلسة لابن ذکوان الرابعة ارجه بلا همزة وبسکون الهاء لعاصم وحمزة الخامسة ارجه بلا همز وکسر الهاء
مختلسة لقالون السادسة ارجه بلا همز وکسر الهاء موصولة بیاء لورش والکسائی وتوجیه الثلث الاول ظاهر فانه امر من الارجاء
والضمیر منصوب متصل وضم الهاء وکسرها لغتان وتوجیه الثلث الاخر ان الهمزة حذفت تخفیفا ثم کسر الهاء ظاهر اما السکون
فلتشبیه المنفصل بالمتصل وجعل جبه وکابل فی اسکان وسطه قوله تعالیٰ بکل سحر۔ فیه قراءتان الاولی بتشدید الحاء مفتوحة والف
بعدها ولا الف قبلها لحمزة والکسائی والثانیة بتخفیف الحاء مکسورة والف قبلها للباقین قوله تعالیٰ نعم۔ فیه قراءتان الاولی بکسر
العین للکسائی والثانیة بالفتح للباقین قوله تعالیٰ تلقف۔ فیه قراءتان الاولی بسکون اللام وتخفیف القاف لحفص والثانیة بفتح اللام
وتشدید القاف للباقین بحذف احدی التائین قوله تعالیٰ سنقتل۔ فیه قراءتان الاولی بفتح النون وسکون القاف وضم التاء مخففة
لنافع وابن کثیر والثانیة بضم النون وفتح القاف وکسر التاء مشددة للباقین قوله تعالیٰ یعرشون۔ فیه قراءتان الاولی بضم الراء
لابن عامر والثانیة بالکسر للباقین وهما لغتان قوله تعالیٰ یعکفون۔ فیه قراءتان الاولی بکسر الکاف لحمزة والکسائی و
الثانیة بالضم للباقین وهما لغتان قوله تعالیٰ انجینکم۔ فیه قراءتان الاولی بحذف الیاء والنون لابن عامر والثانیة باثباتهما
للباقین قوله تعالیٰ یقتلون۔ فیه قراءتان الاولی بفتح الیاء وسکون القاف وضم التاء مخففة لنافع والثانیة بضم الیاء وفتح
القاف وکسر التاء مشددة للباقین قوله تعالیٰ وٰعدنا موسی۔ فیه قراءتان الاولی بغیر الف قبل العین لابی عمرو والثانیة بالالف
للباقین قوله تعالیٰ برسالتی۔ فیه قراءتان الاولی بغیر الف بعد اللام علی التوحید لنافع وابن کثیر والثانیه بالالف بعد اللام علی
الجمع للباقین قوله تعالیٰ سبیل الرشد۔ فیه قراءتان الاولی بفتح الراء والشین لحمزة والکسائی والثانیة بضم الراء وسکون الشین
للباقین وهما لغتان قوله تعالیٰ من حلیهم۔ فیه قراءتان الاولی بکسر الحاء لحمزة والکسائی والثانیة بالضم للباقین والثانی اصل
اللغة والاول فیه اتباع لکسر اللام قوله تعالیٰ لم یرحمنا ربنا ویغفر لنا۔ فیه قراءتان الاولی بالخطاب فی ترحمنا وتغفر لنا ونصب باء ربنا
لحمزة والکسائی والثانیة بالغیبة ورفع الباء للباقین والتوجیه ظاهر قوله تعالیٰ اصرهم۔ فیه قراءتان الاولی بفتح الهمزة ممدودة
والصاد والف بعد الصاد علی الجمع لابن عامر والثانیة بکسر الهمزة وسکون الصاد ولا الف بعدها علی التوحید للباقین قوله تعالیٰ نغفر لکم
فیه قراءتان الاولی تغفر لکم بضم التاء وفتح الفاء علی التانیث لنافع وابن عامر والثانیة بنون مفتوحة وکسر الفاء للباقین قوله تعالیٰ خطیئٰتکم
فیه ثلث قراءات الاولی بفتح الطاء وبعدها الف بعدها یاء بعدها الف علی وزن قضایاکم لابی عمرو والثانیة بکسر الطاء بعدها یاء بعدها همزة مفتوحة
مضمومة علی التوحید لابن عامر والثالثة کذلک الا ان الهمزة ممدودة علی الجمع للباقین لکن نافعا منهم یضم التاء علی انه
مفعول ما لم یسم فاعله والباقون یکسرون قوله تعالیٰ معذرة۔ فیه قراءتان الاولی بالنصب لحفص والثانیة بالرفع للباقین والتاویل
علی الاول نعظ وعلی الثانی وعظنا قوله تعالیٰ بعذاب بئیس۔ فیه اربع قراءات الاولی بکسر الباء بعدها همزة ساکنة لابن عامر وکان اصله بئس
بباء مفتوحة وهمزة مکسورة کحذر فسکن بعد نقل الحرکة الی الباء للتخفیف والثانیة بکسر الباء بعدها یاء ساکنة لنافع علی قلب الهمزة هی فی
القراءة الاولی یاء کما قلبت فی ذیب لسکونها وانکسار ما قبلها والثالثة بفتح الباء بعدها یاء ساکنة وبعد الیاء همزة مفتوحة علی وزن فیعل کضیغم
هو وجه لشعبة والرابعة بفتح الیاء وبعدها همزة مکسورة ممدودة کفعیل للباقین وهو وجه اخر لشعبة وکلها من البوس والباس بمعنی الشدة
قوله تعالیٰ افلا تعقلون۔ فیه قراءتان الاولی بالتاء علی الخطاب لنافع وابن عامر وحفص والثانیة بالیاء علی الغیبة للباقین قوله تعالیٰ یمسکون

فیه قراءتان الاولیٰ باسکان المیم وتخفیف السین لشعبة والثانیة بفتح المیم وتشدید السین للباقین والاول من الامساک والثانیة من التمسیک
قوله تعالیٰ ذریتهم۔ فیه قراءتان الاولی بالف بعد الیاء وکسر التاء علی الجمع لنافع وابی عمرو وابن عامر والثانیة بغیر الف وفتح التاء علی التوحید للباقین **قوله تعالیٰ** ان تقولوا او تقولوا فیه قراءتان الاولی بالیاء فیهما علی الغیبة لابی عمرو والثانیة بالتاء علی الخطاب للباقین
قوله تعالیٰ یلحدون فیه قراءتان الاولی بفتح الیاء والحاء لحمزة والثانیة بضم الیا وکسر الحاء للباقین **قوله تعالیٰ** ویذرهم۔ فیه ثلث قراءات الاولی بالنون ورفع الراء لنافع وابن کثیر وابن عامر والثانیة بالیاء ورفع الراء لابی عمرو وعاصم والثالثة بالیاء وجزم الراء لحمزة والکسائی و الرفع علی الاستیناف والجزم علی العطف علی محل الجملة الاسمیة الواقعة جواب لشرط کانه قیل من یضلل الله لا یهده احد ویذرهم
قوله تعالیٰ شرکاء۔ فیه قراءتان الاولی بکسر الشین وسکون الراء بلا همز بعد الکاف علی المصدر لنافع وشعبة والثانیة بضم الشین وفتح الراء و بعد الکاف الف بعدها همزة جمع شریک للباقین **قوله تعالیٰ** لا یتبعوکم۔ فیه قراءتان الاولی بسکون التاء وفتح الباء الموحدة لنافع والثانیة بفتح التاء مشددة وکسر الباء الموحدة للباقین **قوله تعالیٰ** طیف۔ فیه قراءتان الاولی بیاء ساکنة بعد الطاء لابن کثیر وابی عمرو والکسائی علی المصدر والثانیة بالالف بعد الطاء بعدها همزة مکسورة للباقین علی صیغة اسم الفاعل **قوله تعالیٰ** یمدونهم۔ فیه قراءتان الاولی بضم الیاء وکسر المیم لنافع والثانیة بفتح الیاء وضم المیم للباقین۔

سورۃ الانفال

قوله تعالیٰ مردفین فیه قراءتان الاولی بفتح الدال لنافع ووجه للفتیل والثانیة بالکسر للباقین ووجه اخر لقبل **قوله تعالیٰ** یغشیکم النعاس۔ فیه ثلث قراءات الاولی بفتح الیاء والشین مع التخفیف والف بعدها ورفع السین من النعاس علی الفاعلیة لابن کثیر وابی عمرو والثانیة بضم الیاء و کسر الشین مخففة ونصب النعاس علی المفعولیة لنافع والثانیة بضم الیاء وفتح الغین وکسر الشین مشددة ونصب السین للباقین۔
قوله تعالیٰ وینزل۔ فیه قراءتان الاولی بسکون النون وتخفیف الزاء لابن کثیر وابی عمرو والثانیة بفتح النون وتشدید الزاء للباقین۔
قوله تعالیٰ الرعب۔ فیه قراءتان الاولی بضم العین لابن عامر والکسائی والثانیة بالسکون للباقین **قوله تعالیٰ** ولکن الله قتلهم ولکن الله رمیٰ۔ فیه قراءتان الاولی بکسر النون مخففة ورفع الهاء من اسم الله تعالیٰ فیهما لابن عامر وحمزة والکسائی والثانیة بفتح النون مشددة ونصب الهاء للباقین **قوله تعالیٰ** موهن کید۔ فیه ثلث قراءات الاولی بفتح الواو وتشدید الهاء وتنوین النون ونصب الدال علی المفعولیة لنافع وابن کثیر وابی عمرو والثانیة بسکون الواو وتخفیف الهاء مع تنوین النون ونصب الدال لابن کثیر وشعبة وحمزة و الکسائی والثالثة بسکون الواو وتخفیف الهاء وعدم تنوین النون وخفض الدال علی الاضافة لحفص **قوله تعالیٰ** وان الله مع المومنین فیه قراءتان الاولی بفتح الهمزة لنافع وابن عامر وحفص والثانیة بالکسر للباقین والفتح علی تقدیر المبتدا ای والامر ان الله والکسر علی الاستیناف **قوله تعالیٰ** لیمیز۔ فیه قراءتان الاولی بضم الیاء الاولی وفتح المیم وتشدید الیاء الثانیة مع الکسر لحمزة والکسائی والثانیة بفتح الیاء الاولی وکسر المیم وسکون الیاء الثانیة للباقین **قوله تعالیٰ** بالعدوة فی الموضعین۔ فیه قراءتان الاولی بکسر العین لابن کثیر وابی عمرو والثانیة بالضم للباقین وهما لغتان **قوله تعالیٰ** من حی۔ فیه قراءتان الاولی بیائین الاولی مکسورة بلا ادغام لنافع والبزی وشعبة والثانیة بیاء واحدة مشددة بالادغام للباقین **قوله تعالیٰ** ترجع۔ فیه قراءتان الاولی بفتح التاء وکسر الجیم لابن عامر وحمزة والکسائی والثانیة بضم التاء وفتح الجیم للباقین **قوله تعالیٰ** یتوفی۔ فیه قراءتان الاولی بالتاء علی التانیث لابن عامر والثانیة بالیاء علی التذکیر للباقین۔
قوله تعالیٰ ولا یحسبن الذین کفروا۔ فیه ثلث قراءات الاولی بالیاء علی الغیبة وفتح السین لابن عامر وحمزة وحفص والثانیة بتاء الخطاب والفتح لشعبة والثانیة بالتاء والکسر للباقین **قوله تعالیٰ** انهم لا یعجزون۔ فیه قراءتان الاولی بفتح الهمزة والثانیة بالکسر للباقین والفتح بتقدیر لام التعلیل ای لانهم والکسر علی الاستیناف **قوله تعالیٰ** للسلم۔ فیه قراءتان الاولی بکسر السین لشعبة والثانیة بالفتح للباقین وهما لغتان **قوله تعالیٰ** وان یکن منکم مائة یغلبوا الفا۔ فیه قراءتان الاولی بالتاء علی التانیث لنافع وابن کثیر وابن عامر والثانیة بالیاء

على التذكير للباقين قوله تعالىٰ ضعفا۔ فيه قراءتان الاولى بفتح الضاد لعاصم وحمزة والثانية بالضم للباقين قوله تعالىٰ فان يكن منكم مائة صابرة۔ فيه قراءتان الاولى بالياء على التذكير لعاصم وحمزة والكسائي والثانية بالتاء على التانيث للباقين قوله تعالىٰ لنبي ان يكون۔ فيه قراءتان الاولى بالتاء على التانيث لابي عمرو والثانية بالياء على التذكير للباقين قوله تعالىٰ من الاسرى۔ فيه قراءتان الاولى بضم الهمزة وفتح السين بعدها الف لابي عمرو والثانية بفتح الهمزة وسكون السين ولا الف بعدها للباقين قوله تعالىٰ من ولايتهم۔ فيه قراءتان الاولى بكسر الواو لحمزة والثانية بالفتح للباقين وهما لغتان

سورة التوبة

قوله تعالىٰ لا ايمان لهم۔ فيه قراءتان الاولى بكسر الهمزة لابن عامر والثانية بالفتح جمع يمين للباقين قوله تعالىٰ ان يعمروا مسجد الله۔ فيه قراءتان الاولى بسكون السين ولا الف بعدها على التوحيد لابن كثير وابي عمرو والثانية بفتح السين والف بعدها على الجمع للباقين قوله تعالىٰ يبشرهم۔ فيه قراءتان الاولى بفتح الياء وسكون الباء الموحدة وضم الشين مخففة لحمزة والثانية بضم الياء وفتح الباء الموحدة وكسر الشين مع التشديد للباقين قوله تعالىٰ ورضوان۔ فيه قراءتان الاولى بضم الراء لشعبة والثانية بالكسر للباقين قوله تعالىٰ وعشيرتكم۔ فيه قراءتان الاولى بالف بعد الراء على الجمع لشعبة والثانية بغير الف على التوحيد للباقين قوله تعالىٰ عزير ابن الله۔ فيه قراءتان الاولى بتنوين عزير لعاصم والكسائي والثانية بلا تنوين للباقين على العلمية والعجمة اما التنوين فعلى انه اسم عربي او عجمي لكنه صرف لخفته بالتصغير قوله تعالىٰ يضاهؤن فيه قراءتان الاولى بكسر الهاء وبعدها همزة مضمومة لعاصم والثانية بضم الهاء ولا همزة بعدها للباقين وقد جاء ضاهيت وضاهأت بمعنى واحد قوله تعالىٰ يضل به۔ فيه قراءتان الاولى بضم الياء وفتح الضاد لحفص وحمزة والكسائي والثانية بفتح الياء وكسر الضاد للباقين وكلاهما ظاهر قوله تعالىٰ كرها۔ فيه قراءتان الاولى بضم الكاف لحمزة والكسائي والثانية بالفتح للباقين وهما لغتان قوله تعالىٰ ان تقبل۔ فيه قراءتان الاولى بالياء على التذكير لحمزة والكسائي والثانية بالتاء على التانيث للباقين قوله تعالىٰ هو اذن قل اذن۔ فيه قراءتان الاولى بسكون الذال فيهما لنافع والثانية بالضم للباقين والسكون تخفيف الضم قوله تعالىٰ ورحمة للذين امنوا۔ فيه قراءتان الاولى بجر التاء لحمزة عطفا على خير والثانية بالرفع للباقين عطفا على اذن قوله تعالىٰ ان تنزل۔ فيه قراءتان الاولى بسكون النون وتخفيف الزاى لابن كثير وابي عمرو والثانية بفتح النون وتشديد الزاء للباقين قوله تعالىٰ ان نعف وقوله نعذب طائفة۔ فيه قراءتان الاولى نعف بنون مفتوحة وضم الفاء ونعذب بنون مضمومة وكسر الذال وطائفة بالنصب لعاصم والثانية يعف بياء مضمومة وفتح الفاء وتعذب بتاء مضمومة وفتح الذال وطائفة بالرفع للباقين۔
قوله تعالىٰ رسلهم۔ فيه قراءتان الاولى بسكون السين لابي عمرو والثانية بالضم للباقين قوله تعالىٰ رضوان۔ الاولى بضم الراء لشعبة والثانية بالكسر للباقين قوله تعالىٰ علام الغيوب۔ فيه قراءتان الاولى بكسر الغين لشعبة وحمزة والثانية بالضم للباقين قوله تعالىٰ دائرة السوء۔ فيه قراءتان الاولى بضم السين لابن كثير وابي عمرو والثانية بفتح السين للباقين وهو بالضم اسم بمعنى العذاب وبالفتح مصدر قوله تعالىٰ قربة۔ فيه قراءتان الاولى بضم الراء لورش والثانية بالسكون للباقين وهما لغتان قوله تعالىٰ تجري تحتها۔ فيه قراءتان الاولى بزيادة من وجر التاء بعد الهاء لابن كثير والثانية بغير من وبفتح التاء للباقين قوله تعالىٰ ان صلاتك۔ فيه قراءتان الاولى بغير واو بعد اللام ونصب التاء على التوحيد لحفص وحمزة والكسائي والثانية بالواو وكسر التاء على الجمع للباقين قوله تعالىٰ مرجون۔ الاولى بغير همز بين الجيم والواو لنافع وحفص وحمزة والكسائي والثانية بهمزة مضمومة بينهما للباقين وهما لغتان يقال ارجاته وارجيته قوله تعالىٰ والذين اتخذوا۔ فيه قراءتان الاولى بغير واو قبل الذين لنافع وابن عامر والثانية بالواو للباقين قوله تعالىٰ اسس بنيانه في الموضعين۔ فيه قراءتان الاولى بضم الهمزة وكسر السين الاولى مع التشديد ورفع النون لنافع وابن عامر والثانية بفتح الهمزة والسين مع التشديد ايضا ونصب النون قبل الهاء للباقين قوله تعالىٰ جرف۔ فيه قراءتان الاولى بسكون الراء لابن عامر وشعبة وحمزة والثانية بالرفع للباقين وهما لغتان قوله تعالىٰ تقطع۔ فيه قراءتان الاولى بفتح التاء لابن عامر وحفص وحمزة والثانية بالضم للباقين قوله تعالىٰ فيقتلون ويقتلون۔ فيه قراءتان الاولى بتقديم المقتولين قبل القاتلين لحمزة والكسائي والثانية بتقديم القاتلين قبل المقتولين للباقين قوله تعالىٰ اولا يرون۔ فيه قراءتان الاولى بالتاء على الخطاب لحمزة والثانية بالياء على الغيبة للباقين

587 / 158

فہرست مضامین منصوصۂ قرآنیہ

- ۱ حقیقت و وجوب اتباع قرآن مجید۔
- ۲ ترہیب بر انکار حق
- ۳ ترغیب اطاعت بذکر بعض نعم مع ولادت بقصہ ابلیس و خاصیت معصیت۔
- ۹ تحذیر از اضلال ابلیس عموماً و خصوصاً
- ۱۲ حکایت عہد قدیم با طاعت رب کریم و بیان نعیم جحیم
- ۱۳ تفصیل سزائے مکذبین
- ۱۵ تفصیل جزائے مومنین
- ۱۵ مکالمات اہل جنت و اہل اعراف و اہل نار۔
- ۱۸ ہدایت بودن قرآن بار بد و منتفع نبودن اہل طغیان
- ۱۸ اثبات توحید و قدرت و مثال بعث و منتفع بقرآن
- ۲۰ قصہ اول حضرت نوح علیہ السلام با قوم او
- ۲۲ قصہ دوم حضرت ہود علیہ السلام با قوم او
- ۲۳ قصہ سوم حضرت صالح علیہ السلام با قوم او
- ۲۵ قصہ چہارم حضرت لوط علیہ السلام با قوم او
- ۲۶ قصہ پنجم حضرت شعیب علیہ السلام با قوم او
- ۲۹ بیان اجمالی حالت کفار سابقین برائے عبرت کفار لاحقین
- ۳۱ قصہ ششم حضرت موسیٰ علیہ السلام با سبطیان و قبطیان
- ۳۱ ذکر بعثت موسیٰ علیہ السلام و مکالمہ او با فرعون
- ۳۲ قصہ مقابلہ سحرہ با موسیٰ علیہ السلام۔
- ۳۵ بد اندیشی قبطیان با سبطیان و نجات ایشان از و و تسلیہ موسیٰ علیہ السلام ایشان را
- ۳۶ تسلیط بلیات بر قبطیان باز ہلاک ایشان
- ۳۷ بیان انجاز وعدہ بنی اسرائیل مسمی بکلم الخ
- ۳۸ بیان بعضے از جہالات بنی اسرائیل با رب ہم انعام جلیل۔
- ۳۹ عطاء توریت و مکالمات حق تعالیٰ با موسیٰ علیہ السلام
- ۴۲ قصہ اتخاذ عجل و عاقبت آن۔
- ۴۴ بردن موسیٰ علیہ السلام ہفتاد کس ابر طور و ابرائے ایشان
- ۴۵ حصر فلاح و نجات در اتباع محمدی بدورہ اخیر و مدح متبعین
- ۴۶ بعض نعم مختصہ بنی اسرائیل۔
- ۴۷ بعض نقم نازلہ بر بنی اسرائیل
- ۷ قصہ مسخ اہل سبت
- ۴۷ تفصیل حالت سلف و خلف صالح و طالح یہود۔
- ۵۰ قصہ رفع طور بر سر یہود اہل شرور
- ۵۰ ذکر میثاق الست
- ۵۲ مثال تارک حق بعد وضوح آن۔
- ۵۳ تسلیہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم در معاملہ مخالفین حق۔
- ۵۵ جواب عدم وقوع عذاب در دنیا۔
- ۵۵ بحث رسالت
- ۵۵ توحید و تذکیر موت
- ۵۶ تکریر تسلیہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
- ۵۶ بحث قیامت
- ۵۷ انتفاء علم غیب از نبی صلے اللہ علیہ وسلم
- ۵۸ بحث اثبات توحید و ابطال شرک
- ۶۰ امر بحلم غفلت و استعاذہ و تاکید آن باذکار کلی
- ۶۱ جواب شبہہ شانی بر رسالت۔
- ۶۲ امر بتوجہ الی القرآن
- ۶۲ امر بدوام ذکر اللہ
- ترغیب طاعات بذکر طاعات ملائکہ مقربین
- ۶۴ حکم انفال و امر و فضل بعضے اعمال
- ۶۶ انعام اول
- ۶۶ انعام ثانی
- ۶۷ انعام ثالث
- ۶۸ انعام رابع
- ۶۸ انعام خامس
- ۶۹ انتقام بودن واقعۂ مذکورہ از کفار
- ۶۹ تحریم فرار از جہاد
- ۷۰ علت بودن قدرت حق و حکمت بودن در قدرت خلق
- ۷۱ تذکیر بعض نعم کفار را
- ۷۲ ترغیب طاعت و ترہیب معصیت
- ۷۵ تفصیل ذمائم کفار و استحقاق شان عذاب را
- ۷۷ احکام متعلقہ باسلام و عدم اسلام
- ۷۸ حکم غنائم
- ۷۹ حکایت و حکمت متضمن نعمت در بعض وقعات بدر۔
- ۷۹ انعام سادس
- ۷۹ انعام سابع
- ۷۹ انعام ثامن
- ۸۰ تعلیم بعضے آداب قتال
- ۸۱ ضعف کید شیطان
- ۸۲ برکت و قوت توکل علی اللہ
- ۸۲ عقوبت کفار و علت آن۔
- ۸۳ اہوال و احکام قتال بعض اہل کتاب
- ۸۴ عدم تحصن کفار از دست قہاء
- ۸۴ امر بہ تہیہ قتالی
- ۸۵ اذن قبول صلح و وعدہ حفاظت از شر کفار
- ۸۶ قانون قرار و فرار در قتال کفار
- ۸۷ حکم اساری بدر
- ۸۹ بیان حلت فدای اساری بدر
- ۸۹ وعدہ مسلمین اساری بنعم دارین بشرط اخلاص
- ۹۰ اقسام و احکام باعتبار ہجرت و اسلام
- ۹۲ فوائد ضروریہ متعلق سورۃ ہذا
- ۹۵ حکم جماعت سوم چہارم
- ۹۶ حکم جماعت اول و دوم
- ۹۶ تتمہ حکم جماعت اول متعلق برائت
- ۹۶ حکم مشترک کل جماعات
- ۹۸ حکم جماعت اول متعلق فتح مکہ
- ۱۰۰ جواب افتخار مشرکین مع رفع اختلاف مومنین در باب تفاضل بعضے اعمال
- ۱۰۲ ذم ایثار تعلقات دنیویہ بر تعلقات اخرویہ
- ۱۰۳ قصہ غزوہ حنین
- ۱۰۴ تتمہ اعلان برائت و تسلیہ مومنین
- ۱۰۵ حکم قتال اہل کتاب
- ۱۰۶ کفریات قولیہ و فعلیہ اہل کتاب
- ۱۰۸ حرص و طمع احبار و رہبان
- ۱۰۹ عود بذکر بعض جہالات کفر مشرکین
- ۱۱۱ قصہ غزوہ تبوک
- ۱۱۱ ملامت بر کسل و ترہیب بر ترک غزوہ تبوک
- ۱۱۲ عدم توقف منصوریت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بر ناصریت کسے بضمن قصہ ہجرت
- ۱۱۳ امر بغزوہ و ترغیب
- ۱۱۳ احوال و اقوال منافقین متخلفین
- ۱۱۴ عدم اولویت اذن ایشان و مبنی بر نفاق بودن استیذان ایشان
- ۱۱۵ قرینہ بطلان عذر و حکمت تخلف و تائید مفسد بودن منافقین
- ۱۱۶ بعض اقوال خاصہ منافقین
- ۱۱۶ بعض احوال مشترکہ منافقین
- ۱۱۷ مقبول نبودن نفقات منافقین
- ۱۱۸ مضطر بودن منافقین در اظہار ایمان
- ۱۱۸ بعض اقوال خاصہ دیگر منافقین
- ۱۱۹ مستحقین صدقات
- بعض احوال و اقوال ۱۲۰ خاصہ دیگر منافقین
- ۱۲۱ حلف کاذب منافقین بغرض فاسد۔
- ۱۲۲ استہزاء و اعتذار باطل منافقین
- ۱۲۳ تشابہ فی الذم مع وعید منافقین
- ۱۲۵ مدح و بشارت مومنین۔
- ۱۲۵ امر بجہاد کفار و منافقین۔
- ۱۲۶ تائید امر جہاد و تاکید مضامین سابقہ بہ بیان بعضے احوال منافقین
- ۱۲۷ بعض احوال خاصہ بعضے منافقین
- ۱۲۸ بعض دیگر احوال مشترکہ منافقین
- ۱۲۹ عدم نفع استغفار نبی مر منافقین را
- ۱۲۹ بعضے از احوال و مآل متخلفین۔
- ۱۳۰ معاملہ با منافقین بعد موت ایشان
- ۱۳۲ آکد تعذیب بودن اموال و اولاد مر کفار را
- ۱۳۲ استمرار عادت منافقین در تخلف و مدح مومنین
- ۱۳۳ حال اعراب منافقین
- ۱۳۴ قبول اعذار صحیحہ و تاکید آن
- ۱۳۵ اخبار از عذر منافقین و معاملہ با ایشان در انشائین
- ۱۳۶ ذم منافقین و مدح مخلصین از اعراب
- ۱۳۷ فضیلت مہاجرین و انصار و اتباع ایشان
- ۱۳۸ ذکر منافقین غیر معلوم النفاق۔
- ۱۳۹ ذکر مومنین متخلفین
- ۱۴۱ ذکر مسجد ضرار
- ۱۴۳ فضل مجاہدین عموماً و کاملین خصوصاً
- ۱۴۴ نہی از استغفار برائے مشرکین معہ جواب شبہہ متعلقہ آن
- ۱۴۶ تسلیہ مومنین متعلق نہی مذکور و اوصاف باری تعالیٰ بتاکید تسلیہ نہی
- ۱۴۶ مقبولیت مجاہدین و تائبین در تبوک
- ۱۴۷ امر بتقویٰ و صدق
- ۱۴۸ ملامت متخلفین بضمن فضیلت مجاہدین۔
- ۱۴۹ فرض کفایہ بودن نفیر برائے جہاد
- ۱۴۹ ذکر تسخر منافقین با آیات منزلہ و تنفرشان از آنہا معہ جواب عتاب
- ۱۵۱ رسالت و کمالات رسالت مع اظہار جلادت

تمت